جوئیل آر۔ بیکی & جیمس اے۔ لابیل

دین دار
اِزدِواجی زندگی گزارنا

اپنی مسیحی زندگی کو اور گہرا کریں

جُملہ حقوق بحق ناشرین محفوظ ہیں

Originally published in English under the title:
Living in a Godly Marriage
© 2021 by Joel R. Beeke & Jame A. La Belle

Published by Reformation Heritage Books
Grand Rapids, Michigan
Translated by permission. All rights reserved.

نام کتاب: دین دار اِزدواجی زندگی گزارنا

مصنف: جوئیل آر۔ بیکی اور جیمس اے۔ لا بیلے

مترجم: شہباز صادق

نظرِ ثانی: ڈاکٹر ایلیاہ میسیؔ

اِشاعت: ۲۰۲۵

ناشرین: اُردو سنٹر فار رِیفارمڈ تھیولوجی www.ucrt.org

اِس کتاب کا ترجمہ اور اِشاعت "ریفارمیشن ہیریٹج بکس" (Reformation Heritage Books) گرینڈ ریپڈز، مشیگن اَمریکہ کی اِجازت سے کیا گیا ہے۔ آپ اِس کتاب کو ہماری ویب سائٹ اُردو سنٹر فار رِیفارمڈ تھیولوجی www.ucrt.org سے مفت حاصل کر سکتے ہیں، مگر یہ کتاب فروخت کے لیے نہیں۔

دِین دار اِزدِواجی زِندگی گزارنا

اپنی مسیحی زِندگی کو مضبوط بنائیں

پندرھویں صدی کے اواخر سے سترھویں صدی کے اوائل تک، پیوریٹن (Puritan) یعنی راسخ العقیدہ اور متقی خدام نے ہزاروں مسیحی کتابیں لکھیں جن میں آپ کی مسیحی زِندگی کو تقویت بخشنے اور مضبوط کرنے کے لئے بے شمار بائبلی، نظریاتی، تجرباتی اور عملی ہدایات موجود ہیں۔ اُس دَور میں پیوریٹن وعظ کے مواد پر مشتمل ہزاروں کتابیں انگریزی زبان میں شائع ہوئیں۔ بد قسمتی سے، آج بہت سے اِیمان داروں کو قدیم پیوریٹن زبان کو پڑھنا مشکل محسوس ہوتا ہے اور جب قاری ایسا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو حوصلہ افزائی حاصل کرنے کی بجائے اَور زیادہ مایوس ہو جاتے ہیں۔

یہ نیا سلسلہ بعنوان "اپنی مسیحی زِندگی کو مضبوط بنائیں" دَورِ حاضر کی زبان میں اُن اہم تعلیمات کو پیش کرتا ہے جو کہ کئی پیوریٹن خدام نے ایسے موضوعات پر لکھیں جن پر، حتیٰ کہ آج بھی شاید ہی مناسب طریقے سے توجہ دی جاتی ہے۔ بالآخر، آپ پیوریٹن لوگوں کے اِیمان کو سراہیں گے اور رُوح القدس کی مدد سے یہ تجربہ کریں گے کہ اُن کی تعلیمات واقعی میں آپ کی مسیحی زِندگی کو تقویت پہنچا سکتی ہیں۔

۱) "خدا کے وعدوں کے مُطابق زِندگی گزارنا" از جوئیل آر۔ بیکی (Joel R.Beeke)، اور جیمز لاَبل (James La Belle) ۲۰۱۰ء

۲) "بھرپُور طریقے سے زِندگی گزارنا" از جوئیل آر۔ بیکی (Joel R . Beeke)، اور جیمز لاَبل (James La Belle) ۲۰۱۲ء

۳) **"اچھی نیت کے ساتھ زِندگی گزارنا"** جوئیل آر۔ بیکی (Joel R.Beeke) کی آنے والی تصنیف۔

۴) دِین دار اِزدِواجی زِندگی، مطالعاتی سوالات کے ساتھ۔

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	پیش لفظ: از مائیکل۔ اے۔ جی۔ ہیکن	۵
۲	سوانحی تعارُف	۸
۳	مخففات اور اِنتخابی کتابیات	۱۸
۴	اِزدِواجی زِندگی کا ضابطہ اور اِعزاز	۲۲
۵	اِزدِواجی زِندگی کے مقاصد اور فوائد	۴۷
۶	ایک اچھے اِزدِواجی بندھن میں بندھنا	۸۲
۷	شادی کی عزت و تکریم کو برقرار رکھنا	۱۲۰
۸	محبت اور عِفّت کے باہمی فرائض	۱۴۳
۹	مدد اور امن و امان کے باہمی فرائض	۱۷۴
۱۰	اِزدِواجی زِندگی میں بیوی کے فرائض	۲۱۵
۱۱	شوہر کی محبت و شفقت کے ساتھ دیکھ بھال کی ذِمے داری	۲۴۳
۱۲	شوہر کی خاندان کے سربراہ کے طور پر ذِمے داری	۲۰۵
۱۳	اِختتامی نصیحت	۳۰۷
۱۴	ضمیمہ: جارج سوِنک کی شوہروں اور بیویوں کے لئے دُعائیں	۳۲۵
۱۶	کتابیات	۳۵۲

پیش لفظ

پُرانے دقیانوسی تصوّرات مشکل سے ہی پیچھا چھوڑتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی گمراہ کُن اور غلط تصوّر کو تھامے رکھنا، سچائی کی تلاش کرنے سے کہیں زیادہ آسان ہوتا ہے۔ اِس سلسلے میں پیوریٹن اور پیوریٹینیکل (Puritanical) کے اَلفاظ ایک اچھی مثال پیش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر کینیڈین آکسفورڈ ڈکشنری میں اِن اِصطلاحات کے معیاری تاریخی پس منظر کی وضاحت کرنے کے بعد یہ بات درج کی گئی ہے کہ اِسم صفت "پیوریٹینیکل" کا مطلب ہے "تمام طرح کی لذتوں سے نفرت کرنے والا شخص"۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ پیوریٹنز کو ہماری لُطف اندوزی اور تفریح کو پسند کرنے والی ثقافت کی طرف سے تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ یقیناً، کچھ اَلفاظ جب عام طور پر اِستعمال ہونا شروع ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے مُنفرد تارِیخی معنی کو کھو دیتے ہیں؛ لیکن اِن جیسے اَلفاظ کے معاملے میں ایسا نہیں ہے۔ صحافی اور ظرافت نگار ایچ۔ ایل مینکن (H. L. Mencken) ۱۸۸۰ء تا ۱۹۵٦ء نے پیوریٹن اِزم کے بارے میں ہماری ثقافت کے نقطہِ نظر کا بہترین خلاصہ اُس وقت کیا، جب اُس نے اِس کی وضاحت "ایک مستقل خوف کہ کوئی شخص، کہیں پر خوش ہو سکتا ہے" کے طور پر کی اور اِس بات کا مُشاہدہ کیا کہ "پیوریٹن اِزم کے پیچھے بنیادی مُحرک اُن لوگوں کو سزا دینے کی خواہش ہے جو دُوسروں کے مُقابلے میں زِندگی سے زیادہ لُطف اندوز ہوتے ہیں"۔ لیکن حقیقت میں جب سچائی کو پرکھا گیا تو یہ اِس سے یکسر مختلف تھی، جیسا کہ مارکسی مؤرخ کرسٹوفر ہل (Christopher Hill) ۱۹۱۲ء تا ۲۰۰۳ء جو کہ سترھویں صدی کی برطانوی تارِیخ کا ماہر ہے، اُس نے ایک بار مُشاہدہ کیا تھا کہ "نام نہاد پیوریٹنز" میں سے بہت کم "پیوریٹینیکل" (Puritanical) تھے۔

یہ بات سچ ہے کہ اُن میں کچھ خوفناک حد تک عیش پرستی سے نفرت کرنے والے لوگوں کی مثالیں مِل سکتی ہیں، لیکن اُن کو مکمل طور پر نمائندہ نہیں سمجھنا چاہیے۔ پیوریٹنز سنجیدہ قسم کے لوگ تھے، لیکن وہ جانتے تھے کہ ہنسنا کب ہے۔ رچرڈ برنارڈ ۱۵٦۸ء تا ۱٦۴۸ء نے کہا کہ مُسکراہٹیں اور قہقہے ایک اچھی زِندگی کا حصہ تھیں۔ اور برنارڈ کے ہم عصر رچرڈ سیبس رِیچرڈ سبس (Richard Sibbes) ۱۵۷۷ء تا

۱۶۳۵ء کو یقین تھا کہ ”خوشی راست باروں کا مسکن ہے “۔اور جہاں تک جنسی تعلق کا سوال ہے ،ولیم گوج (William Gouge) ۱۵۷۵ء تا۱۶۵۳ء جو کہ ایک مُمتاز پیوریٹن تھا،وہ شادی شُدہ جوڑوں کو” خوشی اور آزادی سے“ جنسی تعلق قائم کرنے کی ترغیب دے سکتا تھا،کیوں کہ یہ اِزدِواجی زِندگی کے لئے ضروری تھا۔

ایک اَور پیوریٹن رہنما، رچرڈ باکسٹر (Richard Baxter) ۱۶۱۵ء تا۱۶۹۱ء شادی شُدہ جوڑوں کو قائل کرتا ہے کہ وہ یاد رکھیں کہ ”لذت کے حصول سے زیادہ اَور کوئی بھی چیز اِنسانی دِل کو اِتنا نہیں لُبھاتی “۔ لہٰذا، شوہر اور بیوی کو ایک دُوسرے سے لُطف اندوز ہونا چاہیے۔ اپنی بیوی کے ساتھ شاد رہو۔بیکسٹر نے شوہروں کو قائل کیا اور پھر بائبل مُقدس میں سے حوالہ دیا کہ ”اُس کی چھاتیاں تجھے ہر وقت آسودہ کریں اور اُس کی محبت تجھے ہمیشہ فریفتہ رکھے “۔ دراصل، جوئیل آر۔ بیکی اور جیمز لابل نے اِزدِواجی زِندگی کے متعلق اِس تعلیم میں بھرپُور طریقے سے ظاہر کیا ہے کہ اِزدِواجی زِندگی کے مُتعلق پیوریٹن طرزِ عمل اور نقطہِ نظر ہماری عصری ثقافت کے لئے بے حد ضروری حِکمت پر مُشتمل ہے۔

پیوریٹنز، اِزدِواجی زِندگی کے متعلق دَورِ جدید کے کمزور پہلوؤں کو سمجھنے اور اُن سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔اُنہوں نے اِس اِلٰہی ضابطے کے بارے میں بڑی اِحتیاط سے اور تفصیلی طور پر سوچا، کیوں کہ سولہویں صدی کی اِصلاحات کے بعد سے شادی، مغربی دُنیا میں ایک بڑا میدانِ جنگ رہی تھی ۔نتیجتاً، جیسا کہ ذِکر کیا گیا ہے، اِزدِواجی زِندگی میں اُن کے جنسی تعلقات بائبلی تعلیمات کے مُطابق ہیں اور جنسی بے راہ روی کی صُورت میں اِس کی مذمت بھی اُسی سختی سے کرتے ہیں جو صحائف میں مذکور ہے، اور عصرِ حاضر کے لوگوں کو اِن دونوں باتوں کے بارے میں سُننے کی اَشد ضرورت ہے ۔ پیوریٹنز، اِزدِواجی زِندگی کی ذِمے داریوں اور فرائض کو بھی بجا طور پر ادا کرتے ہیں، جو کہ جدید دَور کی سوچ کے خلاف ہے، جہاں پر فرائض کے تصور کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔

مَیں نے ایک طویل عرصے سے شادی کے معاملے میں پیوریٹن اَدب(لٹریچر) کو انگریزی زبان میں اِس موضوع پر دستیاب سب سے گہرا متنی مواد سمجھا ہے ، اور آج کل مسیحی زِندگی کے بہت سے معاملات میں اِسے بڑی حد تک نظر انداز کر دیا گیا ہے۔اور یہ کتاب اِس اَمر کی بھرپور طریقے سے تصدیق

کرتی ہے۔ آج کے دَور میں جب اِزدِواجی زِندگی ایک بار پھر سے میدانِ جنگ کا منظر پیش کرتی ہے، اِس کتاب کا مُطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

مائیکل اے۔جی۔ہیکن
جنوبی بپٹسٹ تھیولاجیکل سیمنری

سوانحی تعارُف

پیوریٹنز اِس بات پر یقین رکھتے تھے کہ دِین دار اِزدِواجی زِندگیاں خاندانوں، کلیسیاؤں اور قوموں کی مستقبل کی زِندگی کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ لہٰذا، اُنہوں نے شادی کے موضوع پر بہت زیادہ لکھا، اِس موضوع پر جامع انداز میں بائبلی اِصلاحات اِستعمال کرنے کی کوشش کی۔ مارٹن لُوتھر، جان کیلون اور دُوسرے کئی سابقہ مُصلحین نے اِس کام کا آغاز کیا تھا، لیکن پیوریٹنز اِسے بہت آگے تک لے گئے ،اور دِین دار شریکِ حیات کے طور پر زِندگی گزارنے کے بارے میں متعدد تفصیلی مقالے لکھے۔ سترھویں صدی سے ہمارے پاس موجود مواد کی دولت میں سے ہم نے اُن کی بصیرت کو اِس کتاب میں جمع کیا ہے۔

اِس تعارف میں، ہم مختصراً اُن اِبتدائی انگریزی مصنفین کا خلاصہ پیش کریں گے جن کا ہم حوالہ دیتے ہیں۔ ہم اُنہیں حرُوفِ تہجی کی ترتیب میں درج کرتے ہیں۔ اُن میں سے اکثر کے بارے میں اور اُن کی تحریروں کے بارے میں مزید معلومات (Meet the Puritans)[1] میں مِل سکتی ہیں۔

اِبتدائی برطانوی مصنفین

ہنری آئنس ورتھ (Henry Ainsworth) ۱۵۶۹ء تا ۱۶۲۲ء عبرانی عہدِ عتیق کا ایک شان دار عالم تھا۔ آزاد کلیسیائی حکومت کے حامی کے طور پر اُس نے چرچ آف اِنگلینڈ سے علیحدگی اِختیار کی اور نیدر لینڈ میں بطور پاسبان کلیسیا کی قیادت کرنے کے لئے اپنا وطن چھوڑ دیا۔ وہ اِسفارِ خمسہ (شریعت کی پہلی پانچ کتابوں)، زبور اور غزل الغزلات پر اپنی تشریحات کے لئے مشہور ہے۔ ونسنٹ السوپ (Vincent Alsop) ۱۶۳۰ء تا ۱۷۰۳ء اِصلاحی پیوریٹن عقائد کا پُرجوش مگر بعض اوقات سخت رائے رکھنے والا حامی تھا، اُس نے اپنے عہدے سے بے دخل ہونے تک چرچ آف اِنگلینڈ میں خدمات سر انجام دیں۔ اُس کی مختلف متنازع اِشاعتوں کے علاوہ طِطس ۲:۱۰ پر ایک مختصر مقالہ بھی ہے جس کا عنوان "عملی دین داری" ہے۔

---

[1] Joel R. Beeke and Randall J. Pederson, *Meet the Puritans: With a Guide to Modern Reprints* (Grand Rapids: Reformation Heritage Books, 2012).

آئزک ایمبروز (Isaac Ambrose) ۱۶۰۴ء تا۱۶۶۴ء ایک سرگرم پریسبیٹرین خادِم تھا۔ اُس نے بھی چرچ آف اِنگلینڈ میں ۱۶۶۲ء تک خدمات سرانجام دیں۔ اُس کی معرُوف کتاب "مسیح کو تکتے رہنا" مسیح مرکوز پیوریٹن عقیدت پر مبنی ہے۔ دِیگر تحریریں Prima, Ultima and Media اِس موجودہ زِندگی میں نئی پیدایش، موت، جنت، دوزخ اور رُوحانی نشوونما کے متعلق ہیں۔ ولیم ایمز (William Ames)۱۵۷۶ء تا ۱۶۳۳ء پہلے درجے کا ایک ماہرِ الٰہیات تھا، جس کہ اُس کی تصنیف "Marrow of Divinity" میں دیکھا گیا ہے۔ اُس نے عملی اُلوہیت کے متعلق بھی لکھا، جیسے کہ اُس کی تصنیف "Conscience with the Power and Cases Thereof"۔ ایک آزاد کلیسیائی حکومت کے حامی کے طور پر، اور راسخ العقیدہ رکھتے ہوئے اُس نے بھی نیدرلینڈ میں خدمت کرنے کے لئے اِنگلینڈ چھوڑا۔ اُس کی کتابوں نے نیو اِنگلینڈ کے راسخ العقیدہ لوگوں اور نیدرلینڈ کی تحریک "Dutch Further Reformation" کو بہت متاثر کیا۔

رچرڈ باکسٹر (Richard Baxter) ۱۶۱۵ء تا۱۶۹۱ء جو کہ لائق و محنتی پیوریٹنز میں سے ایک تھا، وہ بھی پریسبیٹرین تھا، جس کی کِڈر منسٹر (Kidderminster) پیرش میں خدمت نے پورے قصبے کو بحال کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ اگرچہ تقدیس اور کفارہ کے بارے میں اُس کے خیالات اِصلاحِی مرکزی دھارے سے باہر تھے، لیکن اُس کی عملی تحریریں، جیسے کہ کرسچن ڈائریکٹری (Christian Directory) اور "مُقدسین کا اَبدی آرام" (The Saints' Everlasting Rest) مکمل بصیرت سکون اور عملی ہدایات پر مبنی تصانیف ہیں۔

رابرٹ بولٹن (Robert Bolton) ۱۵۷۲ء تا۱۶۳۱ء ایک ہونہار عالم اور ایک وفادار خادم تھا، آکسفورڈ میں پڑھنے کے دوران (اُس کا دِل اِستعاراتی معنوں میں ٹوٹ گیا) یعنی اُس نے اپنے گناہوں سے آگاہی حاصل کی۔ وہ رُوحوں کا ایک حقیقی طبیب بن گیا، تاکہ عملی نصیحت کے ساتھ بائبلی عقائد کو شامل کرکے گنہگاروں کی راہ نُمائی کرے تاکہ وہ واضح ضمیر کے ساتھ خدا کے سامنے چل سکیں۔

تھامس بوسٹن (Thomas Boston) ۱۶۷۶ء تا۱۷۳۲ء مذکورہ بالا لوگوں میں سے کسی حد تک غیر معمولی صلاحیت رکھنے والا شخص تھا، وہ ایک سکاٹش پریسبیٹرین تھا اور اُس نے اَٹھارھویں صدی

کے اوائل میں خدمت کی تھی۔ اگرچہ اُس نے سمپرین(Simprin)اور ایٹرک(Ettrick) جیسی چھوٹی چھوٹی کلیسیاؤں میں خدمت کی اور اُس کی بیوی کی ذہنی بیماری کی وجہ سے اُسے کافی مُشکل کا سامنا کرنا پڑا ،لیکن بوسٹن نے اپنی زِندگی کو مکمل طور پر کلام کی تبلیغ کے لئے وقف کر دیا۔ اُس نے ایڈورڈ فشر (Edward Fisher)کی کتاب "The Marrow of Modern Divinity" کے بارے میں پائے جانے والے تنازعہ میں اِس عقیدے کی تائید کی کہ نجات صرف خدا کے فضل سے حاصل ہوتی ہے ۔بوسٹن کے مختصر کیٹی کیزم کے بارے میں دیئے جانے والے وعظ ایک جامع اور تجرباتی باقاعدہ علمِ الٰہیات کو تشکیل دیتے ہیں۔اُس کی کتاب "Human Nature in Its Fourfold State"نے برطانوی اور اَمریکی مسیحیوں کو گناہ، نئے سرے سے پیدا ہونا، مسیح کے ساتھ رفاقت رکھنا اور جنت اور دوزخ جیسے موضوعات کے بارے میں تعلیم دے کر بہت مُتاثر کیا۔

عمانوایل بورن (Immanuel Bourne) ۱۵۹۰ء تا ۱۶۷۲ء نے چرچ آف اِنگلینڈ کے خادِم کے طور پر خدمت کی۔خانہ جنگی کے آغاز میں اُس نے پریسبیٹرین کا ساتھ دیا، لیکن بادشاہت کی بحالی پر اُس کے ماتحت رہے۔ایک پریسبیٹرین راسخ العقیدہ شخص ہنری ولکنسن(Henry Wilkinson)نے اُس کی کتاب"A Golden Chain of Directions" کو بہت سراہا۔

نیکولس بائفیلڈ (Nicholas Byfield) ۱۵۷۹-۱۶۲۲ء نے گُردے کی پتھری، جو کہ بالآخر اُس کی موت کا سبب بنی، کی وجہ سے دائمی طور پر تکلیف کے باوجود چسٹر(Chester)اِنگلینڈ میں بڑی وفاداری سے پیرش(کلیسیا) کی خدمت کی۔اُس نے متعدد کتابیں لکھیں، جن میں پہلے پطرس کے خط کی تفسیر بھی شامل ہے، لیکن وہ کُلسیوں کی تفسیر کے لئے زیادہ مشہور ہے، جو کہ سات سال کے عرصہ کے دوران وقفے وقفے سے مُنادی کیے گئے واعظوں پر مشتمل ہے۔

تھامس گیٹکر(Thomas Gataker)۱۵۷۴-۱۶۵۴ء جو کہ ایک خادِم اور ماہر لسانیات تھا اُس نے ویسٹ منسٹر اسمبلی میں خدمات سر اَنجام دیں۔اور وہ اُن چند ماہرِ اِلٰہیات میں شامل تھا جنھوں نے اُسقفی کلیسیائی حکومت کی حمایت کی اور یسعیاہ، یرمیاہ اور نوحہ کی تفاسیر لکھیں۔اُس نے انگریزی اور لاطینی زبانوں میں کئی مذہبی اور متنازع تحریریں لکھیں۔اُس نے مارکس اوریلیس کی کتاب "Meditation"

یعنی "مراقبہ" کا ایک تنقیدی ایڈیشن بھی تیار کیا۔ گیٹکر کے مختلف خُطبات کو جمع کر کے ایک کتاب بہ عنوان "Certain Sermons" کی شکل میں شائع کیا گیا۔

ولیم گاوُج (William Gouge) ۱۵۷۵ء تا ۱۶۵۳ء ایک اور بہترین عالِم اور ویسٹ منسٹر اسمبلی کے رُکن لندن میں سینٹ این بلیک فرائرز چرچ (St. Anne Blackfriars) میں بطور لیکچرر مُنادی کرتے رہے۔ اُس نے عبرانیوں کے نام خط پر رُوحانی جنگ کے بارے میں ایک اہم تفسیر بہ عنوان "The Whole Armour of God" "خدا کے سب ہتھیار" شائع کی اور خاندانی زِندگی پر ایک اہم کتاب بہ عنوان "Of Domestical Duties" یعنی "گھریلو ذِمے داریوں کے متعلق" شائع کی (اور حال ہی میں اِس کتاب کو "Building a Godly Home" "دِین دار گھرانے کی تعمیر" کے عنوان سے تین جِلدوں میں دوبارہ شائع کیا گیا ہے)۔ یہ راسخ العقیدہ لوگوں کی اِزدِواجی زِندگی اور اُن کے بچوں کی پرورش کے متعلق بڑا اہم کام تھا۔

رچرڈ گرین ہام (Richard Greenham) ۱۵۴۲ء تا ۱۵۹۴ء راسخ العقیدہ عملی عِلمِ اِلٰہیات کا اِبتدائی رہنما تھا، جس نے ڈرائی ڈیٹن (Dry Dayton)، نامی گاؤں میں خدمت کے دوران بہت ساری مشکلات کا سامنا کیا۔ اُس نے ہلڈر شام (Hildersham) اور ہنری سمتھ (Henry Smith)، جیسے لوگوں کی تربیت کی اور بہت سے دُوسرے خدام کو اِنجیل کی تعلیمات کو روزمرہ زِندگی اور ذاتی عقائد پر لاگو کرنے کی ترغیب دی۔ اُس کی جمع شُدہ تحریریں، ایک مثالی پاسبان کی حکمت سے بھری پڑی ہیں۔

ولیم گرین ہل (William Greenhill)، یرمیاہ بروز (Jeremiah Burroughs)، کے ساتھ اپنے راسخ العقیدہ نظریات کی وجہ سے ۱۶۳۰ء کی دِہائی کے آخر میں نیدرلینڈ چلے گئے، جہاں پر اُنہوں نے ایک آزاد جماعتی کلیسیا کی قیادت کی۔ اِنگلینڈ واپس آکر گرین ہل نے ویسٹ منسٹر اسمبلی میں حصہ لیا اور ایک آزاد کلیسیائی پاسبان کے طور پر خدمت سرانجام دی۔ اُن کی حزقی ایل کی کتاب کی تفسیر گہری رُوحانی بصیرت کا مظاہرہ کرتی ہے۔

حزقی ایل ہاپکنز (Ezekiel Hopkins) ۱۶۳۴ء تا ۱۶۹۰ء نے بحالی کے بعد چرچ آف اِنگلینڈ میں خدمات سرانجام دیں۔ ۱۶۸۱ء میں اُسے شمالی آئرلینڈ میں بشپ آف (Derry) مُقرر کیا گیا

۔اُس کی تحریروں میں بہت سے اِصلاحی مقالے جیسا کہ دُعائے ربانی، دس احکام، نظریہ گناہ، عہد، نئی پیدایش، عملی مسیحیت اور "نام نہاد مسیحی" شامل ہیں۔

تھامس مینٹن (Thomas Manton) ۱۶۲۰ء تا ۱۶۷۷ء ایک پریسبیٹرین راسخ العقیدہ شخص تھا جس نے بادشاہت کی بحالی کی حمایت کی، لیکن ۱۹۶۲ء کے قانون "The Act of Conformity" کی پیروی نہ کرنے کی وجہ سے اُسے اُس کی خدمت سے برخاست کر دیا گیا۔ اُس کی زیادہ تر تحریریں کلام مُقدس کے کچھ حصوں جیسا کہ زبور ۱۱۹، یسعیاہ ۵۳، متی ۲۵، یوحنا ۱۷، رومیوں ۶ اور ۸، ۲۔ تھسلنیکیوں ۲، عبرانیوں ۱۱، یعقوب اور یہوداکے تفسیری وعظوں پر مشتمل ہیں۔

ویسٹ منسٹر کے ایک اور خادِم جان مینارڈ (John Maynard) ۱۶۰۰ء تا ۱۶۶۵ء نے اپنی خدمت سے بے دخل کیے جانے تک مے فیلڈ(Mayfield)، سسیکس(Sussex)میں خدمت کی ۔پارلیمنٹ کے سامنے کچھ وعظ پیش کرنے کے علاوہ اُس کی تحریروں میں "تخلیق کے چھ دِنوں پر دھیان و گیان" اور شریعت اور اِنجیل کے درمیان ہم آہنگی پر ایک مقالہ شامل ہیں۔

ولیم پرکنز (William Perkins) ۱۵۵۸ء تا ۱۶۰۲ء ملکہ الزبیتھ (Elizabeth) کے دَور کے اواخر کا ایک سرپرست تھا۔ سینٹ اینڈریو چرچ میں ولیم پرکنز کے وعظوں نے کیمرج یونیورسٹی کے طلبا کو بہت متاثر کیا۔ آج کل وہ اپنے عملی مقالے دُہرا چُناؤ(A Golden Chain) کے لئے مشہور ہے ۔اُس کی تحریروں میں پہاڑی وعظ، گلتیوں، عبرانیوں ۱۱، مُکاشفہ ۱ تا ۳، رسُولوں کا عقیدہ اور دُعائے ربانی، رومن کیتھولک کے خلاف متنازع تحریریں، عملی مسیحی زِندگی اور خدمت پر بہت سے مقالوں کی تفاسیر شامل ہیں۔ اِن کا ترجمہ بہت سی یورپین زبانوں میں کیا گیا اور اِنہوں نے بین الاقوامی اِصلاحی تحریک کو بہت مُتاثر کیا۔ ولیم پرکنز کی تمام تحریریں اب اِشاعتی اِدارے:

ریفارمیشن ہیریٹج بکس(Reformation Heritage Books) کے ذریعے سے دوبارہ شائع کی جا رہی ہیں۔

جارج پیٹر (George Peter) ۱۵۸۶ء تا ۱۶۵۴ء ٹرینٹی کالج، کیمرج، میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد، سسکس کے (Brede) نامی گاؤں میں خدمت کرنے لگا، جہاں پر اُس نے چوالیس سال

تک خدمت کی۔ اُس کے بھائی نے کہا کہ "اُس نے قدیم مسیحی مُصنفین کی تحریروں کا مُطالعہ کیا" اور اِس مُستعد مطالعہ کی بدولت اُس نے مرقس کی اِنجیل کی تفسیر لکھی۔

ایڈورڈ رینر (Edward Reyner) ۱۶۰۰ء تا ۱۶۶۰ء نے (برطانوی خانہ جنگیوں کے ہنگامہ خیز دَور میں ایک مختصر مُدت کے علاوہ) تین دہائیوں سے زیادہ تک لنکن (Lincoln) میں بطور لیکچرر خدمات سر اَنجام دیں۔ وہ آزاد مقامی کلیسیائی حکومت کا حامی تھا۔ اُس کی کتاب "Precepts for Christian Practice" کو سترھویں صدی کے وسط میں کئی مرتبہ چھاپا گیا۔ اُس نے اِزدِواجی زِندگی کے متعلق بھی اپنے خیالات کو قلم بند کیا۔

ڈینیل روجر (Daniel Rogers) ۱۵۷۶ء تا ۱۶۵۲ء چرچ آف اِنگلینڈ کا ایک خادم تھا اور ۱۶۲۹ء میں اُسے چرچ سے عدم موافقت کی بنا پر آرچ بشپ کی طرف سے معطل کر دیا گیا۔ اُس نے ایک بڑی کتاب بہ عنوان (Naaman the Syrian , His Disease and Cure) نعمان شامی، اُس کی بیماری اور علاج، اور اِزدواجی زِندگی پر ایک اہم کتاب بہ عنوان (Matrimoniall Honour) اِزدواجی اِعزاز لکھی۔

ہنری سکڈر (Henry Scudder) ۱۵۸۵ء تا ۱۶۵۲ء ایک وفادار پاسبان اور ویسٹ منسٹر دیوائن تھا۔ اُس کی کتاب "The Christian's Daily Walk" ریاضتی اَدب کی ایک اہم کتاب بن گئی، اور (نیدر لینڈ میں اِس کا ڈچ زبان میں ترجمہ کیا گیا)، جس کو رچرڈ بیکسٹر (Richard Baxter) اور جان اوون (John Owen) نے خُوب سراہا۔

ولیم سیکر (William Secker) ۱۶۸۱ء ٹوٹنہم، (Tottenham)، موجودہ شمالی لندن، مڈل سیکس (Middlesex) میں آل ہیلوز (All-Hallows) کی کلیسیا کا خادم تھا۔ اُس نے شادی کے مُتعلق اپنا ایک وعظ "اُنگلی کے مطابق شادی کی انگوٹھی" (A Wedding Ring Fit for the Finger)، یا پھر (The Salve of Divinity on the Sore of Humanity) اور وعظوں پر مشتمل ایک مجموعہ (The Nonesuch Professor in His Meridian Glory) اور (The Singular Actions of Sanctified Christians) شائع کیا۔

ہنری سمتھ (Henry Smith) ۱۵۶۰ء تا۱۵۹۱ء ایک فصیح و بلیغ الز بیتھن مبلغ تھا، جس کی تعلیم و تربیت رچرڈ گرینہم نے کی تھی۔ سمتھ چرچ آف اِنگلینڈ کے طریقہ کار سے متفق نہیں تھا، لیکن چرچ کے دائرہِ کار میں رہتے ہوئے اُس نے ساختی تبدیلی کے لئے اِتنی کوشش نہیں کی جتنی کہ رُوحانی تجدید کے لئے کی۔ اُس کی شائع شُدہ تصانیف چھپن وعظوں کے مجموعہ پر مشتمل ہے اور اِن کو کئی بار دوبارہ سے شائع کیا گیا ہے۔

رچرڈ سٹیل (Richard Steele) ۱۶۲۹ء تا ۱۶۹۲ء ایک پریسبیٹرین خادم تھا، جس کو یکسانیت کے آئین (Act of Uniformity) سے مطابقت نہ رکھنے، حُکام کی طرف سے ہراساں کیے جانے، کردار پر جھوٹے اِلزامات کے لگنے اور تپ دِق میں مُبتلا ہونے کی وجہ سے بے دخلی کا سامنا کرنا پڑا۔ تاہم وہ اپنے عقیدے اور کلام کی خدمت میں ثابت قدم رہا۔ اُس کی شائع شُدہ تحریروں میں مسیحیوں کے لئے عملی راہ نُمائی (The Religious Tradesman) اور شوہر اور بیوی کے فرائض کے بارے میں وہ وعظ بھی شامل ہے جو کہ صبح کے وقت ہونے والے اِجتماعات میں پیش کیا جاتا تھا۔

رچرڈ اسٹاک (Richard Stock) ۱۵۶۹ء تا۱۶۲۶ء نے کیمرج میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آل ہیلوز چرچ، (All-Hallows Church) بریڈ سٹریٹ (Bread Street)، لندن میں بطور پاسبان خدمت کی۔ وہ جان ڈیوینٹ (John Davenant) اور تھامس گیٹکر (Thomas Gatkar) کا دوست تھا، اور جان ملٹن (John Milton) نے اُن کی کلیسیا میں پرورِش پائی۔ سٹاک کو اپنی مُنادی کی سچائی اور اپنی زندگی کی پاکیزگی میں "ایک روشن مینار" کے طور پر جانا جاتا تھا۔ اُس نے ولیم ویٹکر (William Whitaker) کی کتاب کا ترجمہ کیا اور توبہ، نظریہ خدا اور ملاکی کی پیش گوئی پر کتابیں لکھیں۔

جارج سوئنک ۱۶۲۷-۱۶۷۳ء نے بکنگھم شائر (Buckinghamshire) میں اُس وقت تک خدمت کی، جب تک کہ اُنہیں، یکسانیت کے قانون (The Act of Uniformity)، کے تحت اُن کے عہدے سے برطرف نہ کر دیا گیا۔ اُس نے اپنے طور پر منادی کرنا اور لکھنا جاری رکھا۔ نظریاتی لحاظ سے سوئنک کی تحریریں دُوسرے کچھ پیوریٹنز کی تحریروں کی طرح نہیں ہیں، لیکن وہ اپنے نظریات کی مثالوں

سے وضاحت کرنے میں ایک منفرد مہارت رکھتا تھا۔ اُس کی عظیم تخلیق ہے "ایک مسیحی کی بُلاہٹ" (The Christian Man's Calling) جو کہ ایک عملی دھیان و گیان ہے کہ کس طرح ایک دِین دار زِندگی کے ہر پہلو کو تشکیل دیا جانا چاہیے۔

جیریمی ٹیلر (Jeremy Taylor) ۱۶۱۳ء تا ۱۶۶۷ء چرچ آف اِنگلینڈ کا ایک خادِم تھا، جو کہ اپنی عقیدت مندانہ رُوحانیت کے لئے مشہور تھا۔ وہ ایک پیوریٹن (راسخ العقیدہ) نہیں تھا، لیکن آرچ بشپ لاڈ (Laud) کا پسندیدہ ہونے کی وجہ سے، پیوریٹن کامن ویلتھ (Puritan Commonwealth) کے دوران اُس سے اچھا سلوک نہیں کیا گیا۔ بحالی (Restoration) کے بعد وہ شمالی آئرلینڈ کا بشپ بنا اور مقامی پریسبیٹرین کی مخالفت کی۔ اُس کی مشہور تحریریں مقدس زِندگی گزارنے اور مقدسوں کی طرح مرنے کے لئے ہدایات پر مشتمل تھیں۔ ۱۶۷۳ء میں شائع ہونے والے وعظوں میں ایک پیغام بہ عنوان "شادی کی انگوٹھی" یا پھر "شادی کی پُر اسراریت اور فرائض" جن کو ہم نے اِس کتاب میں نقل کیا ہے، کیوں کہ وہ پیوریٹن نظریات اور عقائد کی بھرپُور عکاسی کرتے ہیں۔

ولیم ویٹلی (William Whately) ۱۵۸۳ء تا ۱۶۳۹ء ایک پیوریٹن (راسخ العقیدہ) مبلغ تھا جو کہ (The Roaring Boy of Banbury) "بینبری کا ڈھاڑنے والا لڑکا" کے نام سے مشہور تھا، اِس لئے نہیں کہ وہ لاپرواہ اور غیر منظم تھا، بلکہ اِس لئے کہ وہ بڑے جوش اور جذبے کے ساتھ اپنے وعظ پیش کرتا تھا۔ اُس نے متعدد کتابیں تحریر کیں جن میں شادی، دس احکام اور نئی پیدایش پر مقالے شامل ہیں۔

اینڈریو وِلٹ (Andrew Willet) ۱۵۶۲ء تا ۱۶۲۱ء ایک برطانوی اِصلاحی پاسبان تھا، جو کہ کیتھولک اِزم (Catholicism) کے خلاف بحث کرتا تھا۔ عُلما اِس معاملہ میں متضاد آراء رکھتے ہیں کہ آیا کہ اُسے پیوریٹن (راسخ العقیدہ) کہنا چاہیے یا نہیں، حالانکہ اُس کی تحریریں یقینی طور پر پیوریٹن سوچ کی عکاسی کرتی ہیں۔ وہ روزانہ آٹھ گھنٹے مُطالعہ کے لئے وقف کرتا تھا، پھر بھی اُس نے ایک فعال خاندانی زِندگی اور معنی خیز خدمت کو برقرار رکھا۔ اُس نے درج ذیل میں سے ہر ایک کی چھ حصوں پر مشتمل (Hexapla) تفسیر لکھی: پیدایش، خروج، احبار، سموئیل، دانی ایل اور رومیوں۔

عصری اَندازِ بیان

ہم نے اگلے حصے میں درج مخففات کا اِستعمال کرتے ہوئے، حاشیے میں اُن مصنفین سے بلاواسطہ اِقتباسات مندرج کیے ہیں۔ کتاب میں موجود دِیگر مواد کا بیشتر حصہ اُن کے خیالات کو عصری شکل میں بیان کرتا ہے۔ اِن کتابوں کو اِستعمال کرنے والے عام لوگوں کی وجہ سے ہم نے حاشیے میں دیئے گئے اِقتباسات کا اِستعمال کم سے کم کیا ہے۔ بعض جگہوں پر ہم نے اپنی بات کو تقویت دینے کے لئے دُوسرے مصنفین کو بھی اِستعمال کیا ہے اور اُن کے اِقتباسات کو بطور حاشیہ مکمل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ جدید ہجوں اور اوقاف کا اِستعمال کُلی طور پر کیا گیا ہے۔ گروپ سٹڈی کی سہولت کے لئے ہر باب کے آخر میں مطالعاتی سوالات پیش کیے گئے ہیں۔

اِظہارِ تشکر

ہم نے وفادار خداوند اور نجات دِہندہ، اپنی کلیسیا کے عظیم دُلہے کا اُس کی اپنی دُلہن (کلیسیا) سے محبت رکھنے کے لئے شکریہ ادا کرنا چاہیں گے۔ اُس کے کامل شوہر ہونے کے بغیر اور اِفسیوں ۵ باب اور متعدد دِیگر مقامات پر اِس حقیقت کی واضح گواہی کے بغیر شادی کی پاکیزہ تفہیم سنگین طور پر ناقص ہوتی۔ ہم آسمان کی اَبدی و مثالی شادی میں اُسے بہتر طور پر جاننے کے منتظر ہیں، جہاں یسوع مسیح واقعی میں سب کچھ ہو گا (کلسیوں ۳:۱۱)۔ بالخصوص ہم اپنی رفیقۂ حیات، میری بیک (Mary Beeke) اور چینٹری لا بیلے (Chantry La Belle) کے شکر گزار ہیں کہ اُنہوں نے مسیح کی کلیسیا کے ساتھ تعلق میں وفادار اور قیمتی مددگار ہونے کی جو محبت بھری مثال پیش کی، وہ ہمارے لئے قابلِ قدر ہے۔ ہم اپنی لکھنے کی خدمت کے دوران اپنے پیارے بچوں کے محبت بھرے تعاوُن کے لئے اُن کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اِس کتاب کا پیش لفظ لکھنے کے لئے ہم مائیکل ہیکن کے بھی مشکور ہیں اور Phyllis Ten Elsh of, Greg Bailey, اورMisty Bourne کے ایڈیٹنگ (Editing) میں مدد کرنے اور گیری اینڈ لنڈا ڈین ہولینڈر (Gary and Linda den Hollander)، کو بہترین پروف ریڈنگ / ٹائپ سیٹنگ کپل (couple) کے لئے اور اُس کے ساتھ ساتھ ایمی زیونبرگن (Amy Zevenbergen) کے کور ڈیزائن کرنے کے لئے ہم اُن کے مشکور ہیں۔

اگر یہ کتاب آپ کو اِزدِواجی زندگی کے مقاصد، اہداف اور فرائض کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیتی ہے اور آپ کو مسیح میں خدا کے جلال کے لئے اپنی اِزدِواجی زِندگی کو زیادہ پرہیز گاری کے ساتھ گزارنے کی تحریک دیتی ہے، تو ہماری محنت کا ہمیں خُوب صِلہ ملے گا۔

جوئیل آر۔ بیکی (Joel R . Beeke) ، اور جیمز۔اے۔لاَبل (James La Belle)۔

تعارُف

اِزدواجی زِندگی داخلی اور خارجی طور پر خطرے کا شکار ہے۔ ہم اپنے اِرد گرد اِس بات کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ لوگ کیسے شادی کے بندھن کو جسے خدا نے تخلیق کیا ہے اور کلامِ مُقدس میں اِسے اہمیت دی گئی ہے ، کمزور اور ترک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جسے کسی زمانے میں "خدا کے حکم کے مطابق مرد اور عورت کے درمیان زِندگی کا اِشتراک سمجھا جاتا تھا"[2] آج لوگ اِس تعلق کو نئی بنیادوں پر اُستوار کر رہے ہیں۔ ہمارے آباؤ اجداد اِسے نہ صرف ہر معاشرے بلکہ نسلِ اِنسانی کا بنیادی ضابطہ سمجھتے تھے، لیکن آج اِسے بہت سے لوگ تاریخ کے اُس صفحے پر منتقل کر رہے ہیں جو فرسودہ اور بے کار چیزوں کے لئے مختص ہے۔ اب اِزدواجی زِندگی کی بنیاد اُن توقعات اور تصوّرات پر رکھی جا رہی ہے جو اِس بندھن میں بندھنے والے اَفراد کے ذہنوں کی پیداوار ہیں اور جو خدا کے شادی سے متعلق حکم سے یکسر مختلف ہیں۔

اِزدواجی زِندگی کو داخلی طور پر لاحق خطرہ، خدا کے خلاف ہماری فطری بغاوت کے زہریلے پھل کی وجہ سے ہے۔ ہم فطرتاً، خدا کے دُشمن ہیں اور اُس کے قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں (رومیوں ۸:۷)۔ ہماری آنکھوں میں خدا کا خوف نہیں (رومیوں ۳:۱۸) اور ہم نہیں چاہتے کہ وہ ہم پر بادشاہی کرے (لوقا ۱۹:۱۴)۔ اُس کی راہیں، ہماری خود غرض خواہشات سے متصادم ہیں۔ اُس کے آئین، ہماری آزادی کی خواہش کے لئے غیر موزُوں ہیں۔ اُس کی حاکمیت، اِنسانی خود مُختاری میں ہمارے عقیدے کے لئے نفرت انگیز ہے۔ چونکہ شادی کو خدا کے کامل اِختیار کی بدولت، اُس کے آئین کے مُطابق اور اُس کے نام کو جلال دینے کے لئے تخلیق کیا گیا ہے، لیکن اکثر لوگ اِسے یا تو اپنی خواہشات کے مطابق بدل دیتے ہیں، یا پھر اِسے صرف اِس لئے مُسترد کر دیتے ہیں کہ اِس کا تعلق "خدا" سے ہے۔

ستم ظریفی، یہ ہے کہ زیادہ تر لوگ شادی کے صرف فوائد حاصل کرنا چاہتے ہیں، جیسا کہ جنسی تعلقات، رفاقت رکھنا اور کسی ایسے شخص کا ساتھ جس کے ساتھ وہ اپنی زندگی کی خوشیاں اور غم بانٹ سکیں ، بچوں کی پرورِش کرنا تاکہ وہ خاندانی نام کو آگے بڑھائیں اور اُن کی جائیداد کے وارث بنیں۔ لیکن وہ اُن

---

2 . Smith, 1:5.

ساری چیزوں کو جو کہ خدا کے بتائے گئے طریقے سے شادی کرنے کے ساتھ آتی ہیں، جنہیں وہ جُوا، پابندیاں، وفاداری اور فرائض سمجھتے ہیں، ناپسند کرتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ خدا اُن پر نظر رکھے اور اُنہیں یہ بتائے کہ شادی کیسے کرنی چاہیے۔ لہٰذا، وہ شادی کی، جیسا کہ خدا نے اِسے مُقرر کیا ہے، مخالفت کرتے ہیں اور اِسے اپنی سوچ کے مُطابق از سر نو تشکیل دینے کی کوشش کرتے ہیں، اپنی بُری خواہشات کو ڈھیل دیتے ہیں، اپنی رائے پر بھروسا کرنے اور جو کچھ اُن کی نظر میں بھلا ہے وہ کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

اِزدِواجی زِندگی کو داخلی اور خارجی طور پر خطرات کا سامنا ہے، اِسے ایک ایسی ثقافت سے جس میں شادی کی ذِمے داری اور حدود کو نہ صرف ذاتی آزادی پر قدغن سمجھا جاتا ہے بلکہ خوشی کو بے مزہ کرنے والی بھی تصوّر کیا جاتا ہے۔ یہ نظریہ خدا کے مقرر کردہ شادی کے اُصولوں کو ایک تباہ حال چیز کے طور پر بیان کرتا ہے۔ یہ نظریہ شادی کی تذلیل میں اور اِضافہ کرتا ہے کہ شادی کے متعلق خدا کا مُقرر کردہ اُصول فرسُودہ ہے۔ ہم بالغ ہو چکے ہیں اور بحیثیت معاشرہ ہم نے ترقی کی ہے اور اب ہمیں شادی کے محدُود اور فرسُودہ نظریات کی ضرورت نہیں ہے۔ روایتی شادی کی بجائے، اب ہم مُفاد پرستی کی دوستی کو پسند کرتے ہیں، جہاں پر ایک ایسے آزادانہ تعلق کے ساتھ اِکٹھے رہا جاتا ہے کہ ایک فریق دُوسرے بہت سے دوستوں سے جنسی تعلق رکھ سکے۔

کچھ لوگ شادی سے مکمل طور پر دُور ہوتے جا رہے ہیں، جبکہ دُوسرے اِسے ہم جنس پرستی کے تعلق کے طور پر پیش کر کے شادی کا مطلب بدل رہے ہیں۔ یہ لوگ عوامی طور پر قبولیت اور شادی کرنے کا حق دونوں چاہتے ہیں۔ اُن کے لئے، ہمارے معاشرے کے "ترقی یافتہ ہوں" کا مطلب یہ ہو گا کہ اُن کے جنسی رُجحان کو ایک قابلِ عمل متبادل طرزِ زِندگی کے طور پر قبول کیا جائے اور قانونی طور پر اُن کے رِشتے کو اِزدِواجی طور پر قائم کرنے کے لئے شادی کی نئی تعریف کی جائے۔

اِس بات کو کون نہیں دیکھ سکتا کہ یہ شادی کے بارے میں خدا کے نظریے کو نہ صرف بدلنے کی بلکہ آخر کار اِسے ختم کرنے کی کوشش ہے؟ اگر یہ کوشش کامیاب ہو گئی تو کیا ہو گا؟ اِزدِواجی زِندگی پر حملے کی وجہ سے پہلے ہی خاندان، کلیسیا، ہمارے معاشرے اور ثقافت سب کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اگر خدا کے خلاف یہ بغاوت جاری رہی تو ہم کس حد تک جائیں گے؟ کیا ہم خود کو نقصان پہنچائے بغیر خدا کی مخالفت کر

سکتے ہیں؟ شادی اِس دُنیا کا سب سے پہلا اِنسانی رِشتہ ہے اور اِسی لئے اِسے اُس چشمے کی حیثیت حاصل ہے جس سے باقی تمام رشتے صادِر ہوتے ہیں، اِس کی تحلیل معاشرے میں کسی دُوسرے رِشتے کے لئے سنگین نتائج کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ ہم جنس پرستی کے تعلق کو قانونی حیثیت دینے کی جلد بازی دوطرح کے مسائل یعنی لاعلمی اور بے حسی کا سبب بن سکتی ہے۔ اِس عمل کے سنگین نتائج سے لاعلمی اور اپنے ضمیر کی آواز کو نہ سننے کی بے حسی جو کہ ہمیں یہ تلقین کرتا ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اِزدِواجی زِندگی کو خاندان، کلیسیا اور معاشرے کے لئے خدا کی طرف سے دی گئی برکت کے طور پر بحال کرنے کے لئے کچھ کرنے کی ضرورت ہے اور اِس کے لئے اب کچھ کرنا چاہیے۔ اِزدِواجی زِندگی کا تیزی سے بدلتا ہوا منظر نامہ پُکارتا ہے کہ کوئی اُسے بچالے اور اُس کے قابو سے باہر ہونے سے پہلے اُسے دوبارہ پٹری پر ڈال دے۔ لیکن ہم اِس بحالی کو زیادہ موٴثر بنانے کے لئے کیا کرسکتے ہیں؟ ہماری بھلائی اور خدا کے جلال کے لئے خدا کے مقرر کردہ ضابطے کے مطابق شادی کو کیسے بحال کیا جاسکتا ہے؟ اِزدِواجی زِندگی کو خاندان، کلیسیا، معاشرے اور پُوری دُنیا کے لئے اِعزاز کے طور پر اُس کے دُرُست مقام پر کیسے بحال کیا جاسکتا ہے؟

بحالی کا آغاز، خدا کے کلام کی اِزدِواجی زِندگی کے بارے میں تعلیمات پر عمل کرنے سے ہوتا ہے ۔ خدا نے شادی کو نہ صرف دولوگوں کو ملانے بلکہ اپنے نام کو جلال دینے کے لئے بھی مُقرر کیا۔ اِزدِواجی زِندگی کی بحالی کے لئے ہمارے پاس صرف ایک ہی اُمید ہے کہ ہم خدا کے کلام کو اپنی اِزدِواجی زِندگیوں میں حتمی اِختیار کے طور پر کام کرنے دیں۔ اپنے کلام میں خدا ہمیں سکھاتا ہے کہ ہمیں اِزدِواجی زِندگی کے بارے میں کیسے سوچنا ہے، اور اِس کے لئے کیسے تیاری کرنی ہے، کن بنیادوں پر ایک دِین دار اِزدِواجی زِندگی کو اُستوار کرنا ہے، اِزدِواجی زِندگی ہم پر کون کون سے فرائض کو عائد کرتی ہے اور ہمیں اُن کو کس طرح سے ادا کرنا ہے، اِزدِواجی زِندگی میں کن مُشکلات کی توقع رکھنی ہے اور اُن سے کیسے نمٹنا ہے اور اِزدِواجی زِندگی میں مشکل حالات میں کیسے ثابت قدم رہنا ہے۔ خدا نے ہمیں شادی جیسے اہم اور بنیادی ضابطے کے بارے میں اندھیرے میں نہیں رکھا۔ وہ ہمیں سکھا چکا ہے کہ اِس رشتے کی نوعیت کیا ہے اور اُس نے اِس رِشتے کو کیوں مُقرر کیا ہے، ہم اِس رِشتے سے کیسے محظوظ ہوسکتے ہیں اور کیسے اِس رِشتے کے ذریعے اُس کے نام کو جلال دے سکتے ہیں۔

یہ جاننے کے لئے کہ خدا کا کلام اِزدِواجی زِندگی کے بارے میں کیا سکھاتا ہے، ہم مختلف راسخ العقیدہ (پیوریٹنز) لوگوں کی تحریروں اور وعظوں کا مُطالعہ کریں گے۔ یہ راسخ العقیدہ لوگ (پیوریٹنز) گذشتہ صدی میں خدا کے کلام کے خادم تھے، جنہوں نے اِزدِواجی زِندگی کے بارے میں مکمل بائبلی اِدراک کا اِظہار کیا، بلکہ لوگوں کو اپنی اِزدِواجی زِندگیوں کو خدا کے کلام کے مُطابق بنا کر خدا کی بے شُمار برکتوں سے لُطف اندوز ہونے اور اپنی زِندگیوں کو خدا کے نام کے جلال کے لئے گزارنے کی دعوت دی۔

اُن کی مدد سے ہم جانیں گے کہ کلامِ مُقدس میاں بیوی کے درمیان اِس بنیادی رِشتے کے بارے میں کیا سکھاتا ہے۔ چاہے آپ شادی کے لئے تیاری کر رہے ہیں، حال ہی میں رِشتۂِ اِزدواج سے مُنسلک ہوئے ہیں، یا کئی سالوں سے اِس رِشتے سے مُنسلک ہیں، ہماری دُعا ہے کہ خدا اِزدِواجی زِندگی کے بارے میں اپنی مرضی آپ پر ظاہر کرے اور آپ کو اِس کے مُطابق اِزدِواجی زِندگی کی بھرپُور نعمتوں سے لُطف اندوز ہونے کے قابل بنائے، کیوں کہ اُس نے اپنی نعمتیں آپ کے فرائض کے ساتھ مُنسلک کی ہیں۔

پہلا باب

اِزدِواجی زِندگی کا ضابطہ اور اِعزاز

اِزدِواجی زِندگی کے بارے میں اپنے عقائد اور اَعمال کو بائبل کی تعلیمات کے مُطابق بنانے کے لئے ، ہمیں سب سے پہلے یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ خدا نے شادی کو کیسے مُقرر کیا ہے اور اِس بات کو پہچاننے کی ضرورت ہے کہ وہ اِسے کتنی اہمیت دیتا ہے۔ آج کل، بہت سے لوگ شادی کی مذمت کرتے ہیں اور اِسے خوشی کا خاتمہ، غلامی کا جُوا یا واضح طور پر ایک ضروری بُرائی سمجھتے ہیں، ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ خدا نے شادی کو "بہت اچھا" قرار دیا ہے (پیدائش ۱:۳۱) اور اِسے ایسا اِستحقاق بخشا ہے جسے کوئی اِنسانی خباثت ختم نہیں کر سکتی اور کوئی شکستہ حال اِزدواجی زِندگی اِس کو ردّ نہیں کر سکتی (عبرانیوں ۱۳:۴)۔ آئیں، مختصر طور پر اِزدِواجی زِندگی کے اِس ضابطہ پر غور کرتے ہیں اور پھر اُن بہت ساری چیزوں پر نظر ڈالیں گے جو اِس کو باوقار بناتی ہیں۔

اِزدِواجی زِندگی کا دستُور العمل

ہم تب تک اِزدِواجی زِندگی کے وسیلے سے خدا کے نام کو جلال نہیں دے سکتے، جب تک ہم اِس کا آغاز خدا کے مُقرر کردہ اُصول کے مُطابق نہیں کرتے، ہمیں (پیدائش ۲:۲۲-۲۵) کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ہم اِس اِقتباس میں سے اِزدِواجی زِندگی کے متعلق چار طرح کے مشاہدات کر سکتے ہیں:

اوّل: اِس بات پر غور کریں کہ آیت ۲۲ نہ صرف حوّا کی تخلیق کے متعلق، بلکہ آدم اور حوّا کی شادی کے بارے میں بھی بات کرتی ہے اور اِس طرح سے اِزدِواجی زِندگی کو خدا کی طرف سے مُقرر کردہ ضابطے کے طور پر بیان کرتی ہے۔ خدا نے عورت کو صرف مرد میں سے نہیں بنایا بلکہ مرد کے لئے بنایا، یعنی ایک شوہر کے لئے بیوی کے طور پر تخلیق کیا تاکہ آدم اور حوّا ہمارے پہلے والدین کے طور پر خدمت کر سکیں (اعمال ۱۷:۲۶) اور اِزدِواجی زِندگی تمام اِنسانی معاشروں کا سرچشمہ بن سکے۔[3] اور خدا حوّا کو آدم کے

[3] . Reyner, 45.

پاس لایا تا کہ اُس کی بیوی بنے۔اِس آیت پر سوِنک (Swinnock) نے یوں تبصرہ کیا" خدا۔۔۔نے اِس دُنیا کے سب سے پہلے جوڑے کی شادی کروائی اور اُن کا خالق اُنہیں آپس میں مِلانے کے لئے سہولت کار بنا "[4]۔ہنری آئنس ورتھ (Henry Ainsworth) نے کہا" خدا نے نہ صرف عورت کو تخلیق کیا بلکہ اُسے مرد کے پاس بھی لایا تا کہ رِشتۂ اِزدواج سے مُنسلک ہو"[5]۔جارج پیٹر آپنے قارئین کو یہ ترغیب دیتا ہے کہ "وہ شادی کو ایک قدیم ضابطے کے طور پر دیکھیں جسے خدا نے اِس دُنیا کے آغاز میں اِنسان کی تخلیق کے وقت مُقرر کیا،یعنی تخلیق کے آغاز سے ہی شادی اِنسانی وجود کا ایک لازمی حصہ رہی ہے۔۔۔دیکھیں (پیدائش ۲:۲۲)، یہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ جیسے ہی عورت کو تخلیق کیا گیا، خدا اُسے آدم کے پاس لایا تا کہ اُس کی بیوی بنے "۔[6]

عورت کو آدم کے پاس لانے کے عمل کو، خدا کے پچھلے عمل یعنی تمام جانوروں کو آدم کے پاس لانے کے عمل کی روشنی میں دیکھنا چاہیے۔جیسا کہ (پیدائش ۲:۱۹-۲۰) بیان کرتی ہے "اور خداوند خدا نے کُل دشتی جانور اور ہوا کے کُل پرندے مٹی سے بنائے اور اُن کو آدم کے پاس لایا کہ دیکھے کہ وہ اُن کے کیا نام رکھتا ہے "۔ جانوروں کو نام دینے کے عمل میں آدم کا کردار اُن کے بارے میں جاننے اور اُن کی خصوصیات کے مُطابق اُن کو نام دینے سے کہیں زیادہ تھا۔اِس کا مقصد یہ بھی تھا کہ آدم خود دیکھ لے کہ اِن مخلوقات میں سے اُس کے لئے کوئی مُوزوں مددگار نہیں ہے جس پر اُسے حکومت کرنا ہے (پیدائش ۱:۲۸)۔پیدائش ۲:۱۸ کے مطابق، خداوند خدا نے کہا کہ آدم کا اکیلا رہنا اچھا نہیں اور فرمایا "مَیں اُس کے لئے ایک مددگار اُس کی مانند بناؤں گا"۔

جانوروں کے نام رکھنے کے دوران آدم کو اِس بات کو محسوس کرنا تھا کہ تمام قسم کی مخلوقات اُس قسم کے مددگار کے لئے کتنی نامناسب ہے جس کی اُسے اِزدِواجی زندگی میں ضرورت تھی۔اِزدِواجی زندگی میں داخل ہونے سے پہلے، آدم کو یہ سمجھنا تھا کہ شوہر اور بیوی کا رِشتہ خدا کی بنائی ہوئی ہر دُوسری مخلوق

---

4 . Swinnock, 1:464.
5 . Ainsworth, 1:16.
6 . Petter, 704.

کے ساتھ اُس کے تعلق سے کہیں زیادہ بہتر ہو گا۔ آدم کو یہ سمجھنا تھا کہ خدا نے عورت کو اُس کے لئے بنایا تا کہ وہ اُس کے لئے اور زیادہ شکر گزاری کرے اور اُس کے ساتھ اور زیادہ وفادار رہے اور یہ ایک خوشگوار اِزدِواجی زِندگی کی دو نمایاں خصوصیات ہیں۔ جان مینارڈ (John Maynard) نے اِس کی وضاحت کچھ اِس طرح سے کی ہے: "خدا ایک عظیم اِزدواجی بندھن کو باندھنے والا (Match Maker) ہے اور شادی کا خالق ہے"۔ خُدا تمام مخلوق کو آدم کے پاس لایا، لیکن اِن سب کے درمیان اُسے کوئی بھی ایسا نہیں ملا جو اُس کے لئے مدد گار ہو، اِس لئے خدا نے عورت کو ایک خاص مقصد کے لئے بنایا اور اُسے آدم کے پاس لایا اور اُس کی شادی آدم سے کرائی، دُوسری طرف آدم نے خوشی اور شکر گزاری کے ساتھ اُسے خدا کے ہاتھوں سے قبول کیا اور اُسے ایک موزُوں نام دیا"۔[7]

آدم کے لئے عورت کی موزُونیت کے بارے میں، سیکر (Secker) نے کہا "فرشتے آدم سے بہت برتر تھے، اور باقی مخلوقات اُس سے بہت کمتر تھیں، وہ پہلے والے کی طرف قدم نہیں بڑھا سکتا تھا، اور نہ ہی وہ موٴخر الذکر کی طرف جُھک سکتا تھا، ایک اُس کی پہنچ سے باہر تھا اور دُوسرا اُس کی نسل سے نہیں تھا، لیکن عورت کو اُس کے برابر تخلیق کیا گیا تھا، اِسی لئے اُن کا ملنا ضروری تھا"۔[8]

لہٰذا، آیت ۲۲ میں جب خدا عورت کو آدم کے پاس لایا اور آدم نے اُس کا نام "عورت" رکھا، تو یہ اِس لئے تھا کہ آدم نے اپنے لئے نہ صرف عورت کی موزُونیت کو پہچانا، بلکہ خدا کی اِس تخلیق کو بھی پہچانا کہ وہ آدم کی بیوی بنے اور اُس کے خالق کے سامنے فرائض کی ادائیگی میں اُس کے لئے مدد گار ثابت ہو۔

اِس توضیح کی حمایت میں، یسوع مسیح نے کسی بھی بنیاد پر طلاق کے روا ہونے کے بارے میں فریسیوں کے سوال کا جواب دیتے ہوئے پیدائش ۲:۲۲ کا حوالہ دیا۔ متی ۱۹:۳-۶ میں فریسیوں کو شادی کے ضابطے کے بارے میں ہدایت کرتے ہوئے مسیح یسوع نے شادی کی تخلیق کے وقت سے لے کر اب تک کسی بھی وجہ سے طلاق کے ناروا ہونے کا اِعلان کیا۔ یسوع مسیح نے اُنہیں بتایا کہ جب ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ رہنے کے لئے اپنے والدین کو چھوڑتا ہے تو یہ نہ صرف اُس کی والدین سے علیحدگی کی

---

[7] . Maynard, 177–78.
[8] . Secker, 263–64.

علامت ہے بلکہ اِس بات کی نشان دِہی بھی ہے کہ اب اُس کے اپنے گھر اور خاندان کا آغاز ہو چکا ہے۔ اور جب وہ ایسا کرتا ہے، تو مرد اور عورت ایک جسم بن جاتے ہیں، نہ صرف خدا کے سامنے (آیت ۵) بلکہ خدا کے اُن کی شادی میں شامل ہونے کے وسیلہ سے (آیت ۶)۔

غور کریں کہ مسیح یسوع نے اپنی دلیل کی بنیاد اِس حقیقت پر رکھی ہے کہ خدا نے مرد اور عورت کو اِبتداء سے ہی تخلیق کیا ہے (آیت ۴)۔ بالفاظ دِیگر، شادی کی تحلیل کے متعلق سوال کا جواب دینے کے لئے مسیح یسوع اِزدِواجی زِندگی کے اِلٰہی ضابطے کی طرف اِشارہ کرتے ہیں، جس کا آغاز آدم اور حَوّا کی بطور مرد اور عورت تخلیق کے وقت ہوا (پیدایش ۱:۲۷)، کیوں کہ خدا خود اُن کی شادی میں شریک ہوا، جب وہ "اُسے آدم کے پاس لایا" (پیدایش ۲:۲۲)۔

دُوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ شادی سے مراد، خدا کا مرد اور عورت کو ایک جسم کے طور پر ملانا ہے (۲۲-۲۳)۔ اگر خدا نے آدم اور حَوّا کو اُن کی تخلیق کے فوراً بعد رِشتہ اِزدواج سے مُنسلک کیا، تو اِس کا مطلب ہے کہ خدا نے اُن کو مرد اور عورت کے طور پر تخلیق کیا تاکہ وہ ایک دُوسرے سے شادی کر سکیں۔ خدا نے شروع سے ہی نر و مادّہ کو تخلیق کیا تاکہ وہ شادی کر سکیں۔ خدا نے شادی کے دو فریقین کو تخلیق کیا تاکہ وہ پہلی شادی کو قائم کر سکے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اِس بات کا اِعلان کر سکے کہ شادی کرنے والے شراکت دار ایک مرد اور ایک عورت ہیں۔ سوِنک (Swinnock) نے لکھا: "خدا کو پسند آیا کہ دُنیا کو جوڑوں کی شکل میں تخلیق کرے، آسمان و زمین، سورج اور چاند، سمندر اور خشکی، دِن اور رات، مرد اور عورت۔ اِس لئے شادی ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان ہونی چاہیے" (متی ۱۹:۵)۔[9]

اِس ترتیب سے اِنخراف ایک مثالی شادی کو بگاڑ دیتا ہے اور خدا کے اِس ضابطے کو خراب کر دیتا ہے۔ لہٰذا، ہم جنسی اِتحاد شادی نہیں ہو سکتی کیوں کہ یہ خدا کے ضابطے کے خلاف ہے۔[10] پہلی بات تو یہ

---

[9]. Swinnock, 1:465.

[10] یہ وضاحت کرتا ہے کہ خُدا ہم جنس پرستی کرنے والوں پر اپنا غضب کیوں نازل کرے گا (پیدائش ۱۸:۲۰؛ ۱۹:۴؛۲۴:۲۵)، اور خُدا ہم جنس پرستی کو مکروہ کیوں کہتا ہے (احبار ۱۸:۲۲)، کیوں کہ یہ گناہ ہے اور اُس شادی کے خلاف ہے جسے خُدا نے مُقرر کیا ہے۔

ہے کہ اِس کو شادیاں نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ خدا نے مرد کو مرد کے ساتھ اور عورت کو عورت کے ساتھ نہیں ملایا(پیدایش ۲:۲۲)۔اور دُوسری بات یہ کہ اِس کو شادیاں نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ یہ فطرت کے خلاف ہیں جو اِس بات کی گواہی دیتی ہے کہ خدا نے شادی شُدہ جوڑوں کو دو مختلف جنسوں (Sexes) میں تخلیق کیا(پیدایش ۱:۲۷؛رومیوں ۱:۲۶-۲۷)۔جیسا کہ پیٹر (Petter) نے لکھا: ”خدا کی طرف سے اِنسانوں کو مرد اور عورت کے طور پر پیدا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک دُوسرے کے ساتھ شادی کرنے کے لئے موزُوں ہوں“۔[11]

متی ۱۹ باب میں مسیح یسوع نے اِن اَلفاظ کے ساتھ اِس بات کو ختم کیا: ”اِس لئے جسے خدا نے جوڑا ہے اُسے آدمی جُدا نہ کرے“(آیت ۶)۔اُن لوگوں کے لئے جو ہم جنس شادی کے حق میں ہیں ،ہمارے خداوند کے اَلفاظ اِس مسئلے کو مُنصفانہ انداز میں حل کرنے کے طور پر بھی سمجھے جاسکتے ہیں: ”جسے خدا نے الگ کیا ہے،اُسے آدمی نہ جوڑے“۔اگر ایک ہی جنس کے دو افراد کے درمیان اِزدِواجی تعلق قائم کیا جا سکتا ہے تو خدا ہمارے پہلے والدین کو ایک ہی جنس میں پیدا کرتا،اگر اِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ شادی ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان ہوئی ہے یا ایک ہی جنس کے دو افراد کے درمیان تو خدا مرد اور عورت کو تخلیق کرنے کے فوراً بعد اُن کے درمیان اِزدِواجی تعلق کو قائم نہ کرتا،کیوں کہ خدا بغیر مقصد کے کچھ نہیں کرتا(اِفسیوں ۱:۱۱)۔

سوم: ہم پیدایش ۲:۲۲-۲۵ سے سیکھتے ہیں کہ شادی ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان ہونی چاہیے۔[12] پیدایش ۴:۱۹ کے مُطابق جب سے لمک نے دو بیویاں بیاہ لیں،دُنیا میں کثیر الاِزدِواجی کا سلسلہ قائم ہوا۔اِن مردوں نے،جیسا کہ سمتھ (Smith) نے حوالہ دیا”ایک پسلی سے دو بیویاں بنائیں“۔[13] لیکن نہ تو قدیم طرزِ عمل اور نہ ہی مردوں کی طرف سے منظوری اِس کو دُرُست قرار دے سکتی ہے،کیوں کہ خدا کا کلام ظاہر کرتا ہے کہ کثیر الاِزدواج غلط ہے۔اگر خدا چاہتا کہ اِزدِواجی زندگی میں ایک سے زیادہ

---

[11]. Petter, 705.

[12]. ویسٹ منسٹر اقرارالایمان ۱:۲۴

[13]. Smith, 1:10.

بیویاں شامل ہوں، تو وہ آدم کے لئے ایک سے زیادہ حوّا پیدا کرتا۔ اِس موقع پر سمتھ نے کہا کہ "خدا اَور زیادہ پیدا کرنے کی طاقت رکھتا تھا، لیکن یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ صرف ایک کے ساتھ وفادار رہے، خُدا نے ایک پسلی سے ایک ہی کو پیدا کیا، یعنی ایک شوہر کے لئے ایک بیوی" (ملاکی ۲: ۱۵)۔ اور نوح کی کشتی میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ نہیں تھی، بلکہ چار شوہروں کے لئے چار بیویاں ہی تھیں۔[۱۴] اِسی طرح سے سیکر نے اِس بات کی نشان دہی کی کہ: "تخلیق کے موقع پر خدا نے ایک عورت کو بہت سے مردوں کے لئے پیدا نہیں کیا، اور نہ ہی ایک مرد کو بہت سی عورتوں کے لئے، ہر بیوی کو اپنے شوہر کے لئے ایسی ہونا چاہیے جیسی کہ حوّا آدم کے لئے تھی، یعنی اُس کی پُوری دُنیا اور ہر شوہر اپنی بیوی کے لئے ایسا ہو جیسا کہ آدم حوّا کے لئے تھا، یعنی اُس کی پوری دُنیا۔ جب ایک دریا کئی ندیوں میں تقسیم ہو جاتا ہے تو مرکزی دریا پانی کے بہاؤ کو کھو دیتا ہے"۔[۱۵]

اِس لئے آیت ۲۴ یہ بیان کرتی ہے کہ مرد باپ سے اور ماں سے جُدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا۔ یہ عورت اُس کی "بیوی" ہے۔ وہ کسی دُوسرے مرد کی بیوی نہیں ہے بلکہ اُس مرد کی اور اُس کے علاوہ اُس کی کوئی دُوسری بیوی نہیں ہے۔ ایک عورت جس سے ایک آدمی شادی کرتا ہے صرف وہ اُس کی اِکلوتی بیوی ہے "اور وہ دونوں ایک جسم ہوں گے" (متی ۱۹: ۵)۔ ایک جسم جو شادی کے ذریعے تشکیل پاتا ہے وہ اُن دو کا مجموعہ ہے جن کو خدا ایک ساتھ جوڑتا ہے

اِزدِواجی زندگی کا ضابطہ اور عزت و تکریم

کلام مُقدس کبھی بھی آدمی کو اپنی بیویوں سے محبت کرنے کی ہدایت نہیں کرتا ہے، بلکہ ایک بیوی کا شوہر ہونے کے ناطے صرف اپنی بیوی سے محبت کرنے کی تلقین کرتا ہے (۱۔ تیمتھیس ۳: ۲، ۱۲)۔[۱۶]

---

[14] . Smith, 1:9.
[15] . Secker, 269.
[16] . Smith, 1:10.

یہ بات واضح کرتی ہے کہ اَمثال کی کتاب میں ایک شادی شُدہ شخص کے لئے دُوسری تمام عورتوں کو اجنبی کیوں کہا گیا ہے، کیوں کہ وہ اُسے اُس طرح سے نہیں جانتی جیسے اُس کی بیوی اُسے جانتی ہے۔[17] اِزدِواجی زِندگی میں ایک شوہر اور بیوی ایک دُوسرے کے قریب رہنے اور جنسی تعلقات سمیت ایک دُوسرے کے ساتھ اشتراک کرنے پر رضامندی ظاہر کرتے ہیں اور اُن دونوں میں سے ہر ایک دُوسرے کو اپنے جسم کا مُنفرد حق دیتا ہے۔ اِسی نقطے کو پولُس رسُول ا۔کرنتھیوں ۷:۴ میں بیان کرتا ہے: "بیوی اپنے بدن کی مختار نہیں بلکہ شوہر ہے۔ اِسی طرح سے شوہر بھی اپنے بدن کا مُختار نہیں بلکہ بیوی" ۔اِزدِواجی زِندگی میں گہرا جنسی تعلق اِتنا مُنفرد اور خاص ہوتا ہے کہ اِس میں کسی تیسرے شخص کو شامل کرنا اِس کے حقیقی معنی اور مقصد کو برباد کر دیتا ہے۔[18]

مزید برآں، جب ملاکی کے زمانے میں خدا کے لوگوں میں سے مردوں نے بہت سی بیویاں کیں ،تو خدا نے اِسرائیل کی طرف سے پیش کیے جانے والے ہدیے اور دُعاؤں کو ردّ کر کے ایسی چیز سے اپنی نفرت کا اِظہار کیا (ملاکی ۲:۱۳۔۱۵)۔ خدا اُن کی عبادت کو قبُول نہیں کرے گا (آیت ۱۳)، کیوں کہ وہ اپنی کثیر الازدِواجی سے خدا کی طرف سے قائم کردہ اِزدِواجی زِندگی کے ضابطے کو خراب کر رہے تھے (آیت ۱۴)۔ اُنہوں نے اپنی جوانی کی بیوی کے خلاف گناہ کرتے ہوئے اپنے لئے اَور بیویاں کر لی تھیں (آیت ۱۴-۱۵)۔ اور چونکہ بیوی خداوند کی طرف سے ایک تحفہ ہے (اَمثال ۱۹:۱۴)۔ اور اِزدِواجی زِندگی میں میاں اور بیوی کے درمیان جو عہد باندھا جاتا ہے، وہ خدا جو کہ اِس رِشتے کو قائم کرنے والا ہے، کے سامنے اور اُس کو گواہ بنا کر باندھا جاتا ہے ، کثیر الازواج خدا کے خلاف ایک گناہ ہے(یعقوب ۲:۱۰-۱۱)۔ سوِنک (Swinnock) نے لکھا: دُوہری زوجیت اور کثیر الازواج دونوں ہی غیر قانونی ہیں"[19]۔ رچرڈ سٹاک (Richard Stock) نے وضاحت کی: "اُنہوں نے نہ صرف اپنی بیویوں کو بلکہ خدا کو بھی دُکھ پہنچایا تھا، جو کہ اُس عہد کا گواہ تھا جو اُن دونوں کے درمیان باندھا گیا تھا، وہ عہد جو کہ خدا کی طرف سے مُقرر کیا گیا تھا

---

[17] . Ainsworth, 1:17. E.g. Proverbs 2:16; 5:3, 10, 17, 20.
[18] . Ames, 198.
[19] . Swinnock, 1:465.

، کہ اُنہیں ایک جسم ہونا چاہیے۔ لہٰذا، مرد نے جب اپنی اِکلوتی بیوی کو اپنانے کا عہد باندھا تو خدا کی موجودگی میں اور اُسے گواہ بنا کر باندھا"۔[20] ملاکی نے کثیر الازواج کی دلیل کو ردّ کر دیا جیسا کہ مسیح نے طلاق کے متعلق فریسیوں کی دلیل کو، شادی کے بارے میں خدا کے اصل منصوبے کا حوالہ دیتے ہوئے، ردّ کیا ۔ آیت ۱۵ بیان کرتی ہے: "اور کیا اُس نے ایک ہی کو پیدا نہیں کیا باوجودیکہ اُس کے پاس اور اَرواح موجود تھیں؟ "۔ ملاکی کا مطلب یہ ہے کہ: خدا نے شادی کی وحدانیت کو مُقرر کیا اور اُسے فطرت کا قانون بنایا کہ ایک مرد صرف ایک عورت سے شادی کرے۔ خدا ایک سے زیادہ عورتیں بنا سکتا تھا، لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا۔ اُس نے آدم کو ایک عورت حوّا اور حوّا کو ایک مرد آدم دیا کہ وہ ایک دُوسرے سے شادی کریں تا کہ یہ بنی نوع اِنسان کے لئے ایک دائمی نمونہ ہو۔[21] سٹاک (Stock) نے کہا: "آدم کی پسلی میں سے حوّا کو بنانے کے بعد، اُس نے اُس (حوّا) میں زِندگی کا دَم پھُونکا، جیسا کہ یہ اُس کی رُوح کا بقیہ تھا۔ اگرچہ اُس کے پاس اِس کی بہتات تھی لیکن اُس نے ایسا اِس لئے کیا تا کہ وہ دونوں (آدم اور حوّا) ایک ہوں "۔[22] لہٰذا "دوہری زوجیت اور کثیر الازواج دونوں ہی سراسر قابلِ مذمت، ناپاک، اور غیر قانونی ہیں "۔[23]

چہارم: ہم سیکھتے ہیں کہ ایک مرد اور عورت کے ایک جسم بننے کا واحد ذریعہ شادی ہے اور یہ وہ ضابطہ ہے جو خُدا نے اُن کے لئے مُقرر کیا ہے۔ بائبل مُقدس میں آیت ۲۵ میں پہلی بار برہنگی کا ذِکر ملتا ہے اور اِسے "مرد اور اُس کی بیوی" کے تناظر میں بیان کیا گیا ہے۔ خدا مرد اور عورت کے درمیان جنسی ملاپ سے خوش ہوتا ہے، جب یہ اُس اِزدِواجی تعلق کے اندر رہتے ہوئے ہو، جس میں خدا نے اصل میں اُسے رکھا ہے (عبرانیوں ۱۳:۴)۔ یہ مرد اور عورت کا وہ اِزدِواجی رِشتہ تھا، جس میں وہ خدا کے سامنے برہنہ کھڑے تھے اور خدا نے اُنہیں برکت دی اور اپنی رضامندی ظاہر کی: "اور خدا نے اُن کو برکت دی اور کہا

---

20 . Stock, 173.

21 . E. B. Pusey, *The Minor Prophets: A Commentary* (Grand Rapids: Baker, 1950), 2:483.

22 . Stock, 177.

23 . Stock, 181.

کہ پھلواور بڑھواور زمین کو معمُور ومحکُوم کرو اور خدا نے سب پر جو اُس نے بنایا تھا نظر کی اور دیکھا کہ بہت اچھا ہے "(پیدایش ۱:۲۸،۳۱)۔

خدا کی طرف سے یہ منظوری اِزدِواجی تعلق سے باہر کسی بھی جنسی سرگرمی کی مذمت کرتی ہے ،بشمول وہ لوگ جو بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ کے طور پر ایک ساتھ رہتے ہیں اور اِس طرح جنسی تعلقات قائم کرتے ہیں جیسے وہ شادی شُدہ ہوں۔ اگرچہ ہمارے معاشرے میں زِنا اور شادی سے پہلے اِکھٹے رہنا قابل قبول ہو سکتا ہے، لیکن یہ دونوں نہ صرف پیدایش ۲ باب کے مُطابق خدا کی طرف سے قائم کردہ اِزدِواجی ضابطے کے خلاف ہیں بلکہ خروج کی کتاب میں شادی کے متعلق خدا کے احکام کے بھی خلاف ہیں (خروج ۲۰:۱۴)"تُو زِنا نہ کرنا"۔

آدم اور حَوّا اپنے خالق اور اِزدِواجی بندھن کو باندھنے والے خدا کے سامنے ننگے تھے اور شرماتے نہ تھے، یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ خدا نے شادی کے اندر جو قربت اور جنسیت رکھی ہے، اُس سے فطری طور پر کوئی جُرم یا گناہ وابستہ نہیں ہے۔ لیکن اِس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اِزدِواجی تعلق سے باہر جنسی سرگرمی، خواہ خیالات، اَلفاظ یا اَعمال میں ہو شرمناک ہے اور خدا کے سامنے جُرم کا باعث بنتی ہے کیوں کہ یہ گناہ ہے۔ لٰہذا، ایک مرد کی صرف ایک عورت سے جائز شادی سے ہی وہ برکتیں حاصل ہوتی ہیں جن کا ذِکر خدا نے (پیدایش ۱:۲۸) میں کیا ہے، جبکہ وہ لوگ جو شادی کے مُناسب اُصُولوں پر عمل کیے بغیر اُس کے فوائد تلاش کرتے ہیں وہ اپنے اُوپر خدا کی عدالت کو دعوت دیتے ہیں (اَمثال ۵:۱۸-۲۳؛ پیدایش ۱۹:۲۴۔۲۵، ۲۷-۲۸؛ عبرانیوں ۱۳:۴)۔

اگر ہم اِزدِواجی زِندگی کو خدا کے جلال کے لئے گزارنا چاہتے ہیں تو ہمیں ایک مرد کو صرف ایک عورت کے ساتھ رہنا چاہیے کیوں کہ یہ وہ شادی ہے جسے خدا نے پیدایش ۱:۳۱ میں بہت اچھا قرار دیا ہے۔

اِزدِواجی زِندگی کی عزت و تکریم

خدانے شادی کو مُقرر کیا، اور اُس نے اِس رِشتے کو عزت بھی بخشی۔ تصویر کے فریم کے برعکس ، جو اُس تصویر سے الگ ہوتا ہے جو اُس کے اندر لگائی گئی ہے، شادی کی عزت و تکریم اِزدِواجی ضابطے کا ایک لازمی حصہ ہے، بلکہ یہ اِزدِواجی زِندگی کے لئے اُتنا ہی اہم اور فطری ہے جتنا کہ خُود اِزدِواجی ضابطہ، جسے خدا نے قائم کیا ہے۔ اِس بات سے قطعِ نظر کہ ہم اِزدِواجی زِندگی کو گناہ کی وجہ سے کتنا ہی نقصان پہنچاتے ہیں یا کچھ لوگ اُسے بُرے رویے سے کیسے برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اِزدِواجی تعلق، جیسا کہ خدا نے اِسے بنایا ہے، اب بھی قابل احترام اور قیمتی ہے (عبرانیوں ۱۳:۴)۔

یہ اِزدِواجی زِندگی کو ایک اعلیٰ مقام بخشتا ہے اور اِس طرح ہمیں اِس بات پر سنجیدگی سے غور کرنے کا پابند بناتا ہے کہ ہم اِسے کس طرح دیکھتے ہیں، ہم اِس میں کس طرح داخل ہوتے ہیں اور ہم اِس تعلق میں کیسے زِندگی گزارتے ہیں، نیز ہم شادی کے عہد، شادی کے بندھن اور شادی کے بستر اور اِس رِشتے کا احترام کیسے کرتے ہیں۔ اگر شادی ایک اچھی اور قابل احترام چیز ہے تو ہمیں اِس سے لُطف اندوز ہونے اور اِس کی عزت و تکریم کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہمیں اپنی اِزدِواجی زِندگی میں بھی اِس طرح سے رہنا چاہیے جس سے خدا کی تعظیم ہو جس نے شادی کو اچھا اور قابل احترام بنایا۔ مزید برآں، اگر اِزدِواجی زِندگی قابل احترام ہے، تو اِس کے بارے میں سب کچھ، جیسا خدا نے بنایا ہے، اچھا اور صحیح ہے جو ہماری خوشی اور اَبدی فائدے دونوں کے لئے موزُوں ہے۔

راسخ العقیدہ (پیوریٹنز) لوگوں کا خیال تھا کہ اِزدِواجی زِندگی کی عزت و تکریم کا اِنحصار، خدا سے اُس کے تعلق، اُس ضابطے کو قائم کرنے کے حالات اور اُس کے مسیح سے، اور دُنیا سے تعلق پر ہے۔ ایک بار جب ہم اِن وجوہات کے بارے میں دُرست طور پر غوروفکر کریں گے، تو ہم سمجھ جائیں گے کہ شادی ایک بہترین ضابطہ کیوں ہے۔

اِزدِواجی زِندگی خدا کے نزدیک قابل احترام ہے

شادی قابل احترام ہے کیوں کہ اِس کا خالق خدا ہے۔ خدا نے اِس کو تخلیق کیا اور مُقرر کیا۔[24] ہنری سمتھ (Henry Smith) نے لکھا: "جبکہ دُوسرے تمام اُصول خدا نے اِنسانوں یا فرشتوں کے ذریعے سے قائم کیے (اَعمال ۱۲:۷؛ عبرانیوں ۲:۲) لیکن شادی خُود خدا کی طرف سے مُقرر کی گئی تھی، جو غلطی نہیں کر سکتا۔ کوئی اِنسان یا فرشتہ بیوی کو شوہر کے پاس نہیں لایا، بلکہ خدا نے خود یہ کام کیا (پیدایش ۲:۲۲)۔ اِس لئے شادی کو خدا کی طرف سے دِیگر تمام ضابطوں سے زیادہ عزت حاصل ہے کیوں کہ خدا نے اِسے ذاتی طور پر مُقرر کیا ہے۔[25]

اِزدِواجی زِندگی کا ضابطہ اور عزت و تکریم

یہ شادی کو دِیگر تمام احکام سے مُنفرد بناتا ہے، کیوں کہ یہ براہ راست خدا کی طرف سے ہے اور اِس لئے شادی کو اِس کے خالق کے لائق احترام ملنا چاہیے۔ ہم کتنے قوانین اور اِنسانی اِداروں کا احترام اُن لوگوں کی وجہ سے کرتے ہیں جنہوں نے اِن کو بنایا؟ ہم کتنے زیادہ اثاثوں کو اُن کے قیمتی ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اُس شخص کی وجہ سے اہم سمجھتے ہیں جس نے اُنہیں ہمیں دیا ہے؟ اور آرٹ یا موسیقی کے کتنے کاموں کی تعریف اُن کو تخلیق کرنے والے مشہور فنکاروں یا موسیقاروں کی وجہ سے کی جاتی ہے؟ لیکن یہاں کسی بھی مصنف، موسیقار، یا مُحسن، چاہے وہ آسمان پر ہو یا زمین پر، سے کہیں بڑا کوئی ہے۔ لیکن یہاں پر شادی، خدا کی طرف سے ایک تحفہ ہے (اَمثال ۱۹:۱۴)۔

---

[24] . Reyner, 2.
[25] . Smith, 1:5–6.

اِزدِواجی زِندگی کا مُقرر کرنے والا خدا، اِس دُنیا کا مالک، زمین و آسمان کا رب، اَبدی بادشاہ اور اَبدیت کا باپ ہے۔ شادی خدا کے ہاتھ کی کاریگری ہے، جس کا اِنحصار مکمل طور پر اُسی پر ہے اور صرف اُسی کی برکت سے کامیاب ہو سکتی ہے، اور اِس میں خدا کی ناقابلِ تردِید منظوری اور اِختیار شامل ہے، کیوں کہ اُس نے فرمایا: "آدم کا اکیلا رہنا اچھا نہیں" (پیدائش ۲:۱۸)۔ پس، اُن لوگوں کے لئے جو اِزدِواجی زِندگی کے ذریعے خدا کے نام کو جلال دینا چاہتے ہیں، یہ تب ہی ممکن ہے جب وہ اِس کے خالق کو پہچانتے ہیں، وہ حقیقی خوشی تب ہی پاتے ہیں جب خدا اُن کی اِزدِواجی زِندگی کو برکت دیتا ہے اور حقیقی سکون تب ہی ملتا ہے جب خدا اُس میں موجود ہوتا ہے۔

اِزدِواجی زِندگی اپنے ضابطے کی تخلیق کے لحاظ سے قابلِ احترام ہے

اِزدِواجی زِندگی کو خدا کی طرف سے عزت دی گئی ہے اور یہ اعزاز کئی اہم پہلوؤں کے ذریعے دِکھایا گیا ہے کہ اِزدِواجی رِشتے کو کیسے قائم کیا گیا۔ اِس میں زمان و مکان، اَفراد اور طریقہ کار شامل ہے۔

اوّل: اِزدِواجی زِندگی کو اِس کی تخلیق کے وقت سے ہی عزت دی گئی ہے۔ بجائے اِس کے کہ اِنسانوں کو تخلیق کرنے کے بعد خدا کو یہ ہوتا کہ اُس کی تخلیق میں کچھ کمی ہے، خدا نے اِبتدا ہی سے یہ ظاہر کرنے کے لئے اِزدِواجی زِندگی کا آغاز کیا کہ اُس کی تخلیق اِزدِواجی زِندگی کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ جیسے ہی اُس نے آدم کو تخلیق کیا، اُس نے آدم کی پسلی میں سے عورت کو نکالا اور اُسے آدم کی بیوی کے طور پر آدم کے پاس لایا۔ سمتھ (Smith) نے کہا: "یہ وہ پہلا ضابطہ تھا جو خدا نے مرد اور عورت کی تخلیق کے بعد قائم کیا تھا --- اِس سے پہلے کہ آدم کو کچھ اور کردار دیا جاتا، اُسے شوہر بننے کے لئے بُلایا گیا، اور یہ بات اِزدِواجی زِندگی کو خدا کے تمام قوانین میں سب سے قدیم اور سب سے زیادہ معزز بناتی ہے، اور مردوں کے لئے یہ وہ پہلا کردار تھا جسے اُنہوں نے نبھانا تھا"[۲۶]۔

مزید برآں، خدا نے شادی کو اِنسان کی برگشتگی سے پہلے مُقرر کیا۔ گاوج نے کہا: "دُنیا میں یہ اب تک کا سب سے پاک اور کامل وقت تھا، جب اِنسان کے کسی گناہ یا آلودگی نے ابھی تک اِسے داغ دار

[26]. Smith, 1:6.

نہیں کیا تھا"۔[27] جب گناہ دُنیا میں داخل ہوا تو اُس نے خدا کی بنائی ہوئی تمام چیزوں کو خراب کر دیا، جو پاک تھا اُسے ناپاک اور جو صاف تھا اُسے آلُودہ کر دیا"۔ شادی کو، گناہ کے دُنیا میں داخل ہونے سے پہلے مُقرر کیا گیا تھا اور اِس کا مقصد، آدم کے گناہ میں گرنے کے بعد اُس کو راحت پہنچانا نہیں، بلکہ اِس کا مقصد خدا کی تخلیق کو مکمل کرنا تھا۔ کیوں کہ پیدایش ۱:۲۸ کے مُطابق جب خدا نے آدم کو تخلیق کرنے کا اِرادہ کیا تو اُس نے عورت کی تخلیق تک اِس کام کو ختم نہیں کیا، کیوں کہ وہ اِزدواجی زندگی کا لازمی حصہ تھی، جسے وہ آدزندگیم کی تخلیق کے وقت قائم کرنے کا اِرادہ رکھتا تھا۔[28] لہٰذا، شادی میں یا شادی کے بستر میں کوئی گناہ نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگوں نے غلط طور پر سکھایا ہے، شادی گناہ کے وجود سے پہلے تخلیق کی گئی تھی اور پیدایش ۱:۳۱ میں خدا نے اِس کی منظوری دی تھی، جہاں پر اُس نے فرمایا کہ سب کچھ جو اُس نے بنایا تھا " بہت اچھا " تھا۔[29]

دوم: اِزدِواجی زِندگی کو اُس جگہ کی وجہ سے اور زیادہ عزت دی جاتی ہے جہاں اُسے پہلی بار منایا گیا تھا۔ پہلی شادی باغِ عدن میں ہوئی، وہ مُقدس مقام جہاں خدا نے ہمارے پہلے والدین پر اپنی موجودگی ظاہر کی اور اُسے زمین پر بہشت بنایا۔[30] گاوج نے اِسے ہر لحاظ سے "دُنیا کی سب سے زیادہ پاک، خوبصورت، خوشگوار، قابلِ احترام، آرام دہ اور مجموعی طور پر بہترین جگہ قرار دیا"[31]۔ مذہبی مُعاملات اُس وقت زیادہ قابلِ احترام ہوتے ہیں، جب وہ کسی اہم اور معزز مقام پر رُونما ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ہم عدالت میں مُقدمے کی سماعت کے لئے جاتے ہیں، خادمین منبر سے خدا کے کلام کی تبلیغ کرتے ہیں اور یہاں تک کہ کچھ جوڑے جن کا چرچ سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ پھر بھی اپنی شادی کی تقریب کو چرچ میں مُنعقد کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ پس، خدا نے اپنے خوبصورت باغ میں پہلی شادی کروا کے اِسے بڑا اِعزاز بخشا۔

---

27 . Gouge, 151.
28 . Rogers, 5.
29 . Reyner, 3.
30 . Reyner, 3.
31 . Gouge, 151.

سوم: شادی کو اُن افراد کی طرف سے بھی عزت بخشی گئی، جنہوں نے پہلی شادی کی، یعنی آدم اور حوّا جو کہ ہمارے پہلے والدین اور تمام بنی نوع اِنسان بشمول بادشاہ، ملکہ، شہزادے اور رئیس، کے مشترکہ والدین ہیں۔ یہاں تک کہ یسوع مسیح بھی، بحیثیت اِنسان، اِبنِ آدم تھا (لوقا ۳:۳۸)۔ گاوج نے آدم اور حوّا کو تمام بنی نوع اِنسانوں میں "سب سے زیادہ معزز قرار دیا، وہ تمام بنی نوع اِنسان کے پہلے والدین تھے اور تمام مخلوقات پر مکمل اِختیار رکھتے تھے اور ہر چیز اُن کے تابع تھی۔ صرف آدم اور حوّا نے پوری دُنیا پر حقیقی معنوں میں حکومت کی"۔ [۳۲] مزید برآں، اُن کی شادی کو ایک خاص اعزاز حاصل تھا، کیوں کہ یہ خُود خدا تھا جس نے ان کی شادی کروائی جب وہ فردوس میں رہتے تھے خدا عورت کو آدم کے پاس لایا تا کہ وہ اُس کی بیوی بنے (پیدایش ۲:۲۲) اور اُن کی اِزدِواجی زندگی کو برکت دی (پیدایش ۱:۲۸)، جس نے اِنسانوں کے لئے اُس کے منصوبے کو پورا کیا تا کہ اِنسان اپنی ضروریات کو حاصل کر سکیں (پیدایش ۲:۱۸)۔

بالآخر، شادی کو اِس لئے بھی عزت بخشی گئی کیوں کہ اِسے خدا نے مُقرر کیا۔ سب سے پہلے اُس طریقے پر غور کریں جس میں خدائے ثالُوث نے، اِزدِواجی زندگی کی بنیاد رکھی۔ جیسا کہ گاوج نے وضاحت کی کہ "یہ سب اُتنی ہی محتاط منصوبہ بندی کے ساتھ کیا گیا تھا، جتنی کہ کسی بھی ضابطے کو اِزدِواجی زندگی کا ضابطہ اور عزت و تکریم بنانے میں اِستعمال ہوتی ہے"۔ [۳۳] تخلیق کی کہانی میں اِس مقام پر ہم کیا پڑھتے ہیں؟ (پیدایش ۲:۱۸) "خداوند خدا نے فرمایا"۔ اُس نے تثلیث کے دُوسرے اقنوم سے بات کی۔ اور اُنہوں نے کیا فیصلہ کیا تھا، جس کا اِعلان کرنے کے لئے اُس نے اِس وقت کو مُناسب سمجھا کہ "آدم کا اکیلا رہنا اچھا نہیں"۔ آدم کو ایک ساتھی کی ضرورت تھی۔ اور خدا نے آدم کی اِس ضرورت کو پُورا کرنے کے لئے کیا کیا ؟ "مَیں اُس کے لئے ایک مددگار اُس کی مانند بناؤں گا"۔ اُس نے فوراً ایک عورت کو تخلیق کیا تا کہ وہ آدم کی بیوی بنے۔

---

[32] . Reyner, 3.
[33] . Gouge, 151.

دُوسری بات پر غور کریں کہ خُدا نے عورت کو آدم کے لئے ایک موزُوں ساتھی اور مدد گار کے طور پر پیدا کیا۔ پیدایش ۲:۲۲ میں بیان کیا گیا ہے کہ "اور خداوند خدا اُس پسلی سے جو اُس نے آدم سے نکالی تھی ایک عورت بنا کر اُسے آدم کے پاس لایا"۔ "بنایا" کے لئے جو عبرانی لفظ اِستعمال کیا گیا ہے اُس کا مطلب ہے "تعمیر کرنا"۔ خدا نے مرد کے لئے موزوں بیوی بنائی، اُسے مرد کی ضروریات کے مطابق وضع کیا، جیسا کہ اُس نے پہلے سے ہی مرد کو اُس عورت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے وضع کیا تھا جسے وہ اُس میں سے نکالے گا۔ سمتھ نے لکھا: "یہ نہیں کہا گیا کہ اُس نے آدم کے لئے ایک بیوی بنائی، بلکہ کہا گیا ہے کہ اُس (خدا) نے اُس کے لئے ایک بیوی تعمیر کی، اِس کا مطلب یہ ہے کہ میاں بیوی مِل کر ایک گھر بناتے ہیں اور تخلیق اُس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک مرد اور عورت دونوں نہ بن جائیں"۔[۳۴] ولٹ (Willet) نے اِسے اِس طرح سے بیان کیا: "اِس سے مراد یہ ہے کہ آدم عورت کے بننے سے پہلے ایک نامکمل عمارت کی طرح تھا اور یہ کہ عورت کی تخلیق کے بعد اُس نے اولاد پیدا کر کے گھر اور خاندان کی تکمیل کی"۔[۳۵]

مزید برآں، یہ آیت فرماتی ہے کہ اُس نے عورت کو آدم کی پسلی میں سے بنایا۔ اِس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک مرد اگر خدا کی تعظیم کرنا چاہتا ہے تو اُسے اپنی اِزدِواجی زِندگی کو کیا اہمیت دینی چاہیے، کیوں کہ عورت کو مرد کے سر میں سے نہیں نکالا گیا کہ مرد پر حکومت کرے، بلکہ مرد کو عورت کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے (اِفسیوں ۵:۲۳)۔ نہ ہی اُسے مرد کے پاؤں میں سے نکالا گیا ہے، گویا کہ اُسے مرد سے کمتر یا اُس کی خادِمہ سمجھا جائے۔ اِس کے بجائے، عورت کو مرد کی پسلی میں سے نکالا گیا تھا تا کہ یہ ظاہر کیا جا سکے کہ وہ اُس کی مُعاوِن ہے اور یہ کہ اُس سے پیار کیا جانا چاہیے اور اُس کو مرد کے دِل کے قریب ہونا چاہیے۔[۳۶] ولٹ (Willet) نے کئی وجوہات پیش کیں کہ کیوں خدا نے عورت کو مٹی کی بجائے مرد کی پسلی میں سے بنایا اور مرد کے برعکس اُسے مٹی میں سے نہ بنایا: اِس سے وہ برتری ظاہر ہوتی ہے جو مرد کو عورت پر

---

[34] . Smith, 1:7.
[35] . Willet, 38.
[36] . Smith, 1:8.

حاصل ہے، جیسا کہ پولُس رسُول نے بیان کیا(۱۔کرنتھیوں ۱۱:۷۔۸) ۔۔۔اِس لئے عورت کو اپنا نام اور مقام مرد سے ملتا ہے۔۔۔اِس کی ایک اور وجہ محبت کارِشتہ پیدا کرنا تھا، تا کہ مرد یہ جانتے ہوئے کہ عورت اُس میں سے نکالی گئی ہے، اُس سے اَور زیادہ گہری محبت کرے۔۔۔دِیگر وجوہات یہ ہیں کہ عورت کو مرد کے سر میں سے نہیں نکالا گیا تا کہ وہ فخر نہ کرے، اور نہ ہی اُس کے قدموں سے نکالا گیا، تا کہ اُسے مرد کی جاگیر نہ سمجھا جائے، بلکہ اُس کی پسلی میں سے تا کہ اُن کے درمیان محبت اور اِتحاد کو ظاہر کیا جا سکے۔[37]

دِین دار اِزدِواجی زِندگی گزارنا

عورت کا مرد کی پسلی میں سے نکالا جانا ظاہر کرتا ہے کہ وہ باقی مخلوقات سے مختلف ہے اور وہ مرد کی خصوصی دیکھ بھال، محبت اور قربت کی مستحق ہے۔ تو کیا یہ کوئی تعجب کی بات ہے کہ ایک عقل مند بیوی کو اَمثال ۱۹:۱۴ میں خداوند کی طرف سے تحفہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے؟ عزت اور دولت تو ماں باپ کی طرف سے وراثت میں ملتی ہیں، لیکن اچھی بیوی خداوند کی طرف سے تحفہ ہے، گویا کہ اُس پر یہ لکھا ہو: خداوند کی طرف سے تحفہ۔ خدا کی طرف سے یہ تحفہ اِتنا قیمتی ہے کہ سمتھ (Smith) نے اِس کے بارے میں لکھا: "حیوان کھانے کے لئے، لباس گرمی کے لئے اور پھول لُطف اندوزی کے لئے مقرر کیے گئے ہیں، لیکن بیوی مرد کے لئے مقرر کی گئی ہے، وہ ایک چھوٹے سے محفوظ شہر کی مانند ہے اور اُس کی تمام پریشانیوں میں اُس کے لئے پناہ گاہ ہے (پیدایش ۱۹:۲۰) اور ایسی کوئی راحت نہیں جیسی کہ ایک بیوی لا سکتی ہے سوائے اُس راحت کے جو صاف ضمیر رکھنے سے حاصل ہوتی ہے"۔[38] راجر (Roger) نے بھی عورت کو خدا کی طرف سے تحفہ قرار دیتے ہوئے کہا "رُوح القدس بہترین چیزوں کو خدا کی چیزیں قرار دیتا ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ بہترین چیز کا تعلق کسی کمتر یا بنیادی چیز سے نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ خدائے

---

[37] . Willet, 37.

[38] . Smith, 1:8.

عظیم جو تحفہ دیتا ہے وہ معمولی نہیں ہو سکتا، اِس لئے بیوی ایک عام نعمت نہیں ہے۔ وہ خدا کی طرف سے دی گئی ایک عورت ہے۔ ایک حقیقی تحفہ، ایک شاندار تخلیق، جس کے لئے ایک آدمی اپنی زِندگی بھر خدا کا شُکر ادا کر سکتا ہے۔۔۔ مُبارک ہے وہ آدمی جس کے سر پر ایسا تاج رکھا ہوا ہے جسے آسمان کی طرف سے دیا گیا ایک قیمتی تحفہ سمجھا جا سکتا ہے"۔[39]

اِزدِواجی زِندگی کو اِس تخلیق میں شامل اہم عوامل کی وجہ سے بھی معزز سمجھا جاتا ہے۔ اِزدِواجی زِندگی قابل احترام ہے، کیوں کہ اِسے اِبتدا ہی سے، اِنسانی وجود کے ایک حصے کے طور پر تخلیق کیا گیا اور اِسے اِنسان کی معصومیت کی حالت میں یعنی آدم کے گناہ میں گرنے سے پہلے مُقرر کیا گیا۔ یہ قابل احترام ہے، کیوں کہ اِسے فردوس میں مُقرر کیا گیا، جہاں پر ہر ایک چیز اِنسان کے اِطمینان اور خوشی کے لئے موزُوں تھی۔ یہ قابل احترام ہے، کیوں کہ شادی کرنے والے پہلے مرد اور عورت تمام بنی نوع اِنسان کے پہلے والدین تھے اور جس نے اُن کی شادی کرائی وہ خود خُداوند خدا تھا۔ یہ قابل احترام ہے کیوں کہ یہ اِنسان کی ضرورت کو پُورا کرنے کے لئے خدا باپ، خدا بیٹا اور خدا رُوح القدس کے مابین مشورے کا نتیجہ تھا ۔ یہ قابل احترام ہے کیوں کہ عورت کو مرد کی ضرورت کے مطابق اور مرد کو عورت کے لئے بالکل موزُوں بنایا گیا تھا۔ یہ قابل احترام ہے کیوں کہ عورت کو مرد کی پسلی میں سے بنایا گیا تھا جو کہ اِس بات کی علامت ہے کہ مرد کو اپنی بیوی اور اُن کی اِزدِواجی زِندگی کا خدا کے سامنے ایک اچھا نگران بن کر احترام کرنا چاہیے اور خدا کے سامنے ایک اچھا نگران ہونا چاہیے۔

اِس لئے گاوَج اِس نتیجہ پر پہنچا کہ "اگر ہم اُن تمام پہلوؤں پر غور کریں کہ اِزدِواجی زِندگی کس طرح سے خدا کی طرف سے سب سے پہلے قائم کی گئی تھی، تو ہم دیکھیں گے کہ اِنسانوں کے لئے کوئی دُوسرا

---

[39]. Rogers, 4.

اُصُول یا ضابطہ اِتنا معزز نہیں ہے جتنا کہ اِزدِواجی زِندگی ہے"۔[40] اِسی طرح سے راجرؔ نے سوال کیا" اگر خدا پاک ہے تو کیا یہ بات معنی نہیں رکھتی کہ اُس کی فطرت بھی پاک اور غیرت سے بھرپُور ہو گی؟"۔[41]

اِزدِواجی زِندگی قابل احترام ہے کیوں کہ اِس کا تعلق مسیح کی ذات سے ہے

خدا باپ اور خدا بیٹا دونوں نے اِزدِواجی زِندگی کو عزت بخشی۔ مسیح یسوع نے پانچ طریقوں سے اِزدِواجی زِندگی کو عزت بخشی: اپنی پیدایش کے ذریعے سے، شادیوں میں شرکت کر کے، شادیوں کے بارے میں مثبت طور پر بات کر کے، کلیسیا کے ساتھ اپنے تعلق کے ذریعے سے اور اپنے شاگردوں کی شادیوں کی حمایت کر کے۔

اوّل: مسیح یسوع نے عورت کی نسل سے پیدا ہو کر شادی کو عزت بخشی (پیدایش ۳:۱۵؛ متی ۱:۱۸۔۲۵) اگر مسیح یسوع ہماری نجات کی خاطر مُجسم ہوا اور ایک ایسی عورت سے پیدا ہوا جو ایک مرد سے منسُوب تھی، تو یقیناً یہ چیز اِزدِواجی زِندگی میں اولاد پیدا کرنے کے صحیح سیاق و سباق میں شادی کو عزت بخشتی ہے، خدا نے شادی شُدہ جوڑے کو ہی یہ حکم دیا تھا کہ "پھلو اور بڑھو"(پیدایش ۱:۲۸)۔

دوم: مسیح نے قانایِ گلیل میں شادی کے موقع پر اپنی موجودگی سے شادی کو عزت بخشی جہاں اُس نے پانی کو مَے بنا کر اپنا پہلا معجزہ دِکھایا (یوحنا ۲:۱-۱۱)۔ مسیح یسوع اِس شادی میں شرکت کرنے پر خوش تھا اور اُس نے اِس موقع پر اپنا پہلا معجزہ دِکھا کر شادی کے بندھن اور اُس کی خوشی کے جشن کو عزت بخشی۔ جس طرح سے بائبل مقدس میں خدا کی طرف سے دی جانے والی پہلی برکت شادی کے موقع پر تھی

---

[40] Gouge 152

گوج پھر اِزدِواجی زِندگی کے مقاصد اور خاص اہمیت کے بارے میں بات کرتا ہے۔ وہ یقین سے اِستدلال کرتا ہے کہ یہ تمام عوامل اُس اعلیٰ اعزاز میں حصہ ڈالتے ہیں جو خدا نے اِزدِواجی زِندگی کو دیا ہے۔ ہم نے یہاں اُن نکات کے بارے میں بات نہ کرنے کا اِنتخاب کیا ہے ، کیوں کہ ہم اُن کا احاطہ بعد کے ابواب میں کریں گے۔

[41] . Rogers, 5–6.

(پیدائش ۱:۲۸) اُسی طرح سے، مسیح یسوع کی طرف سے پہلی برکت قانایِ گلیل میں شادی کے موقع پر اُس کی موجودگی تھی (یوحنا ۲:۱۱)۔

سوم: مسیح یسوع نے شادی کو آسمان کی بادشاہی کی علامت کے طور پر اِستعمال کر کے عزت بخشی ۔(متی ۲۲:۲) میں مسیح یسوع نے آسمان کی بادشاہی کا موازنہ ایک بادشاہ کی طرف سے اپنے بیٹے کے لئے دی گئی شادی کی دعوت سے کیا، جس میں سب کو مدعو کیا جاتا ہے۔ اور پھر آیات ۱۱ تا ۱۴ میں، مسیح یسوع آسمان کی بادشاہی میں داخل ہونے کا موازنہ شادی کے لباس میں ملبوس ہونے سے کرتا ہے۔ اِس لئے شادی اُن خوشیوں، میل جول اور رفاقت کا ایک مُناسب موازنہ ہے جس سے ہم آسمان کی بادشاہی میں مسیح یسوع کے ساتھ لطف اندوز ہوتے ہیں۔

چہارم: مسیح یسوع نے اپنی کلیسیا کے ساتھ اپنے تعلق کو بیان کرنے کے لئے اِسے ایک مثال کے طور پر اِستعمال کر کے شادی کو عزت بخشی۔ اِفسیوں ۵:۳۲ میں، ایک بیوی کے اُس کے شوہر کے لئے فرائض اور ایک شوہر کے اُس کی بیوی کے لئے فرائض کے بارے میں بات کرنے کے بعد اور اُن کے درمیان تعلق کا مسیح اور کلیسیا کے درمیان تعلق سے موازنہ کرنے کے بعد، پولُس رسُول بیان کرتا ہے "یہ بھید تو بڑا ہے لیکن مَیں مسیح اور کلیسیا کی بابت کہتا ہوں"۔ شادی اُس گہرے تعلق کو کسی بھی دُوسرے اِنسانی رِشتے سے بہتر انداز میں بیان کرتی ہے، جو مسیح یسوع اپنی کلیسیا سے رکھتا، جس میں وہ اپنی کلیسیا کو تسلی دیتا، اُس میں خوشی محسوس کرتا اور اُس کے ذریعے سے اپنے نام کو جلال دیتا ہے۔[42] ہم مسیح کی دُلہن ہیں، جسے خدا اُس کے پاس لایا، جیسے وہ حَوّا کو آدم کے پاس لایا تھا۔ باپ ہمیں بیٹے کو دیتا ہے تاکہ ہم اُس کی دُلہن بنیں (یوحنا ۶:۳۷)، پھر خدا ہمیں پُورے اِختیار اور ناقابلِ مزاحمت کشش اور محبت کے ساتھ اپنے بیٹے کے پاس لاتا ہے (یوحنا ۶:۴۴) اور ہمیں اپنے بیٹے کے پاس آنے کا فضل عطا کرتا ہے تاکہ ہم اُس کی محبت کو جان سکیں (یوحنا ۶:۶۵)۔

---

[42]. Reyner, 4.

ہم اس کے بارے میں آنے والے ابواب میں تفصیل سے بات کریں گے

پس، جب بائبل مُقدس ہمارے نجات دِہندہ کے طور پر یسوع مسیح سے ہمارے تعلق کے بارے میں بات کرتی ہے تو اِس کے لئے اکثر ہمارے اُس سے منسُوب ہونے کا اِستعارہ اِستعمال کیا گیا ہے۔ ہم (ہوسیع ۲:۱۹) میں ہمارے خدا کے ساتھ منسوب ہونے کے بارے میں پڑھتے ہیں: "اور تجھے اپنی نامزد کروں گا۔ ہاں تجھے صداقت اور عدالت اور شفقت ورحمت سے اپنی نامزد کروں گا"۔ خدا اِس تعلق کی تکمیل ہمیں مسیح یسوع کے ساتھ منسوب کر کے کرتا ہے، جس کا ذِکر پولُس رسول نے ۲۔ کرنتھیوں ۱۱:۲، میں کیا ہے: "کیوں کہ مَیں نے ایک ہی شوہر کے ساتھ تمہاری نسبت کی ہے تا کہ تم کو پاک دامن کنواری کی مانند مسیح کے پاس حاضر کروں"۔ مزید برآں، غزلُ الغزلات کی پوری کتاب مسیح اور اُس کی دُلہن کے درمیان ملاپ کو اُس محبت، جذبے اور قُربت کی زبان میں بیان کرتی ہے، جو ایک شادی شُدہ عورت اور مرد کے درمیان پائی جاتی ہے۔ نیز، زبور ۴۵ محبت کا زبور ہے جو کہ آیات ۱ تا ۹ میں ایک دُولہے کے طور پر مسیح کے جلال کو بیان کرتا ہے، اور آیات ۱۰ تا ۱۷ میں کلیسیا کے جلال کو اُس کی دُلہن کے طور پر بیان کرتا ہے۔ لہٰذا، مسیح یسوع نے شادی کو اپنے اور اپنی کلیسیا کے درمیان "مقدس، رُوحانی، حقیقی اور اَٹوٹ بندھن کو ظاہر کرنے کے لئے تمام احکامات میں سے اِسے مُنتخب کر کے عزت بخشی"۔[۴۳]

آخر میں، مسیح نے شادی کو اِس طریقے سے عزت بخشی کہ اُس کے شاگرد شادی کا ذِکر مسیح یسوع کے نام پر بڑی عزت و احترام سے کرتے ہیں۔ مکاشفہ ۱۹:۷-۹ آیات میں، رُوح القدس، مسیح یسوع میں ہمارے اِیمان کی تکمیل کے بارے میں اِس طرح سے بات کرتا ہے جیسے "برہ کی شادی" اور اِس ملاپ اور رفاقت کی خوشیوں کی بابت اِس طرح سے بیان کرتا ہے جیسے "برّہ کی شادی کی ضیافت"۔ اُس دِن تمام اِیمان دار اِکٹھے ہوں گے اور اُنہیں مسیح یسوع کی راست بازی کے کپڑے پہنا کر دُلہن کے طور پر اُس کے پاس لایا جائے گا۔ یہ ہماری شادی کا دِن ہو گا! پس، مکاشفہ ۲۱:۹-۱۰ آیات میں، جب فرشتہ یوحنا کو کلیسیا دِکھاتا ہے جو خدا نے اپنے بیٹے کے لئے تیار کی ہے، تو وہ اُسے "دُلہن یعنی برّہ کی بیوی کہتا ہے۔۔۔وہ شہر مقدس یروشلیم جو آسمان پر سے خدا کے پاس سے نیچے اُتر رہا ہے"۔ اِس کے برعکس، جن لوگوں نے مقدس

[43] . Gouge, 153.

شادی میں خُدا کے برّہ کے ساتھ شامل ہونے کی دعوت کو مُسترد کر دیا ہے، اُن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ دُنیا کی "بڑی کسبی" کے ساتھ زِناکاری کرتے ہیں (مکاشفہ ۱۷:۱-۲)۔

پولُس رسول بھی اپنی تحریروں میں شادی کو عزت بخشتا ہے۔ وہ نہ صرف اِفسیوں ۵ باب میں بڑے احترام کے ساتھ اِس کے بارے میں بات کرتا ہے، بلکہ وہ ۱۔ تیمتھیس ۲:۱۴-۱۵ میں بھی یہ ظاہر کرتا ہے کہ کیسے گناہ میں گرنے والی عورت پر کی گئی لعنت "کہ وہ درد کے ساتھ بچے جنے گی" (پیدایش ۳:۱۶)، برکت میں بدل جاتی ہے، حتیٰ کہ اپنی گناہ آلود حالت میں بھی وہ شادی کے تناظر میں بچے پیدا کرنے کے قابل ہے، اور بالآخر، ایک عورت نے ہی یسوع مسیح کو جنم دیا جو کہ اُس کا نجات دِہندہ بنا (پیدایش ۳:۱۵؛ یسعیاہ ۹:۶)۔

پس، شادی کو اُس کے مسیح یسوع کے ساتھ تعلق کی وجہ سے عزت بخشی گئی ہے۔ اُس نے ایک عورت سے پیدا ہونے کا اِنتخاب کیا جو کہ ایک مرد سے منسوب تھی۔ اُس نے قانایِ گلیل میں ایک شادی کی ضیافت میں شرکت کر کے اور اُس ضیافت میں اپنا پہلا معجزہ دِکھا کر اور اپنا جلال ظاہر کر کے شادی کو عزت بخشی۔ مسیح یسوع نے اُس رفاقت کی نمائندگی کرنے کے لئے جو ہم آسمان کی بادشاہی میں اُس کے ساتھ رکھیں گے، شادی کی مثال اِستعمال کر کے اُسے عزت بخشی۔ اُس نے اُسے کلیسیا کے ساتھ اپنے تعلق، کلیسیا کے لئے اپنی محبت کے اِظہار اور کلیسیا کی اُس کی طرف ذِمے داریوں کو اور زیادہ نمایاں طور پر بیان کرنے کے لئے اِس کا اِستعمال کر کے اِسے عزت بخشی[44]۔ اُس نے اپنے شاگردوں کے ذرِیعے سے کلیسیا کو تعلیم دے کر اِس کی عزت اَفزائی کی، شاگردوں کی تعلیمات اِس بات کی عکاسی کرتی ہے جو اصل میں خداوند یسوع نے اُنہیں سکھایا تھا۔ تو ہم، کیسے شادی کو کوئی کم اہم چیز سمجھ سکتے ہیں جبکہ ہمارے نجات دِہندہ نے اِسے اتنی زیادہ اہمیت دی ہے؟

---

[44] . Reyner, 4–5.

شادی معاشرتی نقطہ نظر سے قابل احترام ہے

شادی معاشرے کو بڑھانے کے وسائل مہیا کرنے کے حوالے سے بھی خاص اہمیت رکھتی ہے (پیدایش ۱:۲۸؛ ملاکی ۲:۱۵)۔ شادی کے بغیر مردوں اور عورتوں کے پاس خدا کی طرف سے ہمارے پہلے والدین کو دیئے گئے حکم کو پُورا کرنے کا کوئی راست طریقہ نہیں تھا۔ اگر وہ شادی سے باہر اِس حکم کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ جنسی بے حیائی ہو گی، جو خداوند کے منصوبے کے خلاف ہے اور اِس لئے اُس کی نظر میں مکروہ ہے (ملاکی ۲:۱۳-۱۴)۔ اِس نکتے پر، وئیٹلی (Whately) نے کہا:

"اگر شادی کو ختم کر دیا جائے تو دُنیا ایک نسل میں ختم ہو جائے گی۔ شادی کے بغیر بالآخر دُنیا کا وجود ہی ختم ہو جائے گا۔ اگر شادی کو ممنوع قرار دے دیا جائے تو خاندان کا وجود باقی نہیں رہے گا، اِنسانوں کا نسب نامہ جاری نہیں رہے گا، دُنیا یا تو جانوروں اور پرندوں کے لئے بطور وراثت چھوڑ دی جائے گی، یا اِس سے بھی بدتر یہ کہ یہ ناجائز اور بے غیرت لوگوں کے قبضے میں آ جائے گی۔ شادی کے وجود کے بغیر یا تو ہماری کوئی دُنیا ہی نہیں ہو گی یا پھر حیوانوں کی طرح کی ایک اَفراتفری اور بے ترتیب دُنیا ہو گی"[45]

راجرز (Rogers) نے لکھا: "کیا دُنیا، شادی کے بغیر ایک تہہ خانے / کال کوٹھری کی طرح نہیں ہو گی؟ اور کیا دُنیا شادی کی اِفادیّت کے بغیر خالی اور بے معنی نہیں ہے؟"۔[46] شادی دُنیا کی بھلائی کے لئے بہت ضروری ہے، خاص کر اِس بات کا ذِکر کرتے ہوئے راجرز نے لکھا: "شادی پاکیزگی کو فروغ دیتی ہے، معاشرے کی تعمیر میں مدد کرتی ہے، یہ کلیسیا کی ترقی کا ذرِیعہ ہے، یہ (خدا کی سرپرستی میں) دُنیا کو برقرار رکھنے کا ذریعہ ہے، یہ خدا کی پروردگاری کا ذرِیعہ ہے، یہ قانونی نظام، حکومتوں، سماجی ڈھانچے، مختلف کرداروں اور معاشرتی خدمات کو برقرار رکھنے میں مدد کرتی ہے۔ شادی امن کو فروغ دیتی ہے، یہ جنگ کے دوران اِستحکام اور وسائل فراہم کرتی ہے، یہ نظم وضبط کو برقرار رکھتی ہے، یہ خاندانی سلسلے کو آگے بڑھاتی

---

45 . Whately, *A Care-Cloth*, 22–23.
46 . Rogers, 6.

ہے ،یہ راحت اور مدد فراہم کرتی ہے ، یہ پاکیزگی کی علامت ہے اور یہ مُلکوں، شہروں، یونیورسٹیوں ، خاندانوں، تخت و تاج اور بادشاہت کی بنیاد ہے۔"[47]

شادی، خدا ، جس نے اِسے تخلیق کیا، کے ساتھ تعلق کی وجہ سے معزز ہے ،شادی اُن تمام حالات و واقعات کی وجہ سے قابل احترام ہے جن میں اِسے تخلیق کیا گیا،شادی اِس وجہ سے بھی قابلِ احترام ہے کیوں کہ مسیح نے اِسے مختلف طریقوں سے خاص اہمیت دی ہے ،شادی قابل احترام ہے کیوں کہ یہ دُنیا کو مسلسل تقویت پہنچاتی ہے اور اِس کی بقاء کے لئے مواد فراہم کرتی ہے۔اِس کا اِس بات پر کیا اَثر پڑنا چاہیے کہ ہم اِزدِواجی زِندگی کے متعلق کیا خیال کرتے ہیں ،ہم اِزدِواجی زِندگی میں کیسے داخل ہوتے ہیں، ہم اِزدِواجی زِندگی کو کیسے گزارتے ہیں اور ہم اِزدِواجی زِندگی میں بنیادی طور پر کیا اہداف رکھتے ہیں ؟

درج ذیل نصیحتوں پر غور کریں:

اوّل: اگر خدا نے اِزدِواجی زِندگی کو معزز بنایا ہے، تو ہمیں اِس کو ہلکا نہیں لینا چاہیے اور نہ ہی اِسے اُس سے کم اہم سمجھنا چاہیے جتنا کہ خدا نے اِسے مقرر کیا ہے [48] اور نہ ہی ہمیں اِسے لوگوں کے گناہوں اور اُن کی منفی رائے کی بنیاد پر پرکھنا چاہیے۔ایک تاج چاہیے کیچڑ میں پھینک دیا جائے، پھر بھی تاج ہی رہتا ہے [49]۔لہٰذا، ہمیں اِزدِواجی زِندگی کو خدا کی تخلیق کے طور پر دیکھنا چاہیے اور یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ یہ اب بھی قابل احترام اور قیمتی ہے (عبرانیوں ۱۳:۴)۔

دوم: اگر اِزدِواجی زِندگی قابل احترام ہے تو ہمیں آج کل کے بہت سارے لوگوں کی طرح لاپرواہی سے اِس میں داخل نہیں ہونا چاہیے۔جو لوگ شادی کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں، اُنہیں اِس کے ساتھ آنے والی ذِمے داریوں کے بارے میں سوچے بغیر ایسا نہیں کرنا چاہیے ،شادی کرنے والوں کو اُن نتائج کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے جن کی خدا اُن سے توقع کرتا ہے اور نہ ہی اُن مُشکلات کو نظر انداز کرنا چاہیے جن کا اُنہیں سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔اگر ہم شادی کو خدا کی توقعات کے مطابق عزت دینا چاہتے ہیں، تو ہمیں

---

47 . Rogers, 6.
48 . Reyner, 5.
49 . Rogers, 5.

اِس میں داخل ہونے سے پہلے اچھی طرح سے تیاری کرنی چاہیے اور سمجھ داری سے شریکِ حیات کا اِنتخاب کر کے شادی کے اِعزاز کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تب ہی ہم خدا کی برکات کی توقع کر سکتے ہیں۔

سوم: اگر شادی قابل احترام ہے اور ہم اپنی اِزدِواجی زِندگی میں اچھی طرح سے داخل ہو گئے ہیں تو ہم جو شادی شُدہ ہیں، اُنہیں اپنی اِزدِواجی زِندگی میں ایک دُوسرے کے تئیں جو ذِمے داریاں اور فرائض سونپے گئے ہیں اُن کو وفاداری کے ساتھ نبھا کر اُس عزت کو بر قرار رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ شادی کو اِحتیاط سے محفوظ کیا جانا چاہیے اور بڑی تندہی سے اِس کی دیکھ بھال کرنی چاہیے، اور ایک دُوسرے کی کمزوریوں سے نمٹنے کے لئے خدا سے فضل مانگنا چاہیے۔ تب ہی ہماری اِزدِواجی زِندگی ترقی کی راہوں پر گامزن ہو گی اور ہم خدا کے نام کو جلال دیں گے اور ہماری اِزدِواجی زِندگی کی عزت و تکریم بر قرار رہے گی "جب تک کہ موت ہمیں جدا نہ کرے"[50]۔ یہ دیکھ کر بہت دُکھ ہوتا ہے کہ بہت سے شادی شُدہ جوڑے یا تو بیرونی اَثرات کی وجہ سے یا پھر آپس کے مسائل کی وجہ سے اپنی اِزدِواجی زِندگی کی وہ عزت و تکریم کھو دیتے ہیں جو وہ اِزدِواجی زِندگی کے آغاز میں رکھتے تھے۔ جیسا کہ راجرز نے مشاہدہ کیا کہ "اپنی زِندگی میں خوش رہنے اور پھر اُس خوشی کو کھو دینے سے زیادہ دُکھ کی بات اَور کوئی نہیں ہوتی"۔[51] وہ اپنی اِزدِواجی زِندگی کے تاج (عزت و تکریم) کو کیچڑ میں پھینک کر یہ سوچتے ہیں کہ اب وہ اِزدِواجی زِندگی کی برکات اور اِس کے فوائد سے لُطف اندوز کیوں نہیں ہوتے۔

چہارم: اگر اِزدِواجی زِندگی کو وہ اِعزاز حاصل ہے جو خدا اُسے دیتا ہے، تو ہم جو شادیاں کرتے ہیں، ہمیں اپنی اِزدِواجی زِندگیوں میں آغاز سے اَنجام تک توجہ خدا کے جلال پر مرکوز کرنی چاہیے۔ ہمیں خدا کے نام سے اپنی اِزدِواجی زِندگیوں کا آغاز کرنا چاہیے، خدا کے فضل پر بھروسا کرتے ہوئے اور اُس کی شریعت کی پاسداری کرتے ہوئے اپنی اِزدِواجی زِندگیوں کو آگے بڑھانا چاہیے، اور ہمیشہ خدا پر توجہ مرکوز رکھتے ہوئے، آخر تک ثابت قدم رہنا چاہیے۔ جیسا کہ بیکسٹر (Baxter) نے کہا: "وہ لوگ جو خلوصِ دِل

---

[50]. Rogers, 115–16.
[51]. Rogers, 115. Emphasis added.

سے خدا کی نصیحت پر عمل کرتے ہیں، اُن کی زِندگیوں کا مقصد خدا کے نام کو جلال دینا ہوتا ہے اور وہ یہ سب کچھ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں، تو وہ اِس بات کا مشاہدہ کریں گے کہ خدا اُن کی زِندگیوں کو برکت دے گا"۔ [۵۲] دُوسرے لفظوں میں، جب ہم اپنی اِزدِواجی زِندگیوں کا آغاز عزت کے ساتھ کرتے ہیں، تب ہی ہم اُن میں پاکیزگی کے ساتھ آگے بڑھ سکتے ہیں اور خدا کے جلال کے ساتھ اُن کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکتے ہیں۔ [۵۳]

اِزدِواجی زِندگی میں عزت و تکریم حاصل کرنے اور اُسے برقرار رکھنے میں آپ کی مدد کے لئے، درج ذیل ابواب فراہم کیے گئے ہیں۔ ہم دُعا گو ہیں کہ خدا اِن ابواب کو اچھی نصیحت دینے کے لئے اِستعمال کرے تاکہ آپ خدا کے جلال پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے اِزدِواجی زِندگی میں داخل ہو سکیں، کلامِ مقدس کے مطابق اپنی اِزدِواجی زِندگی کو ترتیب دے سکیں، خدا کی موجودگی پر بھروسا کریں، اپنی اِزدِواجی زِندگی میں اُس کی برکت کو حاصل کریں اور اپنی نجات کو فروغ دینے کے لئے اپنی اِزدِواجی زِندگی کو بہتر کریں تاکہ آپ مسیحی تعلیمات کے مطابق زِندگی گزار سکیں۔ [۵۴]

مطالعاتی سوالات

۱۔ اِزدِواجی زِندگی کو خدا کی تخلیق سمجھنے کے لئے بائبل میں بنیادی متن کون سا ہے؟ یہ متن اِزدِواجی زِندگی کے بارے میں کون سے چار بنیادی اُصول سکھاتا ہے؟

۲۔ ہم جنسی ملاپ کو حقیقی شادی کیوں تصوّر نہیں کیا جاتا؟

۳۔ آج کل ہمارے معاشرے میں شادی کو کس طرح سے ذلیل اور حقیر سمجھا جاتا ہے؟

۴۔ خدا کی طرف سے اِزدِواجی زِندگی کی تخلیق کے حالات وواقعات کس طرح سے اِس رِشتے کو معزز بناتے ہیں؟

---

[52] . Baxter, 47.
[53] . Taylor, 5.
[54] . Reyner, 8–9.

۵۔ اگر ہمارے پاس اچھی شریک ِحیات ہے تو (امثال ۱۹:۱۴) ہماری شکر گزاری میں کس طرح سے اِضافہ کرتی ہے ؟

۶۔ مسیح یسوع نے اِزدِواجی زِندگی کو کس طرح سے عزت بخشی ؟ کلامِ مقدس میں سے مخصوص حوالہ جات کی فہرست مہیا کریں۔

۷۔ معاشرے میں شادی کون سے معزز فرائض سرانجام دیتی ہے ؟

۸۔ اِس سے کیا مراد ہے کہ ہمیں شادی کرنے کے لئے شریکِ حیات کی تلاش سنجیدگی اور اِحتیاط کے ساتھ کرنی چاہیے ؟

۹۔ ایک شادی شُدہ جوڑا کس طرح سے اپنی اِزدِواجی زِندگی کے اِعزاز کو محفوظ کرتا اور اِسے ترقی دیتا ہے ؟

۱۰۔ وہ کون سے طریقے ہیں جن سے ایک باعزت شادی اپنے خالق خدا کو عزت بخشتی ہے ؟

دُوسرا باب

اِزدِواجی زِندگی کے مقاصد اور فوائد

پیوریٹنز (Puritans) لوگوں کا خیال تھا کہ شادی کی وجوہات اور اِس کے فوائد براہِ راست اِس بات سے ظاہر ہوتے ہیں کہ خدا نے اِبتداء میں اِس ضابطے کو کیسے تخلیق کیا۔ یہ بات اِزدِواجی زِندگی کو دُنیا میں اور بنی نوع اِنسانوں کے لئے بنائے گئے منصوبوں میں ایک معزز مقام عطا کرتا ہے، کیوں کہ خدا کے ہر کام کا ایک مقصد ہوتا ہے (اِفسیوں ۱:۱۱)۔ لہٰذا، شادی کا ایک مقصد اُتنا ہی عظیم ہونا چاہیے جتنا کہ خدا کی تخلیق میں اُس کا بنیادی مقصد تھا (پیدایش ۱:۲۶-۲۷؛ ۲:۲۱-۲۲)۔ اِسے بنی نوع اِنسان کے لئے فائدہ مند بھی ہونا چاہیے، کیوں کہ خدا نے اِسے یہ کہنے کے بعد تخلیق کیا کہ "آدم کا اکیلا رہنا اچھا نہیں" (پیدایش ۲:۱۸؛ ۲۰، ۲۳)۔ پچھلے باب میں ہم نے خدا کی طرف سے شادی کی تخلیق اور اُس کو دی جانے والی عزت کے بارے میں بات کی تھی۔ اب ہم اُن مقاصد کے بارے میں بات کریں گے جن کے لئے خدا نے شادی کو مقرر کیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اُن فوائد کے بارے میں بات کریں گے جب ایک شوہر اور بیوی خُدا کے نام کو جلال دیتے ہیں۔

اِزدِواجی زِندگی کے مقاصد

پیوریٹنز (Puritans) اِیمان رکھتے تھے کہ خدا نے شادی کو تین اہم وجوہات کی بناء پر تخلیق کیا: آدم کو ایک اچھا ساتھی فراہم کرنے کے لئے، اولاد پیدا کرنے کے لئے اور گناہ کے دُنیا میں داخل ہونے کے بعد، جنسی گناہ کو روکنے کے لئے۔[55] ہنری سمتھ (Henry Smith) نے کہا کہ "شادی ایک عظیم خالق (خدا) کی طرف سے، ایک شاندار جگہ پر، زمانہ قدیم میں اور ایک خاص طریقے سے مقرر کی گئی، اِس لئے اِس کی تقرری کی اہم وجوہات ہونا ضروری ہیں"۔[56]

---

[55]. Swinnock, 1:464.
[56]. Smith, 1:8.

تاہم (پیدایش ۲:۷، ۱۵-۲۳) میں آدم کی تخلیق کا بیان اِس بات کی توسیع ہے جو ہم پیدایش ۲۶:۱-۲۷ میں پڑھتے ہیں۔ یہ واضح ہے کہ پیدایش ۱۸:۲ میں خدا نے عورت کو تخلیق کرنے سے پہلے فرمایا کہ "آدم کا اکیلا رہنا اچھا نہیں ہے" اور پھر پیدایش ۲۸:۱ میں ہمارے پہلے والدین کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ پھلیں اور بڑھیں۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے سب سے پہلے آدم کے لئے مدد اور اُس کی راحت کی پرواہ کی اور حوّا کو پیدا کرنے کے بعد ہی اُس نے اُنہیں برکت دی اور حکم دیا کہ وہ پھلیں اور بڑھیں (یعنی اولاد پیدا کریں)۔

خدا کی پہلی فکر یہ تھی کہ آدم اکیلا تھا اور یہ اُس کے لئے اچھا نہیں تھا، اِس لئے خدا نے حوّا کو آدم کے لئے ایک مددگار کے طور پر پیدا کیا۔ اِس لئے شادی کا اصل مقصد شوہر اور بیوی کی رفاقت ہے جو کہ اولاد پیدا کرنے سے زیادہ مقدم ہے۔ تاہم، جیسے جیسے پیوریٹنز (Puritans) لوگوں میں اِزدِواجی زِندگی کے متعلق تعلیمات نے فروغ پایا، تو یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے کہ اِزدِواجی زِندگی میں ایک اچھے ساتھی کی ضرورت اِس ضابطے کی بنیادی وجہ بن گئی۔[57]

مثال کے طور پر، پیدایش کی کتاب پر اینڈریو ولٹ (Andrew Willet) نے اپنی تفسیر میں، اِس بنیادی وجہ کی وضاحت کی، کہ کیوں خدا نے فرمایا تھا کہ آدم کا اکیلا رہنا اچھا نہیں تھا، کیوں کہ آدم کو رفاقت رکھنے کے لئے ایک مددگار ساتھی کی ضرورت تھی۔ ایسا اِس لئے کہا جاتا ہے کیوں کہ:

۱. آدم کو مددگاری اور راحت کی ضرورت تھی
۲. آدم کو دُنیا کو آباد کرنے کے لئے کسی کی ضرورت تھی
۳. آدم کو خاص طور پر اپنی نسل اور خدا کی کلیسیا کو آگے بڑھانے کے لئے کسی کی ضرورت تھی

---

57 . Ryken, 47–48.

۴. لیکن سب سے بڑھ کر یہ کہ عورت کو مرد سے منسوب کرنا ضروری تھا، کیوں کہ عورت ہی کے ذریعے سے ہمارا نجات دِہندہ، مسیحِ موعود اِنسانی شکل میں اِس دُنیا میں آیا"[۵۸]۔

اپنے ایک وعظ بعنوان "شادی کی انگوٹھی" میں جیریمی ٹیلؔر نے بھی ایک مدد گار ساتھی کو اوّلین ترجیح دی۔ اُس نے کہا کہ " سب سے پہلی برکت جو خدا نے آدم کو دی وہ مدد گار ساتھی تھا اور یہ مدد گار ساتھی اُس کو شادی کے ذریعے سے مہیا کیا گیا، اور اِس شادی کو خود خدا نے مقرر کیا اور برکت دی"[59]۔

لہٰذا، ہم اِس سلسلے میں شادی کے تین مقاصد پر غور کریں گے:

ا۔ مدد گار ساتھی / رفاقت

پیدایش ۱:۲٦ کے مطابق جس طرح آدم کو دانستہ طور پر مشورے سے تخلیق کیا گیا تھا "پھر خدا نے کہا کہ ہم اِنسان کو اپنی صُورت اور شبیہ کی مانند بنائیں" اِسی طرح سے پیدایش ۲:۱۸ کے مطابق عورت کو بھی دانستہ طور پر مشورے سے تخلیق کیا گیا "آدم کا اکیلا رہنا اچھا نہیں، مَیں اُس کے لئے ایک مدد گار اُس کی مانند بناؤں گا"۔ پس عورت کی تخلیق کا سب سے پہلا سبب یہ تھا کہ مرد خدا کی بنائی ہوئی تمام مخلوقات میں تنہا تھا۔ خدا نے فیصلہ کیا کہ مرد کے لئے پسلی کا کھو دینا بہتر ہے بجائے اِس کے کہ وہ بیوی سے محروم رہے، مرد کے لئے یہ بہتر تھا کہ وہ اپنے جسم کا کوئی حصہ کھو دے بجائے اِس کے کہ وہ کسی ایسے شخص سے محروم رہے جو اُس کی ذات کو مکمل کرنے والا ہے[٦۰]۔ اِس لئے شادی کا حکم ایک فطری ضرورت کے تحت دیا گیا تھا۔[٦۱] جیسا کہ سمتھ (Smith) نے وضاحت کی کہ حوّا کو بطور بیوی دیا گیا تھا "تنہائی کی تکلیف سے بچنے کے لئے جیسا کہ اِن اَلفاظ میں اِشارہ کیا گیا ہے کہ " آدم کا اکیلا رہنا اچھا نہیں"۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا اُس نے کہا تھا "اگر خدا نے اُسے اُس کی پریشانیاں بانٹنے کے لئے بیوی عطا نہ کی ہوتی، تو یہ زندگی آدم کے لئے تکلیف دہ

---

[58] . Willet, 35.
[59] . Taylor, 1.
[60] . Reyner, 39.
[61] . Taylor, 6.

، پریشان کُن اور ناخوشگوار ہوتی "[62]۔ سمتھ (Smith) نے اپنی بات کو جاری رکھا" اگر آدم کا اکیلا رہنا اچھا نہیں ہے تو آدم کے لئے ایک مد دگار رکھنا اچھا ہے۔ اِس لئے جیسا کہ خدا نے باقی تمام جانداروں کو جوڑوں یعنی (نر و مادّہ) میں تخلیق فرمایا، اِسی طرح اُس نے اِنسانوں کا بھی جوڑا (نر و مادّہ) تخلیق کیا "[63]۔ آئنس ور تھ (Ainswowrth) نے کہا کہ خدا نے آدم کے لئے ایسا مد دگار تخلیق کیا جو کہ اُس کی طرح کا ہو، فطرت میں یکساں ہو، اُس سے محبت کا پابند ہو، اولاد پیدا کرنے کے لئے ضروری ہو، تمام کاموں میں مد د گار ہو، ہمیشہ اُس کے ساتھ رہے اور اُس کے لئے بالکل موزُوں ہو "[64]۔ اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایک اکیلے شخص کی زندگی کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور یہ کہ کنوارے پن کی زِندگی حقیقی فوائد سے خالی ہے اور یہ کہ کنوارے پن کی زِندگی خدا کو پسند نہیں ہے "۔ ایک ایسے وقت میں جب اِبتدائی کلیسیا کے پراگندہ ہونے اور ظلم و ستم کی وجہ سے بکھر جانے کی توقع تھی، تب بہت سے اِیمان داروں نے کنوارے رہنے کا اِنتخاب کیا، اُنہوں نے ایسا اِس لئے کیا کہ اگر اُنہیں زبردستی اُن کے خاندانوں سے علیحدہ کر دیا گیا تو اُن کے خاندانوں کو اِضافی مُصائب اور مُشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے (۱۔ کرنتھیوں ۷:۲۵۔۳۱)۔ ظلم و ستم کے دوران میں، شادی اِنجیل کو پھیلانے میں ایک غیر اِرادی رکاوٹ بن سکتی ہے[65]، اِس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگوں کو سفر کرنے، بھاگنے، غربت کا سامنا کرنے، مُشکلات برداشت کرنے یا شہید ہونے سے روک سکتی ہے، کیوں کہ تب وہ اپنی خاندانی ذِمے داریوں سے بندھے ہوئے ہوں گے "۔[66] جیسا کہ ٹیلر نے کہا" ایسے وقت کے دوران، پولُس رسول نے اکیلے رہنے کو ہی بہتر سمجھا، اُس نے یہ بات خداوند کی طرف سے کسی حکم کے طور پر نہیں کہی بلکہ عملی حکمت سے کہی، اُس نے سوچا کہ موجودہ مشکل حالات کے پیشِ نظر، اکیلا رہنے سے عوامی خدمت اور خدا کے لئے ذاتی عقیدت کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔[67] اکیلے رہنا، بذاتِ خود خدا کی خدمت کرنے کا ایک بہتر طریقہ نہیں تھا، لیکن یہ مصیبت کے اُس دَور میں زیادہ کار آمد ثابت ہو سکتا تھا،

---

[62]. Smith, 1:12.
[63]. Smith, 1:12.
[64]. Ainsworth, 1:15.
[65]. I.e., by reason of the circumstances and not by reason of itself.
[66]. Taylor, 3.
[67]. Taylor, 3.

جس میں اِبتدائی کلیسیا رہی تھی۔ رچرڈ برنارڈ نے کہا "پولُس رسول در حقیقت کنوارے پن کی زِندگی کی تعریف کرتا ہے اور اگر ہم مشکلات اور اَذیتوں سے بھرے مشکل وقت پر غور کریں تو یہ زیادہ عملی اور مددگار ثابت ہو سکتا ہے"۔[۶۸]

جب خدا کسی کو اکیلا رہنے کے لئے بُلاتا ہے تو اُس کے بہت سے فائدے ہوتے ہیں جن کا ذِکر پولُس رسول نے ۱۔ کرنتھیوں ۷:۳۵ میں کیا ہے، جیسے کہ اکیلے رہنے سے اِنسان بے وسوسہ خداوند کی خدمت میں مشغول رہ سکتا ہے۔ ایک بیاہے شخص کو فطری طور پر اپنی توجہ اپنی شریکِ حیات اور خداوند کی خدمت کے درمیان تقسیم کرنی پڑتی ہے، تاہم یہ ایسی چیز نہیں ہے جو خداوند کو ناپسند ہو (۳۲-۳۴ آیات)۔ تاہم، بے بیاہا ہونے کا فائدہ یہ ہے جس کا ذِکر پولُس رسُول آیت ۳۵ میں کرتا ہے یعنی "بے وسوسہ خدمت میں مشغول رہنا"۔ اِس فائدے کے بارے میں ٹیلر (Taylor) نے کہا "ایک بے بیاہے شخص کی زِندگی نسبتاً کم پیچیدہ ہوتی ہے اور اگر لوگ اپنا وقت اچھی طرح سے اِستعمال کریں تو اِس زِندگی میں مذہبی عقیدت کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں۔ ایک بے بیاہے شخص کی زِندگی میں بہت ساری مذہبی عقیدت اور دُعائیں شامل ہو سکتی ہیں، لیکن اِس کے لئے ہمیں اپنی خواہشات پر قابو پانے کی ضرورت ہوتی ہے، جس کی بدولت یہ ایک اِنتہائی قابل تعریف اور بہترین حالت تصوّر کی جاتی ہے"۔[۶۹]

تاہم پھر بھی یہی تجویز کیا جاتا ہے کہ "شادی بیاہ سب میں عزت کی بات سمجھی جائے" (عبرانیوں ۱۳:۴)، جبکہ بے بیاہا رہنے کے بارے میں ایسا نہیں کہا گیا۔ مزید یہ کہ کلامِ مقدس میں کبھی بے بیاہا رہنے کا حکم نہیں دیا گیا، جبکہ شادی کرنے کے تعلق سے بعض جگہوں پر اِس کا ذِکر ملتا ہے (۱۔ کرنتھیوں ۷:۹، ۳۶)۔ شادی شُدہ زِندگی کی اپنی پریشانیاں ہوتی ہے، جبکہ ایک بے بیاہے شخص کی زِندگی میں خواہشات ہوتی ہیں جو کہ زیادہ پریشان کُن اور خطرناک ثابت ہو سکتی اور گناہ کی وجہ بن سکتی ہیں، جبکہ اِزدواجی زِندگی کی مُشکلات، اِزدِواجی فرائض کی اَنجام دِہی اور پرہیزگاری کا مطالبہ کرتی ہیں۔ اگرچہ یہ

---

[68] . Richard Bernard, *Ruth's Recompence: Or, A Commentary Upon the Book of Ruth* (Stoke-on-Trent, England: Tentmaker Publications, 2006), 66.
[69] . Taylor, 5. Emphasis added.

اِستدلال کیا جا سکتا ہے کہ ایک بے بیاہے شخص کی زِندگی میں عفت اور عقیدت نسبتاً زیادہ ہو سکتی ہے، لیکن ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ یہ خُوبیاں اِزدِواجی زِندگی میں بھی موجود ہیں۔ اِزدِواجی زِندگی کی عزت و تکریم کو برقرار رکھنے کے لئے اِس میں عَفت اور عقیدت کا پایا جانا ضروری ہے، اور اِن دونوں خصوصیات کو اُن آزمائشوں کے دوران عمل میں لانا چاہیے، جن کا سامنا ایک بے بیاہے شخص کو نہیں کرنا پڑتا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایک بے بیاہے شخص کی زِندگی دائمی خوشی سے لبریز ہوتی ہے کیوں کہ اُسے اِزدِواجی زِندگی کی تلخ آزمائشوں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ یہ بات کسی حد تک دُرُست ہو سکتی ہے، لیکن یہ پھر بھی اکیلے پن کی زِندگی ہی ہے اور ایسی زِندگی کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ اِس کی آزمایشوں کو بانٹنے کے لئے آپ کے پاس کوئی مددگار یا ساتھی نہیں ہوتا۔ وعظ ۴: ۱۰، اکیلے رہنے کی مشکلات کو بڑے مختصر طور پر بیان کرتی ہے کہ "اُس پر اَفسوس جو اکیلا ہے جب وہ گرتا ہے کیوں کہ کوئی دُوسرا نہیں جو اُسے اُٹھا کھڑا کرے"۔ اِسی آیت کا اِطلاق اِزدِواجی زِندگی پر کرتے ہوئے، چارلس بریجز نے اِزدِواجی زِندگی کے فوائد کے متعلق پیوریٹنز (Puritans) کے نظریات کو مختصر طور پر بیان کیا ہے، اگر ہم خدا کے اُس پاک حکم سے آغاز کریں، جہاں اُس نے اپنی پاک مرضی کو منکشف کیا "آدم کا اکیلا رہنا اچھا نہیں۔۔۔" اگر یہ فردوس (باغ عدن) میں "اچھا نہیں" تھا، تو اِس ویران دُنیا میں تو بالکل بھی اچھا نہیں ہو گا۔ تو کیا یہ دعویٰ دُرُست ہو گا کہ تنہا اور بے بیاہا رہنا واقعی میں اعلیٰ رُوحانی یا اَخلاقی کمال کی طرف لے جاتا ہے؟ جب دو لوگ خدا کی پروردِگاری کے ذریعے سے ایک ہوتے ہیں (پیدایش ۲: ۲۲) اور خاص طور پر خدا کے فضل سے جب ایک دُوسرے کے ساتھ کامل شراکت داری میں شامل ہوتا ہے "اور یوں سمجھو کہ ہم دونوں زِندگی کی نعمت کے وارث ہیں" (۱۔ پطرس ۳: ۷)۔ جب دو لوگ محبت، اِیمان، اُمید اور زِندگی کے مقصد میں متحد ہوں تو اِس حقیقت سے کون اِنکار کر سکتا ہے کہ دو ایک سے بہتر ہیں؟ محبت مشکل کام کو آسان بناتی ہے، مسائل سے نمٹنے میں ہماری مدد کرتی ہے اور مسیحی اِیمان داروں کی روزمرہ کی زِندگی میں ایک خاص خوشی کا اِضافہ کرتی

ہے۔ دُوسروں کے ساتھ ہمدردی کے جذبات کا اِظہار ہماری دُعاؤں کو مضبوط بناتا ہے اور ہمیں خدا پر بھروسا کرنے اور اُس کی تمجید کرنے کی مزید وجوہات فراہم کرتا ہے۔[70]

اگرچہ، ایک اکیلے زِندگی گزارنے والے شخص کی زِندگی میں اپنی شخصی عبادت پر توجہ دینے کے لئے زیادہ وقت ہوتا ہے، تاہم، اِزدِواجی زِندگی زیادہ پیچیدہ ہوتی ہے اور اِس کے مختلف طرح کے حالات میں ایک شخص کو اپنی شریکِ حیات اور خاندان کے لئے مہربانی، صبر اور دِیگر خوبیوں کا مُظاہرہ کرنے کے لئے زیادہ کوشش کرنی پڑتی ہے۔ مثال کے طور پر، کیا ایک بے بیاہی عورت اپنے شوہر کے تابع رہنے کو اِس طرح سے جان سکتی ہے جس طرح سے وہ خدا کی تابع ہو، اور کیا ایک بے بیاہا شخص اپنی بیوی سے ایسی محبت کرنا سیکھ سکتا ہے جیسی محبت مسیح اپنی کلیسیا سے کرتا ہے؟ کیا ایک بے بیاہا شخص والدین کی ذِمے داریوں کو جان سکتا ہے، اور کیا وہ سُسرالیوں سے محبت کرنا، اور میاں بیوی کے درمیان قریبی تعلق اور پاک اِزدِواجی رِشتے کی لذتوں اور ذِمے داریوں کو پوری طرح سے سمجھ سکتا ہے؟ کیا ایک بے بیاہا شخص اپنے بچوں کی ایسی پرورِش کرنے کہ وہ آسمان کی بادشاہی میں داخل ہو سکیں، کے اِعزاز کو سمجھ سکتا ہے، اور کیا وہ مسیح اور اُس کی دُلہن (کلیسیا) سے شادی کی زمینی نمائندگی کو پوری طرح سے سمجھ سکتا ہے؟ اِزدِواجی زِندگی کو بہت سی وجوہات کی بناء پر خدا کی طرف سے ایک برکت کے طور پر جانا جاتا ہے۔

اِس زمین پر موجود ہر رِشتے بشمول اِزدِواجی تعلق کی اپنی مشکلات ہوتی ہیں۔ یہ دُنیا ایک بیابان یا دُشوار گزار جگہ کی مانند ہے، جہاں ہر چیز گناہ کی وجہ سے آنے والی مصیبتوں سے مُتاثر ہوتی ہے۔ ایوب کے مُطابق، اِنسان تھوڑے دِنوں کا ہے اور دُکھ سے بھرا ہوا ہے (ایوب ۱۴:۱)۔ اگر ہم خوشی کی تعریف مکمل طور پر مشکلات یا مُصائب سے آزادی کے طور پر کرتے ہیں تو اِس دُنیا میں کوئی بھی حالت خوشی کی حالت نہیں ہے۔ لیکن شادی کا ایک مخصوص فائدہ یہ ہوتا ہے کہ دُکھ کے وقت میں آپ کی تسلّی کے لئے ایک ساتھی یا مددگار موجود ہوتا ہے۔ خدا نے دو لوگوں (آدم اور حوّا) کو ملایا تا کہ اِس دُنیا کے لامحدُود مُصائب میں ایک دُوسرے کی مدد کر سکیں اور ایک دُوسرے کو تسلّی دے سکیں"۔[71] بیکسٹر (Baxter) نے کہا کہ

---

[70] . Charles Bridges, *Ecclesiastes* (Edinburgh: Banner of Truth, 1992), 90.

[71] . Smith, 1:12.

"اگرچہ اِنسانی گناہ نے اِزدِواجی زِندگی اور زِندگی کے ہر پہلو میں مُشکلات پیدا کر دی ہیں، لیکن شروع سے ایسا نہیں تھا۔ خدا نے اِزدِواجی زِندگی کو باہمی تعاوُن اور مدد فراہم کرنے کے لئے مُقرر کیا ہے، لہٰذا، اِزدِواجی زِندگی کے اپنے فوائد ہیں جنہیں شکر گزاری کے ساتھ قبول کرنا چاہیے اور اِنہیں خدا کی نعمتوں کے طور پر تسلیم کرنا چاہیے"۔[72]

ایک بے بیاہا شخص، شریکِ حیات کی طرح کے قریبی مددگار یا ساتھی سے محروم ہوتا ہے، جس کے ساتھ وہ اپنا بوجھ بانٹ سکے۔ اُسے اپنی تمام پریشانیوں کو اکیلے ہی برداشت کرنا پڑتا ہے اور اکیلے ہی اُن کا بوجھ اُٹھانا پڑتا ہے۔ اگر ایسا شخص مصیبت زدہ ہے تو اُسے کون تسلی دے گا؟ اگر ایک بے بیاہی عورت بیمار ہو تو اُس کی دیکھ بھال کون کرے گا؟ اِنہی وجوہات کی بناء پر سلیمان بادشاہ نے فرمایا "لیکن اُس پر افسوس جو اکیلا ہے" (واعظ ۴:۹-۱۲)۔ سمتھ (Smith) نے ایسے شخص کے حوالے سے لکھا "ایسے شخص کو فکروں، پریشانیوں اور خوف کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، کیوں کہ اُسے تسلی دینے والا کوئی نہیں ہے، بالکل ایسے جیسے چور خالی گھر میں داخل ہو سکتے ہیں، فکریں اور پریشانیاں اُس کے دِماغ میں داخل ہوں گی"۔[73] ایک شخص کے پاس مشکل وقت میں اُس کا ساتھ دینے کے لئے دوست ہو سکتے ہیں، لیکن اُس کے پاس شریکِ حیات کی طرح کے قریبی ساتھی کی کمی ہوتی ہے، جو کہ اِتنا قریب ہوتا ہے کہ اپنے ساتھی کو راحت اور تسلّی فراہم کر سکے۔

ایک شادی شُدہ آدمی کا ایک ساتھی یا مددگار ہوتا ہے، جو اُس کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے، اُس کے ہر سُکھ دُکھ میں شریک ہوتا ہے، اُس کے درد کو محسوس کرتا ہے اور اُس کی زِندگی کو بہتر بنانے، اُسے تسلّی دینے، اُس کے حوصلے کو بلند کرنے اور مشکل وقت میں اُس کا ساتھ دینے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ شوہر اور بیوی پریشانیوں کو دُور رکھنے میں ایک دُوسرے کی مدد کرتے ہیں، اور اگر وہ اِس میں کامیاب نہ ہوں تو وہ ایک دُوسرے کا بوجھ اُٹھا کر، ایک دُوسرے کی ضروریات پوری کر کے اور ایک

---

[72] . Baxter, 46.
[73] . Smith, 1:12.

دُوسرے کی زِندگیوں میں خوشی لا کر ایک دُوسرے کی مدد کر سکتے ہیں۔[74] گاؤج نے کہا کہ "ایک شریکِ حیات بچوں کی پیدایش اور پرورش کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے، ایک خوش حال زندگی کا انتظام کرنے اور بدحالی کو برداشت کرنے میں مدد کرتا ہے، صحت اور بیماری کے دوران مدد کرتا ہے، بلکہ تمام عمر مددگار ثابت ہوتا ہے، حتیٰ کہ مرنے تک مددگار رہتا ہے اور وہ اِس تمام وقت کے لئے جو اُنہوں نے ایک دُوسرے کی مدد کرتے ہوئے ساتھ گزارا خدا کا شکر ادا کرتے ہیں"۔[75]

اِزدِواجی زندگی میں ہم زندگی کی بہترین آسائشوں اور خوشیوں کی توقع کر سکتے ہیں، اور اگر دونوں شراکت دار یعنی شوہر اور بیوی واقعی میں اپنی زِندگیوں میں خدا کا خوف مانتے ہیں، تو وہ رُوحانی سکُون بھی حاصل کر سکتے ہیں تاکہ وہ اپنے آپ کو مددگار بننے اور نیک کام کرنے کے لئے اِستعمال کریں اور زِندگی کے فضل کے وارث کے طور پر اور بطور شوہر اور بیوی ایک دُوسرے کے لئے باعث اِطمینان ہوں[76]۔ اِس یقین نے سکڈر کو یہ بات سوچنے پر مجبور کیا کہ کیا مناسب شریکِ حیات کے ہونے سے بڑی کوئی نعمت ہے جو زِندگی کے سفر کے دوران خوشی اور سہارا دے، اور آپ کا ہمرکاب ہو، خاص طور پر مشکل وقت میں جب آپ آرام کی سرزمین کی طرف گامزن ہوں۔[77]

۲۔ اَفزایشِ نسل

اِزدِواجی زِندگی کا دُوسرا مقصد (پیدایش ۱:۲۸) سے ظاہر ہوتا ہے "اور خدا نے اُن کو برکت دی اور کہا کہ پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمُور و محکُوم کرو اور سمندر کی مچھلیوں اور ہوا کے پرندوں اور کُل جانوروں پر جو زمین پر چلتے ہیں اِختیار رکھو"۔ اِس اِزدِواجی تعلق میں ہمارے پہلے والدین کو خدا کی طرف سے تمام مخلوقات پر حکومت کرنے اور بچوں کی اَفزایش کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

جیسا کہ خدا نے تمام جانداروں یعنی پودوں اور جانوروں کو تولیدی نظام کی صلاحیت کے ساتھ تخلیق کیا، اُسی طرح سے خدا نے اپنی شبیہ پر خلق کیے جانے والے مرد و عورت کو بھی تولیدی صلاحیت کے

---

74 . Scudder, 63–64.
75 . Gouge, 152–53.
76 . Scudder, 64.
77 . Scudder, 6.

ساتھ پیدا کیا۔ خدا کی شبیہ پر خَلق کیے جانے والے آدم اور حوّا، خدا کی بنائی ہوئی تمام مخلُوقات میں سے اشرف المخلوق تھے، لیکن یہ مقصد تب تک عیاں نہیں ہو سکتا تھا جب تک اِنسان بڑھ کر خدا کی بنائی ہوئی زمین کو معمُور و محکُوم نہ کر دیں۔ کیوں کہ آدم کو نہ صرف بڑھنا (اَفزایش کرنا) تھا، بلکہ خدا کے نائب کے طور پر تمام مخلوقات پر "حکمرانی" بھی کرنا تھی، اور خدا کے نام سے اور اُس کے ماتحت رہتے ہوئے اِس اِختیار کو اِستعمال کرنا تھا۔ تمام مخلُوقات فطری طور پر خدا کی صوُرت و شبیہ پر تخلیق کیے گیے اِنسان کو تسلیم کریں گی اور اُس کی خدمت کریں گی، جیسا کہ ایک بیل اپنی گردن کو جوئے میں جوتنے کے لئے پیش کرے گا، اور زمین، ہل چلائے جانے اور بہت سی فصل پیدا کرنے کے لئے خود کو پیش کرے گی۔ اِسی طرح کے آفاقی تسلُط اور بطور نائب حکمرانی کا تقاضا تھا کہ اِنسان پھلے اور بڑھے۔

نتیجاً، جیسے ہی خدا عورت کو آدم کے پاس لایا (پیدایش ۲۲:۲)، تو اُس نے فوراً اُنہیں اَفزایشِ نسل کا حکم دیا۔ تخلیق کے چھٹے دِن یہ حکم اور کیا ثابت کرتا ہے کہ اَفزایشِ نسل اُنہی مقاصد میں سے ایک تھی جس کے لئے خدا نے آدم اور حوّا کو تخلیق کیا اور اُن کی شادی کروائی؟ پس، اِزدِواجی زِندگی کے مقاصد میں سے ایک مقصد اَفزایش نسل بھی تھا۔ سمتھ (Smith) نے اِس بات کی وضاحت کی کہ خدا نے اُن کو تخلیق کیا "خدا نے نہ تو دونوں کو نَر اور نہ ہی دونوں کو مادّہ بنایا، بلکہ ایک کو نَر اور دُوسرے کو مادّہ بنایا، تاکہ وہ اَفزایشِ نسل کے لئے موزُوں ہوں اور اِس لئے جب اُس نے اُنہیں تخلیق کیا تو یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اِزدِواجی زِندگی کا ایک مقصد اَفزایشِ نسل بھی ہے، اُس نے اُنہیں حکم دیا "بڑھو اور پھلو" (پیدایش ۲۸:۱)، جس سے مُراد یہ ہے کہ اپنی نسل کو آگے بڑھاؤ جس طرح کہ دُوسری مخلوقات اپنی نسل کو بڑھاتی ہیں۔[۷۸] سمتھ نے لکھا "اِزدِواجی زِندگی کو اِسی وجہ سے اِزدِواجی کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ ماں بننے کی علامت ہے، کیوں کہ یہ کنواریوں کو ماؤں میں بدل دیتی ہے، دُنیا کے تسلسل کے لئے شادی ضروری ہے، اور اِس کے بغیر تخلیق کی تمام چیزیں بیکار ہوں گی اور اِن کو اِستعمال کرنے اور اِن سے لطف اندوز ہونے کے

---

[78] . Smith, 1:9.

لئے اِنسان نہیں ہوں گے، خدا نے فردوس کو تو اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے، لیکن اُس نے یہ زمین ہمیں دی ہے، ہم جو زمین پر خدا کے نائب ہیں۔[79]

یہ حکم ہمارے پہلے والدین کو گناہ میں گرنے سے پہلے دیا گیا تھا۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ خدا، زمین پر صرف فطری طور پر جانوروں کی طرح اَفزایشِ نسل کرنے والے لوگوں سے کچھ زیادہ چاہتا تھا، کیوں کہ یہ کام تو گنہگار بھی آسانی سے کر سکتے تھے۔ اِس کے برعکس خدا ایک "خدا پرست اور مقدس نسل چاہتا تھا، جو اُس کی عبادت کر سکے"[80]۔ اِس لئے، ملاکی ۲:۱۵ کے مُطابق جب نبی نے لوگوں کو ایک سے زیادہ بیویاں کرنے اور خدا کے حکم کو توڑنے پر ملامت کی، تو اُس نے اِس بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ کیوں خدا نے اِزدِواجی تعلق میں ایک مرد کو صرف ایک عورت کے ساتھ جوڑا، کیوں کہ وہ ایک "خداترس نسل" چاہتا تھا۔

گناہ کے دُنیا میں داخل ہونے سے پہلے، خدا نے آدم اور حوّا کو حکم دیا کہ وہ بڑھیں اور پھلیں، خدا کے اِس حکم دینے کا مقصد، خدا کی کلیسیا، جس کے اُس وقت وہ (آدم اور حوّا) واحد رُکن تھے، کو بڑھانا تھا تا کہ وہ زمین کو معمُور کر سکیں۔ اُن کا مقصد ایک راست باز نسل پیدا کر کے خدا کی تعظیم بیان کرنا تھا جو کہ خدا کی عبادت کے لئے وقف ہو۔

سٹاک نے اِسے اِس طرح سے بیان کیا: "اگرچہ گناہ ابھی دُنیا میں داخل نہیں ہوا تھا، تاہم خدا کا آدم اور حوّا کے لئے ہمیشہ سے یہ منصوبہ تھا کہ وہ بڑھیں اور پھلیں" (پیدایش ۱:۲۸)۔ آدم اور حوّا کو خاص طور پر کلیسیا کی اَفزایش کرنے کا حکم دیا گیا، کیوں کہ پیدایش ۱:۲۸ میں جس خاندان کا ذِکر کیا گیا ہے اُس سے مُراد کلیسیا ہے، چونکہ اُس وقت آدم اور حوّا کامل تھے اور اگر وہ اپنی اِس پہلی حالت کو برقرار رکھتے اور نسلِ اِنسانی کی اَفزایش کرتے، تو اُن کی اولاد بھی اُن کی طرح مقدّس اور کامل اور خداترس نسل ہوتی۔[81]

---

[79]. Smith, 1:9.
[80]. Stock, 177.
[81]. Stock, 183.

کلامِ مقدس اور ہمارا تجربہ دونوں ہی ہمیں یہ سکھاتے ہیں کہ کوئی بھی شادی شُدہ جوڑا ایسی اولاد پیدا نہیں کر سکتا جو فطرتاً پاک اور دِین دار ہو، کیوں کہ ہم سب نے گناہ میں صوُرت پکڑی ہے، اور گناہ کی حالت میں پیدا ہوئے ہیں اور اِس طرح سے ہم سب غضب کے فرزند ہیں (زبور ۵۱:۵؛ ۵۸:۳؛ اِفسیوں ۲:۳)۔ اگرچہ ہمارے پہلے والدین کو خدا کی صُورت اور شبیہ پر تخلیق کیا گیا تھا، اور اگر وہ اِس آزمایش میں ثابت قدم رہتے اور خدا کی فرماں برداری کرتے تو وہ پاک اور دِین دار اولاد پیدا کر سکتے تھے (پیدایش ۲:۱۶۔۱۷)۔ پیدایش ۵:۱-۳ آیات بیان کرتی ہیں کہ آدم کے گناہ میں گرنے کے بعد اُس کی تمام نسلوں (تمام بنی نوع اِنسان آدم کے گناہ میں گرنے کے بعد ہی پیدا ہوتے تھے) کو آدم کی گناہ آلود فطرت وراثت میں ملی تھی۔ پولُس رسُول نے بھی (رومیوں ۳:۱۰) میں بیان کیا ہے کہ "کوئی راست باز نہیں، ایک بھی نہیں" اور واعظ ۷:۲۹ صریحاً بیان کرتی ہے کہ گناہ میں پڑنے کے بعد آدم نے اپنی حقیقی راست بازی کو کھو دیا: "لو مَیں نے صرف اِتنا پایا کہ خدا نے اِنسان کو راست باز بنایا پر اُنہوں نے بہت سی بندشیں تجویز کیں"۔ لہٰذا، پاکیزگی اور تقدیس ایسی چیزیں ہیں جو کہ اِنسان فطری طور پر حاصل نہیں کرتا بلکہ مسیح یسوع کے فضل سے حاصل کرتا ہے۔

کیا اِنسان کی گراوٹ نے اَفزایش کے عمل کو کالعدم قرار دے دیا، کیوں کہ دو شادی شُدہ گنہگاروں کے لئے اپنے جیسے گنہگاروں کے علاوہ کچھ اَور پیدا کرنا ناممکن ہے؟ بالکل بھی نہیں۔ اِزدِواجی زِندگی کا یہ مقصد تبدیل نہیں ہوا کیوں کہ خدا لاتبدیل خدا ہے (ملاکی ۳:۶)۔ آج بھی اِزدِواجی زِندگی کے مقاصد میں سے ایک یہ ہے کہ ہم خدا کی تمجید کے لئے خدا ترس نسل کی اَفزایش کریں۔ بیکسٹر (Baxter) نے لکھا: "یہ والدین کے لئے ایک بہت بڑا فضل ہے کہ وہ دِین دار اولاد کی اَفزایش کریں اور یہ اِزدِواجی زِندگی کے ضابطے کا مقصد بھی ہے" (ملاکی ۲:۱۵)۔[82] اِفسیوں ۶:۴ والدین کو اپنے بچوں کی پرورِش اِس طرح سے کرنے کی تلقین کرتی ہے "اور اَے اولاد والو! تم اپنے فرزندوں کو غصہ نہ دِلاؤ بلکہ خداوند کی طرف سے تربیت اور نصیحت دے دے کر اُن کی پرورِش کرو"۔ اَمثال ۲۲:۶ والدین کو نصیحت

---

[82] . Baxter, 46.

کرتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی اُس راہ پر تربیت کریں جس پر اُنہیں جانا ہے اور وہ راہ اِس کے علاوہ نہیں ہو سکتی جو ہماری راہ نمائی خدا کی طرف کرتی ہے، اور اِفسیوں ۶:۱-۲ یہ حکم دیتی ہے: "اَے فرزندو!، خداوند میں اپنے ماں باپ کے فرماں بردار رہو کیوں کہ یہ واجب ہے"۔

خدا اِیمان دار والدین کو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ خدا کی تعظیم کی خاطر اپنے بچوں کی اَفزایش کریں، اور خدا اولاد کو بھی یہ تلقین کرتا ہے کہ وہ خدا کے نام کی خاطر اپنے والدین کی عزت کریں۔ گاوَج نے اِیمان داروں کو اپنی اولاد کی اَفزایش کرنے کی ترغیب دی تاکہ نسلِ اِنسانی میں اِضافہ ہو اور نہ صرف اِضافہ ہو، بلکہ ایک ایسی نسل پیدا ہو جس کی تربیت الگ الگ خاندانوں، جو کہ شہروں اور معاشروں کی بنیاد ہیں، کے اندر رہتے ہوئے ہوئی ہو۔ اور یہ کہ اِس دُنیا میں کلیسیا کی اَفزایش ایک مقدّس نسل سے ہی کی جا سکتی ہے (ملاکی ۲:۱۵)۔ [۸۳]

یقیناً یہ مقصد اُن والدین سے متوقع نہیں ہے جو غیر اِیمان دار ہیں، کیوں کہ غیر اِیمان دار والدین خدا کی تعظیم کی خاطر اپنے بچوں کی اَفزایش نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر والدین اِیمان دار ہیں اور خدا کے فضل سے اُس کے جلال کے لئے اِزدِواجی زندگی کے اِعزاز سے لُطف اندوز ہو رہے ہیں، تو یہ مقصد اُس عہد میں ظاہر ہوتا ہے جو خدا اُن کے ساتھ اور اُن کے بچوں کے ساتھ باندھتا ہے (پیدایش ۱۷:۷؛ یسعیاہ ۴۴:۳؛ اَعمال ۲:۳۹)۔ کیوں کہ یہ اِسی عہد کی بدولت ہے کہ ہماری اولاد کی پیدایش کا مقصد خدا کے نام کو جلال دینا ہے (حزقی ایل ۱۶:۲۰) اور اِس طرح سے وہ پاک ٹھہرتے ہیں (۱۔ کرنتھیوں ۷:۱۴)۔

پس ہماری اولاد، خدا کی امانت ہے جسے اُس نے ہمارے سپُرد کیا ہے تاکہ ہم اُس کی خاطر اِس کی پرورِش کریں۔ اُس کا ہماری اولاد پر ایک خاص حق ہے، کیوں کہ اُسی نے اُنہیں برکت دی اور اُن کی پیدایش کو ممکن بنایا (رُوت ۴:۱۳؛ ۱۔ سموئیل ۱:۱۹-۲۰)۔ وہ ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم اپنی اولاد کو خدا کے بارے میں سکھائیں، اُنہیں اُس کی طرف راغب کریں، اُنہیں اُس پر اِیمان لانے کی ترغیب دیں تاکہ وہ اُسے اپنا خدا مانیں۔ بچوں کے بپتسمہ کے دوران اُن کا خدا بننے کی رضامندی ظاہر کرنے کے بعد، وہ ہم

---

[83] . Gouge, 152.

والدین کو جواب دہ ٹھہراتا ہے کہ ہم بچوں کی حوصلہ اَفزائی کریں تاکہ وہ مسیح یسوع کے ساتھ مضبوط رِشتہ اُستوار کر سکیں۔ وہ ہمیں اُن بچوں کی پرورِش کا ذِمے دار ٹھہراتا ہے جو جہاں تک ممکن ہو، اُس کے لئے اجنبی نہ ہوں بلکہ سچے مذہب کو قبول کرنے والے اور سچے خدا کے پیروکار ہوں۔ صرف خدا کا فضل ہی ہمارے بچوں کو مسیح یسوع کے پاس لاکر، اُنہیں بچا سکتا ہے اور اُنہیں پاک اور مقدّس بنا سکتا ہے۔ وہ ہمیں یہ جاننے کے لئے پُکارتا ہے کہ آیا کہ ہمارے بچے عہد کے خاندان میں پرورِش پا رہے ہیں یا نہیں، اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ اُس کے فضل سے ہمارے بچے سچے خدا اور سچے مذہب پر اِیمان لائیں گے اور اُس کی پیروی کریں گے۔"[۸۴]

اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کیوں اِیمان داروں کو غیر اِیمان داروں کے ساتھ ناہموار جوئے میں جُتنے سے منع کرتا ہے، اور اِس چیز کی مذمت کرتا ہے (۱۔کرنتھیوں ۶:۱۵۔۱۶؛ ۲۔کرنتھیوں ۶:۱۴؛ پیدایش ۶:۱-۲،۵؛ عزرا ۱۰:۱۰-۱۱) اور کیوں وہ ہمیں صرف "خداوند میں "شادیاں کرنے کا حکم دیتا ہے (۱۔کرنتھیوں ۷:۳۹)۔ جیسا کہ سٹاک نے اِس بات کی نشان دہی کی کہ "اگرچہ ایسی شادیاں بنی نوع اِنسان کی تعداد میں تو اِضافہ کر سکتی ہیں، لیکن یہ خداترس نسل کی اَفزایش کے بنیادی مقصد میں رکاوٹ بن سکتی ہیں، کیوں کہ اِس طرح سے جوئے کو دو مختلف سمتوں میں کھینچا جا رہا ہوتا ہے۔[۸۵]

اِس طرح کی شادیوں سے ایک ایسی نسل پیدا ہو سکتی ہے جو خدا سے دُور، خدا سے ناواقف اور خدا کی مخالف ہو۔ عہد سے باہر بچوں کی پرورِش اُن کے ذہنوں اور دِلوں میں غیر جانب داری کو فروغ دینے کی بجائے، اُنہیں خدا اور اُس کے کلام کے اِختیار اور مسیح یسوع اور اُس نجات کے خلاف جو وہ گنہگاروں کو بخشتا ہے، تحریک دیتی ہے اور اُن کے دِلوں کو بے دِینی اور تباہی کی راہوں میں سخت کرتی ہے۔ اگر ہم اپنے بچوں کی پرورِش میں خدا کو شامل نہیں کرتے تو بالغ ہونے پر اُن کے لئے خدا پر اِیمان لانا مُشکل ہو گا، کیوں کہ عموماً، بچوں کو خدا کے بارے میں سِکھانے سے ہی وہ اِیمان لاتے ہیں (اَمثال ۲۲:۶؛ رومیوں ۱۰:۱۷)۔[۸۶]

---

84 . Stock, 183.
85 . Stock, 183.
86 . Cf. "Parental Responsibilities" in *Discussions by Robert L. Dabney, D.D.* (Harrisonburg: Sprinkle Publications, 1982), 1:676–93.

خدا اب بھی اپنی پرستش کے لئے ایک نسل چاہتا ہے، ایسی نسل جس کی پرورش عہد کے مطابق کی گئی ہو، ایک ایسی نسل جو اُس کے نام کا اِقرار کرے اور اپنی نجات کے لئے اُس پر بھروسا رکھے، اور وہ والدین سے توقع کرتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اُس کی محبت، فرماں برداری اور پورے دِل و جان سے اُس کی خدمت کرنا سکھائیں، جیسا کہ وہ اپنی خوراک، اپنے لباس اور اپنی جسمانی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔

ہم خدا کے شکُرگزار ہیں کیوں کہ اگرچہ وہ اپنے نجات بخش فضل کو عطا کرنے میں آزاد ہے، اور اِسے ہمارے بچوں پر نازل کرنے کا پابند نہیں ہے، پھر بھی وہ اُنہیں اپنے فضل سے نوازنے کا وعدہ کرتا ہے (یسعیاہ ۴۴:۳؛ اَمثال ۲۲:۶) اور جب ہم اپنے بچوں کی پرورِش خُدا کے لئے کرنے کی اپنی ذِمے داری کو تسلیم کرتے ہیں اور اِس کے لئے کوشش کرتے ہیں، تو خدا اپنا نجات بخش فضل ہماری اولاد پر نازل کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے (خروج ۳۴:۶۔۷؛ زبور ۱۰۳:۱۷)۔ ہمیں اپنے بچوں کی تربیت خداوند کی راہوں پر اِس یقین کے ساتھ کرنی چاہیے کہ وہ ضرور ہماری کوششوں کو برکت دے گا، اور جب ہم اُس کے سامنے حاضر ہوں گے تو ہم یہ کہہ سکیں گے "اور پھر یہ کہ مَیں اُس پر بھروسا رکھوں گا اور پھر یہ کہ دیکھ مَیں اُن لڑکوں سمیت جنہیں خدا نے مُجھے دیا" (عبرانیوں ۲:۱۳)۔

۳۔ گناہوں سے اجتناب کرنا

اِزدِواجی زِندگی کا تیسرا مقصد اِنسان کی گراوٹ کے بعد واضح ہوا، جب اِنسان کی ہوّس نے اُس پاکیزگی کے خلاف جدوجہد کی جس کے لئے خدا نے اِنسان کو بُلایا تھا، اور اِن خواہشات کی بدولت بدکاری ،زنا اور ناپاکی جیسی غیر اَخلاقی حرکتوں کا آغاز ہوا۔ تب خدا نے گناہ کی فریب آمیز لذت سے بچنے کے لئے اِزدِواجی زِندگی کو بطور علاج پیش کیا۔[۸۷] اِس تیسرے مقصد کو ذہن میں رکھتے ہوئے، سوِنک (Swinnock) نے اِزدِواجی زِندگی کی تعریف کچھ اِس طرح سے کی: "شادی ایک مرد اور ایک عورت کا اُن کی پوری زِندگی کے لئے ایک جائز ملاپ ہے۔۔۔ تاکہ وہ گناہ سے بچ سکیں"۔[۸۸]

---

[87] . William Arnot, *Studies in Proverbs* (Grand Rapids: Kregel, 1998), 133.
[88] . Swinnock, 1:464.

پولُس رسُول اِزدِواجی زِندگی کے مقصد کو ا۔کرنتھیوں ۷:۲میں بیان کرتا ہے جب وہ فرماتا ہے "لیکن حرام کاری کے اَندیشہ سے ہر مرد اپنی بیوی اور ہر عورت اپنا شوہر رکھے"۔ لہٰذا ریز (Reyner) نے لکھا "اگرچہ اِزدِواجی زندگی، گناہ کے وجود سے پہلے تخلیق کی گئی تھی، اِس لئے آدم کو اپنی ہوس پر قابو پانے کے لئے اِس کی ضرورت نہیں تھی، لیکن آدم کی گراوٹ کے بعد، یہ گناہ کو روکنے اور ہماری رُوحانی نشوونما میں مدد کے لئے لازم قرار پائی، شادی ہمیں گناہ کی خواہشات کے خلاف پاکیزگی اور عزت کے ساتھ زِندگی گزارنے میں مدد دیتی ہے اور یہی خدا کی مرضی ہے "(ا۔تھسلنیکیوں ۴:۳-۵)۔[۸۹]

خدا چاہتا ہے کہ ہم زِنا اور حرام کاری سے بچیں، اِس لئے اُس نے شادی کو اُن گناہوں سے بچنے کے لئے ایک پاک متبادل کے طور پر تخلیق کیا۔ پولس رسول فرماتا ہے کہ، خدا نے اِزدِواجی زِندگی کو شوہر اور بیوی کی جنسی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مقرر کیا" تاکہ دونوں ایک دُوسرے کا حق ادا کریں" (ا۔کرنتھیوں ۷:۳)۔ جب اِس حق کو محبت سے ادا کیا جاتا ہے تو (ا۔کرنتھیوں ۷:۵) "شادی اُن لوگوں کے لئے ایک محفوظ جگہ بن جاتی ہے جو ہوّس کے مضبوط غلبے کی وجہ سے اپنی نجات کو خطرے میں ڈال سکتے ہیں"۔[۹۰]

اَمثال ۵ باب میں سلیمان، آدمیوں کو چھنال عورت سے دُور رہنے (آیت ۸) اور بیگانہ عورت سے ہم آغوش ہونے سے منع کرتا ہے (آیت ۲۰)۔ گھر سے باہر پیاس بجھانے کی بجائے، وہ بیان کرتا ہے کہ ہمیں اپنے ہی حوض اور اپنے ہی چشمہ سے پانی پینا چاہیے (آیت ۱۵)، ہمیں اپنی جوانی کی بیوی کے ساتھ شاد رہنا چاہیے (آیت ۱۸) تاکہ ہم اُس کی خوبصورتی سے آسُودہ ہوں اور اُس کی محبت ہمیں فریفتہ رکھے (آیت ۱۹)۔ اِن آیات کے متعلق چارلس بریجز (Charles Bridges) نے لکھا "گھر میں پیار اور دیکھ بھال کرنے والا ایک منظم رِشتہ، نامناسب اور بے ہُودہ خواہشات کے خلاف ایک بہترین دِفاع ہے"۔[۹۱]

---

[89] . Reyner, 40.
[90] . Gouge, 152.
[91] . Charles Bridges, *Proverbs* (Edinburgh: Banner of Truth, 1968), 58.

کچھ لوگ پولُس رسُول کی طرح (۱۔کرنتھیوں ۷:۷)، بے بیاہے رہنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ،اور وہ غیر شادی شُدہ حالت میں بھی پاکیزہ اور مطمئن رہ سکتے ہیں، لیکن چونکہ یہ خدا کی ایک خاص توفیق ہے ،اِس لئے سب کو اِس کا حکم نہیں دیا جاسکتا (آیت ۶)۔ ہر شخص کو خداوند کی طرف سے اپنی بلُاہٹ کو جاننا چاہیے اور اُسی کے وسیلے سے خدا کی تعظیم کرنی چاہیے (آیت ۱۷)۔ لہٰذا ہر مرد یا عورت شہوت پرستی کے علاج کے طور پر خداوند میں شادی کرنے کے لئے آزاد ہے ،اِس لئے شادی ہی وہ ذریعہ ہے جسے خدا نے شہوت جیسی خواہشات پر قابو پانے کے لئے مقرر کیا ہے (آیت ۹)۔ گاوَجؔ نے کہا "وہ لوگ جنہیں بے بیاہا رہنے کی خاص توفیق نہیں ملی، اُن کے لئے شادی ہی اُن کی نفسانی خواہشات سے نمٹنے کا واحد مُستند اور پاک ذریعہ ہے "۔[92] ٹیلرؔ نے اِسے شادی کا تیسرا مقصد قرار دیا کہ "شادی جہنم اور اُس کے عذاب کا سب سے بڑا تریاق ہے "۔[93]

یہ دیکھ کر بہت دُکھ ہوتا ہے کہ خدا کی طرف سے اِنسان کی نفسانی خواہشات کی تسکین کے لئے شادی کی تقرری کے باوجود بہت سے لوگ یا تو زِناکاری کی عارضی لذت کے لئے شادی کو مُسترد کرتے ہیں ، یا پھر دُوسروں کے ساتھ ناجائز تعلقات کی خاطر اپنی اِزدِواجی زندگیوں کو خراب کرتے ہیں، یا پھر اِس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اِس اِزدِواجی زندگی کے بابرکت ضابطے کو ہم جنس پرستی سے تباہ کرتے ہیں۔ کیا ہم بھُول چکے ہیں کہ جنسی بے راہ روی کس قدر گھناؤنی ہے، اور خدا کیسے اُن لوگوں کو سزا دے گا جو اِس کے مرتکب ہوتے ہیں؟ (عبرانیوں ۱۳:۴)۔

کسی خُوبی کی خوبصورتی کو اُس کے مخالف برائی کے ساتھ موازنہ کر کے دیکھا جاسکتا ہے۔ جنسی بے حیائی کی شرمناک حرکتیں شادیوں سے پہلے بھی اُتنی ہی کثرت سے ہوتی ہیں جتنی کہ شادیوں کے دوران ہوتی ہیں، اور یہ اَعمال اُتنا ہی شادِیوں کو ہونے سے روکتے ہیں جتنا کہ موجودہ شادیوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ آج کل جنسی بے حیائی کی وسیع پیمانے پر مقبولیت کی وجہ سے شادی کو محض رسمی طور پر دیکھا جاتا ہے

---

92 . Gouge, 152.
93 . Taylor, 13.

۔اِس روِیے کے بارے میں بات کرنا بھی بے معنی معلوم ہوتا ہے کیوں کہ یہ ہمارے معاشرے میں بہت عام ہے، اور اِس کے بارے میں بات کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ ایک بڑی لہر کو صرف اپنے ہاتھوں سے روکنے کی کوشش کی جا رہی ہو۔ لیکن خدا کی سچائی کا اِعلان کیا جانا چاہیے، لوگ چاہے سُنیں یا نہ سُنیں، اور ہمیں یہ بھی اِطمینان رکھنا چاہیے کہ اُس کی بھیڑیں ضرور اُس کی آواز سُنیں گی (حزقی ایل ۲:۳۔۵؛ یوحنا ۱۰:۲۷)۔

اِزدواجی زندگی کو، یا پھر اُن لوگوں کو جو اِزدواجی بندھن میں بندھنے کی تیاری کر رہے ہیں، یا پھر غیر شادی شُدہ لوگوں کو کوئی بھی چیز جنسی گناہ میں ملوث ہونے سے زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ کچھ لوگ یہ اِستدلال کرتے ہیں کہ حرام کاری زیادہ فرحت انگیز ہے، لیکن جیسا کہ گناہ ہمیشہ سے خدا کے خلاف ہے، اور حقیقی اچھائی صرف خدا کی ذات میں ہی پائی جاتی ہے، اِس لئے گناہ کبھی بھی حقیقی طور پر فرحت بخش نہیں ہو سکتا۔ جب ہم گناہ سے لُطف اندوز ہوتے ہیں، تو یہ عمل گناہ کی نوعیت کی بجائے ہماری اپنی خواہشات اور ذوق کے بارے میں زیادہ بتاتا ہے۔ گناہ ہمیشہ سے نقصان دہ اور تباہ کُن ہے اور رہے گا۔ ہمارا گنہگار جسم گناہ کو چاہے کتنا ہی خوشگوار محسوس کرلے، لیکن آخر میں یہ گناہ ہمیشہ تلخی اور پشیمانی کا باعث بنے گا۔

اِس بات کا تعین کرنے کے لئے کہ زِنا، حرام کاری اور جنسی بے حیائی کی تمام حالتیں کس قدر گھناؤنی ہیں، اِس بات پر غور کریں کہ ولیم گرین ہل (William Greenhill) نے حزقی ایل ۱۸:۵-۶ آیات کی تفسیر میں کیا لکھا ہے۔[۹۴]

اوّل: جنسی گناہ، خدا کے دانش مندانہ منصوبے کے خلاف جاتا ہے، جہاں اُس نے دو لوگوں کو ایک تن ہونے کے لئے مُقرر کیا، نہ کہ تین یا اِس سے زیادہ کو (پیدائش ۲:۲۴؛ ا۔کرنتھیوں ۶:۱۶)۔ اور جب لوگ اِس طرح کے کام چھپ کر کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اُن کے یہ کام دُوسروں پر ظاہر نہیں ہوتے، تو بھی اُنہیں یاد رکھنا چاہیے کہ اِنسان کی راہیں خداوند کی آنکھوں کے سامنے ہیں (اَمثال ۵:۲۰۔۲۱)۔

---

94 . Greenhill, 441–43.

دوم: حرام کاری، شادی کے اِس ضابطے کی تحقیر کرتی ہے، جس کے بارے میں کلامِ مقدس فرماتا ہے کہ اِسے معزز سمجھا جانا چاہیے (عبرانیوں ۱۳: ۴) اور جو مسیح اور اُس کی کلیسیا کے درمیان تعلق کی تصویر کشی کرتا ہے (اِفسیوں ۵: ۳۱-۳۲)۔ حرام کاری، شادی کے بستر کو ناپاک کرتی ہے اور جب خدا کے لوگ اِس کے مرتکب ہوتے ہیں تو یہ شرم ناک طور پر مسیح کی دُلہن کو دُوسروں کے ساتھ ملاتی ہے (۱۔کرنتھیوں ۶: ۱۵-۱۶)۔

سوم: حرام کاری، خدا کے باشعور لوگوں کو جو کہ اشرف المخلوقات ہیں، غیر معقول جانوروں میں بدل دیتی ہے، جس کی وجہ سے وہ بصیرت کا دامن چھوڑ دیتے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے بھاگتے ہیں (ہوسیع ۴: ۱۱؛ یرمیاہ ۵: ۷-۸؛ ۱۳: ۲۷)۔

چہارم: زِنا کاری اور حرام کاری کا مرتکب شخص اپنے بدن کے خلاف بھی گناہ کرتا ہے (۱۔کرنتھیوں ۶: ۱۸)، اپنے آپ کو زانیہ سے ملاتا ہے اور ناپاکی سے اپنے جسم کو بے حُرمت کرتا ہے (متی ۱۵: ۱۹۔ ۲۰)، وہ اپنے نام اور اپنی پہچان کو خراب کرتا ہے اور ذِلت و رُسوائی اُٹھاتا ہے (اَمثال ۶: ۳۳)، وہ اپنے ذہنی سکون کو کھو دیتا ہے اور اپنے ضمیر پر احساسِ جُرم، شرمندگی اور خدا کی شریعت کی خلاف ورزی کا بوجھ محسوس کرے گا (اَمثال ۷: ۲۶)، اور وہ اپنی رُوح کے خلاف بھی گناہ کرتا ہے جو کہ ساری دُنیا سے زیادہ قیمتی ہے (اَمثال ۶: ۳۲؛ ۷: ۲۷؛ ۲۳: ۲۷؛ مرقس ۸: ۳۶-۳۷)۔

پنجم: زِنا، بے گناہ فریق کے ساتھ بڑی خیانت ہے، چاہے وہ شوہر ہو یا بیوی (اَمثال ۲۳: ۲۷-۲۸)۔ جب ایک شخص بیگانہ عورت کے پاس جاتا ہے تو وہ اُس عہد کو توڑتا ہے جو اُس نے خدا کے سامنے اپنی بیوی سے باندھا تھا کہ وہ صرف اور صرف اُسی کا رہے گا۔ جب ایک بیوی بیگانہ مرد کے پاس جاتی ہے، تو وہ اُس شوہر کو چھوڑتی ہے جس سے اُس نے خدا کے سامنے اپنی محبت اور وفاداری کا وعدہ کیا تھا۔ کیا یہ سب سے بڑا گناہ نہیں ہے جو ایک مرد اپنی بیوی اور ایک عورت اپنے شوہر کے خلاف کر سکتی ہے کہ وہ اپنی جوانی کے شریکِ حیات کو چھوڑ کر اپنا دِل، اپنی محبت اور اپنا جسم کسی اَور کے حوالے کر دیں؟ (۱۔کرنتھیوں ۷: ۳-۴)۔

ششم: حرام کاری ایسا گناہ ہے جو کہ خاندان کو بھی تباہ کر دیتا ہے (ایوب ۳۱: ۱-۲)۔

ہفتم: حرام کاری، دُوسرے کئی گناہوں کا سبب بھی بنتی ہے، جیسا کہ جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا، کیوں کہ لوگ اپنے معاملات کو چھُپاتے یا اِنکار کرنے کی کوشش کرتے ہیں (۲۔ سموئیل ۱۱باب)۔ راجرز نے لکھا "کوئی گناہ اکیلا نہیں رہتا اور اِس بات کا یقین کریں کہ حرام کاری اپنے ساتھ آنے والے بہت سے گناہوں سے بچ نہیں سکتی۔ ایک دفعہ جب آپ اِس گڑھے میں پاؤں رکھ لیں تو شیطان اُس وقت تک آپ کا پیچھا نہیں چھوڑے گا جب تک آپ کو مکمل طور پر مغلُوب نہ کر لے"[۹۵]۔

آخر میں، حرام کاری، پاک خدا کے ساتویں حکم کے خلاف گناہ ہے۔ اِس لئے ایسا شخص خدا کی مُنصفانہ عدالت کی بدولت اُس کی حضوری سے نکالا جاتا ہے اور وہ خدا کے اَبدی غضب کو دعوت دیتا ہے جس سے کوئی بھی بچ نہیں سکتا، اور جس کے لئے سوائے توبہ کے اَور کوئی بھی درخواست قابل قبول نہ ہو گی (ملاکی ۳:۵؛ عبرانیوں ۱۳:۴؛ ۲۔ پطرس ۲:۹۔۱۰؛ ۱۔ کرنتھیوں ۶:۹-۱۰؛ مُکاشفہ ۲۱:۸؛ ۲۲:۱۵؛ ۲۔ تھسلنیکیوں ۱:۹)۔

اگرچہ حرام کاری ایک بہت بڑی بُرائی ہے اور اِس فعل کے مُرتکب شخص پر اِس کے نتائج بہت ہی نقصان دہ اور مُہلک ہوتے ہیں (جب تک کہ فضل اُسے نہ بچائے) اور اِس فعل کے مُرتکب لوگوں میں سے زیادہ تر اِس بُری عادت کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔

لیکن خدا نے حرام کاری جیسی بُرائی سے بچنے کے لئے اِزدِواجی زِندگی کی شکل میں ایک طریقہِ کار مہیا کیا ہے۔ اور خدا نے ایک نجات دِہندہ بھی مُہیا کیا ہے جس کے وسیلے سے وہ تمام لوگ جنہیں اِس گناہ سے نجات کی ضرورت ہے، اُنہیں بچایا جا سکے۔ نفسانی خواہش ایک ایسے عفریت کی مانند ہے جس کے کئی سر ہیں، اور یہ ایک ایسے چشمے کی مانند ہے جو کسی شخص کی زِندگی میں خود کو کئی دریاؤں میں تقسیم کر سکتا ہے، لیکن مسیح بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خدا ہے جس کا تخت آسمان و زمین کی ہر چیز سے بالاتر ہے اور جو ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ مسیح اکیلا ہی اِس نفسانی خواہش کی طاقت کو ختم کر سکتا ہے اور وہ اُن سب کے لئے ایسا کرے گا جو اُس کے پاس آئیں گے (متی ۱۱:۲۸-۳۰)۔ صرف مسیح ہی پاکیزگی کی محبت

---

[95] . Rogers, 318.

آپ کے دِل میں ڈال سکتا ہے اور آپ کو خدا کے جلال کے لئے جینے کی خواہش دے سکتا ہے۔ وہ گناہ کی خواہشات پر قابو پانے کے لئے فضل فراہم کرتا ہے اور آپ کو ایک راست باز اور پاکیزہ زِندگی گزارنے میں مدد فراہم کر سکتا ہے۔

اگر آپ زِناکاری کے خوف ناک گناہ کے مُرتکب ہیں تو اپنے آپ کو حلیم بناتے ہوئے اپنے گناہ کا اِقرار کریں اور خدا کے فیصلے کو قبول کریں اور نجات دِہندہ سے معافی مانگیں جو آپ کو معاف کرنے کے لئے تیار ہے، وہ آپ کو نجات دینے کی قدرت رکھتا ہے، وہ گنہگاروں سے محبت رکھتا ہے اور یہ محبت دونوں کو ایک دُوسرے کی طرف راغب کرتی ہے۔ راجرؔز نے کہا "خداوند سے اِلتجا کریں کہ وہ آپ کے خُوف زدہ دِل کو نرم کرے اور آپ کی ناپاک رُوح کو پاک کرے"۔ "یہ کام کسی ہتھوڑے سے نہیں کیا جا سکتا، صرف رحم ہی اِسے فضل کی بھٹی میں پگھلا سکتا ہے"[۹۶]۔ اور خدا کے وعدوں کو یاد رکھیں: اوّل، تمہارے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اُنہیں تمہارے حساب میں نہیں لایا جائے گا (یرمیاہ ۳:۱-۲؛ ۱۔ یوحنا ۱:۹)، کیوں کہ خداوند نے مسیح یسوع میں ایک ایسا چشمہ جاری کیا ہے، جس کے ذریعے سے سب سے بڑے گنہگار کو بھی معاف کیا جا سکتا ہے اور اُس کے تمام گناہ دُھل سکتے ہیں۔ دوم، ایک بار جب خدا آپ کے گناہوں کو معاف کر دے گا، چاہے وہ کتنے ہی سنگین کیوں نہ ہوں اور آپ ایسی حالت میں کتنا ہی عرصہ کیوں نہ رہے ہوں، پھر بھی وہ آپ کو ایسی نظر سے کبھی نہیں دیکھے گا، اِس کے بجائے وہ آپ کو اپنے بیٹے کے جسم کے اَعضاء میں سے ایک کی طرح دیکھے گا جو کہ پاک ہے اور قابل قبول ہے (۱۔ کرنتھیوں ۶:۹۔۱۱؛ اِفسیوں ۱:۶)۔

اِزدِواجی زِندگی کے فوائد

جیسا کہ خدا نے شادی کو مُقرر کیا اور اِسے عزت بخشی اُسی طرح خدا نے شادی کو برکت دی اور اِسے فائدہ مند بھی بنایا۔ اِس لئے شادی کے فوائد کا تعلق شادی کے مقاصد کے ساتھ ہے۔ خدا نے شادی کے مخصوص اہداف کو ذہن میں رکھتے ہوئے، بلکہ ایک خاص بھلائی کو بھی ذہن میں رکھتے ہوئے قائم کیا،

---

96 . Rogers, 343.

اور موخرُ الذکر سے لُطف اندوز ہونے کا اِنحصار پہلے اہداف کے حُصول پر ہے۔ اگر ہم شادی کو اُس کے مطلوبہ مقاصد کے خلاف اِستعمال کرتے ہیں تو اِس سے ہمیں کچھ زیادہ فائدہ نہیں ہوتا، کیوں کہ خدا نے اِس طرح کے غلط اِستعمال کو برکت دینے کا وعدہ نہیں کیا ہے۔ صرف اُسی صُورت میں جب ہم شادی کے اُن مقاصد کو تسلیم کرتے ہیں جن کے لئے اِسے مقُرر کیا گیا تھا اور خداوند سے مدد طلب کرتے ہیں کہ وہ ہماری اِزدِواجی زِندگی میں اُن مقاصد کو پورا کرے، تب ہی ہم شادی کی برکات کا تجربہ کرنے کی توقع کر سکتے ہیں۔

خدا کے ذہن میں اُس وقت کون سی اچھی بات تھی جب اُس نے شادی کو مُقرر کیا، اور وہ کون سے فوائد ہیں جو وہ شادی شُدہ زِندگی کو حاصل ہوتے ہیں؟ یہاں پر دو پیوریٹنز (راسخ العقیدہ لوگ) بہت مدد گار ثابت ہوتے ہیں: ایڈورڈ رینز اور تھامس گیٹکر۔ رینز (Reyner) نے شادی کے موضوع پر ایک مقالے میں اِس سوال کا جواب دیا اور گیٹکر نے اپنے کئی خطبوں (Sermons) میں اِس موضوع پر بات کی۔ اُس کے وعظ ایک اچھی بیوی کی وجہ سے آنے والی برکات کی بات کرتے ہیں، جبکہ گیٹکر نے جو کچھ کہا اُس کا اِطلاق با آسانی شوہروں پر بھی کیا جا سکتا ہے۔

۔ رینز کے نقطۂ نظر کو پیش کرنے سے پہلے، آیئے شادی کے مقاصد اور فوائد کے درمیان تعلق کی مزید وضاحت کرتے ہیں، کیوں کہ رینز جن چیزوں کو فوائد کے طور پر بیان کرتا ہے، اُن میں سے کچھ کو مقاصد کے طور پر پیش کیا جا چکا ہے، اِس لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اِس فرق کو سمجھیں۔

شادی کا ایک مقصد وہ وجہ ہے جس کے لئے خدا نے اِس کو مُقرر کیا۔ مثال کے طور پر ایک مقصد یہ ہے کہ اِنسان کو ایک اچھا مددگار حاصل ہو (پیدایش ۲:۱۸)۔ دُوسرا یہ کہ خدا کے لئے ایک خدا ترس نسل کی اَفزایش ہو (ملاکی ۲:۱۵)۔ شادی کا ایک فائدہ یہ ہے کہ ہم خدا کی رحمت اور برکت کی بدولت اپنی اِزدِواجی زِندگیوں سے لُطف اندوز ہوتے ہیں اور اپنی اِزدِواجی زِندگیوں کے وسیلہ سے اُس کے نام کی تعظیم کرتے ہیں۔ نتیجاً، کسی مقصد کو بطور فائدہ درج کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ جب ہم اپنی اِزدِواجی زِندگیوں کے ذریعے سے خدا کی تعظیم کرتے ہیں تو ہم اُن مقاصد کو پورا کرنے سے لطف اندوز ہوں گے جن کے لئے اُس نے شادی کو مُقرر کیا تھا۔

اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک غیر اِیمان دار شادی شُدہ جوڑا جو اپنی اِزدِواجی زِندگی کو خدا کی تعظیم کے لئے نہیں گزار رہا، وہ اِزدِواجی زِندگی کے کچھ فوائد سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ آج بھی بہت سے غیر اِیمان دار شادی شُدہ جوڑے، خدا کے فضلِ عام کی بدولت اِزدِواجی زِندگی کی کچھ برکات سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ تاہم، نادانستہ طور پر خدا کی برکات حاصل کرنے اور ایک شفیق آسمانی باپ کی طرف سے دانستہ طور پر برکات حاصل کرنے میں بڑا فرق ہے۔

ہو سکتا ہے کہ غیر اِیمان دار شادی شُدہ جوڑے ایک دُوسرے سے رفاقت رکھنے اور بچے پیدا کرنے جیسی برکات سے تو واقف ہوں، لیکن وہ شاید اِن چیزوں کو خدا کی نعمتوں کے طور پر نہ دیکھیں اور اِس لئے خدا کی نعمتوں کی تقسیم میں اُس کی حِکمت اور محبت کا اِعتراف کرتے ہوئے اُن کے لئے خدا کا شُکر ادا نہ کریں۔ اِس لئے غیر اِیمان دار جوڑے اِن نعمتوں سے پوری طرح سے مستفید بھی نہیں ہو سکتے کیوں کہ وہ اِن کو اپنی تقدیس کے لئے خدا کے ہاتھ میں ایک آلہ کے طور پر نہیں دیکھتے۔ بلکہ اکثر یہ نعمتیں اُن کے لئے نعمتوں کی بجائے کانٹے اور پھندے بن جاتی ہیں۔ مدد کی بجائے رکاوٹ بن جاتی ہیں، اِن نعمتوں کو پورا کرنے کی بجائے غیر تسلی بخش ثابت ہوتی ہیں اور تعریف کے مواقع فراہم کرنے کی بجائے تھکا دینے والی ثابت ہوتی ہیں۔ اِس کے برعکس، ایک مسیحی شادی شُدہ جوڑا اِزدِواجی زِندگی کی برکات کے لئے خدا سے دُعا کر سکتا اور عطا کی جانے والی برکات کے لئے خدا کی شکر گزاری اور تعظیم کر سکتا ہے، اِن نعمتوں کو ذِمے داری اور وفاداری کے ساتھ خدا کے تحفوں کے طور پر اِستعمال کر سکتا اور اِس بات پر بھروسا رکھ سکتا ہے کہ چاہے یہ برکات دی جائیں، محدُود ہوں یا مکمل طور پر روک لی جائیں، خدا ہر چیز کو مسیح کی خاطر اُن کی بھلائی کے لئے اِستعمال کر رہا ہے (رومیوں ۲۸:۸)۔ ایک غیر اِیمان دار شادی شُدہ جوڑا حقیقی طور پر اِس بات کو نہیں جان سکتا کہ خدا بھلا ہے۔ اُن میں اُنہی ہاتھوں کو کاٹنے کا رُجحان پایا جاتا ہے جو اُنہیں کِھلاتے ہیں اور وہ دینے والے کا شُکریہ ادا کرنے سے اِنکار کرتے ہیں۔

ریز‌ؔنے کہا کہ اِزدِواجی زِندگی کے فوائد کو پانچ اَقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: ذاتی، خاندانی، سیاسی، کلیسیائی اور عالم گیر۔[97] ہم شادی شُدہ لوگوں کے ذاتی فوائد سے شروع کرتے ہوئے اِن پر مختصر طور پر غور کریں گے۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شادی شُدہ جوڑا رفاقت کی نعمت سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ ہمارے جسم کی بناوٹ اور ہمارا ذہنی رُجحان یہ ظاہر کرتا ہے کہ بنی نوع اِنسان کو ایک دُوسرے کے ساتھ تعلق اُستوار کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ شوہر اور بیوی ایک دُوسرے کو موزوں ساتھی اور مددگار کے طور پر مکمل کرتے ہیں (واعظ ۴:۹-۱۰)۔ دوم، وہ پاکیزگی جیسی نعمت سے لُطف اندوز ہوتے ہیں ۔اِزدِواجی زِندگی اُنہیں جائز طور پر اُن کی جنسی خواہشات کی تسکین فراہم کرتی ہے اور اِس طرح سے نفسانی خواہشات پر قابو پانے میں مدد کرتی ہے (۱۔ کرنتھیوں ۷:۲، ۹)۔ سوم، شادی شُدہ لوگ باہمی مدد سے مستفید ہوتے ہیں ۔وہ مصیبت، بیماری اور غربت کے ساتھ ساتھ خوشی اور خوش حالی میں بھی ایک دُوسرے کے لئے تسلی کا باعث بن سکتے ہیں (آستر ۴:۱۴)۔ بیکسٹر نے اِس بارے میں کہا "اگر خدا آپ کو شادی کے بندھن میں بندھنے کے لئے بُلاتا ہے، تو آپ شادی کی راحتوں اور فوائد کے ساتھ ساتھ اِس رِشتے کی مُشکلات اور چیلنجز / آزمائشوں کو بھی مدِ نظر رکھیں، تاکہ آپ اُس (خدا) کی برکات کی اُمید میں خوشی سے اُس کی خدمت کر سکیں۔ خدا نے اِس رِشتے کو باہمی مدد اور تعاون کے لئے ہی مُقرر کیا ہے اور اِس کا اِستعمال بھی ایسا ہی ہونا چاہیے "۔[98]

چہارم: اِزدواجی زِندگی میں ایک شادی شُدہ جوڑا، مسیح کے ساتھ اپنے تعلق کو فروغ دینے کے اِستحقاق سے لطف اندوز ہو سکتا ہے، جو کہ اُن دونوں کا آسمانی شوہر ہے (یرمیاہ ۳:۱۴؛ اِفسیوں ۵:۳۱-۳۲)۔ شادی کا سب سے بڑا فائدہ مسیحی زِندگی میں باہمی مدد فراہم کرنا ہے۔ جیسا کہ سوِنک‌ؔ نے کہا "خدا نے شادی کو اِس لئے مُقرر نہیں کیا کہ یہ آپ کی زِندگی میں رکاوٹ بنے بلکہ اِس لئے کہ یہ آپ کی مسیحی زِندگی میں مددگار ثابت ہو۔ اچھی صحبت خدا کے حکموں پر خوشی سے عمل کرنے میں ہماری مدد کرتی ہے "[99]۔ شادی

---

97 . Reyner, 38–48.

98 . Baxter, 46.
99 . Swinnock, 1:465.

بیویوں کی راہ نمائی کرتی ہے کہ وہ رُوحانی محبت، مہربانی، نرمی، راحت، مدد اور دیکھ بھال کے لئے مسیح کو پیشِ نظر رکھیں جو اُنہیں اپنے شوہروں کو دِکھانی چاہیے۔ بحیثیتِ مسیحی، شادی ہمیں اپنے دِلوں کو مکمل طور پر مسیح کے لئے وقف کرنے کا درس دیتی ہے، تاکہ ہم صرف اُسی کو قبول کریں، اپنی خواہشات اور مرضی کو اُسی کے تابع کریں، خود کو مکمل طور پر اُس کے اِختیار کے حوالے کر دیں، اپنے دِلوں کو اُس کے سامنے کھولیں، اُسی کی محبت میں گرفتار ہوں اور اُس کی عدم دستیابی کے لئے غمگین ہوں اور اُس کی پیروی میں اپنی سب قیمتی چیزوں کو ترک کریں اور بس اُسی سے چمٹے رہیں۔ اِس سے مُرادِ اِزدِواجی زِندگی کو رُوحانی بنانا ہے اور اِسے ایک اعلیٰ، مُقدس اور آسمانی مقصد کے لئے اِستعمال کرنا ہے، جس سے ہم اَبدی فوائد حاصل کریں گے۔[100]

اِزدواجی زِندگی کے فوائد کی دُوسری قسم خاندانی ہے۔ اِیمان دار شوہر اور بیویاں ایسے خاندان کی تعمیر کرتے ہیں جو کئی نسلوں پر مُحیط ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ راخل اور لیاہ کو اِسرائیل کے گھرانے کی تعمیر کے لئے اِستعمال کیا گیا تھا (رُوت ۴:۱۱)، لہٰذا، مردوں اور عورتوں کے لئے باپ اور ماں بننے کا جائز ذریعہ شادی ہے، تاکہ وہ بیٹوں اور بیٹیوں کی پرورش کر سکیں جو کہ اُن کے بعد اُن کے نمائندے کے طور پر اُن کی میراث کو جاری رکھیں گے۔[101] شادی کے بغیر خاندان کا نام زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا (قُضاۃ ۱۱: ۳۴، ۳۸)؛ لیکن خاندان کا نام طویل عرصے تک یاد رکھا جا سکتا ہے اگر بچے اپنے آباؤاَجداد کی اَقدار کی عکاسی کریں اور اُس خدا کی خدمت جاری رکھیں جس پر وہ یقین رکھتے تھے (۲۔ تیمتھیس ۱:۵؛ ۳:۱۴-۱۵؛ رُوت ۴:۱۲)۔

اِن فوائد کی تیسری قسم سیاسی ہے۔ رینرؔ نے کہا کہ "شادی، شہروں، مُلکوں، قوموں، قوانین اور سِول حکومتوں، دولتِ مُشترکہ اور سلطنتوں کی بنیاد رکھتی ہے"۔[102] پس، شادی وہ بنیادی اکائی ہے جس پر ہر

---

[100]. Reyner, 44.
[101]. Gouge, 153.
[102]. Reyner, 45.

سیاسی ڈھانچہ تعمیر کیا جاتا ہے۔شادی، اپنی اولاد کے ذرِیعے سے اِن سماجی اور سیاسی ڈھانچوں کو بنانے اور چلانے کے لئے درکار اَفراد فراہم کرتی ہے۔

چوتھی قسم کلیسیائی ہے۔اِزدواجی زندگی زمین پر مسیح یسوع کی کلیسیا کو بڑھاتی ہے اور آسمان پر بھی مسیح یسوع کی کلیسیا کے لئے اِیمان دار مہیا کرتی ہے۔

رینرؔ کے مطابق، پانچویں قسم آفاقی ہے۔اِزدِواجی زندگی نسلِ اِنسانی کو محفوظ رکھتی اور آگے بڑھاتی ہے۔گناہ میں گرنے سے پہلے، ہمارے پہلے والدین کی اِزدِواجی زندگی کا ایک مقصد یہ تھا(پیدایش ۱:۲۸) اور اُن کے گناہ میں گرنے کے بعد بھی اِزدِواجی زندگی کا یہ مقصد خدا کے فضل میں شامل تھا (پیدایش ۳:۱۵؛ ۴:۱)۔یہ فرض کرتے ہوئے کہ بنی نوع اِنسان نے خدا کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی اور اِزدِواجی زندگی کے وسیلے سے ہی اولاد پیدا کی، رینرؔ نے کہا "اگر اِزدِواجی زندگی نہ ہوتی تو دُنیا ختم ہو جاتی "[103]۔

خدا کی تعظیم کرنے والی اِزدِواجی زندگی کے متعدد فوائد پر غور کرتے ہوئے، رینرؔ نے اُن کے جواب میں تین طرح کا ردِعمل تجویز کیا ہے۔اوّل: ہمیں خدا کا شُکر ادا کرنا چاہیے کہ اُس نے ہمیں اِزدِواجی زِندگی جیسا مُفید رِشتہ مہیا کیا ہے۔رینرؔ نے کہا "یہ بہت سے فوائد کا مجموعہ "۔"یہ کتنے ہی اِنفرادی اور اِجتماعی فوائد کا مجموعہ ہے؟ "[104]۔ہمیں اُس تمام مدد اور تسلی کے لئے بھی خدا کے شُکر گزار ہونا چاہیے جو وہ ہمیں ہمارے شریکِ حیات کے ذریعے سے مہیا کرتا ہے۔پس، شوہروں کو چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں کے لئے خدا کا شُکر ادا کریں اور بیویوں کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہروں کے لئے خدا کی شُکر گزاری کریں، کیوں کہ ایک دِین دار شریکِ حیات زِندگی کی مُشکلات میں سب سے زیادہ مدد فراہم کرتا ہے۔جیسا کہ گاوجؔ نے کہا کہ "مرد کو کسی بھی دُوسری مخلوق سے ایسی مدد نہیں مل سکتی جیسی کہ اُس کی بیوی سے اور نہ ہی بیوی کو اپنے شوہر کی بجائے کہیں اَور سے ایسی مدد مل سکتی ہے"۔[105]

---

103 . Reyner, 46.
104 . Reyner, 46.
105 . Gouge, 153.

دوم: ریئر نے کہا، اِس سے ہمیں اپنی اِزدِواجی زِندگیوں کو بہتر بنانا سیکھنا چاہیے تا کہ ہم اُن تمام فوائد سے لُطف اندوز ہو سکیں جن کے لئے خدا نے اُنہیں مُقرر کیا ہے۔ ہمیں اپنی اِزدواجی زِندگیوں کے وسیلے سے خدا کے نام کو جلال دینے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ ہم اُس راحت سے لُطف اندوز ہو سکیں جس کا اُس نے وعدہ کیا ہے۔ ہمیں اپنی رُوحانی اور جسمانی ترقی کے لئے اپنی اِزدِواجی زِندگیوں کو بہتر بنانا چاہیے تا کہ یہ چیز ہماری زمینی زِندگی کے دوران مُعاوِن ثابت ہو اور ہمیں آسمانی زِندگی کے لئے تیار کرے۔ ہمیں اپنی اِزدِواجی زِندگیوں کے وسیلہ سے خدا پرست خاندان بنانے کی کوشش کرنی چاہیے، جس کے ارکان خدا شناس ہوں، اپنی زِندگیوں میں خدا کا خوف مانتے ہوں اور خدا کی خدمت کریں۔ ہمیں اپنی اِزدِواجی زِندگیوں کے وسیلے سے ایسی اولاد پیدا کرنی چاہیے جو کہ خدا کے نام کو جلال دینے کے لئے کلیسیا اور معاشرے کی خدمت کرے۔

سوم: ریئر نے کہا، کہ اُن لوگوں کی برکات جو اپنی اِزدِواجی زِندگی سے خدا کی تعظیم کرتے ہیں، اُن لوگوں کو ملامت کرتی ہیں جو اپنی اِزدِواجی زِندگی کا آغاز خدا کی تعظیم کرنے کے اِرادے سے نہیں کرتے۔ ایسے شادی شُدہ جوڑے، اِزدِواجی زِندگی کی برکات سے لُطف اندوز نہیں ہوتے۔ اِس کے بجائے، جب لوگ خود غرضی کی وجوہات کی بناء پر شادی کرتے ہیں تو اُن کے گھر اکثر تنازعات کی آماجگاہ بن جاتے ہیں اور یہ اکثر طلاق کا باعث بنتے ہیں۔ جب وہ ہوّس کی خاطر شادی کرتے ہیں تو وہ اپنے شریکِ حیات سے مطمئن نہیں ہوتے اور مسلسل غیر اَخلاقی جنسی تعلقات کی خواہش کرتے ہیں (۲۔پطرس ۲:۱۴ آیت) اور وہ تیزی سے دُوسروں کی جانب راغب ہو جاتے ہیں۔ جب وہ خدا کی عظمت کو پیشِ نظر رکھے بغیر شادی کرتے ہیں تو وہ خدا کی طرف سے کسی مدد کی توقع نہیں کرتے بلکہ اُسے رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ وہ خدا کی خاطر ایک دِین دار نسل کی پرورِش کرنے کو نظر اَنداز کرتے ہیں اور اِس طرح سے اگر اپنے سے بُرے نہیں تو کم از کم اپنے جیسے بے دین بچے پیدا کرتے ہیں۔ وہ اِس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ آیا کہ اُن کے بچے خدا کی تعظیم کرتے ہیں یا نہیں، اور اُن کے خاندان اکثر بچوں کی خواہشات پر بنتے ہیں۔ لہٰذا، اُن کے بچے معاشرے کے لئے مُعاوِن ثابت نہیں ہوتے، بلکہ جو کچھ اُن کے والدین نے اُن کو دیا ہوتا ہے اُس کو ضائع کرنے والے بنتے ہیں۔ جب وہ ایک دُوسرے سے محبت کرنے اور ایک دُوسرے کی خدمت کرنے کے جذبے کے بغیر

شادی کرتے ہیں، تو وہ اکثر ایک دُوسرے کے پہلو میں کانٹے ثابت ہوتے ہیں اور ایک دُوسرے کو غصہ دِلاتے ہیں۔ وہ اُس خدا کے بارے میں سوچے بغیر جس نے اِزدِواجی زِندگی کو تخلیق کیا ہے، شادی کرتے ہیں۔ لٰہذا، وہ اِس بارے میں کچھ نہیں جانتے کہ شادی کس طرح سے کھوئی ہوئی دُنیا پر خدا کی محبت کو آشکار کرتی ہے۔[۱۰۶] کیا ہماری اِزدِواجی زِندگی میں خدا کی تعظیم کرنے اور اپنی زِندگی کے اَیّام میں خدا کے نام کو جلال دینے سے زیادہ اہم کوئی چیز ہو سکتی ہے؟

تھامس گیٹکر (Thomas Gataker) نے بھی اِزدِواجی زِندگی کی برکات کے بارے میں بات کی ہے۔ اُس کا پیغام "ایک باکردار بیوی" اَمثال ۱۸: ۲۲ پر مبنی ہے: "جس کو بیوی ملی اُس نے تحفہ پایا اور اُس پر خداوند کا فضل ہوا"۔ اِس پیغام میں گیٹکر (Gataker) نے ایک دِین دار بیوی کے وسیلے سے ملنے والی چھے برکات کی وضاحت کی ہے۔ اِن برکات کا خُلاصہ بیان کرتے ہوئے گیٹکر نے لکھا کہ ایک اچھی بیوی" دولت میں بہترین ساتھی، کام میں سب سے موزُوں اور تیار مُعاوِن، مصیبت اور دُکھ میں سب سے بڑی راحت، نسل کو آگے بڑھانے کا جائز، اِطمینان بخش اور واحد ذریعہ اور ہوّس کے خلاف خدا کی طرف سے مُقرر کردہ معتبر حل، اور بھاری فضل اور عزت جو اُس شخص کو مِل سکتی ہے جس کے پاس بیوی ہے"۔[۱۰۷] سیکرؔ نے اِسے اَور زیادہ آسان اَلفاظ میں بیان کیا جب اُس نے لکھا "اچھے نوکر ایک بہت بڑی برکت ہیں، اچھی اولاد اُس سے بھی بڑی برکت ہے، لیکن ایک اچھی بیوی سب سے بڑی برکت ہے"۔[۱۰۸]

گیٹکر (Gataker) نے بھی رینر (Reyner) کی طرح شریکِ حیات کی برکات سے آغاز کیا۔ اِزدِواجی زِندگی کی یہ برکت راسخ العقیدہ لوگوں کے تجویز کردہ مقاصد اور فوائد میں سرفہرست ہے۔ جب کہ اُنہوں نے اُن لوگوں کے کنوارے پن کی مذمت نہیں کی جو اُس کے لئے بُلائے گئے تھے، پیوریٹنز (Puritans) اِس بات پر قائل تھے کہ اِنسان معاشرے کے لئے بنایا گیا ہے اور تنہائی "غیر آرام دہ اور تکلیف دہ" ہوتی ہے (پیدایش ۲: ۱۸؛ واعِظ ۴: ۹-۱۱)۔ وہ اِس بات پر یقین رکھتے تھے کہ اِنسان اُن لوگوں

---

[106] . Reyner, 47–48.

[107] . Gataker, 166.

[108] . Secker, 269.

کے ساتھ رفاقت رکھنے کا خواہش مند ہوتا ہے جن کے ساتھ وہ اپنے خیالات اور اپنے تجربات کو بانٹ سکے اور یہ رفاقت جتنی زیادہ ہم خیال ہو گی اُس سے حاصل ہونے والا فائدہ اور خوشی اُتنی ہی زیادہ ہو گی اور اِنسان اُسے حاصل کرنے کی اُتنی ہی زیادہ خواہش کرے گا۔

اِس لئے ایک بیوی اِنسان کی سب سے اچھی ساتھی اور دوست ہوتی ہے۔ گیٹکر نے کہا کہ "آدم درحقیقت باغِ عدن میں خوش تھا لیکن وہ اُس وقت تک پوری طرح سے خوش نہیں تھا جب تک کہ خدا نے اُسے ایک بیوی فراہم نہیں کی تھی اور جب تک وہ اُس عورت کی رفاقت میں ایک سب سے قریبی دوست اور ساتھی کی حیثیت سے شامل نہیں ہوا تھا"۔ گیٹکر نے کہا "مرد اور عورت کی رفاقت سے زیادہ قریب، زیادہ مکمل، زیادہ ضرورت مند، زیادہ مہربان، زیادہ لذت بخش، زیادہ آرام دہ اور زیادہ مستقل کوئی رفاقت نہیں ہے"۔[109] وہ اِس بات پر قائل تھا کہ ایک گھر اُس وقت تک اُدھورا اور جزوی طور پر ہی خوش ہو سکتا ہے جب تک کہ اُسے ایک بیوی کے ساتھ مکمل نہ کیا جائے۔[110]

دوم: ایک دِین دار بیوی مُعاوِنت فراہم کرتی ہے۔ آدم کو حوّا نہ صرف ایک ساتھی کے طور پر بلکہ ایک مُعاوِن کے طور پر بھی فراہم کی گئی تھی۔ چونکہ، آدم کو اپنے اَعمال کے ذرِیعے سے خدا کے نام کو جلال دینے کے لئے تخلیق کیا گیا تھا، اِس لئے اُسے مُعاوِنت کی ضرورت تھی (پیدایش ۲:۱۸)۔ اِس لئے خدا نے اُسے ایک مددگار فراہم کیا۔ اگر اِنسان کو گناہ میں گرنے سے پہلے اِس مدد کی ضرورت تھی جب کام اُس کے لئے کوئی بوجھ اور تکلیف دہ نہیں تھا، تو اب جبکہ ہمارا کام تھکا دینے والا، ہمارا گناہ بھاری اور ہماری تکالیف زیادہ ہیں، ہمیں ایک دُوسرے کی مدد کی کتنی ضرورت ہو گی؟

اِس لئے سلیمان نے کہا کہ ایک سے دو بہتر ہیں (واعظ ۴:۹)۔ اگر ایک گرے گا تو دُوسرا اُس کو اُٹھالے گا۔ اگر ایک ہمت ہارتا ہے تو دُوسرا اُسے تسلی دے سکتا ہے۔ اگر ایک کمزور ہے تو دُوسرا اُسے تقوِیّت پہنچا سکتا ہے۔ اگر کوئی کام ایک شخص کے لئے زیادہ ہو تو وہ دو کے ذرِیعے سے باآسانی اَنجام دیا جا سکتا ہے۔

---

[109]. Gataker, 161.
[110]. Gataker, 161.

آدمی کے تمام کاموں اور آزمائشوں میں اُس کی مدد کرنے کے لئے اُس بیوی سے بہتر کون ہے جسے خدا نے اُس کے مددگار کے طور پر تخلیق کیا ہے؟ ایک بیوی اِنسان اور اُس کی ضروریات کے لئے اِس قدر موزُوں ہوتی ہے جیسا کہ وہ اُس کی اپنی ہی ذات کا ایک حصہ ہو (پیدایش ۲:۲۴)۔ ایک اِزدِواجی زندگی میں دیکھنے کے لئے چار آنکھیں، کام کرنے کے لئے چار ہاتھ اور چلنے کے لئے چار پاؤں ہوتے ہیں۔[111] جب اِتنی آنکھیں تلاش کر رہی ہوں تو کسی کام کو کرنے کی حکمت کے کون سے طریقے دریافت نہیں کیے جا سکتے؟ کون سے کام کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچایا جا سکتا جب اُس کام کو بہت سے ہاتھ مِل کر کریں؟ جب بہت سے پاؤں مِل کر چل رہے ہوں تو راست بازی کی کون سی راہوں کو عبور نہیں کیا جا سکتا اور شرارت کی کون سی راہوں سے بچا نہیں جا سکتا؟ مزید بر آں، اگر ایک جوڑے کو آرام کی ضرورت ہے تو دُوسرا نگرانی کر سکتا ہے، اگر ایک جوڑا ناکام ہوتا ہے تو دُوسرا نقصان کو پُورا کر سکتا ہے اور دونوں کو بچا سکتا ہے۔

اِس طرح کا فائدہ کسی بھائی یا دوست میں نہیں پایا جا سکتا، بلکہ یہ شریک حیات کے لئے مخصوص ہے کیوں کہ شادی دونوں کو ایک تن بناتی ہے (پیدایش ۲:۲۴)۔ ایک دوست ہر ضرورت کے وقت دستیاب نہیں ہو سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ ایک دوست دُور رہتا ہو اور وہ جلد نہ پہنچ سکتا ہو۔ ایک دوست خود بھی ضرورت مند ہو سکتا ہے اور اِس طرح سے وہ دُوسرے دوست کی مدد کرنے سے قاصر ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ دوست، کسی اَور کی طرف راغب ہو جائے اور اِس طرح سے آپ کے لئے اُس کی محبت مدھم پڑ جائے۔ لیکن ایک شریکِ حیات ہمیشہ آپ کی مدد کے لئے موجود ہوتا ہے، ہمیشہ آپ کی مدد کے لئے تیار ہوتا ہے اور ہمیشہ مدد کرنے کے قابل ہوتا ہے، کیوں کہ وہ آپ کے قریب ہوتا ہے اور آپ کی گہری فکر کرتا ہے اور آپ کی ضروریات پر توجہ دیتا ہے۔ مزید بر آں، ایک شریکِ حیات کی کتنی ایسی ضروریات ہوتی ہے جن کے لئے نرمی، قُربت اور غیر مشروط محبت درکار ہوتی ہے جو صرف ایک شریکِ حیات ہی فراہم کر سکتا ہے؟ ایک دوست یا بھائی چاہے کتنا ہی قریب ہو، لیکن وہ کبھی بھی اُتنا قریب نہیں ہو سکتا جتنا ایک بیوی اپنے شوہر کے اور ایک شوہر اپنی بیوی کے قریب ہوتا ہے۔

---

[111] . Gataker, 162.

سوم: ایک دِین دار بیوی باعث تسکین ہوتی ہے۔یقین جانیے، ایک دوست ہمیشہ ایک نعمت ثابت ہوتا ہے، لیکن جب آپ آزمایش یا گہرے دُکھ میں سے گزر رہے ہوں تو کس قسم کا تعاوُن اَور بھی زیادہ ضروری ہوتا ہے؟ خطرے اور پریشانی میں کسی اجنبی کی موجودگی صرف حوصلہ شکنی اور مایوسی کا باعث بنتی ہے، لیکن دوست کا نظارہ حوصلہ بلند کرے گا، ہمت پیدا کرے گا اور اُمید کو پھر سے جگائے گا۔ یہ دوست آپ کے بوجھ کو کم کر سکتا ہے یا بوجھ کو مکمل طور پر ختم بھی کر سکتا ہے۔ اگر وہ صرف اِتنا کر سکتا ہے کہ راکھ کے ڈھیر پر بیٹھ کر اپنے آنسوؤں کو ہمارے آنسوؤں کے ساتھ ملا دے، تو یہ کوئی کم راحت نہیں ہو گی۔

لیکن تکلیف اور مصیبت کے وقت شوہر کو راحت پہنچانے اور تسلی دینے کے لئے اُس کی دِین دار بیوی سے بہتر کون ہے؟ وہ اپنے شوہر کو اُس کی بیماری میں تسلی دے سکتی ہے اور اُس کی کمزوری میں اُس کا ساتھ دے سکتی ہے۔ وہ بڑی خوشی سے اپنی گردن اُس جوئے میں جوتنے کے لئے حوالے کر دے گی، جسے وہ کھینچتا ہے اور اپنے کندھے اُس بوجھ کو اُٹھانے کے لئے پیش کر دے گی جو وہ اُٹھائے ہوئے ہے۔ اپنے بارے میں سوچے بغیر وہ اپنے شوہر کو تسلی دینے اور راحت پہنچانے کے لئے جو کچھ کر سکتی ہے، وہ کرے گی ۔ جیسا کہ گیٹکر نے کہا کہ "جہاں دُکھ نہ ہو وہاں رحم کی ضرورت نہیں اور نہ ہی وہاں پر سکون کی ضرورت ہے جہاں پر تکلیف نہیں ہے۔ اور حتیٰ کہ فردوس میں، جو کہ ہر طرح کی خوشی اور راحت کی جگہ تھی، وہاں پر بھی مدد اور رفاقت کی ضرورت تھی، خاص طور پر (بیوی) کی رفاقت کی اور اِس دُنیا میں، جو کہ آنسوؤں کی وادی ہے، اور جہاں پر مصیبتیں عام ہیں، رفاقت اور مدد کی کتنی زیادہ ضرورت ہو گی؟ اور جہاں اِنسان کو جتنی زیادہ مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑے، اُسے آرام اور مدد کی اُتنی ہی زیادہ ضرورت ہوتی ہے "۔[112]

چہارم: گیٹکر نے کہا کہ ایک دِین دار بیوی اپنے ساتھ اولاد جیسی برکت بھی لاتی ہے۔ پیدایش ۱:۲۸، بیان کرتی ہے: "خدا نے اُن کو برکت دی اور کہا کہ پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمُور و محکُوم کرو "۔ یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت شادی شُدہ جوڑوں پر اُس (خدا) کی طرف سے ایک

---

112 . Gataker, 163, quoting Bernard

خاص نعمت ہے۔ اور یہ ایک کتنی بڑی برکت ہے! تخلیق کے عمل میں آدم کو فوقیت حاصل تھی، کیوں کہ اُسے پہلے تخلیق کیا گیا تھا (پیدایش ۲:۷)۔ لیکن یہ بھی ایک بہت بڑا اعزاز تھا کہ خدا نے آدم اور اُس کی بیوی کو زمین کو معمُور و محکوم کرنے کے لئے اولاد پیدا کرنے کی خاص صلاحیت کے ساتھ تخلیق کیا۔ وہ جس نے نیست سے ہست کو تخلیق کیا، وہ بڑی آسانی نے اِس عمل کو جاری رکھ سکتا تھا، لیکن اُس نے اِس مقصد کے لئے آدم اور حوّا کا اِنتخاب اپنے چُنے ہوئے وسیلوں کے طور پر کیا۔

اِنسانی گراوٹ کے بعد، جب بنی نوع انسان فانی اور گناہ آلود بن گئے، خدا اِنسان کو دیئے گئے اِس اِستحقاق کو ختم کر سکتا تھا، لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ وہ ہر آنے والی نسل کی اَفزایش کے لئے مرد و عورت کا اِستعمال کرتا رہا (پیدایش ۵:۱-۳)۔ موت کے مقابلہ میں (پیدایش ۵:۴-۳۱)، یہ نعمت ایک بہت بڑا سکُون ہے کیوں کہ یہ ہمیں ایک قسم کی لافانیت عطا کرتی ہے، جیسا کہ ہمارے نام اور ہماری جائیدادیں، ہماری نسلوں کے ذرِیعے سے چلائی جا سکتی ہیں۔ ایک اِنسان اپنے بڑھاپے میں اِس بات سے تسلی پاتا ہے کہ اگرچہ وہ اُسی راستے سے جانے والا ہے جو سارے جہان کا ہے (۱۔ سلاطین ۲:۲)، لیکن اُس کی جگہ لینے کے لئے اُس کا وارث موجود ہے (پیدایش ۱۵:۲)۔ ایک مرتے ہوئے شخص کے لئے اپنے پیچھے اولاد چھوڑ جانا کوئی چھوٹی نعمت نہیں ہے۔ اگر بچے اِتنی بڑی برکت ہیں، تو اِزدِواجی زِندگی کتنی بڑی برکت ہو گی جس کے وسیلے سے اولاد پیدا ہوتی ہے؟ اِزدِواجی زندگی وہ جڑ ہے جس سے اولاد جیسا پھل پیدا ہوتا ہے۔ اِس طرح سے پھر بیوی کتنی بڑی برکت ہو گی؟ جیسا کہ گیٹکر نے لکھا: "ایک عورت کے بغیر کوئی بھی اولاد پیدا نہیں ہو سکتی، اور ایک بیوی کے بغیر جائز اولاد پیدا نہیں ہو سکتی، اور ایک اچھی بیوی کے بغیر خوش دِلی سے اولاد پیدا نہیں ہو سکتی"[۱۱۳]۔

پنجم: ایک دِین دار بیوی شہوت پرستی سے بچنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔ گناہ میں گرنے سے پہلے جب اِنسان پاک حالت میں تھا تو اُسے ایسے علاج کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن اب جبکہ اِنسان گناہ میں گر چکا ہے تو اِزدِواجی زِندگی حرام کاری سے بچنے میں مدد فراہم کرتی ہے (۱۔ کرنتھیوں ۷:۲)۔ اِزدِواجی زِندگی ایک

---

[113] . Gataker, 164.

جائز وسیلے فراہم کرتی ہے جہاں اِنسان، خدا کی طرف سے مُقرر کردہ (عبرانیوں ۴:۱۳)، جائز طریقے سے اپنی بیوی سے لُطف اندوز ہو سکتا ہے اور اُس کی محبت سے سرشار ہو سکتا ہے (اَمثال ۵:۱۹)۔ خدا کے فضل سے اِزدِواجی جنسی تعلقات، ایک مرد کو اپنی جنسی خواہشات، اپنی بیوی پر مرکُوز رکھنے اور اپنی سوچ اور اَعمال میں اجنبی عورت سے بچنے میں مدد فراہم کرتے ہیں (اَمثال ۵:۸، ۱۵، ۲۰)۔

آخر میں، ایک دِین دار بیوی اپنے شوہر کے لئے برکت اور عزت کا باعث بنتی ہے۔ اُن تمام چیزوں میں سے جو اِنسان کے لئے باعث عزت ہو سکتی ہیں، خواہ دولت ہو یا اِنعام یا شہرت، ایک دِین دار بیوی اُن سب سے بڑھ کر ہے، کیوں کہ وہ اپنے شوہر کے سر پر تاج کی مانند ہے (اَمثال ۱۰:۳۱-۱۲، ۲۸)، جیسا کہ وہ اُس کے سر پر ہے۔ وہ ایک دُوسرے کے زیور ہیں، اُن میں سے ہر ایک یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ کتنا قیمتی اور بابرکت ہے، اور وہ ایک دُوسرے کی زِندگیوں میں خوشی اور مُسرت لاتے ہیں۔ اگر ایک بیوی اپنے ساتھ اِتنی ساری برکات لاتی ہے، تو پھر اِزدِواجی زِندگی کیسی عظیم ہوگی۔ وہ ایک ایسی بڑی مدد ہے کہ سیکر نے درج ذیل مشورہ دیا "جس شخص کی بیوی نہ ہو اُسے چاہیے کہ وہ اُسے تلاش کر، جس آدمی نے اپنی بیوی کو کھو دیا ہو اُسے اُس کی کمی محسوس کرنی چاہیے اور جس شخص کے پاس بیوی ہو اُسے چاہیے کہ اُس میں مسرُور رہے "[۱۱۴]۔

ریز کی طرح، گیٹکر نے بھی خدا کے فضل کی شکر گذاری کے کئی طریقے تجویز کیے ہیں۔ اوّل: یہ برکتیں ہمیں متنبہ کرتی ہیں کہ گناہ کتنا طاقتور ہے، کیوں کہ یہ برکتوں سے بھری ہوئی چیز کو مصیبتوں سے بھری ہوئی چیز میں بدل سکتا ہے۔ کتنے لوگوں نے اپنی شادی ہونے تک حقیقی دُکھ کا تجربہ نہیں کیا تھا؟ کتنے لوگوں نے شوہر یا بیوی کو زِندگی کا سب سے بڑا بُوجھ پایا ہے؟ کتنے ہی لوگ شادی کے بندھن میں بندھ کر زندگی بھر کے لئے پچھتائے؟ اگر ہم اِزدِواجی زندگی سے حاصل ہونے والی برکات کی اُمید رکھتے ہیں تو ہمیں اِس بات کا یقین ہونا چاہیے کہ ہم خدا کے حکم کے مطابق اِزدِواجی زِندگی کا آغاز کریں اور اُس کو برقرار رکھیں گے اور گناہ کو اپنی اِزدِواجی زندگی کو برباد نہیں کرنے دیں گے۔ ہم کسی بھی دُکھ، مصیبت یا پریشانی کو

---

114 . Secker, 269.

اِزدواجی زِندگی سے منسوب نہیں کرسکتے، بلکہ یہ ہمارے اپنے گناہوں کی وجہ سے ہیں، کیوں کہ شادی کرنا عزت کی بات ہے (عبرانیوں ۱۳:۴)۔

دوم: اگر ہم نے اپنی اِزدِواجی زِندگی کے لئے اپنے ساتھی کا اِنتخاب کرنے میں خداوند کی تعظیم کی ہے تو ہمیں اپنی اِزدِواجی زِندگی کی برکات پر توجہ مرکوز کرنی چاہیے۔ اَفسوس کی بات یہ ہے کہ بہت سے جوڑے اپنی شادیاں صرف فکروں، نہ ختم ہونے والی پریشانیوں اور اُلجھا دینے والی مایوسیوں کی توقع سے شروع کرتے ہیں، گویا کہ اِزدِواجی زِندگی صرف پریشانیاں اور مُشکلات ہی لاسکتی ہے۔[115] اگرچہ اِزدِواجی زِندگی کی اپنی پریشانیاں اور مُشکلات ہیں، لیکن یہ اپنے ساتھ خوشی، برکت اور مُسرت بھی لاتی ہے۔ یہ خدا کا حکم ہے اور اِس اِزدِواجی زِندگی میں ہم جب تک اُس سے مانگتے ہیں، ہم اُن تمام نعمتوں کی توقع کرسکتے ہیں جن کا اُس نے وعدہ کیا ہے۔

سوم: اگر ایک بیوی اپنے شوہر کے لئے اِس قدر مددگار ثابت ہوسکتی ہے، تو بیویوں کو اِس طرح بننے کی پُوری کوشش کرنی چاہیے۔ وہ اپنے شوہروں کے ساتھ جتنا اچھا برتاؤ کریں گی، اُنہیں اُن کی اِزدِواجی زِندگی میں اُتنی ہی زیادہ مُسرت حاصل ہوگی اور اِس سے اُنہیں اُتنا ہی زیادہ سکُون ملے گا۔

آخر میں، شوہروں کو ایک پرہیزگار بیوی کے لائق زِندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اُن کی حوصلہ اَفزائی بھی کرنی چاہیے تاکہ وہ اُن کے لئے آرام، محبت، تحفظ اور ضروریات فراہم کرنے کا ذریعہ بن سکیں۔ شوہروں کو چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں کو ویسے ہی اچھی چیزیں مہیا کریں جیسے اُن کی بیویاں اُنہیں پیش کرتی ہیں۔ کیوں کہ جس چیز کا تقاضا خدا بیوی سے کرتا ہے وہی وہ شوہر سے بھی کرتا ہے۔

شادی ایک ایسا خاص رِشتہ ہے جو اِس زِندگی کے لئے بہت سی برکات اور راحتیں لاتا ہے۔ لیکن یہ برکات ہر شادی شُدہ شخص کے لئے یقینی نہیں ہیں، اِس سے مُراد یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص شادی شُدہ ہے تو وہ خُود بخود اِن برکات کو حاصل کرلے گا۔ بلکہ، اِزدِواجی زِندگی، خدا کی طرف سے قائم کردہ رِشتہ ہے اور اِس کا مقصد خدا کے نام کو جلال دینا ہے، لہٰذا، اِزدِواجی زِندگی کی برکات صرف اُس شادی شُدہ جوڑے

---

[115] . Gataker, 172.

کے لئے ہیں جو بڑی عاجزی کے ساتھ اپنی اِزدواجی زِندگی کے وسیلے سے خدا کے نام کو جلال دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اِزدِواجی زِندگی اپنے حقیقی مقصد کو صرف اُسی صُورت حاصل کر سکتی ہے جب یہ دو ایسے لوگوں کے درمیان ہو جو خدا سے محبت رکھتے ہوں اور اُس کا خوف مانتے ہوں۔"[116]

مطالعاتی سوالات

۱۔ اِزدِواجی زِندگی کے بنیادی مقاصد کون سے ہیں؟ ہر ایک کو کلامِ مقدّس میں سے ثابت کریں۔

۲۔ کن وجوہات کی بناء پر غیر شادی شُدہ رہنا دانش مندی ہو گا؟ غیر شادی شُدہ شخص کو کِن مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے؟

۳۔ ملاکی ۲:۱۵ کو پڑھیں، یہ اولاد پیدا کرنے کے حوالہ سے خدا کے کس مقصد کو ظاہر کرتی ہے ؟اِس آیت کے مُطابق ہماری پرورِش کیسی ہونی چاہیے؟

۴۔ اَمثال ۵ باب ہمیں جنسی تعلقات کے بارے میں کیا سکھاتا ہے؟

۵۔ ولیم گرین ہیل نے حرام کاری کی ہولناکی کو ظاہر کرنے کے لئے کون سے عوامل پیش کیے؟

۶۔ پیوریٹنز (Puritans) کے مُطابق، ایک اچھی اِزدواجی زِندگی کی شخصی برکات کون سی ہیں؟

۷۔ یہ بات کیوں سچ ہے کہ اِزدِواجی زِندگی وہ بنیادی عمارت ہے جس پر ہر سیاسی ڈھانچہ تعمیر ہوتا ہے؟

۸۔ کون کون سے عملی طریقوں سے ایک بیوی ہو سکتی ہے:

- اپنے شوہر کے لئے بابرکت ساتھی؟
- اپنے شوہر کے لئے مددگار؟
- اپنے شوہر کے لئے باعثِ راحت؟

۹۔ ایک شوہر کو خدا کی طرف سے عطا کردہ بیوی جیسے تحفے کو کس طرح سے شکر گزاری کے ساتھ سراہنا چاہیے؟

---

116 . den Ouden, 22.

تیسرا باب

ایک اچھے اِزدِواجی بندھن میں بندھنا

ہم نے دیکھا کہ شادی ایک اِلٰہی حکم ہے جسے خدا نے مختلف طریقوں سے برکت دی ہے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ خدا نے کئی مقاصد کے پیشِ نظر شادی کا حکم دیا اور اِس لئے اِسے مختلف برکات سے نوازنے پر راضی ہے۔ تو پھر کیوں، اِتنی شادیاں نہ تو اِس اعزاز کو ظاہر کرتی ہیں اور نہ ہی اِن برکات سے لُطف اندوز

ہوتی ہیں؟ اِس کی وجہ اکثر اُن لوگوں میں تلاش کی جاسکتی ہے جو اپنی اِزدِواجی زِندگیوں میں خدا کی مرضی کو نظر انداز کرتے ہیں۔ اگر ہم عُجلت میں، بے وقوفی سے اور خداوند کی برکات کو تلاش کئے بغیر شادی کرنے میں جلدی کرتے ہیں تو ہم اِس سے وہ لذت بخش تجربہ حاصل نہیں کرسکتے جس کے لئے اِس رِشتے کو تخلیق کیا گیا تھا۔

شادی کے بندھن میں بندھنا اِس رِشتے کا نقطۂ آغاز اور بنیاد ہے۔ اگر بنیاد ناقص ہو تو گھر مُستحکم نہیں ہوسکتا اور اگر جڑ بوسیدہ ہو تو پھر شاخیں اور پھل بھی بوسیدہ ہی ہوں گے۔ اُس اِعزاز کو حاصل کرنے کے لئے جو خدا نے اِزدِواجی زِندگی کے لئے رکھا ہے اور اُس کی برکات سے لُطف اندوز ہونے کے لئے ہمیں مُناسب تیاری کے ساتھ اِزدِواجی زِندگی میں داخل ہونا چاہیے اور اپنے شریکِ حیات کا اِنتخاب بڑی دانش مندی سے کرنا چاہیے۔

مُناسب تیاری

زیادہ تر ہر شخص تیاری کی اہمیت کو سمجھتا ہے۔ جب ہمارے سامنے کوئی اہم کام ہوتا ہے، جیسے کہ اسکول میں ٹیسٹ، نوکری کے لئے اِنٹرویو، یا پھر کسی سپروائزر / نگران کی طرف سے ملازمت کی جگہ کا دورہ ، تو ہم اُس کی تیاری کے لئے جو کچھ بھی ضروری ہوتا ہے وہ کرتے ہیں تاکہ ہمیں شرمندہ ہونا نہ پڑے۔ لیکن اگر ہم اِسے بغیر تیاری کے کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں تو عام طور پر ایک ناکامی یا شرمندگی ایسی بے حِسی کو دُور کرنے اور ہمیں ایک قیمتی سبق سکھانے کے لئے کافی ہوتی ہے۔

بعض دِیگر عوامل بھی تیاری کو مکمل طور پر ضروری بنا دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر، تیاری کی ضرورت اِس تناسب سے اَور بھی بڑھ جاتی ہے کہ اِس کا نتیجہ ہمارے لئے کتنا اہم ہے۔ کچھ چیزیں جو ہم کرتے ہیں وہ ہمارے دُوسرے اَعمال کے مقابلے میں نسبتاً معمولی ہوتی ہیں جن کا ہم پر اور ہمارے آس پاس کے لوگوں پر اَثر ہوتا ہے۔ اِس کے علاوہ جب ہمیں کوئی محدُود موقع ملتا ہے تو یہ تیاری کو اَور بھی زیادہ اہم بنا دیتا ہے۔ تیاری کی اہمیت اَور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے جب ہم یہ جانتے ہوں کہ ہمارے پاس کسی کام کو کرنے کا صرف ایک ہی موقع ہے۔

سکڈّر نے تیاری کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا: ” ملاح سمندر کی گہرائیوں میں جانے سے پہلے مہارت سیکھتے ہیں، تمام فنکار تخلیق کرنے سے پہلے بنیادی باتوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور عقل مند آدمی عمل کرنے سے پہلے طویل غورو فکر میں رہتے ہیں “۔ یہ ایک معرُوف اُصول ہے کہ ” جس فیصلے کو ہم بعد میں تبدیل نہیں کر سکتے اُس کے لئے طویل غورو فکر ہونا چاہیے اور جہاں پر کسی سابقہ غلطی کو بعد میں دُرست کرنے کے اِمکانات کم ہوں وہاں پر پہلے سے ہی اپنی سوچ کو مُحتاط رکھنا چاہیے، تاکہ غلطی سے بچا جا سکے “ ۔[117]

اِزدِواجی زِندگی کے آغاز کے لئے محتاط منصوبہ بندی اور تیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسی ”گِرہ ہے جسے موت کے علاوہ کوئی بھی اور چیز کھول نہیں سکتی “[118] اِس کا ہماری زِندگی کی خوشی اور غم پر فیصلہ کُن اَثر پڑتا ہے اور یہ ایک ایسا ضابطہ ہے جس پر خدا نے بے شُمار قیمتی نعمتیں عطا کی ہیں۔ مزید بر آں، اِزدِواجی زِندگی مناسب تیاری کا مُطالبہ کرتی ہے۔ وِٹیلی نے کہا: ”اِزدِواجی زِندگی کے لئے تیاری کے بغیر ہم ، بغیر پَروں کے اُڑنے، بغیر ٹانگوں کے چلنے اور بغیر آنکھ کے دیکھنے کی کوشش کر سکتے ہیں“ ۔[119] ایک باعزت اِزدِواجی زِندگی کے بندھن میں بندھنے کا دُرُست طریقہ یہ ہے کہ ”اُس نے یہ فیصلہ سمجھ داری سے کیا ہے کہ نہیں اور یہی چیز اُس کی خوشی یا غم کو بھی مُتاثر کرتی ہے “۔[120]

تو پھر، ایک دِین دار اور خوشگوار اِزدِواجی زِندگی گزارنے کے لئے کس قسم کی تیاری ضروری ہے ؟ تمام عمر ایک خوشگوار اِزدِواجی زِندگی سے لُطف اندوز ہونے کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں۔ اوّل، خدا کے فضل سے آپ کو اپنے لئے خدا کا اِنتخاب کرنا چاہیے، دوم، آپ کو اپنے شریکِ حیات کی تلاش بھی خُدا میں رہتے ہوئے کرنی چاہیے۔

---

117 . Scudder, iii–iv.
118 . Secker, 265.
119 Whately, *A Care-Cloth*, i.
120 . Scudder, xiv.

ا۔ اپنے لئے خدا کا اِنتخاب کریں

اِزدِواجی زِندگی کی برکات کا اِنحصار اِس بات پر ہے کہ اِس کے وسیلے سے خدا کے نام کو جلال دیا جائے۔ اِزدِواجی زِندگی میں داخل ہونے سے پہلے ایک شخص کی بنیادی تشویش یہ ہونی چاہیے کہ وہ اپنے شریکِ حیات کا اِنتخاب کرنے سے پہلے خدا کا اِنتخاب کرے۔ ڈین اوڈن نے کہا: "اِزدِواجی زِندگی کے عہد میں داخل ہونے سے پہلے مسیح کے ساتھ شخصی عہد باندھنا چاہیے "[۱۲۱]۔ مینٹن (Manton) نے کہا "ہمیں مسیح یسوع کے ساتھ رِشتہِ اِزدِواج میں مُنسلک ہونا چاہیے "۔ ایک دُوسرے کے ساتھ عہد باندھنے سے پہلے شادی کا عہد، مسیح اور آپ کے درمیان شروع اور اِختتام پذیر ہونا چاہیے۔[۱۲۲]

اِزدِواجی زِندگی ہم سے جس بات کا تقاضا کرتی ہے وہ ہماری فطری صلاحیتوں اور قوت سے کہیں بالاتر ہے۔ شوہروں اور بیویوں کو ایک دُوسرے کے لئے اپنے فرائض سر اَنجام دینے کے لئے اِلٰہی مدد اور فضل کی ضرورت ہوتی ہے۔ مزید بر آں، اِزدِواجی زِندگی کی ہر ایک برکت اور ہر ایک راحت، خدا کی مدح سرائی اور شُکر گزاری کا تقاضا کرتی ہے۔ لہٰذا، ایک اچھی اِزدِواجی زِندگی کی بنیاد میں پہلا قدم، ہمارے نجات دِہندہ کے طور پر مسیح پر بھروسا کرنا ہے۔ ہنری سکڈر (Henry Scudder) کی کتاب "ایک دِین دار آدمی کا اِنتخاب" کے لئے وقف شُدہ مقالے میں یرمیاہ وائیٹکر (Jeremiah Whittaker) نے لکھا "اِس سے پہلے کہ خدا آپ کے دِل کو کسی بھی اِنتخاب کے بارے میں سوچنے کی طرف مائل کرے، زمین پر شریکِ حیات کے اِنتخاب کے بارے میں سوچنے سے پہلے اپنی زِندگی خدا کے سپُرد کر کے رُوحانی راستے کا اِنتخاب کریں، تا کہ خداوند یسوع آپ کی جوانی کا راہ نما ہو اور اِسی طرح آپ کے بڑھاپے کا خدا "[۱۲۳]۔

آدمی اپنی بیوی کے لئے ایک وفادار شوہر کیسے ہو سکتا ہے اگر وہ مسیح کو کلیسیا کے سربراہ کے طور پر نہیں جانتا؟ (ا۔ کرنتھیوں ۱۲: ۱۲-۱۳، ۲۷؛ اِفسیوں ۵: ۲۵-۲۷)۔ ایک اِنسان اپنے بچوں کے لئے ایک اچھا باپ کیسے ہو سکتا ہے اگر وہ خدا کے باپ ہونے کے عُہدے کو نہیں سمجھتا؟ اِزدِواجی زِندگی میں بطور

---

[121] . den Ouden, 22.
[122] Manton, 2:165
[123] . Scudder, iv.

شوہر اور بطور باپ اپنی وفاداری کی بنیاد رکھنے کے لئے ،ایک آدمی کو شریکِ حیات کی تلاش سے پہلے اپنے آپ کو مسیح کی محبت، دیکھ بھال اور سربراہی کے حوالے کرنا چاہیے۔اِسی طرح سے، ایک عورت اپنے شوہر کی تابع فرمان اور مُعاوِن کیسے ہو سکتی ہے، اگر وہ مسیح کی فرماں برداری اور تعظیم سے ناواقف ہے؟(اِفسیوں ۵:۲۲-۲۳)۔ ایک عورت اپنے بچوں کے لئے ایک وفادار ماں کیسے بن سکتی ہے، اگر وہ اُس محبت، فکر مندی اور پرورِش کو نہیں جانتی جو خدا اپنے بچوں کو مہیا کرتا ہے؟ اِزدِواجی زِندگی میں بطور بیوی اور بطور ماں اپنی وفاداری کی بنیاد رکھنے کے لئے، اُسے ایک شریکِ حیات کی تلاش کرنے سے پہلے اپنے آپ کو مسیح کی محبت، دیکھ بھال اور سربراہی کے حوالے کرنا چاہیے۔

مزید برآں، اگرچہ شادی لاجواب برکتیں اور راحتیں لاتی ہے، لیکن یہ شادی شُدہ جوڑے کے لئے اُن پریشانیوں کا باعث بھی بنتی ہے جن کا سامنا ایک غیر شادی شُدہ آدمی کو نہیں کرنا پڑتا۔ایک شخص اپنی خُودی سے اِنکار کرنے، اور اِزدِواجی زندگی میں مطلوب خدمت کرنے اور قربانی دینے کے لئے کیسے تیار ہو سکتا ہے، جب تک وہ مسیح کے شاگرد کی حیثیت سے پہلے سے ہی اِس رویے کا عادی نہ ہو (مرقس ۸:۳۴)؟ایک شخص اِزدِواجی زندگی میں مطلوب معافی کو کیسے اِستعمال کر سکتا ہے، جب تک کہ وہ خدا کی معافی کا تجربہ نہ کرلے؟(اِفسیوں ۴:۳۲) کوئی شخص اپنے شریکِ حیات اور اپنے والدین سے تحمل، مہربانی اور وفاداری کیسے کر سکتا ہے جب تک کہ وہ اپنے اندر رُوح القُدس نہ رکھتا ہو؟(گلتیوں ۵:۲۲-۲۳)۔ایک شخص اپنی اِزدِواجی زندگی میں عِفت و پاکیزگی کا مُظاہرہ کیسے کر سکتا ہے، جب تک کہ اُس کے دِل کی خواہشات خداوند یسوع مسیح کے لئے گہری محبت اور بادشاہی کے زِیرِ اَثر نہ ہوں؟(ایوب ۳۱:۱-۴)۔ایک مرد یا عورت نجات حاصل کیے بغیر شادی کے لئے کیسے قدم اُٹھا سکتے ہیں، جو کہ اُن دونوں کو اُن کے فرائض کی اَنجام دِہی کے لئے تیار کرتی ہے اور اُنہیں اِزدِواجی زِندگی کی مشکلات کا سامنا کرنے کی طاقت دیتی ہے؟ (فلپیوں ۴:۱۳)۔

لہٰذا، یہ بات ناگزیر ہے کہ ہم ایک زمینی شریکِ حیات کے ساتھ رشتہِ اِزدِواج میں بندھنے سے پہلے مسیح یسوع کے ساتھ اُس کی نجات میں شامل ہوں۔اُس کے ساتھ ہماری گہری محبت اور وابستگی نہ صرف ہمارے شریکِ حیات کی تلاش میں ہماری راہ نمائی کرے گی، بلکہ ہماری اِزدِواجی زِندگی کے لئے جڑ اور بنیاد

کے طور پر کام کرے گی، جس کے نتیجہ میں ہماری زِندگیاں ایسا پھل لاتی ہیں، جس سے خدا کی تعظیم ہوتی ہے ،اِس سے ہمارے شریکِ حیات کو بھی خوشی ملتی ہے ،دُوسروں کے لئے ایک اچھی مثال قائم ہوتی ہے اور خدا کے ساتھ یہ مضبوط تعلق ہماری اِزدِواجی زِندگی میں مشکلات اور آزمائشوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت بھی دیتا ہے۔ گرینہم (Greenham) نے لکھا:"یسوع مسیح میں آپ کے اِیمان کے حوالے سے ،اِس بات کو سمجھیں کہ شادی صرف اُن لوگوں کے لئے مقدّس ہے جن کے دِل یسوع مسیح پر اِیمان لانے کے ذریعے سے پاکیزہ بنائے گئے ہیں"۔ اور اگرچہ ، خدا ہمیشہ اِس اِزدِواجی تعلق کی حمایت کرے گا اور منظوری دے گا، جس کو اُس نے تخلیق کیا ہے، لیکن پھر بھی یہ اُن لوگوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے جو اُس کی برکت کے مُتلاشی نہیں ہوتے۔[۱۲۴]

۲۔ اپنے شریکِ حیات کو خدا کی راہ نُمائی میں تلاش کرنا

ایک دِین دار اِزدِواجی زِندگی کے لئے دُوسری ضروری چیز، خدا کی راہ نُمائی میں اپنے شریکِ حیات کی تلاش ہے۔ جیسا کہ یعقوب ۱:۱۷ آیت بیان کرتی ہے "ہر اچھی بخشش اور ہر کامل اِنعام اُوپر سے ہے اور نُوروں کے باپ کی طرف سے ملتا ہے" اور جیسا کہ اَمثال ۱۹:۱۴ اِس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ "دانش مند بیوی خداوند سے ملتی ہے"۔ لہٰذا، اچھے اور موزُوں شریکِ حیات خداوند کے ہاتھ میں ہیں اور اُنہیں اُسی کی راہ نمائی میں تلاش کرنا چاہیے۔ سکڈر نے کہا" خدا وہ عظیم سرپرست ہے جس کے خاندان میں تمام ہوشیار، عقل مند، نیک اور مذہبی اَفراد ہیں جن کی خواہش کی جا سکتی ہے اور اگر آپ کے پاس اُن میں سے کوئی ایک بھی خُوبی ہے تو آپ کو پہلے خدا کی خوشنُودی حاصل کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے کیوں کہ ایسا کرنے سے آپ کو ایک اچھی بیوی نصیب ہو گی (اَمثال ۱۸:۲۲)۔[۱۲۵]

ہر منزل تک پہنچنے کا ایک راستہ ہوتا ہے جو اُس کی طرف راہ نُمائی کرتا ہے۔ لیکن جیسا کہ اَمثال ۱۴:۱۲ بیان کرتی ہے کہ "اَیسی راہ بھی ہے جو اِنسان کو سیدھی معلوم ہوتی ہے، پر اُس کی اِنتہا میں موت کی راہیں ہیں"۔ بہت سارے راستے ہیں جو اِنسان کے مقصد کو پُورا کر سکتے ہیں، لیکن اُن میں بہت زیادہ پریشانی

---

[124] . Greenham, 281.
[125] . Scudder, 3.

، ندامت اور غیر ضروری مُشقت ہے۔ اِس کے متبادل، ایک ایسا راستہ بھی ہے جو کہ اِنسان کو اُس کی مطلُوبہ منزل تک پہنچنے میں سکُون اور لذت فراہم کرے گا (اَمثال ۱۱:۱۸؛ ۲۱:۲۳)۔[126]

ایک خوشگوار اِزدِواجی زِندگی اور ایک دِین دار بیوی تک پہنچنے کا یقینی راستہ کون سا ہے؟ سکڈر ہمیں یہ نصیحت کرتا ہے کہ "اب اگر شادی کرنا ہے اور شادی کرنے کا آپ کا مقصد ایک ایسی بیوی تلاش کرنا ہے جو کہ ایک اچھی ہم سفر ہو، کوئی ایسی جو آپ کو زِندگی بھر خوشی، سکون اور راحت فراہم کرے اور اگر آپ کا مطمعِ نظر یہی ہے، تو اُس کو تلاش کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ آپ خداوند سے راہ نُمائی حاصل کریں"۔[127] ریئنر نے کہا کہ "اپنی اِزدِواجی زِندگی کا آغاز خدا کے نام سے کرنے میں چند اہم باتیں شامل ہیں: اپنے تعلقات میں، خدا کی راہ نُمائی اور حِکمت کو خلوص کے ساتھ تلاش کرنا، خدا سے یہ مانگنا کہ وہ ہماری صحیح شخص تک راہ نُمائی کرے، ایک موزُوں جوئے کے ساتھی کے لئے راہ نُمائی کی درخواست کرنا، خدا سے دُعا کرنا کہ وہ عورت کو ایک تسلی بخش ساتھی بننے میں اور مرد کو ایک ذِمے دار شخص بننے میں مدد فراہم کرے، ایک دُوسرے کو خدا کی طرف سے عطا کردہ ایک خاص تحفے کے طور پر دیکھنا اور اِس کے لئے خدا کی شُکر گزاری کرنا"[128]۔ ایک اچھا اور موزُوں شریکِ حیات، خدا کی طرف سے آپ کے لئے ایک تحفہ ہوتا ہے اور یہ خدا کا آپ کے لئے اِنتخاب ہوتا ہے، نہ کہ آپ کی اپنی تلاش کا پھل۔

اپنے شریکِ حیات کو خدا کی راہ نُمائی میں تلاش کرنے کے لئے درج ذیل سچائیوں پر غور کریں:

اَوّل: اِس بات کو ذہن میں رکھیں کہ خدا جو تمام دِلوں کو جانچتا ہے (۱۔ تواریخ ۲۸:۹) ایک اچھے اور موزُوں شریکِ حیات کی طرف آپ کی راہ نُمائی کرنے میں قادِر ہے۔ کیوں کہ ہمارے اِنتخاب کی بنیاد ظاہر داری ہوتی ہے جو کہ اکثر ہمارے دِلوں کی دُرُست آئینہ دار نہیں ہوتی (مثال کے طور پر ۱۔ سموئیل ۱۶:۶-۷)، اِس لئے اُس سے مدد لینا ضروری بن جاتا ہے جو دِلوں کو جانتا اور پرکھتا ہے۔ جیسا کہ سکڈر (Scudder) نے کہا "ایک اچھی اور موزُوں بیوی" وہ پھول ہے جو کہ ہر باغ میں نہیں کھِلتا، وہ پودا ہے جو کہ ہر کھیت میں

---

[126] . Scudder, 1–2.
[127] . Scudder, 2.
[128] . Reyner, 7.

نہیں پایا جاتا ہے اور وہ بھی جو کہ ہر گھر میں بھی نہیں پائی جاتی۔ آپ طویل عرصے تک تلاش کرنے کے بعد بھی دھوکہ کھا سکتے ہیں، جب تک کہ خدا آپ کی راہ نُمائی نہ کرے"۔[۱۲۹]

دوم: خدا آپ کو اور آپ کی ضروریات کو بہتر طور پر جانتا ہے۔ ایک اچھا اِزدِواجی تعلق، دو ایسے لوگوں کو ملاتا ہے جو کہ ایک دُوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ اور کس قسم کا اِنسان آپ کی بہتر تکمیل کر سکتا ہے یہ خدا سے بہتر اور کون جانتا ہے؟ ہمیں بڑی عاجزی کے ساتھ، خود کو اُس فہیم اور علیمِ کُل خدا کی حِکمت کے سپُرد کرنا چاہیے (ایوب ۳۶:۵؛ زبور ۱۴۷:۵)۔

سوم: خدا کی راہ نُمائی میں بیوی تلاش کرنا، اُسے حاصل کر لینے کا سب سے آسان طریقہ ہے ۔ کتنی آسانی سے آدم نے حوّا کو حاصل کر لیا۔ نہ صرف یہ کہ آدم اُس وقت سویا ہوا تھا، جب خدا اُسے (حوّا کو) تخلیق کر رہا تھا بلکہ خدا خود اُسے (حوّا کو) آدم کے پاس لایا (پیدایش ۲:۲۱-۲۳)۔ جب ہم خدا کی راہ نُمائی میں بیوی کو تلاش کرتے ہیں تو ہم اپنا معاملہ اُس کے ہاتھوں میں سونپ سکتے اور بڑے اِعتماد، اِطمینان اور صبر کے ساتھ اُس کی راہ نُمائی کا اِنتظار کر سکتے ہیں۔ وہ اُن کو مایوس نہیں کرے گا جو اُس پر تکیہ کرتے ہیں (۳۷:۵-۶؛ زبور ۲۷:۱۴)۔ جو اُس کو تلاش کرتے ہیں وہ اُنہیں بھٹکنے نہیں دے گا، بلکہ وہ اُن کی راہ نُمائی کرے گا اور اُن کی روِشوں کو قائم کرے گا (زبور ۳۷:۲۳-۲۴)۔ دراصل، وہ پہلے ہمارے جوڑے آسمان پر بناتا ہے، اور پھر بغیر کسی ناکامی کے ہمیں ہمارے شریکِ حیات اور ہماری شریکِ حیات کو ہمارے پاس لاتا ہے "زمین پر کوئی بھی شادی تب تک پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتی جب تک پہلے آسمان پر اُس کی منصوبہ سازی نہ کی گئی ہو اور کوئی بھی اِزدِواجی رِشتہ تب تک برکت نہیں پاتا جب تک اُسے خدا کی طرف سے چُنا نہ گیا ہو" گیٹیکر۔[۱۳۰]

چہارم: اِس بات کو ذہن میں رکھیں کہ اِنسان خدا کی طرف سے مہیا کردہ اچھے اور موزُوں شریکِ حیات کی نسبت بہتر شریکِ حیات نہیں حاصل کر سکتا۔ بہت سے لوگ امیر شریکِ حیات، اعلیٰ سماجی حیثیت کی حامل شریکِ حیات، خوبصورت شریکِ حیات اور شائستہ اور مہربان شریک حیات حاصل کر سکتے

---

[129]. Scudder, 2–3.
[130]. Gataker, 137–38.

ہیں، لیکن اُس اچھائی اور رُوحانیت کے بغیر جو خدا ایک شریکِ حیات کو عطا کرتا ہے، دُوسری تمام خُوبیاں جلد ہی ختم یا بیکار ہو جاتی ہیں۔ جب لوگ خدا کو شامل کیے بغیر شریکِ حیات تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تو وُہ اکثر، پریشان، ناخوش، مایوس اور یہاں تک کہ صدمے کا شِکار ہوتے ہیں۔ صرف وہ لوگ جو شریکِ حیات کی تلاش میں خدا کی طرف دیکھتے ہیں "وہ اِس تلاش کے دوران زیادہ خوشی اور سکُون کا تجربہ کرتے ہیں، اور وہ اپنے شریکِ حیات کو حاصل کرنے کے بعد زیادہ مطمئن نظر آتے ہیں، اور زیادہ راحت محسوس کرتے ہیں"۔[۱۳۱]

پنجم: ہر چیز میں خدا کی کامل حُکمرانی کو تسلیم کریں اور اُن تمام معاملات میں جو نہ صرف ہماری خوشی کو مُتاثر کرتے ہیں، اِس بات کو مُتاثر کرتے ہیں کہ ہم خدا کی فرماں برداری کیسے کریں (اِفسیوں ۵:۲۲؛۲۵) بلکہ اِس بات کو بھی کہ ہم اپنے بچوں کی پرورِش کیسے کریں اور اپنے آپ کو اُس کی راہ نُمائی کے سُپرد کیسے کریں (ملاکی ۲:۱۵)۔ سکڈر (Scudder) نے کہا: "اگر ہم اپنے اہم کاموں میں اور بڑے معاملات میں خدا سے راہ نُمائی لئے بغیر اور اُن کاموں کی تکمیل کے لئے خدا سے مدد کی درخواست کیے بغیر، جلدی کرتے ہیں، تو یہ فرماں برداری اور عاجزی کی کمی کو ظاہر کرتا ہے، یہ ایسا ہی ہے، جیسا کہ ہمیں اُس کی ضرورت نہیں اور ہم خود کفیل ہیں اور اپنی مرضی سے آزادانہ طور پر کام کرنے کا اِنتخاب کر سکتے ہیں"۔[۱۳۲]

ششم: تاہم، شادی ہونے کے بعد، ہمارے پاس اپنے فیصلے میں راحت محسوس کرنے کا واحد ذرِیعہ یہ ہے کہ اگر ہم یہ کہہ سکیں کہ ہم نے صاف ضمیر کے ساتھ اپنے شریکِ حیات کو خدا کی راہ نُمائی میں اور اُس کے اِنتظام سے حاصل کیا ہے (اَمثال ۱۶:۹؛ ۳:۵-۶)۔ اگر آپ کی بیوی وہ نیک اور پرہیز گار عورت ثابت ہوئی جس کی آپ کو تلاش تھی تو آپ کو ہر طرف سے سکون اور خوشی ملے گی، یہ جان کر کہ خدا نے آپ کی دُعا کو سُنا اور آپ کو اِزدِواجی زِندگی کی محبت اپنی مہربانی کی علامت کے طور پر بخشی، آپ گہرا اِطمینان محسوس کریں گے۔ جب بھی آپ اُس پر نگاہ ڈالیں گے، آپ خوشی سے اپنی آنکھیں خدا کی طرف

[131]. Scudder, 8.
[132]. Scudder 8– 9.

اُٹھا سکتے ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں "دیکھو، یہ وہ بیوی ہے جو آپ نے مُجھے دی ہے، اور اُس کی شکر گزاری کریں کہ اُس نے آپ کو اِتنی اچھی میراث سے نوازا ہے"۔ [133]

لیکن اگر آپ کی بیوی ایک پریشان کُن اور مشکل عورت ثابت ہوئی، تب بھی آپ اِطمینان حاصل کر سکتے ہیں، سکڈرؔ نے کہا: "اگر آپ اپنے ضمیر سے مطمئن ہیں کہ آپ نے خلوصِ دِل سے خدا کی راہ نُمائی میں اور اُس پر بھروسا کرتے ہوئے، اپنے آپ کو اِس رِشتے کے لئے پیش کیا تھا۔ دیکھیں! یہاں آپ یقینی طور پر تسلی پائیں گے کہ سب کچھ آپ کی بھلائی کے لئے ہی ہو گا۔ وہ جو آپ کو اِس حالت میں لایا ہے وہی آپ کی مدد کرے گا، وہ یا تو آپ کے بوجھ کو ہلکا کرے گا یا پھر آپ کے کندھوں کو تقویت پہنچائے گا کہ وہ اِس بوجھ کو برداشت کر سکیں۔ [134] اِس کے برعکس، سکڈر (Scudder) نے کہا: "اگر کوئی شخص اپنی اِزدِواجی زِندگی کے تانے بانے کو بُننے کے لئے خود ذِمے دار ہے تو اِس کے نتائج کا ذِمے دار بھی وہ آپ ہی ہو گا"۔ لہٰذا "شکایت کرنے کی بجائے، اُسے خاموشی اور صبر کے ساتھ اِس کے نتائج کو قبول کرنا چاہیے اور اپنی توجہ توبہ پر مرکوز کرنی چاہیے کیوں کہ اِس سے آپ کو مزید سکون ملے گا"۔ [135]

ہفتم: اگر آپ خدا سے اپنے لئے شریکِ حیات مانگتے ہیں اور اپنی اِزدِواجی زِندگی میں اُس کی پاک مرضی کو تسلیم کرتے ہیں تو آپ اپنے شریکِ حیات کے لئے خدا کا شُکر ادا کرنے اور اپنے اِنتخاب پر اَفسوس کرنے کی بجائے اِس آزمایش پر غالب آنے کے قابل ہو جائیں گے۔ جیسا کہ سکڈرؔ نے لکھا "یہ آپ کو اپنے شریکِ حیات کے اِنتخاب پر پچھتانے اور یہ خواہش کرنے کہ کاش، آپ نے اِس شخص کا اِنتخاب نہ کیا ہوتا یا اِس شخص کی بجائے فلاں فلاں کا اِنتخاب کیا ہوتا، سے بچائے گا۔ آپ اب ایک دُوسرے کو یہ نہیں کہہ سکتے یا اِس بات کا طعنہ نہیں دے سکتے کہ آپ ایک زیادہ خوبصورت، زیادہ پُرکشش، زیادہ امیر یا زیادہ قابل شخص کا اِنتخاب کر سکتے تھے۔ نہیں، اب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ آپ کسی اَور شخص کا اِنتخاب نہیں کر سکتے،

---

133 . Scudder, 9–10.
134 . Scudder, 10.
135. Scudder, 11.

کیوں کہ یہ وہ مرد یا یہ وہ عورت ہے جس کا اِنتخاب خدا نے آپ کے لئے کیا ہے۔ آپ کو یقیناً یہ کہنا چاہیے کہ مَیں اپنے اِس حصے میں شُکر گُزاری اور اِطمینان کے ساتھ خود کو مطمئن کروں گا"۔[136]

آخر میں، خدا کے ہاتھوں سے ایک شریکِ حیات حاصل کرنے کے فوائد پر غور کریں۔[137] اَوّل: یہ آپ کی حوصلہ اَفزائی کرے گا کہ آپ اُس ساری راحت اور خوشی کے لئے جو آپ کو آپ کے شریکِ حیات سے حاصل ہوتی ہے، خدا کے نام کو جلال دیں۔ ہم اکثر یہ بھُول جاتے ہیں کہ ہماری ساری برکات کے پیچھے خدا کا ہاتھ ہے (زبُور ۲:۱۰۳-۵) اور ہم اُس کی مہربانیوں کے لئے مناسب طور پر اُس (خدا) کی تعریف نہیں کرتے۔ لیکن جب آپ خدا کے ہاتھ سے اپنے شریکِ حیات کو حاصل کرتے ہیں تو آپ کی پُوری اِزدِواجی زندگی کے دوران آپ کا دِل اُس کی تعریف کرنے کی تحریک حاصل کرے گا۔ دوم: جب آپ کو یہ احساس ہوتا ہے کہ آپ کا شریکِ حیات خدا کی طرف سے ہے تو آپ کی پُوری اِزدِواجی زندگی کے دوران خدا کے نام کو جلال دینے کی ذِمے داری اَور زیادہ بڑھ جاتی ہے، کیوں کہ آپ کی اِزدِواجی زِندگی خدا کی طرف سے دی جانے والی ایک ذِمے داری ہے۔ اِزدِواجی زِندگی ایک ایسی "لیاقت" ہے جسے آپ کو خدا کے نام کو جلال دینے کے لئے اِستعمال کرنا چاہیے۔

سوم: اِزدِواجی زِندگی کی مُشکلات اور آزمایشیں، اِس احساس کے ساتھ آسان ہو جائیں گی کہ آپ بغیر سوچے سمجھے یا جذباتی طور پر اِس رِشتے میں داخل نہیں ہوئے بلکہ آپ کا شریکِ حیات آپ کو خدا کی طرف سے مِلا ہے۔ وہ (خدا) جس نے آپ کو شریکِ حیات دیا ہے وہی اِزدِواجی زِندگی میں آپ کی مدد بھی کرے گا تاکہ یہ وہ اچھا کام کرے جس کا اُس نے اِرادہ کیا ہے۔ چہارم: یہ آپ کو آپ کے شریکِ حیات کی ضروریات کے لئے دُعا کرنے کے قابل بناتا ہے، چاہے وہ جسمانی ہوں یا رُوحانی، کیوں کہ آپ کا شریکِ حیات وہ شخص ہے جو خدا نے آپ کو دیا ہے۔ پنجم: جب آپ تسلیم کرتے ہیں کہ خدا نے آپ کو اِزدِواجی بندھن میں باندھا ہے تو اِس سے موت کے وقت ایک دُوسرے سے الگ ہونے کو قبول کرنا آسان

---

136 . Scudder, 70–71.
137 . Manton, 2:166–68.

ہو جائے گا۔ جو کچھ وہ مہیا کرتا ہے، اُس کے پاس اُسے واپس لینے کا اِختیار بھی ہے اور ہم یہ جان کر راحت محسوس کریں گے کہ دینے اور لے لینے جیسے دونوں اعمال میں اُس کی حِکمت اور مُحبت پنہاں ہے۔

مختصر یہ کہ ہماری اِزدِواجی زندگی کی خوشی کا بہت حد تک اِس بات سے تعلق ہے کہ ہم کس سے شادی کرتے ہیں۔ اگر ہم اپنے اِنتخاب میں لاپرواہ یا گنہگار ہیں، تو بلاشُبہ ہمیں اپنے فیصلوں پر افسوس ہو گا، کیوں کہ ہم خدا کی برکات حاصل نہیں کریں گے۔ اگر ہم شُکر گُزار اور اپنی اِزدِواجی زندگی میں مطمئن رہنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے شریکِ حیات کے اِنتخاب میں خدا کی راہ نُمائی کے لئے دُعا کرنی چاہیے۔

شریک حیات کا اِنتخاب کیسے کریں؟

کوئی کس طرح سے خدا کی راہ نُمائی میں شریکِ حیات کا اِنتخاب کر سکتا ہے؟ بالکل ویسے ہی جیسے کہ ہم خدا کی باقی تمام نعمتیں حاصل کرتے ہیں: دُعا کے ذریعے سے۔ "جیسا کہ اَبرہام کے خادِم نے جب وہ اَبرہام کے لئے شریک حیات کا اِنتخاب کرنے کے لئے گیا تو خدا سے دُعا کی کہ اُسے اُس کے کام میں کامیابی عطا کرے" (پیدایش ۲۴:۱۲)۔ سمتھ نے لکھا "جب آپ اپنے لئے شریکِ حیات کا اِنتخاب کرتے ہیں تو آپ کو دُعا کیسے کرنی چاہیے، تاکہ آپ بعد میں یہ کہہ سکیں کہ "میری میراث خُوب ہے"۔[۱۳۸]

ایک شریکِ حیات، خدا سے پُر خلُوص دُعاؤں کے جواب کے نتیجے کے طور پر حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ کریسوسٹم (Chrysostom) نے کہا: "جب آپ ایک شریکِ حیات کی تلاش میں ہیں تو خدا کے پاس جائیں، کیوں کہ وہ ایک قریبی دوست کی طرح ایک اچھی شریکِ حیات کے اِنتخاب میں آپ کی مدد کرنے سے نہیں شرماتا۔۔۔جب آپ ایک اچھے شوہر کی تلاش کے بارے میں فکر مند ہوں، تو خدا سے دُعا کریں اور کہیں: اَے خدا! مجھے وہ شخص (بطور شوہر) عطا کر جسے تو پسند کرتا ہے"۔[۱۳۹] ایمبروز نے اِسے اِس طرح سے بیان کیا ہے "ایک شخص کو مُخلصانہ اور شدید دُعاؤں کے ساتھ خدا سے رجُوع کرنا چاہیے، کیوں کہ ایک اچھی بیوی خدا کی طرف سے ایک تحفہ ہے"۔ ایک دِین دار بیوی ایک نایاب اور قیمتی تحفہ ہے ،ایسی بیوی حاصل کرنے کے لئے ایک آدمی کو خلوص اور جذبے سے خدا سے دُعا کرنی چاہیے اور اگر وہ اُسے

---

[138] . Smith, 1:13.
[139] . *Puritan Sermons*, 2:300n, quoted from Chrysostom.

خدا سے حاصل کر لیتا ہے، تو وہ اپنی اِزدِواجی زِندگی میں ایک ایسی عورت سے شادی کرنے کی نسبت جو کہ اِتفاقاً اُس کی زِندگی میں آئی ہو اور جس کے لئے اُس نے خدا سے دُعا نہ کی ہو، کہیں زیادہ خوشی اور راحت کا تجربہ کرے گا"۔[140]

ایک آدمی کو خدا سے جس چیز کے لئے دُعا کرنی چاہیے ؟ سکڈرؔ نے درج ذیل چیزیں تجویز کیں۔[141] سب سے پہلے خدا سے اپنے لئے حِکمت اور فہم و فراست مانگیں، تا کہ جب آپ کسی متوقع شریکِ حیات سے ملیں تو آپ کا دِل اُس کی ظاہری خوبصورتی، دولت یا فطری صلاحیتوں کی طرف متوجہ نہ ہو اوراِس طرح سے آپ کہیں اِس بات سے غافل نہ ہو جائیں کہ آپ کی بنیادی ترجیحات کیا ہونی چاہیے، یعنی کہ خدا کی محبت سے بھرپُور دل۔ "دِل لگانے کے بعد غور و فکر نہ کرو، بلکہ پہلے غور و فکر کرو اور پھر دِل لگاؤ۔ سٹیل (Steele) نے لکھا کہ، خاص طور پر دُوسرے شخص کی رُوح کا بغور مشاہدہ کریں "۔[142]

خدا سے دُعا کریں کہ آپ کسی ایسے شخص کی محبت میں گرفتار نہ ہوں جو خُدا سے پیار نہیں کرتا اور آپ کا دِل کسی ایسے شخص کی طرف متوجہ نہ ہو جس کا دِل پہلے ہی خدا کے لئے وقف نہ ہو۔ چونکہ ہم ظاہری شکل و صُورت سے دھوکہ کھا سکتے ہیں، اِس لئے ہمیں خدا سے دُعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمارے دِلوں کو پرکھے اور ہمیں "ظاہری خوبصُورتی" سے گمراہ نہ ہونے دے۔

سوم: اگر آپ کسی دُوسرے شخص کے لئے جذبات رکھنے لگتے ہیں لیکن بعد میں محسوس کرتے ہیں کہ اُس شخص کی محبت آپ کو خدا سے دُور کر دے گی تو آپ کو اپنے دِل کو ایسے شخص سے دُور کرنے کی ضرورت ہے، بصُورتِ دِیگر، آپ کے دُوسرے شخص کے لئے جذبات آپ کو گناہ کی طرف مائل کر سکتے ہیں اور خدا کے ساتھ آپ کے تعلق کو کمزور کر سکتے ہیں۔ "خدا سے مانگیں" سکڈرؔ نے کہا کہ "وہ (خدا) جو ہر چیز کو اپنے تابع کرتا ہے وہ آپ کے جذبات کو بھی اپنے قابُو میں رکھے، وہ (خدا) اُن جذبات کی راہ نُمائی

---

[140] . Ambrose, 228.
[141] . Scudder 12–26.
[142] Steele, *Puritan Sermons*, 2:300.

کرے تاکہ وہ اِس طرح اُس کی مرضی پر چلیں، جس طرح ایک نوکر اپنے کپتان کے حکم کی تعمیل کرتا اور اُس کی مرضی کے لئے کام کرتا ہے"۔[143]

کوئی بھی شخص ایک ایسے شریکِ حیات کو حاصل کرنے کی اُمید کیسے کر سکتا ہے، جس میں وہ خوشی اور راحت پا سکے اور جس کے ساتھ مِل کر خدا کی تمجید کر سکے، جب تک کہ وہ شخص اپنی دُعاؤں میں خدا سے مشورہ نہ کر لے۔ خدا آج بھی ایک عاقِل اور عظیم اِزدِواجی رِشتے کو باندھنے والا (میچ میکر) ہے (پیدایش ۲:۲۲)۔ ہم اُس کی مدد اور راہ نُمائی کے بغیر شریکِ حیات کو تلاش کرنے کی کوشش کیوں کریں؟ (اَمثال ۱۸:۲۲)۔ سٹیل (Steele) نے کہا "جب آپ محسوس کریں کہ خدا آپ کو اِزدِواجی زِندگی کی طرف لے جا رہا ہے تو اِس کے بارے میں خلُوصِ دِل سے دُعا کر نا یقینی بنائیں، جیسا کہ اَبرہام کے نوکر نے کیا تھا (پیدایش ۱۲:۲۴)۔ اِس طرح تم خدا کو تسلیم کرو گے اور وہ تمہاری راہوں میں تمہاری راہ نُمائی کرے گا۔ کوئی کام اِس سے زیادہ اہم یا سنجیدہ نہیں ہے اور اِس کی اہمیت کی وجہ سے اِس کے لئے خلوص اور گہری دُعا کی ضرورت ہے۔"[144]

اِس لئے ہمیں خدا سے مانگنے کی ضرورت ہے جو بغیر ملامت کیے سب کو فیاضی کے ساتھ دیتا ہے (یعقوب ۱:۵) اور اُس سے نہ صرف یہ دُعا کریں کہ وہ ہمیں ایک شریکِ حیات عطا کرے بلکہ ہمیں کسی ایک شریکِ حیات سے مِلائے جو ہمارے لئے صحیح معنوں میں موزُوں ہو۔ آئیں، ہم خدا سے دُعا کریں کہ وہ ہمیں ایک شریکِ حیات کے ساتھ نہ صرف شادی کے عمل کے ذریعے سے، بلکہ ہماری زندگیوں کے لئے اُس کے اچھے دانش مندانہ اور مُحبت بھرے منصوبے کے تحت جوڑے۔[145]

جیسا کہ مینٹن (Manton) نے لکھا: "خدا اُس وقت اچھی چیزوں کو عمل میں لائے گا جب ہم اُس کی راہ نُمائی نہیں بلکہ پیروی کریں گے اور اُس کی مرضی کے خلاف کوئی بھی کام کرنے کی جرات نہیں کریں گے"۔[146] اُس نے مزید کہا کہ "خدا کی راہ نُمائی میں چلنا جو کہ ایک دانشور، طاقتور اور راہ نُمائی کرنے

---

143 . Scudder, 16. Cf. Matt. 8:8– 9.
144 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:300.
145 Gataker, 143.
146 Manton, 2:168

کے لائق خدا ہے، ایک نہایت ہی بابرکت چیز ہے، کیوں کہ وہ اپنے لوگوں کی بھلائی میں خوش ہوتا ہے اور اُن کی خوش خالی کے منصوبوں سے لُطف اندوز ہوتا ہے"۔[147]

اپنے لئے موزُوں شریکِ حیات کیسے تلاش کریں؟

ہمیں خدا سے دُعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمارے لئے صحیح شریکِ حیات کو تلاش کرنے میں ہماری راہ نُمائی کرے اور ساتھ ہی ساتھ ہمیں اُن لوگوں پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے جن سے ہم ملتے ہیں اور یہ جائزہ لینا چاہیے کہ وہ ہمارے لئے موزُوں ہیں یا نہیں۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ صرف دُعاؤں کے ذریعے سے شریکِ حیات کو تلاش کرنا کافی نہیں ہے بلکہ ہمیں دُعاؤں کے ساتھ ساتھ شریکِ حیات کو تلاش کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ ہماری اوّلین ترجیح یہ ہونی چاہیے کہ خدا ہمارے اِنتخاب میں ہماری راہ نُمائی کرے لیکن اُس کی پروردگاری میں رہتے ہوئے ہمیں کسی شخص میں اُن خصوصیات کو بھی تلاش کرنے کی ضرورت ہے جو اُسے ایک موزُوں شریکِ حیات بناتی ہیں۔

اب ہمیں دو چیزوں پر توجہ دینی چاہیے۔ اوّل، کون سی چیز ایک اچھے شریکِ حیات کو ممتاز کرتی ہے؟ دوم، ایک موزُوں شریکِ حیات کی کیا کیا نشانیاں ہیں؟ پیوریٹنز(Puritans) کے مُطابق اِن میں سے کسی بھی بات کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے، لیکن پہلے والی کو موٴخر الذکر پر فوقیت حاصل ہونی چاہیے، کیوں کہ اِس مطابقت پر غور کرنے سے پہلے ایک شخص میں ایک اچھا شریکِ حیات بننے کے لئے موزُوں خصوصیات ہونی چاہییں۔ سمتھ (Smith) نے لکھا "جب اِن دونوں باتوں پر محتاط انداز میں غور کیا جائے، تو یہ دونوں باہم مِل کر لابن اور بیتوایل کی طرح یہ کہہ سکتی ہیں کہ (پیدایش ۲۴:۵۰) "یہ بات خداوند کی طرف سے ہوئی ہے۔ ہم تجھے کچھ بُرا یا بھلا نہیں کہہ سکتے"۔ وہ لوگ کتنی خوشگوار زندگی گزارتے ہیں جو ایک اِزدِواجی بندھن میں بندھنے سے پہلے بھی اِیمان، مُحبت اور دِین داری کی زندگی گزارتے ہیں"۔[148]

بہت سے لوگ اِس ترتیب کو تبدیل کر کے اپنے لئے مسائل پیدا کر لیتے ہیں۔ وہ اِس اُمید کے ساتھ ایک ایسے شخص سے محبت کرتے ہیں جو کہ ایک اچھا شریکِ حیات بننے کے لائق نہیں، کہ محبت سب

---

[147] . Manton, 2:168.
[148] . Smith, 1:18.

کچھ ٹھیک کر دے گی، لیکن صرف محبت ہی اُس شخص کو تبدیل نہیں کر سکتی جو کہ ایک اچھا شریکِ حیات بننے کے لئے اہل نہیں ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ صرف ہماری محبت ایسے شخص کے دِل کو خدا کی طرف نہیں موڑ سکتی، تاکہ ہم اُن کو مُناسب طریقے سے سمجھ سکیں۔

ایک اچھے شریکِ حیات کی خصوصیات

ایک اچھے شریکِ حیات کی پہچان، اُس میں خدا کے نجات بخش فضل اور راست بازی کا ہونا ہے ،یعنی کہ نجات دِہندہ مسیح یسوع کے ساتھ شخصی تعلق ہونا۔اور وہ جن میں یہ خصوصیت نہیں ہے،وہ ہمارے لئے مُناسب اِنتخاب نہیں ہیں چاہے وہ کتنے ہی خُوبصورت ،دِلکش اور مِلن سار ہوں اور ہم جو مسیح یسوع کے پیروکار ہیں ہمیں اُن سے رومانوی یا اِزدِواجی تعلق نہیں رکھنا چاہیے۔کیا وہ (خدا) جس میں بالکل بھی کوئی بُرائی نہیں ہے، ہمیں ایسی شریکِ حیات دے گا جس میں سوائے بُرائی کے کچھ نہ ہو اور بالکل بھی کوئی اچھائی نہ ہو؟تو پھر ہم ایک ایسے شخص کے ساتھ رومانوی تعلق کیوں قائم کریں گے ؟پولُس رسُول کے مطابق، ایک اچھا شریکِ حیات ہونے کا معیار مسیح یسوع کے ساتھ ایک ہونا ہے۔پولُس رسُول کرنتھس کی کلیسیا کو فرماتا ہے کہ ”ہم جس سے چاہے بیاہ کر سکتے ہیں مگر صِرف خداوند میں “(۱۔کرنتھیوں ۳۹:۷)۔

ایک اِیمان دار کا غیر اِیمان دار سے شادی کرنا گُناہ ہے، کیوں کہ کلامِ مُقدس ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہمیں ”صِرف خداوند میں “ہی بیاہ کرنا ہے۔اِس خصوصیت کی اہمیت کو کئی پیوریٹنز(Puritans) کی درج ذیل نصیحت سے تقویت ملتی ہے۔ ڈینیل راجر (Daniel Roger)نے لکھا کہ ”خداوند میں بیاہ کرنے کا مطلب ہے اِنتہائی دانش مندی کے ساتھ ایسے شریکِ حیات کا اِنتخاب کرنا جو پہلے سے ہی اِیمان میں خداوند یسوع مسیح کے ساتھ وابستہ ہیں اور اُس کی پیروی کر کے اِس عزم کو ظاہر کرتا ہے یا پھر ایسا کرنے کی کوشش کرتا ہے“۔اُس نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کہ ”ہوشیار رہیں، کسی ایسے شخص سے بیاہ نہ کریں جو واضح طور پر یسوع مسیح کی پیروی کرنے کا عزم ظاہر نہیں کرتا ہے “۔[۱۴۹]

---

[149] . Rogers, 19.

جب رابرٹ بولٹن (Robert Bolton) نے اِزدِواجی زِندگی میں داخل ہونے کے بارے میں نصیحت کی تو اُس نے اِس خصوصیت کو اَوّلین اور اہم ترین قرار دیتے ہوئے کہا: "سب سے پہلے مُقدس پولُس رسُول کے اُصُول کے مُطابق تمہارا اِنتخاب خدا میں ہونا چاہیے یعنی صرف خداوند میں" (۱۔ کرنتھیوں ۷:۳۹)۔ آپ کی محبت کا پہلا مُحرک پرہیز گاری ہونا چاہیے، جو کہ اِس عظیم کام میں آپ کی بنیادی ترجیح ہونی چاہیے اور پھر شخصیت، خاندانی پسِ منظر، دولت اور سماجی حیثیت جیسی چیزیں دُوسرے درجے پر آتی ہیں جو کہ مددگار تو ہو سکتی ہیں لیکن آپ کی بنیادی ترجیح نہیں ہونی چاہییں۔ دُنیا جو کہتی ہے اُس کہنے دیں، ایک ایسے شخص کے لئے جو واقعی میں کُشادہ دِل اور خدا کے فضل کی بدولت معزز ہو، خوبصورتی، دولت، اعلیٰ سماجی رُتبہ، ذہانت یا اَور کوئی بھی مُتاثر کُن خوبی جو اُس شخص میں پائی جا سکتی ہو، بھی کچھ معنی نہیں رکھتی۔ مذہب، یا خداوند کا خوف، جو کہ عمومی طور پر تمام بنی نوع اِنسان کی آسودگی کی بنیاد ہے، لہٰذا اِسے تمام آسُودگی اور راحت کی بنیاد سمجھا جانا چاہیے جو کہ شوہر اور بیوی ایک دُوسرے میں تلاش کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ دولت، گہری دوستی، خُوبصورتی، یا ظاہری ہمت جیسی چیزیں کبھی بھی مضبوط اور پائیدار اِزدِواجی زِندگی کے لئے کافی نہیں رہی ہیں۔ یہ صرف مسیحیت اور فضل کا سنہری ربط اور عظیم بندھن ہے، جس میں اِتنی طاقت اور اِستحقاق ہے کہ وہ اِتنے پیارے بندھن کو مزید پیارا اور لازوال بنا سکتا ہے، جو کہ اِس معاشرے میں ہم آہنگی کو اَور زیادہ طاقتور اور دیرپا بناتا ہے۔[150]

عمانوایل بورنؔ نے شوہر اور بیوی کے درمیان مضبوط محبت کو برقرار رکھنے کے لئے "محبت کی بیس سنہری کڑیاں" تجویز کیں۔ اِن تمام اُصُولوں میں سب سے اہم اُصُول جو کہ باقی تمام کو مُتاثر کرتا ہے یہ ہے کہ شریکِ حیات کا اِنتخاب کرتے وقت بہت محتاط رہنا چاہیے۔ ایک شخص کو کسی ایسے شریکِ حیات کا اِنتخاب کرنا چاہیے جو کہ صرف نام نہاد مسیحی نہ ہو بلکہ جو حقیقی معنوں میں خدا کی پیروری کرتا ہو اور اُس (خدا) کے خوف میں زِندگی گزارتا ہو۔ لہٰذا، بورن (Bourne) نے لکھا "اِزدِواجی زِندگیاں تب کامیاب ہوتی ہیں اور برکات کا سبب بنتی ہیں جب دونوں فریق یعنی شوہر اور بیوی خدا سے ڈرتے ہوں اور اُس

150 . Bolton, 262–63.

کی پیروی کرتے ہوں۔اِس طرح سے رُوح القدس نے اُنہیں مُبارک قرار دیا ہے (زبور ۱۱۲: ۱-۳)۔۔۔لیکن اِس کے برعکس خدا کے خوف کے بغیر برکت کی بجائے لعنت کی توقع کی جاسکتی ہے"۔[۱۵۱]

جیریمی ٹیلر (Jeremy Taylor) نے بھی اِسی طرح کی نصیحت کی ہے "اِزدِواجی زِندگی کا آغاز خدا سے کریں، مسیح یسوع اِزدِواجی زِندگی میں راہ نُمائی کرتا ہے، اور رُوح القُدس پاکیزگی اور سچی محبت لاتا ہے اور وہ شادی شُدہ جوڑے کے دِلوں کو مُتحد کرتا ہے۔لہٰذا، ہماری پہلی درخواست خدا کے دربار میں وفاداری، یا اِطمینان یا محبت کی نیت سے کی جانی چاہیے۔کسی بھی طرح کی بُرائی سے اِسے خراب نہ ہونے دیں۔۔۔ایسے تمام معاہدوں کا آغاز مذہبی لگن کے ساتھ کریں"۔ٹیلر (Taylor) نے مزید کہا "بعض اوقات ہم خدا سے ایک شریکِ حیات کے لئے درخواست کرتے ہیں، لیکن صرف وہی جانتا ہے کہ وہ کس قسم کی ثابت ہو گی، اُس کی شخصیت اور طرزِ عمل کیسا ہو گا۔تاہم، اگر ہم اپنے فیصلے اِیمان، نیک نیتی اور حِکمت کے ساتھ کرتے ہیں تو ہمیں اِس کے بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں"۔[۱۵۲]

"اِنسان کے فرائضِ کامل" (The New Whole Duty of Man) کے گُم نام مصنف نے سکھایا کہ اِزدِواجی زِندگی میں ممکنہ شریکِ حیات کی نجات کو اہم خیال کیا جانا چاہیے کیوں کہ یہ چیز نہ صرف اِزدِواجی زِندگی کو خوشگوار بنائے گی بلکہ آپ کے مسیح کے ساتھ تعلق کو بھی بہتر کرے گی۔ "جو کوئی بھی شادی کرنے کا اِرادہ رکھتا ہے، اُسے ظاہری شکل و صورت یا خُوبصورتی اور دولت کا اُتنا خیال نہیں رکھنا چاہیے جتنا کہ اُس شخص کی رُوحانی قابلیت کا جس سے وہ جُڑنا چاہتا ہے۔جو زِندگی کو حقیقی معنوں میں مُقدس بنائے گا اور رُوح کی نجات کے عظیم اَنجام تک راہ نُمائی کرے گا۔اگرچہ زِندگی کے معاملات میں قابلیت کا لحاظ رکھا جانا چاہیے لیکن ایک نیک شخص یا نیک عورت اِس دُنیا کی تمام دولت اور عزت سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں"۔[۱۵۳]

---

[151] . Bourne, 3– 5.
[152] . Taylor, 12.
[153] *The New Whole Duty of Man*, 231.

ولیم وٹیلی (William Whately) نے اِزدِواجی زِندگی کو درپیش مُشکلات اور چیلنجوں کے بارے میں لکھا: ”چونکہ اِزدِواجی زِندگی کی بہت سی پریشانیاں گُناہ سے جنم لیتی ہیں، لہٰذا، اگر ہم صرف خداوند میں ہی بیاہ کرتے ہیں تو ہم بہت سی پریشانیوں کو آغاز میں ہی ختم کر سکتے ہیں۔ لہٰذا، اُس نے غیر شادی شُدہ مرد کو نصیحت کی کہ ”اِزدِواجی زِندگی میں احتیاط اور ایمان کے ساتھ داخل ہو، اور شریکِ حیات کے اِنتخاب میں اِحتیاط برتتے ہوئے بہت سی مُشکلات کی جڑ کو آغاز ہی میں کاٹ ڈال اور بہت سی مصیبتوں کے چشمے کو روک دے، کیوں کہ کسی بھی عمارت کی تعمیر میں ایک اچھی بنیاد رکھنا سب سے اہم معاملہ ہوتا ہے۔ بلاشُبہ شادی کے معاملے میں بھی ایسا ہی ہے، لہٰذا، اگر کوئی شخص دِین داری اور عقل مندانہ طریقے سے اِزدِواجی زِندگی میں داخل ہوتا ہے تو اُس کی اِزدِواجی زِندگی اِس سے کہیں زیادہ آسان اور آرام دہ ہو جائے گی بہ نسبت اِس کے کہ وہ بعد میں مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرے“۔[۱۵۴]

وٹیلی (Whately) نے بعد میں لکھا ”ایک موزُوں شریکِ حیات کا ہونا اِزدِواجی زِندگی کے بہت سے مسائل سے بچنے اور زِندگی کو آسان بنانے میں مدد دے گا“۔ ایک موزُوں شریکِ حیات میں، مطلوبہ اہم چیز نیکی اور خدا پرستی ہے۔ اگر کوئی اِنتخاب کرتے وقت اِسے اپنی اَوّلین ترجیح بناتا ہے، تو وہ یقیناً اپنے اِنتخاب میں برکت پائے گا، لیکن اگر کوئی کم تر چیزوں کو زیادہ ترجیح دیتا ہے تو وہ گاڑی کو گھوڑے کے آگے لگانے جیسی احمقانہ غلطی کر رہا ہے اور اِس بے ترتیبی کی وجہ سے اُس کا سفر کبھی بھی آرام دہ نہیں گزرے گا“۔[۱۵۵] اُس نے خبردار کیا کہ ”نوجوان مرد اور خواتین ظاہری خوبصورتی کی تلاش میں اپنے آپ کو تباہ نہ کریں، بلکہ والدین اور بچوں کو چیزوں کو اِس طرح سے پرکھنا چاہیے جیسے کہ خدا پرکھتا ہے، اور اُس کے حکم پر عمل کرنا چاہیے جو فرماتا ہے ”نہ دولت اور نہ ہی خوبصورتی اِنسان کو ممتاز کرتی ہے، لیکن راست باز اپنے پڑوسی سے زیادہ بہتر ہے“۔ وہ اِزدِواجی زِندگی میں خوشی حاصل کرنے کے لئے بہترین راستے کا اِنتخاب کرتا ہے، جو جسمانی خُوبصورتی، دولت یا سماجی حیثیت کی بجائے، پاک دِل، مضبوط اور اعلیٰ کردار،

[154] . Whately, *A Care-Cloth*, 68–69.
[155] . Whately, *A Care-Cloth*, 71–72.

نیک رُوح اور راست باز مرد یا عورت کا انتخاب کرتا ہے۔ اِزدِواجی زندگی میں یہ خوشی کی بنیاد ہے، اِسے اپنی اَوّلین ترجیح بنائیں کیوں کہ اِس کے بغیر آپ کبھی بھی خوشگوار اور کامیاب زِندگی نہیں گزار سکتے۔[۱۵۶]

رچرڈ سٹیل(Richard Steele) نے ایک شخص کو اپنے اِزدِواجی فرائض کے ساتھ وفادار رہنے میں مددگار ثابت ہونے والی کچھ تجاویز پیش کی ہیں۔ جب سٹیل(Steele) نے اپنے سامعین کو شریکِ حیات کے اِنتخاب میں زیادہ غور وفکر کرنے کی تاکید کی تو اُس نے فرمایا" خاص طور پر ممکنہ شریکِ حیات کی رُوح کا مُشاہدہ کریں"۔ بہت سے لوگ زمینوں کے لئے اور پیسے کے لئے شادی کرتے ہیں، لیکن اِس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ کے شریک حیات کی رُوح آپ کی رُوح کے لئے موزُوں ہے یا نہیں۔ اگر آپ کے شریکِ حیات کی رُوح غرور، غُصہ یا دِیگر بُری خواہشات سے بھری ہوئی ہے تو خوبصورتی، دولت اور بااَثر دوست آپ کو ایک خوشگوار زِندگی نہیں دے سکتے۔ اور آپ عارضی فائدے یا خوشی کے لئے زِندگی بھر کے بوجھ کا اِنتخاب کیوں کریں گے ؟ لہٰذا، یہ ایک مرد اور خاص طور پر عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک سچے مسیحی سے شادی کرے جو کہ اپنی زِندگی کو خدا میں گزارتا ہو، کیوں کہ ایسے شخص سے آپ اپنی اِزدِواجی زندگی کی ذِمے داریوں کو وفاداری سے نبھانے کی توقع کر سکتے ہیں۔ اگر مذہبی لوگ اچھے شوہر یا اچھی بیویاں نہیں ثابت ہوتے تو یہ اُن کے اِیمان کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اِس وجہ سے ہے کہ وہ اپنے عقیدے کے مُطابق زِندگی گزارنے میں ناکام رہے ہیں۔[۱۵۷] اپنے سامعین کو تاکید کرتے ہوئے کہ وہ خُود کو مکمل طور پر خدا کے سُپرد کر دیں تا کہ وہ خُود بھی اچھے شریکِ حیات بن سکیں، سٹیل(Steele) نے کہا" جب تک آپ نئے سِرے سے پیدا نہیں ہو جاتے اور جب تک آپ کی تقدیس نہیں ہو جاتی، آپ خدا کو خُوش نہیں کر سکتے اور نہ ہی ایک دُوسرے کے لئے مکمل طور پر برکت کا باعث بن سکتے ہیں۔ آپ دراصل غیر اِیمان دار لوگوں کی طرح اکٹھے تو رہ سکتے ہیں، لیکن اِس کا مسیحی زِندگی سے کوئی سروکار نہیں ہے ؟عقیدہ آپ کو خدا کے ساتھ زیادہ مضبوطی سے جوڑتا ہے، اور عقیدہ آپ کا ایک دُوسرے کے ساتھ رِشتہ

---

156 . Whately, *A Care-Cloth*, 73.

157 Steele, *Puritan Sermons*, 2:300.

اَور زیادہ مضبوط بناتا ہے۔ اچھا مزاج بہت مددگار ثابت ہو سکتا ہے لیکن اگر اِس میں نئی فطرت شامل کر دی جائے تو یہ اَور زیادہ بہتر کام کرے گا"۔[158]

ہنری سمتھ (Henry Smith) نے ایک بیوی کا اِنتخاب کرنے کے لئے یہ تجویز پیش کی (جو کہ بلاشُبہ ایک شوہر کے اِنتخاب پر بھی برابر لاگو ہوتی ہے۔ پہلی تجویز یہ تھی کہ اُسے دِین دار ہونا چاہیے، کیوں کہ ہماری شریکِ حیات کو مسیح یسوع کی دُلہن کی طرح ہونا چاہیے، جو کہ خاص صلاحیتوں اور اچھی خوبیوں سے بھری ہوئی ہے، ایسا جیسے کہ ہم نے خُود پاکیزگی سے شادی کی ہو۔ پولُس رسُول نے مرد اور عورت کی شادی کو مسیح اور کلیسیا کی شادی سے مشابہت دی ہے (افسیوں ۵:۲۹)۔ اب چونکہ کلیسیا کو پاک، بے عیب اور باطنی اور رُوحانی طور پر خُوبصورت کہا گیا ہے، لہٰذا ہماری شریکِ حیات کو بھی پاک، بے عیب اور باطنی اور رُوحانی طور پر خُوبصورت ہونا چاہیے۔ چونکہ خداوند دِل پر نظر کرتا ہے (۱۔ سموئیل ۱۶:۷)، لہٰذا ہمیں بھی دِل پر نظر کرنی چاہیے، اور اِس سے محبت کرنی چاہیے نہ کہ ظاہری شکل وصورت سے۔[159] بعد میں سمتھ (Smith) نے مُشاہدہ کیا "حالانکہ بدعت اور بے دِینی طلاق کا سبب نہیں ہیں، جیسا کہ پولُس رسُول سکھاتا ہے کہ یہ اُس پابندی کا سبب ہے، جس کے بارے میں مسیح یسوع متی ۱۹:۶ اور مرقس ۱۰:۹ میں فرماتے ہیں: "اِس لئے جسے خدا نے جوڑا ہے اُسے آدمی جُدا نہ کرے "لیکن مَیں اِس کے بارے میں کہوں گا کہ جسے خدا جُدا کرتا ہے اُسے آدمی نہ جوڑے۔ "کیوں کہ اگر ہمارا باپ ہماری شادی سے خوش ہوتا ہے، تو ہمیں اُس باپ (خدا) کو جس نے اِس رِشتے کو تخلیق کیا کتنا زیادہ خوش کرنا چاہیے"۔[160]

ولیم سیکسر (William Secker) نے کہا کہ ایک بیوی کو پاک ہونا چاہیے (اور یہ بات ایک شوہر پر بھی اُتنی ہی لاگو ہوتی ہے) اور بحیثیتِ مسیحی خدا کے ساتھ وفادار ہونا چاہیے۔ "اگر حرام کاری ایک اِزدِواجی تعلق کو توڑ سکتی ہے تو بُت پرستی اِس اِزدِواجی تعلق کو قائم ہونے سے بھی رُوک سکتی ہے۔ مختلف قِسم کے جانوروں کو ایک ساتھ اَفزائشِ نسل کی اِجازت نہیں تھی (۲۔ کرنتھیوں ۶:۱۴) ایسی بیوی کا اِنتخاب کرنا

---

158 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:301.
159 . Smith, 1:13. Emphasis added.
160 Smith, 1:20.

جو خدا پر اِیمان نہیں رکھتی، خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک جسم میں دو رُوحیں سکُونت کریں۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ آپ اُس درخت کی تمنا کرتے ہوں، جس پر ممنوعہ پھل لگتا ہے؟"۔[161]

آخر میں رچرڈ بیکسٹر (Richard Baxter) نے لکھا: "جسمانی مُحرکات آپ کو کسی ایسے شخص سے شادی کرنے پر مجبور نہ کریں جو خدا کی پیروی نہیں کرتا"۔ اِس کے برعکس، اپنے اِنتخاب میں خدا کے پاک خوف کو تمام دُنیاوی خوبیوں پر فوقیت دیں۔ ایک بدکردار شخص سے اُس کی دولت کی وجہ سے، یا ایک بدتمیز شخص سے اُس کی خُوبصورتی کی وجہ سے شادی نہ کریں"۔[162]

اگر صرف خدا میں شادی کرنے کا بڑا فائدہ ہے، تو خدا کی پیروی نہ کرنے والے شخص سے شادی کرنے کا بڑا نقصان بھی ہے۔ اِس خطرے سے بچنے کے لئے، سیکر (Secker) نے تین چیزوں سے متنبہ کیا جو عام طور پر عاشقوں (فریفتہ ہونا چاہئے) کو گمراہ کرتی ہیں: خُوبصورتی کی وجہ سے اِنتخاب نہ کریں، دولت کی وجہ سے اِنتخاب نہ کریں اور سماجی حیثیت کی وجہ سے اِنتخاب نہ کریں۔ کیوں کہ وہ جو خُوبصورتی کی تلاش میں ہے وہ ایک تصویر خریدتا ہے، وہ جو دولت کی وجہ سے شادی کرتا ہے وہ ایک تجارتی سودا کرتا ہے اور وہ جو سماجی حیثیت کی وجہ سے شادی کرتا ہے تو وہ ایک ساتھ بہت سے لوگوں کو مُتاثر کرنے کی کوشش کرتا ہے"
۔[163]

خُوبصورتی کے متعلق اُس نے متنبہ کیا (کس نے؟) "اگر کوئی عورت جسمانی طور بہت زیادہ خُوبصورت ہے لیکن وہ مسیحی اِیمان میں مضبوط نہیں ہے، تو یہ میٹھے کھانے میں پوشیدہ زہر کی مانند ہے، جو کہ بہت خطرناک ہے (پیدائش ۶:۲) باہر سے پُرکشش دِکھائی دینے والی مگر گُناہ پر آمادہ کرنے والی چیزوں سے ہوشیار رہیں"[164]۔ دولت کے متعلق اُس نے مُتنبہ کیا: "کچھ لوگوں کا معیار اِس قدر پست ہوتا ہے کہ وہ ہر اُس شخص کو اچھا اِنتخاب خیال کرتے ہیں جس کے پاس پیسہ ہو۔ ہوشیار رہیں، کیوں کہ دولت کے ساتھ ساتھ اُس شخص کی باقی تمام چیزیں یعنی اچھائی اور بُرائی بھی آپ کو قبول کرنا پڑے گی۔ جب تھیمسٹوکلس

---

[161] . Secker, 265.
[162] . Baxter, 41–42.
[163] . Secker, 266.
[164] . Secker, 266.

(Themistocles) اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا تھا تو دو آدمی اُس کی بیٹی سے شادی کے خواہش مند تھے، ایک امیر لیکن بے وقوف اور دُوسرا عقل مند لیکن غریب تھا۔ جب پوچھا گیا کہ وہ اِن دونوں میں سے کس شخص کو اپنی بیٹی کے لئے پسند کرے گا تو اُس نے جواب دیا کہ مَیں چاہوں گا کہ وہ دولت کی بجائے غریب شخص سے شادی کرے"۔[165] سماجی و خاندانی حیثیت کے بارے میں اُس نے مُتنبہ کیا: "ایک مضبوط اور عُمدہ خاندانی پس منظر ایک ایسے شخص کی مدد کر سکتا ہے جس نے اپنے طور پر کچھ حاصل نہیں کیا ہے۔ ایسے بہت سے بچے ہیں جو کہ والدین کے لئے رحمت نہیں بلکہ زحمت ہوتے ہیں۔ اُن کا تعلق شریفانہ خاندان سے ہوتا ہے لیکن اُن کے خیالات اور اَعمال قابلِ احترام نہیں ہوتے۔ نیک اور پرہیز گار ہونا، کسی شریف خاندان سے تعلق رکھنے سے زیادہ اہم ہے۔ نیک عورت وہ ہے جو اپنے اچھے کردار اور عمل سے عزت حاصل کرے، نہ کہ صرف اِس وجہ سے کہ اُس کا تعلق اچھے خاندان سے ہے"۔[166]

بیکسٹر (Baxter) نے کئی مسائل کا ذِکر کیا جو اُن لوگوں کے ساتھ پیش آتے ہیں جو کسی ایسے شخص سے شادی کرتے ہیں جو خدا کی پیروی نہیں کرتا ہے[167]۔ اُس نے کہا: "سب سے پہلے، دُوسروں کو اِس بات کا شائبہ ہو سکتا ہے کہ آپ بے دِین ہیں کیوں کہ جو مسیحی ایک غیر ایمان دار رُوح کی تکالیف اور اُس رُوح کی فضیلت جس پر خدا کی شبیہ واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہے، دونوں کو جانتے ہیں، وہ کبھی بھی اپنی صحبت کے بارے میں (چاہے یہ دِین دار لوگوں سے ہوں یا بے دِین لوگوں سے) لاتعلق نہیں رہ سکتے۔ اِس لئے، وہ شخص جو دُوسروں میں دانستہ طور پر دولت اور جسمانی خُوبصورتی کو اپنی پرہیز گاری اور خدا کی تعظیم سے زیادہ اہمیت دیتا ہے وہ اُس دِل کی خطرناک علامت کو ظاہر کرتا ہے جس میں خدا کے فضل کی کمی ہے۔ اگر آپ جسمانی خُوبصورتی اور دولت کو دِین داری سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں، تو یہ اِس بات کی یقینی علامت ہے کہ آپ بے دِین ہیں۔ کیا یہ بات ظاہر نہیں کرتی کہ آپ یا تو خدا کے کلام پر اِیمان نہیں رکھتے، یا پھر آپ اُس کے مقصد سے محبت نہیں کرتے اور اُس کی پرواہ نہیں کرتے؟ وگرنہ آپ اُس (خدا) کے

---

[165]. Secker, 267.
[166]. Secker, 267.
[167]. Baxter, 42–43.

دوستوں کو اپنا دوست اور اُس کے دُشمنوں کو اپنا دُشمن سمجھتے۔ کیا آپ اُس شخص سے جو خدا کی مُخالفت کرتا ہے اِتنی آسانی سے شادی کر سکتے ہو؟"۔[168]

دوم: جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں وہ ایسے شریکِ حیات کی خواہش رکھتے ہیں جو اُن کی رُوح کا مددگار ہو، آسمانی بادشاہی کے راستے پر اُن کی مزید راہ نُمائی کرے، اُن کے ساتھ مِل کر دُعا کرے اور اُنہیں خدا سے مُحبت کرنے اور اُس (خدا) کی مرضی کے مُطابق زِندگی گُزارنے کی ترغیب دے۔ اگر آپ کسی غیر اِیمان دار شخص سے شادی کرتے ہیں، چاہے یہ آپ کی خواہش ہے یا نہیں لیکن آپ کو اِس بات کا عِلم ہونا چاہیے کہ آپ نے اپنے لئے اِس سے زیادہ دانش مندانہ کوئی چیز نہیں چُنی کہ آپ نے آگ بھڑکانے کے لئے پانی اور اپنے آپ کو گرم رکھنے کے لئے برف کے بستر کا اِنتخاب کیا ہے۔[169] ناہموار جوئے میں جُتنے کا اَنجام سوائے مُشکلات کے اَور کچھ نہیں ہو گا، کیوں کہ دونوں فریق جوئے کو مُختلف اَطراف میں کھینچنے کی کوشش کریں گے۔ جیسا کہ ایک پیوریٹن (Puritan) نے لکھا "جہاں پر جوڑا (میاں اور بیوی) ناموزُوں اور غیر مُساوی ہو، وہ اگرچہ جسم کے اِعتبار سے تو ایک ہوں لیکن اُن کی رُوحیں ایک دُوسرے سے مختلف ہوں، جن کی پسند، دِل کے خیالات اور مذاہب ایک دُوسرے کے مُتضاد ہوں، جہاں فرائض میں غفلت برتی جاتی ہو، دونوں میں سے ہر ایک اپنی حدُود سے تجاوز کرے اور دونوں میں سے ہر ایک اِس قدر نادان ہو کہ اُن کو سرزنِش بھی نہ کی جاسکے، تو ایسے اِتحاد کے نتائج کیا ہوں گے؟ غُصہ، تلخی، جھگڑا، دُوسروں کو زیر کرنے والی فطرت، مسلسل تضاد، ہمیشہ بدترین گُمان کرنا، حَسد، سخت تنقید، عدمِ اِطمینان، بے اِیمانی، خُفیہ تدبیریں اور سازشیں، ہمدردی کے بغیر چیزوں کی خواہش کرنا، ایک دُوسرے کا ساتھ دیئے بغیر جدوجہد کرنا وغیرہ، ہر شخص صرف اپنے لئے شہرت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن ایسا کرنے کی کوشش میں وہ اپنا اور دُوسروں کا نقصان کرتا ہے اور یہ بہت سے دُوسرے نقصان دہ نتائج کا باعث بنتا ہے، جیسا کہ پہلے ذِکر کیا گیا ہے۔[170]

---

[168] Baxter, 42.
[169] . Baxter, 42.
[170] . Ste. B., 3–4.

سوم: اگر آپ ایک غیر اِیمان دار شخص سے شادی کرتے ہیں تو آپ کے پاس اَبدی بادشاہی میں داخل ہونے کے لئے کوئی مددگار نہیں ہو گا، لیکن یہ چیز آپ کے لئے رکاوٹ بن سکتی ہے۔ ایک غیر اِیمان دار شریکِ حیات دُنیاوی معاملات سے آپ کی توجہ آپ کی دُعاؤں سے ہٹادے گی، اور جب آپ خدا پر توجہ مرکُوز کرنے کی کوشش کر رہے ہوں تو وہ آپ کے دِماغ کو دُنیاوی فکروں سے بھر دے گی اور آپ کی رُوحانی گفتگو کو دُنیاوی معاملات سے بدل دے گی۔ "ایسی ہی ایک رکاوٹ آپ کے بہت ہی قریب ہے" ، بیکسٹر نے مُتنبہ کیا" جو کہ اُن ایک ہزار سے زیادہ رکاوٹوں سے بدتر ہو سکتی ہے جو آپ سے دُور ہیں "۔ غرض، ایک غیر اِیمان دار دِل جو ہمارے پاس ہے ہماری سب سے بڑی رکاوٹ ہے (رومیوں ۷: ۲۱-۲۴)، لہٰذا، ایک غیر اِیمان دار شوہر یا بیوی ہمارے لئے بہت سے غیر اِیمان دار ہمسائیوں سے کہیں زیادہ بدتر ہے۔[۱۷۱]

چہارم: ایک غیر اِیمان دار شریکِ حیات ہمیں مسلسل گُناہ کرنے پر اُکسائے گا۔

پنجم: ایسی شریکِ حیات آپ کے لئے مستقل دُکھ کا باعث ہو گی جب آپ سوچیں گے کہ موت کے وقت جب آپ کو اُس سے جُدا کیا جائے گا اور آپ تو اَبدی زِندگی میں آرام پائیں گے لیکن وہ اَبدی عذاب میں مُبتلا ہو گی۔

ششم: ایک غیر اِیمان دار شریکِ حیات آپ کی محبت کے سب سے اہم حصے یعنی خدا پر آپ کا اِیمان بانٹنے کے قابل نہیں ہو گی۔ آپ ایسے شوہر یا بیوی کو دُنیاوی طور پر تو محبت کر سکتے ہیں لیکن آپ مسیح یسوع میں بطور بہن یا بھائی اُس رُوحانی محبت میں شریک نہیں ہو پائیں گے۔

ایک اچھے شریک حیات کی خصوصیات

ایک شریکِ حیات کو نہ صرف اچھا ہونا چاہیے بلکہ ایک ساتھی کے طور پر آپ کے لئے موزُوں بھی ہونا چاہیے۔ سکڈر (Scudder) نے مُتنبہ کیا کہ "جس طرح آپ کو کسی ایسے شخص کا اِنتخاب نہیں کرنا چاہیے جو کہ خدا پرست نہیں ہے، اُسی طرح سے آپ ہر اُس شخص کا اِنتخاب بھی نہیں کر سکتے جو کہ خدا

[171]. Baxter, 42–43.

پرست ہے"۔ایک عورت اچھی ہو سکتی ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کے لئے بیوی کے طور پر موزُوں نہ ہو،اور ہو سکتا ہے کہ وہ ایک موزُوں بیوی ہو لیکن آپ کے لئے مناسب نہ ہو۔جب آپ دُعا کرتے ہیں تو اپنی دُعا کو کچھ اِس طرح سے وُسعت دیں کہ خدا آپ کو نہ صرف ایک اچھی بیوی فراہم کرے بلکہ ایک ایسی بیوی جو آپ کے لئے ہر طرح سے موزُوں ہو۔[172]

ایک بیوی کے اِنتخاب میں دِین داری اگر سب سے پہلا اُصول ہے تو مُطابقت دُوسرا ہے ۔سمتھ(Smith) نے وضاحت کی کہ"ایک بیوی کے لئے صرف نیک ہونا کافی نہیں ہے بلکہ موزُوں بھی ہونا چاہیے۔بہت سی خواتین میں بہت سی خُوبیاں ہو سکتی ہیں لیکن پھر بھی یہ بہت سے مردوں کے لئے موزُوں نہیں ہوتیں اور اِسی طرح سے بہت سے مردوں میں بھی بہت سی خُوبیاں ہو سکتی ہیں لیکن پھر بھی یہ بہت سی عورتوں کے لئے موافق نہیں ہوتے اور اِس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اوقات خدا پرست جوڑے بھی اپنی اِزدِواجی زِندگی کے لئے جدوجہد کرتے نظر آتے ہیں کیوں کہ اُن کے درمیان کچھ نہ کچھ ناموافقت ہوتی ہے"۔وہ جو آپس میں موافقت رکھتے ہیں جدوجہد نہیں کرتے، لیکن اِس کے برعکس وہ جو آپس میں مطابقت نہیں رکھتے، وہ آگ اور پانی کی مانند ہیں۔اِس لئے یہ مُشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ ہم آہنگی دراصل مُشابہت کا دُوسرا نام ہے، جب کہ تنازعہ عدمِ مطابقت سے پیدا ہوتا ہے، بالکل ایسے ہی چیزیں جب ایک دُوسرے سے مُطابقت نہ رکھتی ہوں تو ٹھیک طرح سے میل نہیں کھاتی ہیں"۔[173]

اِزدِواجی بندھن میں بندھنا ایک جوئے میں جُتنے کے مترادف ہے، لیکن اگر کوئی جوڑا آپس میں ناموافق ہو تو وہ اِزدِواجی بندھن کے جوئے کو ہم آہنگی سے کیسے کھینچے گا؟اِس لئے وٹیلی نے کہا"پس اپنے لئے ایک ایسے ساتھی کا اِنتخاب کریں جو آپ کے لئے موزُوں ہو، کیوں کہ نیک لوگوں کا باہمی اِتفاق ہر مُشکل کا حل ہے اور یہ باہمی ہم آہنگی حاصل کرنے کا سب سے یقینی طریقہ ہے"۔[174]

---

[172] . Scudder, 19.
[173] . Smith, 1:14.
[174] Whately, *A Care-Cloth*, 74.

اِزدِواجی بندھن دولوگوں کے درمیان مُطابقت پیدانہیں کرتاہے۔ لٰہذا، یہ سوچنا اگر حماقت نہیں تو سادہ لوحی ضرور ہے کہ وہ دولوگ جو شادی سے پہلے آپس میں مُطابقت نہیں رکھتے ایک اِزدِواجی بندھن میں بندھنے کے بعد خود بخود آپس میں ہم آہنگ ہو جائیں گے، جیسے کہ شادی کوئی علاج ہو جو کردار کی تمام خامیوں کو دھوڈالے گی اور ایسے دوافراد کو یکجاکردے گی جو شادی سے پہلے ایک دُوسرے سے ایسی ناموافقت رکھتے تھے جیسی کہ دِن اور رات کے درمیان پائی جاتی ہے۔ اِس کے برعکس، اِزدِواجی زِندگی اِنسان کے حقیقی کردار اور روِیے کو مزید واضح کرتی ہے۔ جو بھی چیز شادی سے پہلے اِختلاف کاباعث بنے گی ،وہ شادی کے بعد مزید جھگڑوں کاسبب بنے گی۔

اِس لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ہم شادی سے پہلے کسی شخص کی موزُونیت کااچھی طرح سے مُشاہدہ کریں۔ ہمیں کسی شخص کامُختلف پہلوؤں سے مُشاہدہ کرناچاہئ اور ہمیں مختلف اَقدام کے ذرِیعے سے اُس کی موزُونیت کو پرکھناچاہیے۔ وہ لوگ جو اپنے شریکِ حیات کی موافقت کو پرکھے بغیر اِس رِشتے میں داخل ہوتے ہیں اُنہیں بعد میں اپنے اِنتخاب پر اَفسوس ہوتاہے اور وہ اپنی روزمرہ زِندگی کو بوجھل اور تکلیف دہ پاتے ہیں۔ ایسی شادیاں کم ہی خوشگوار ثابت ہوتی ہیں اور اکثر اُن کے پاس اِس نامُناسب اِنتخاب کو دُرُست کرنے کاواحد حل طلاق ہوتاہے۔

اب سوال یہ پیداہوتاہے کہ اِزدِواجی زِندگی کے لئے شریک حیات کی ہم آہنگی کو پرکھنے کے لئے کن چیزوں کو دیکھناچاہیے؟ اِس سلسلے میں آئزک ایمبروز کاکہناہے کہ ”اپنے اِنتخاب میں سب پہلے اِن چھے نکات کامُشاہدہ کریں: شُہرت، ظاہری شکل وصُورت، اَندازِ گفتگو، لباس، حلقہِ احباب اور تعلیمی قابلیت ۔ یہ وہ نشانیاں ہیں جو اُس شخص کی دِین داری اور موزُونیت کو ظاہر کرتی ہیں جس کے ساتھ آپ کو شادی کرنی چاہیے“۔[۱۷۵] آیئے غور کریں کہ یہ نشانیاں کسی مرد یاعورت کی موزُونیت کاتعین کرنے میں کس طرح مددگار ثابت ہوسکتی ہیں۔

---

[175] . Ambrose, 228.

شُہرت

یہ دیکھنا کہ اُس شخص کی ساکھ کیا ہے؟ اور لوگ اُس کی عدم موجودگی میں اُس کے بارے میں کیا گفتگو کرتے ہیں؟ معاشرے، ملازمت کی جگہ اور سکول میں اُس کی کیا ساکھ ہے؟ اَمثال ۲۲:۱ ہمیں سکھاتی ہے کہ "نیک نام بے قیاس خزانہ سے اور اِحسان سونے چاندی سے بہتر ہے"۔ اُن لوگوں کی تلاش کرو جو معاشرے میں نیک نام ہوں، آدمیوں میں اچھی شُہرت رکھتے ہوں اور جن پر گُناہ میں زِندگی بسر کرنے کا اِلزام نہ لگایا جا سکے۔ اگر معاشرہ اُس کے بارے میں اچھی رائے رکھتا ہے تو کیا یہ اِس وجہ سے ہے کہ وہ دُنیاوی معاملات کا زیادہ خیال رکھتا ہے یا اِس لئے کہ دُنیا اُس کی اچھائی کی وجہ سے اُس کی طرف متوجہ ہوتی ہے؟ اگر وہ دِین دار ہے تو کلیسیا میں اُس کی نیک نامی اِس بات کا ثبوت ہونی چاہیے؟ جیسا کہ زِکریاہ اور الیشبع کے بارے میں یہ کہا گیا تھا" اور وہ دونوں خدا کے حضُور راست باز اور خداوند کے سب احکام و قوانین پر بے عَیب چلنے والے تھے "(لوقا ۱:۶)۔ اچھی ساکھ سے مُراد ناقابلِ خطا ہونا نہیں ہے، لیکن کسی کے کردار کا اندازہ لگاتے وقت یہ ایک مُفید نقطِہ آغاز ہے، لیکن ہمیں اُن لوگوں سے مُحتاط رہنے کی ضرورت ہے جو خدا کے لوگوں کے درمیان اچھی ساکھ نہیں رکھتے ہیں۔

ظاہری شکل و صُورت

واعِظ ۸:۱ پر غور کرتے ہوئے سمتھ (Smith) نے کہا" دِین داری اِنسان کے چہرے سے منعکس ہوتی ہے، حماقت بھی اِنسان کے چہرے سے منعکس ہوتی ہے اور شرارت بھی اِنسان کے چہرے سے ہی منعکس ہوتی ہے "۔[176] لہٰذا، اِنسان کا چہرہ اُس کے کردار کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ کیا وہ اَمثال ۶:۱۷ میں مذکُور اُونچی آنکھیں رکھتا ہے؟ کیا وہ مُتکبرانہ روّیہ رکھتی ہیں جس سے خدا یسعیاہ ۳:۱۶ میں منع کرتا ہے؟ کیا اُن کا چہرہ، اُن کے اندرُونی غُصے اور غیر مطمئن دِل کی عکاسی کرتا ہے؟ کیا اُس کی آنکھیں شوخ اور شہوت پرست دِل کو ظاہر کرتی ہیں؟ ہمیں ایسے چہروں سے جو کہ مُتکبرانہ روِیے، غُصّہ، شہوت پرستی اور غیر مطمئن دِل

---

176 . Smith, 1:16.

کی عکاسی کرتے ہیں، ہوشیار رہنا چاہیے اور اُس نیکی کی تلاش میں رہنا چاہیے جو کہ ایک راست باز دِل سے صادِر ہوتی ہے۔

طرزِ سُخن

مسیح یسوع نے متی ۱۲: ۳۴میں فرمایا کہ جو دِل میں بھرا ہے وہی مُنہ پر آتا ہے۔ گفتگو کسی شخص کے کردار کو پرکھنے کا قابلِ اِعتبار ذریعہ ہے۔ کیوں کہ "ہونٹوں کا پھل" ہی اُسے راست باز یا قصُور وار ٹھہرائے گا(متی ۷ ۳۷:۱۲؛ اَمثال ۲۳:۱۶؛۷:۱۸)۔ جب گفتگو میں ناپاکی ہو گی، تو پھر دِل میں بھی ناپاکی ہو گی ۔اور جب گفتگو میں خود پسندی تو پھر دِل میں بھی خُود پسندی ہو گی۔ اگر باتوں میں چنچل پن ہو گا۔ تو پھر دِل میں بھی شہوت ہو گی۔ اِس کے برعکس، اگر گفتگو میں نرمی اور ہمدردی ہو گی۔ تو پھر دِل میں بھی رحم اور شفقت ہو گی۔ اگر گفتگو میں شرافت اور اِطمینان ہو گا۔ تو پھر اِنسان اندر سے پُر سکُون اور مطمئن ہو گا۔ وہ جو اپنی زُبان کو لگام نہیں دے سکتے اُن کی دِین داری باطل اور بے معنی ہے (یعقوب ۲۶:۱)اِس لئے ہمیں ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے جو کنعانی زُبان یعنی بائبل کے اِیمان کی زُبان نہیں بولتے۔

لباس / ملبوسات

ایک شخص کا لباس یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ خُود کو کس نظر سے دیکھتا ہے اور وہ دُوسروں سے کیا توقع کرتا ہے کہ اُسے کیسے دیکھیں۔ کیا وہ اِس لئے لباس پہنتا ہے کہ دُوسرے اُس کے بارے میں بہتر سوچیں۔ سمتھ (Smith) نے لکھا کہ "کسی شخص سے اُس کی ظاہر داری سے بہتر کردار کی توقع نہ کریں، کیوں کہ ہر شخص اُس سے بہتر نظر آنے کی کوشش کرتا ہے جتنا کہ وہ اصل میں ہے، کیوں کہ اگر چہرے پر خُود نُمائی ہے تو دِل میں غرُور ہوتا ہے"[177]۔ کیا وہ اِنسانوں کے لئے ملبُوس ہوتا ہے یا کہ خدا کے لئے ؟ کیا ایک عورت مردوں کو جاذبِ نظر دِکھائی دینے کے لئے ملبوس ہوتی ہے ؟ اگر وہ مردوں کی نظروں کو مائل کرنے سے لُطف اندوز ہوتی ہے تو اِس سے ہم اُس کے دِل کی خواہشات کے بارے میں کیا اَندازہ لگا سکتے ہیں ؟ یا کیا وہ خدا کے سامنے اپنی عاجزی و اِنکساری کو ظاہر کرنے کے لئے ملبُوس ہوتی ہے تا کہ اُس کی خُوبصورتی

---

[177]. Smith, 1:17.

جو کہ اُس کے خاوند کے لئے خدا کی طرف سے ایک تحفہ ہے، دُوسروں کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنے؟ملبوسات اکثر اِنسان کے دِل کی خواہشات اور مَیلانات کے عکاس ہوتے ہیں۔اِس لئے اُن سے ہوشیار رہیں جو کہ اِنسانوں کے خادم بننے کے لئے ملبُوس ہوتے ہیں نہ کہ خدا کے خادم بننے کے لئے (یسعیاہ ۳:۱۶)۔

اَحباب / رفیقِ کار

پرندے ایک ہی قسم کے ہوں تو اِکٹھے اُڑتے ہیں اور گُناہ میں شریک لوگ بھی آپس میں ہم نوا ہوتے ہیں، جیسے کہ نوجوان رُحبعام نے نوجوان ساتھیوں کو چُنا(ا۔ سلاطین ۸:۷)۔سُدھائے ہوئے جانور، جنگلی جانوروں کے ساتھ نہیں رہتے اور نہ ہی وہ جو پاک صاف ہیں کوڑھیوں کے ساتھ رہتے ہیں۔اگر کوئی شخص کسی اَور چیز سے نہیں پہچانا جا سکتا تو وہ اپنی صحبت سے ضرور پہچانا جاتا ہے، کیوں کہ ایک جیسے لوگ ہمیشہ ایک دُوسرے سے جُڑے ہوئے ہوتے ہیں، جیسا کہ داوٗد نے جب گُناہ سے توبہ کی تو اُس نے کہا" اَے سب بدکردارو! میرے پاس سے دُور ہو "(زبور ۶:۸)۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ کوئی شخص تب تک بُرائی کو نہیں چھوڑ سکتا جب تک وہ بُری صحبت کو نہ چھوڑ دے۔اِس لئے اپنی زِندگی میں ایسے ساتھی کا اِنتخاب کریں جو اِس سے پہلے بھی آپ جیسی صحبت رکھتا ہو "۔[۱۷۸] ایک ممکنہ شریکِ حیات کس قسم کی صحبت رکھتا ہے؟وہ اپنا فارغ وقت کس کے ساتھ گُزارتا ہے؟نہ صرف اُس کے دوستوں کا مُشاہدہ کریں بلکہ یہ بھی کہ اُن کی موجودگی میں اُس کا روِیہ کس طرح کا ہوتا ہے؟کیا یہ آپ کو ویسا ہی نظر آتا ہے جیسا کہ پچھلے اِتوار کو چرچ میں نظر آ رہا تھا؟یا پھر اِس ہفتے کے دوران اُس کا روِیہ اپنے دوستوں کے ساتھ مختلف رہا ہے؟کیا وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ بھی ویسی ہی رہی ہے یا پھر اُس کی سہیلیاں اُس کی شخصیت کے کسی دُوسرے پہلو کو اُجاگر کر رہی ہیں جو کہ آپ کے لئے ناپسندیدہ ہے؟ ایسے شخص سے خبردار رہیں جو کہ بُرے دوستوں کے درمیان خوشی محسوس کرتا ہے اور جو گرگٹ کی طرح اپنی صحبت کے مطابق رنگ بدلتا ہے۔

---

[178] . Smith, 1:17.

تعلیم و تربیت

اِس وصف کی اہمیت یہ ہے کہ یہ اِنسان کی سوچ اور طرزِ عمل پر کیا اَثر ڈالتی ہے۔ "فطرت اور تعلیم کسی اِنسان کی شخصیت پر مُہر ثبت کرتی ہیں"۔عادات، ثقافت اور نشو و نما میں زیادہ تفاوت بالآخر چڑچڑاپن اور غلط فہمیوں کا ذریعہ بن سکتا ہے، جس کا اِزدِواجی زندگی پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے"[۱۷۹]۔کسی شخص کی تعلیم کے طریقے کو جاننا ہمیں اُن عوامل سے آگاہ کر سکتا ہے جنھوں نے اُس کے کردار کو تشکیل دیا اور یہ جاننے میں ہماری مدد کر سکتا ہے کہ آیا کہ یہ شخص ہمارے لئے موزُوں ہے یا نہیں۔

یہ وہ عمومی اُوصاف ہیں جن کے ذریعے سے ہم کسی شخص کی موزُونیت کو جانچ سکتے ہیں۔اِس طرح کی مختلف آزمایشوں کے لئے بہت سا وقت اور گہرا مشاہدہ درکار ہوتا ہے، لیکن یہ تب فائدہ مند ثابت ہو گا جب ہم اِعتماد اور اِطمینان کے ساتھ کسی سے شادی کرنے (یا شادی کرنے سے باز رہنے) کا فیصلہ کر سکیں گے۔سمتھ (Smith) نے کہا" یہ تمام خصُوصیات تین یا چار مُلاقاتوں میں واضح نہیں ہوتیں، کیوں کہ مُنافقت کو باریک دھاگے سے بُنا جاتا ہے اور عاشقوں سے زیادہ کوئی بھی فریب نہیں کھاتا"۔جو شخص اپنی بیوی کی تمام خُوبیاں جاننا چاہے قبل اِس کے کہ وہ اُس سے شادی کرے، اُسے چاہیے کہ وہ اُسے کھاتے، چلتے، کام کرتے، کھیلتے، بات کرتے، ہنستے اور ڈانٹتے دیکھے، ورنہ وہ یا تو اُس سے کم پائے گا جتنا اُس نے سوچا تھا یا اُس سے زیادہ جتنا اُس نے چاہا تھا"[۱۸۰]۔

جب ہمیں کسی شخص کی مُخلصانہ دِین داری کا یقین ہو جائے اور ہم کسی شخص کی اہلیت کو پرکھ لیں گے تب ہم پورے دِل سے ایک دُوسرے کے ساتھ محبت میں بندھ کر اِزدِواجی زِندگی میں داخل ہو سکیں گے۔شوہر اپنی بیوی سے محبت کر سکے گا اور اپنے دِل کو پورے طور پر اُس کے ساتھ لگا سکے گا اور بیوی اپنے شوہر کے ساتھ محبت کر سکے گی، جیسے کہ وہ تمام زمین پر اُس کے لئے سب سے بہترین اور موزُوں ترین شخص ہو۔اور اپنے اِنتخاب میں اِس قدر اِطمینان کے ساتھ شوہر اپنی بیوی کے لئے اُس کی آنکھوں پر ڈھال

---

[179] . den Ouden, 24.
[180] . Smith, 1:18.

اور اُس کے دِل پر مُہر کی طرح ہو گا، تا کہ وہ کسی دُوسرے مرد پر نظر نہ ڈالے اور نہ ہی کوئی دُوسرا مرد اُس کے دِل میں جگہ بنا سکے، اور بیوی اپنے شوہر کی آنکھوں میں اِس قدر محبوب اور اُس کے دِل کے اِتنے قریب ہو گی کہ وہ اُسے اپنی آخری سانس تک اپنی آنکھوں کی روشنی اور اپنے دِل کی محبت کے طور پر دیکھے گا اور یوں کسی دُوسری عورت کے بہکاوے میں نہیں آئے گا۔

موزُونیت کی ایک اور نشانی جو کہ پیوریٹنز (Puritans) نے پیش کی ہے وہ والدین کی رضا مندی ہے۔ ہماری ثقافت میں یہ تقاضا تقریباً اپنی اہمیت کھو چکا ہے اور ہر شخص وہی کرتا ہے جو کچھ اُس کی نظر میں اچھا معلوم ہوتا ہے (قُضاۃ ۲۱:۲۵) اور خدا کے اَحکام کو بڑی حد تک نظر انداز کیا جاتا ہے، لیکن یہ پیوریٹنز (Puritans) کے نزدیک ایک ضروری شرط تھی اور اِسے بحال کیا جانا چاہیے کیوں کہ یہ دِین داری، حکمت اور خدا کے پاک اِرادے پر مبنی ہے جو اِسے تقویت پہنچاتا ہے۔

پیوریٹنز (Puritans) نے پانچویں حکم کی بنیاد پر یہ کہا کہ ایک بچہ اپنے والدین سے شادی کرنے کی اِجازت طلب کرنے کا پابند ہے تا کہ اُس جوڑے کو والدین کی طرف سے برکت اور حمایت حاصل ہو۔ والدین بھی اپنے بیٹے یا بیٹی کو ایک اچھا اور موزُوں اِنتخاب بننے میں مدد کرنے کے پابند ہوتے ہیں تا کہ اُن کے بچے اپنے اِنتخاب میں دھوکہ نہ کھائیں، اور اپنی راہ سے بھٹک کر اگلی نسل کے لئے مصیبت کا سبب نہ بنیں۔ لہٰذا، اَبرہام نے اپنے بیٹے اِضحاق کے لئے بیوی کا اِنتظام کیا (پیدایش ۲:۲۴-۳)، اور اِضحاق نے اپنے بیٹے یعقوب کے لئے بیوی کا اِنتظام کیا (پیدایش ۲:۲۸) اور ہاجرہ نے اپنے بیٹے اِسماعیل کے لئے بیوی کا اِنتظام کیا (پیدایش ۲۱:۲۱)۔ مزید بر آں، کالب نے اپنی بیٹی کی شادی پر رضامندی ظاہر کی (یشوع ۱۵:۱۷)؛ ساؤل نے اپنی بیٹی کی شادی پر رضامندی ظاہر کی (۱۔ سموئیل ۱۸:۲۷) اور نعومی نے رُوت کے لئے شوہر کا اِنتظام کیا (رُوت ۱:۳)۔ کلام مُقدس میں پائی جانے والی ایسی مثالوں کی روشنی میں پیوریٹنز (Puritans) کہتے تھے کہ یہ بھی ایک بچے کی دِین داری کا حصہ ہے کہ وہ شادی کے معاملے میں اپنے والدین کی راہ نُمائی کے تابع ہو، کیوں کہ اِس سے خداوند اور اُس کے حکم کی تعظیم ہو گی (خروج ۱۲:۲۰)۔ ایسا کرنے سے، وہ برکتیں جن کا پانچویں حکم میں وعدہ کیا گیا ہے، شادی شُدہ جوڑے کو ملیں گی اور اُن کا اپنے والدین کے ساتھ تعلق بھی برکت پائے گا۔ اگرچہ پیوریٹنز (Puritans) اِس بات پر متفق تھے کہ

کچھ اِستثنائی صورتیں ہو سکتی ہیں جن میں والدین کی رضامندی کے بغیر بھی قانونی طور پر شادی کی جاسکتی ہے، لیکن یہ اِستثنائی صورتیں ہی اُصول کی تصدیق کرتی ہیں۔

اِزدِواجی تعلق قائم کرنے سے پہلے، ہمیں اپنے والدین کی رضامندی حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے اور اُس شخص سے شادی کرنے سے گُریز کرنا چاہیے جسے وہ تجویز نہیں کرتے، کیوں کہ ہمارے والدین بے کار میں خدا کی نمائندگی نہیں کرتے۔ مزید بر آں، ہمارا اُن کے تابع ہونا اُن کے دِلوں کو موم اور نرم کر سکتا ہے، تاکہ وہ آخر کار اُس کو قبول کر لیں جس سے ہم محبت کرتے ہیں، جب کہ اُن کی مخالفت میں ہماری ضد نہ صرف ہمارے اور اُن کے تعلقات کو بگاڑ سکتی ہے بلکہ خداوند کے حضور ہمارے ضمیر کے اِطمینان کو بھی خطرے میں ڈال سکتی ہے۔[181] مزید بر آں، ہمیں اُن کی رضامندی حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کیوں کہ جب آزمائشیں آئیں گی تو ہم اپنے والدین کے علاوہ کہاں جائیں گے؟ اگر ہم اُن کی مرضی کے بغیر شادی کرتے ہیں تو بعد میں ہم اُن کے پاس مدد کے لئے کیسے جاسکتے ہیں؟ ہمیں اِس بات کو یقینی بنانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ جب ہماری اِزدِواجی زندگی میں کوئی مشکل پیش آئے تو ہم یوسف کے بھائیوں کی طرح، اپنے آپ کو اِس طرح کے پریشان کُن خیالات میں مُبتلا نہ کریں (پیدایش ۲۱:۴۲) کہ ہم پر آزمایش ہماری اپنے والدین کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے آئی ہے۔

اگر ہمارے والدین ہماری شادی کی مخالفت میں غیر معقول یا خُود غرض ہوں تو کیا کریں؟ اگر ہماری نظر میں اُن کے اِنکار کی کوئی معقول وجہ نہ ہو تو کیا کریں؟ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہمیں خداوند میں اپنے ماں باپ کی عزت اور فرماں برداری کے لئے بُلایا گیا ہے (اِفسیوں ۶:۱-۳)، یہ وہ بات ہے جس پر خداوند ضرور توجہ دے گا اور عزت بخشے گا۔ جب ہم محسوس کریں کہ ہمارا اِنتخاب خداوند کی مرضی کے مُطابق ہے، لیکن پھر بھی ہمارے والدین اِس بات سے اِختلاف کرتے ہیں تو ہمیں خداوند کے حضور دُعا اور فرماں برداری کے ساتھ اُن کے سامنے جھُکنا چاہیے، تاکہ وہی رُوح جس نے ہمارے دِلوں کو اِس اِنتخاب پر مائل کیا ہے، وہ اُن کے دِلوں کو بھی نرم کرے۔ کیوں کہ اگر اِنتخاب خداوند کی مرضی سے ہے تو خدا

---

[181]. Rogers, 79–80.

والدین کے دِلوں کو بھی نرم کرے گا۔ لہٰذا، دُعا کرنے کے بعد والدین کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کریں کیوں کہ خداوند کا کلام فرماتا ہے کہ یہ تمہیں ضرور ملے گی (خروج ۱۲:۲۰) اور وہ ضرور اِس بات پر رضامند ہوں گے (اِستثنا ۳:۷؛ یرمیاہ ۲۹:۶)۔

مزید بر آں، فضل کے تخت کے پاس جائیں اور خدا سے اِلتجا کریں کہ وہ ہمیں ایسی اولاد عطا کرے جو فرماں بردار اور قناعت پسند ہو، اور ایسے والدین عطا کرے جو دانش مند اور راست باز ہوں۔ اور وہ بچوں کو محبت کرنے والے اور بھروسا مند دِل عطا کرے، اور والدین کو نرمی اور حکمت کے ساتھ راہ نُمائی کرنے کی توفیق دے اور یہ کہ وہ اولاد اور والدین دونوں کو اپنے احکام کی فرماں برداری میں بڑھائے (خروج ۱۲:۲۰)، اگرچہ اولاد کو اپنے والدین کی فرماں بردار ہونا چاہیے، والدین کو بھی اپنے بچوں کو کسی ایسے شخص سے شادی کرنے پر مجبور نہیں کرنا چاہیے جو کہ غیر اِیمان دار ہو، یا کسی ایسے شخص سے جس کے ساتھ وہ مُطابقت نہ رکھتے ہوں اور جسے وہ پورے دِل سے نہ اپنا سکتے ہوں۔ اِس کے علاوہ، جیسا کہ والدین کو اپنے بچوں کو کسی شخص سے اُس کی خُوبصورتی، دولت اور معاشرتی مُقام کی بنیاد پر شادی کرنے کی نصیحت نہیں کرنی چاہیے، اِسی طرح سے بچوں کو بھی والدین کو مجبور نہیں کرنا چاہیے کہ وہ ایسی شادی کی منظوری دیں جو محض عارضی کشش پر مبنی ہو۔ کیوں کہ جلد بازی میں کی گئی شادی اکثر کمزور بنیادوں پر اُستوار ہوتی ہے اور جلد ہی پچھتاوے کا سبب بنتی ہے۔ اِس لئے والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کی مدد کریں تاکہ وہ حکمت اور فراست کے ساتھ ایسے شخص کا اِنتخاب کر سکیں جس کے ساتھ وہ اپنی پوری زِندگی محبت اور وفاداری کے ساتھ گُزار سکیں۔

پس والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کی نوجوانی میں ہی اُن کے دِل جیتنے کی کوشش کریں، اُن پر یہ بات واضح کریں کہ وہ اُن کی بھلائی کے لئے محنت کرتے ہیں، اُن کی بھلائی کے لئے ہی اُن کی تربیت کرتے ہیں اور اُن کی بھلائی کے لئے خدا سے دُعا کرتے ہیں تاکہ جب اُن کے بچے شریکِ حیات کے اِنتخاب میں راہ نُمائی اور شادی کے لئے رضامندی طلب کریں تو اگر والدین اِختلاف کرتے ہیں تو اُنہیں بچوں کی طرف سے بغاوت اور ہٹ دھرمی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ تاہم، والدین اپنے بچوں کے حق میں اپنی ذِمے داری سے غفلت برتنے، اُن کی دُرُست راہ نُمائی کرنے میں ناکامی اور بغیر کسی بائبلی وجوہات کے اپنے اِختیار

کے غلط اِستعمال اور رضامندی نہ ظاہر کرنے سے خبردار رہیں۔ بلکہ اُنہیں خُود بھی اِس راہ پر چلنا چاہیے جس کی وہ اپنے بچوں سے توقع رکھتے ہیں، یعنی فرض کی راہ پر، یہ یاد رکھتے ہوئے کہ خداوند نے اُنہیں اِس معاملے میں وفادار رہنے کا حکم دیا ہے۔

آخری نصیحت

ہم اِس باب کو اِس آخری نصیحت کے بغیر ختم نہیں کر سکتے کہ شادی صرف خداوند میں ہی کی جائے۔ جو کوئی خداوند کی مرضی کے بغیر شادی کرتا ہے وہ کبھی سکون نہیں پائے گا۔ اِزدِواجی زِندگی کے ذریعے آپ بھاری برکات حاصل کر سکتے ہیں، لیکن اِسی طرح سے یہ مُشکلات اور آزمائشوں کا سبب بھی بن سکتی ہے اور اِس سب کا اِنحصار اِس بات پر ہے کہ آپ اِزدِواجی زِندگی میں کیسے داخل ہوتے ہیں۔ پھر کوئی کیوں ایسی شادی کرے جس میں خدا اور اُس کی برکات شامل نہ ہوں؟ دانی ایل راجرز کی درج ذیل نصیحتوں پر غور کریں:[182]

اوّل: اپنی مرضی کی حکمت کو رَدّ کرتے ہوئے اپنی خُودی سے اِنکار کریں، گویا کہ آپ کو کسی نصیحت کی ضرورت نہیں اور آپ شادی کے معاملہ میں کبھی غلط فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اِس کے بجائے خُود کو بڑے تحمل اور دُعاؤں کے ساتھ خدا کے تابع کر دیں اور پہلی ہی خواہش اور موقع پر اِزدِواجی زِندگی میں داخل ہونے کی جلدی نہ کریں۔ ہو سکتا ہے کہ خدا نے آپ کو اکیلا رہنے کے لئے بُلایا ہو، یا ہو سکتا ہے کہ اُس نے آپ کو شادی شُدہ زِندگی گُزارنے کے لئے ہی بُلایا ہو لیکن ابھی اُس کا مناسب وقت نہ آیا ہو۔ اِس معاملے میں خداوند کی مرضی کو تلاش کریں اور ہر ممکن طریقے سے اپنی پوری توجہ خداوند کی عبادت کرنے کے لئے وقف کریں جب تک وہ (خدا) یہ بات واضح نہ کر دے کہ وہ آپ کو شادی کے لئے بُلا رہا ہے۔

دوم: جب آپ کو معلوم ہو جائے کہ خداوند نے آپ کو اِزدِواجی زِندگی کے لئے بُلایا ہے تو خُود کو اُس کے لئے تیار کریں۔ خدا سے دُعا کریں کہ وہ آپ کو خود اِنکاری، فروتنی، حکمت اور پاکیزگی سکھائے

182 . Rogers, 43–54.

۔شادی ایک اِنسان کو اُس کی ذات سے باہر نکالتی ہے اور اُسے محبت کرنے، خدمت کرنے، ساتھ کھڑے ہونے، اِنتظار کرنے، ترجیح دینے اور دُوسروں کے تابع ہونے کے لئے بُلاتی ہے۔اگر آپ صرف اپنی خدمت کرنے، اپنے آپ کو ترجیح دینے اور اپنے آپ سے محبت کرنے کے عادی ہیں، تو اِزدِواجی زندگی آپ کے لئے سخت بوجھ ہو گی۔

سوم: اِس عام بیماری سے خبردار رہیں جس نے اِنسانوں کی آنکھوں کو اِتنا دُھندلا کر دیا ہے کہ وہ کسی چیز کی ظاہری صورت کے سِوا کچھ نہیں دیکھ سکتے۔خوبصُورتی، دولت، معاشرتی مقام یا تعلیم کو آپ کی عقل کو فریب دینے اور آپ کی محبت کو راست بازی کے معیار سے ہٹانے نہ دیں۔لالچ، غرور اور جاہ طلب خیالات سے بھی خبردار رہیں جو بہت سے لوگوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ ہزاروں لوگوں میں سے بھی بہترین اِنتخاب ہوں گے اور اِس لئے عام لوگوں سے بہتر ہیں، اور اُن کے لئے صرف وہی لوگ قابلِ قبول ہیں جن میں خوبصورتی، دولت اور عقل عام لوگوں سے زیادہ ہو۔جیسا کہ راجرز (Rogers) نے شادی کے خواہش مند مردوں سے کہا "اپنے بارے میں زیادہ نہ سوچیں کیوں کہ آپ میں سب سے ادنیٰ عورت کے برابر ہونے کی بھی کوئی خوبی نہیں، بلکہ اپنے دِلوں کو عاجز بنائیں اور خداوند میں شادی کریں ، اگر کوئی اور رکاوٹ نہ ہو اور خداوند کی مرضی شامل ہو اور تمام دِیگر وسائل بھی ہم آہنگ ہوں تو پھر سوال کرنے کی گنجایش ہی نہیں ہے۔لیکن اگر ایسا ہو کہ ایک طرف تو ایسا ممکنہ شریکِ حیات ہو جس کے پاس پانچ سو پاؤنڈ ہوں لیکن وہ خداوند پر اِیمان رکھتا ہو اور دُوسری طرف ایک ایسا ممکنہ شریکِ حیات ہو جس کے پاس سات سو یا آٹھ سو پاؤنڈز ہوں لیکن وہ خداوند پر اِیمان نہ رکھتا ہو، تب کیا کیا جائے؟"۔مَیں جواب دیتا ہوں، اگر دُوسرے حالات مُناسب ہوں تو بڑی پیشکش کو ردّ کر دیں اور چھوٹی کو قبول کر لیں، اپنی کمی کے نقصان کو خوشی سے گنیں اور اُس کے فضل کے حصول کو زیادہ خوشی کا ذریعہ سمجھیں [۱۸۳]۔اِس لئے نہ صرف یہ دیکھیں کہ آپ کیا چھوڑ سکتے ہیں تاکہ آپ ایک نیک اور موزُوں شریکِ حیات حاصل کر

[183] . Rogers, 47.

سکیں، کیوں کہ اِزدِواجی رِشتہ ایک معزز رِشتہ ہے اور آپ کو اِس کی عزت کو اچھی شروعات کے ذریعے حاصل کرنا چاہیے، ورنہ آپ اِس کی عزت اور برکت سے محروم ہو سکتے ہیں۔

چہارم: خدا سے ایک اچھی اِزدِواجی زِندگی کی برکات کے لئے بڑی گرم جوشی سے دُعا کریں۔ خداوند سے اپنی دُعاؤں کی کثرت اور شدت کے ساتھ اِس بات کو ثابت کریں کہ آپ واقعی میں ایک اچھی اِزدِواجی زِندگی کے خواہاں ہیں، اِس کے وسیلے سے خدا کے نام کو جلال دینا چاہتے ہیں اور وہ آپ کی دُعا کو ردّ نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ آپ کی دُعا کو سُنے گا اور یا تو اِس کا جواب دے گا، یا وہ آپ کو اپنے اِنکار کی ایسی وجہ بتائے گا جو آپ کے دِل کو مطمئن کر دے گی۔ یاد رکھیں کہ ایک نیک شریکِ حیات خداوند کی طرف سے ایک قیمتی تحفہ ہے اور وہ اپنے قیمتی تحفے آسانی سے نہیں دیتا بلکہ چاہتا ہے کہ اُنہیں اِصرار کے ساتھ مانگا جائے (متی ۲۲:۱۵-۲۸)۔ اِس کے علاوہ اپنی دُعا میں ایک وعدہ بھی شامل کریں کہ اگر خداوند اپنی مرضی سے آپ کے لئے ایک بیوی مہیا کرے، تو آپ اُسے دُنیا کی ہزار عورتوں سے بہتر سمجھیں گے۔

پنجم: اپنے دانش مند، غیر جانب دار اور دِین دار دوستوں سے مشورہ لیں تا کہ آپ اپنی حکمت یا کسی چاپلوس کے مشورے سے دھوکہ نہ کھائیں۔ خدا نے وعدہ کیا ہے کہ وہ آپ کے اِنتخاب میں آپ کی راہ نُمائی کرے گا، مگر اُس نے بھائیوں کو بھی تمہاری مدد اور حوصلہ اَفزائی کے لئے دیا ہے۔

ششم: جس شخص کو آپ اچھا اور موزُوں شریکِ حیات سمجھتے ہیں، اُس کے ساتھ اپنی باہمی گفتگو میں محتاط اور مُشاہدہ کرنے والے بنیں تا کہ آپ نہ صرف اُس کی گفتگو بلکہ اُس کی رُوح کو بھی جان سکیں۔ صرف مذہب ہی پر بات نہ کریں بلکہ مذہب کے رُوح پر اِختیار اور اَثر کے بارے میں بھی بات کریں۔ خدا کے دِلوں کو تبدیل کرنے کے کام، مسیح یسوع کی آپ کے گناہ پر قابو پانے کی طاقت، رُوح کے وسیلہ سے آپ کے جسم پر اِختیار اور آپ کی رُوح میں فضل کے کام کے بارے میں بھی بات کریں۔ صرف نعمتوں ہی کی نہیں بلکہ فضل کی تلاش میں بھی رہیں۔ رُوح کے پھلوں کی تلاش میں رہیں اور خاص طور پر فروتنی اور حلیمی کی تلاش میں۔ جہاں محبت خالص ہو وہاں ایک دُوسرے میں پائی جانے والی معمولی خامیاں مذہب کے ذرِیعے سے پوری ہو جاتی ہیں، لیکن مذہب کی کمی کو ظاہری نعمتوں اور صلاحیتوں سے پورا نہیں کیا جا سکتا۔

آخر میں، اگر کوئی یہ سوچے کہ خدا کے چُنے ہوئے شریک حیات کے اِنتظار سے وہ شادی سے محروم ہو سکتا ہے، تو پھر ہم یہی مشورہ دیتے ہیں: خداوند کی آس رکھ، اپنی راہ خداوند پر چھوڑ دے، کیوں کہ وہ بہتر جانتا ہے کہ آپ کو کیا چاہیے (زبور ۱۴:۲۷؛ ۳:۳۷-۵-۶)۔ جو لوگ خداوند کی آس رکھتے ہیں وہ اُن سے کہیں بہتر ہوں گے جو ایسا نہیں کرتے، کیوں کہ اوّل الذِکر اُس کی آس رکھتے ہیں جو اُنہیں کبھی مایوس نہیں کرے گا، جبکہ موخر الذکر، اپنے خالق اور خداوند سے زیادہ عقل مند ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ موجودہ وقت میں ایک نیک اور موزُوں شریکِ حیات نہیں مِل سکتا، تو ہم آپ کو یاد دِلاتے ہیں کہ وہی خدا جو آپ کو ایسے شریکِ حیات کے لئے اِنتظار کرنے کو کہتا ہے، وہ بہت اچھی طرح جانتا ہے کہ وہ شخص کون ہے اور کہاں ہے، اور وہ آپ کو ضرور ایسا شریکِ حیات عطا کرے گا۔

دُنیا کے انداز و اَطوار کی پیروی کر کے آزمایش میں نہ پڑیں، کیوں کہ اگر خدا کسی کو اِزدِواجی زِندگی کے لئے بُلاتا ہے، تو وہ اُسے اَبرہام کا بیٹا بناتا ہے اور اِسی طرح سے وہ ایک بیٹی کو بھی اَبرہام کی بیٹی بناتا ہے تاکہ وہ خداوند میں شادی کرے۔ ”ایک نیک اور موزُوں شریکِ حیات کی تلاش کے لئے اپنے وسائل کا اِستعمال کریں اور ایسا کرنے کے بعد، موتیوں کو کنکروں پر ترجیح دیں، کیوں کہ خداوند نیک شخص کو نیک شریکِ حیات ہی عطا کرے گا، کیوں کہ وہ ترتیب کا خدا ہے نہ کہ اَبتری کا“[۱۸۴]۔

مُطالعاتی سوالات

۱۔ خدا کے فضل سے اپنے لئے شریکِ حیات کا اِنتخاب کرنے سے پہلے ”خدا کا اِنتخاب کرنا“ کیوں ضروری ہے؟

۲۔ بائبل مقدس کے کون سے حوالہ جات ہمیں سکھاتے ہیں کہ ہمیں خدا سے شریکِ حیات مانگنی چاہیے؟

۳۔ جب ہم شریکِ حیات کی تلاش میں ہوتے ہیں تو ہمیں اپنے دِل کی محبتوں کے لئے کیسے دُعا کرنی چاہیے؟ اور کیوں کرنی چاہیے؟

---

[184] . Rogers, 53.

۴۔ کیوں، ایک اِیمان دار شخص کو اپنے لئے ایک دِین دار شریکِ حیات کا اِنتخاب کرنا چاہیے، اِس کی کچھ وجوہات بیان کریں۔

۵۔ ہنری سکڈر نے کہا "وہ نیک ہو سکتی ہے، مگر آپ کے لئے اچھی نہ ہو؛ وہ اچھی بیوی ہو سکتی ہے، لیکن ہو سکتا ہے آپ کے لئے موزُوں نہ ہو" اِس کا کیا مطلب ہے؟ کچھ مثالیں دیں۔

۶۔ آئزک ایمبروز نے ممکنہ شریکِ حیات کا جائزہ لینے کے لئے چھے نکات پیش کیے۔ کیا آپ اُن نکات کی وضاحت کر سکتے ہیں؟

۷۔ کسی ممکنہ شریکِ حیات کی خدا پرست مسیحیوں میں شہرت، ہمارے اُس کے بارے میں نظریے کی تصدیق یا اِصلاح کیسے کر سکتی ہے؟

۸۔ والدین کا ایک ممکنہ شریکِ حیات کے اِنتخاب میں کیا کردار ہونا چاہیے؟

۹۔ شادی کے لئے والدین کی رضامندی کتنی اہم ہے؟ اور کیوں اہم ہے؟

۱۰۔ شریکِ حیات کی تلاش میں نفس کُشی (خُودی کا اِنکار) کو فروغ دینا کیوں ضروری ہے؟

چوتھا باب

شادی کی عزت و تکریم کو برقرار رکھنا

جب ہم خداوند میں شادی کرتے ہیں، تو ہم شادی کے خالق، خداوند کی تعظیم کرتے اور اِس طرح سے اُس کے حضور اُن برکات کی توقع رکھ سکتے ہیں جو وہ بخوشی اِزدِواجی زندگی کو عطا کرتا ہے۔ تاہم، ایک ایسے شخص کی طرح جس نے بڑی محنت سے دولت اِکٹھی کی ہو، وہ اُسے محفوظ کرنے کے لئے بہت سی تدبیریں سوچتا ہے، اُسی طرح سے ہمارا کام اب اُن وسائل کو تلاش کرنا ہے جس سے ہم اِزدِواجی زِندگی کی عزت و تکریم کو کیسے محفوظ اور برقرار رکھ سکتے ہیں۔ راجرز (Rogers) نے کہا "وہ لوگ جنہوں نے ایک معزز اِزدِواجی تعلق قائم کیا ہے اُنہیں چاہیے کہ وہ اِس میں قائم رہیں اور اِسے برقرار رکھیں"[185]۔

اگر اِزدِواجی زِندگی کی عزت و تکریم خداوند سے ہے اور اِسے خداوند میں شادی کر کے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے، تو پھر یہ بات لازم ہو جاتی ہے کہ اِزدِواجی زِندگی کی عزت و تکریم کو محفوظ بنانے کا واحد ذریعہ اِزدِواجی زِندگی کے دوران خداوند میں وفاداری سے چلنا ہے۔ وگرنہ، بے وفائی اِزدِواجی زِندگی کی عزت کو لوگوں کے سامنے داغ دار کر دے گی، ہمارے شریکِ حیات کے دِلوں کو زخمی کرے گی اور خداوند کو مجبور کرے گی کہ وہ ہم سے اپنی برکات واپس لے لے۔

چناں چہ، کلامِ مُقدس ہمیں صرف خداوند میں شادی کرنے کی تعلیم نہیں دیتا (۱۔کرنتھیوں ۷:۳۹) بلکہ یہ بھی سکھاتا ہے کہ خداوند کے حضور وفاداری کے ساتھ ایک ساتھ کیسے چلنا ہے (اِفسیوں ۵ :۲۲-۳۳؛ کلسیوں ۳:۱۸-۱۹؛ ۱پطرس ۳:۱-۷)۔

اِزدِواجی زِندگی میں خدا کے حضور وفاداری سے چلنے سے مُراد اِزدِواجی زِندگی کے باہمی اور مخصوص فرائض کو اَنجام دینا ہے۔ شادی، خداوند کی طرف سے ایک ذِمے داری ہے، جو خدا کے حضور

---

[185]. Rogers, 115.

ایک دُوسرے کے ساتھ کیے گئے عہد پر مبنی ہوتی ہے۔اِس لئے شادی کو بنیادی طور پر فرض اور ذِمے داری کے نقطۂ نظر سے دیکھا جانا چاہیے۔ شادی کا مطلب صرف کسی ایسے شخص کے ساتھ جُڑنا نہیں ہے جس سے آپ ایک وقت میں شدید محبت کرتے ہیں، بلکہ اُس کے ساتھ وفاداری اور ذِمے داری کے ساتھ ہمیشہ محبت کا عہد باندھنا ہے۔[۱۸۶]

جب خدا ایک مرد اور عورت کو اِزدِواجی بندھن میں باندھتا ہے، تو وہ اُن سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ اِزدِواجی زندگی کے اُن فرائض کو وفاداری سے اَنجام دے کر جو اُس نے اُن پر عائد کیے ہیں، اُس کے نام کو جلال دیں۔ مثال کے طور پر (اِفسیوں ۵:۲۲-۳۳؛ ۱۔پطرس ۳:۱-۷)۔ چونکہ یہ فرائض خدا نے اپنے کلام میں مقرر کیے ہیں، اِس لئے اِن کو وفاداری سے ادا کرنا نہ صرف خدا کی براہِ راست تعظیم ہے بلکہ اِزدِواجی زندگی پر اُس کی عطا کردہ توقیر کو محفوظ کرنے اور قائم رکھنے میں بھی مدد دیتا ہے۔

گاؤج (Gouge) نے اِزدِواجی زندگی کے فرائض کو پورا کرنے کی ضرورت اور برکت دونوں پر زور دیتے ہوئے کہا: "یہ فرائض نہ صرف اِزدِواجی زندگی کی بقاء اور اِستقامت کے لئے بالکل ضروری ہیں، بلکہ اِزدِواجی زندگی کی بھلائی اور خوش حال زندگی گزارے کے لئے نفع بخش اور لازمی بھی ہیں، اور ایک شادی شُدہ جوڑے کو ایک اچھے اور خوشگوار طریقے سے ساتھ زِندگی گُزارنے میں مدد کرتے ہیں"۔[۱۸۷]

تاہم خدا ہمیں صرف فرائض نہیں سونپتا بلکہ وہ چاہتا ہے کہ ہم وفاداری سے اُن کی تعمیل کریں ۔ وہ اُن فرائض کو ہمارے ذہنوں میں بٹھاتا اور ہمارے دِلوں میں راسخ کرتا ہے تاکہ ہم اُن کو خوشی اور رضا مندی سے ادا کریں، اِس یقین کے ساتھ کہ ہماری وفاداری میں خدا کا جلال اور ہماری خوشی شامل ہے۔

چناں چہ ، خدا اُن فرائض کو شادی کے اُصول پر قائم کرتا ہے جو کلامِ مقدس کی دو بنیادی سچائیوں پر مبنی ہیں:

۱۔ مسیح اور کلیسیا کا اُصول

۲۔ عہد کا اُصول

---

186 . den Ouden, 40–41.
187 . Gouge, 155.

چناں چہ، مندرجہ ذیل اَبواب میں اِزدِواجی زِندگی کے متعلقہ فرائض پر بات کرنے سے پہلے، ہم اِن دو اُصُولوں پر غور کریں گے، کیوں کہ یہی اُصُول اِزدِواجی زِندگی میں "فرض" کی بنیاد اور تحریک فراہم کرتے ہیں۔ اور جب ہم ایسا کر لیتے ہیں، تو ہم اُن فرائض کے لئے وفاداری سے سر جھکا سکتے ہیں جس کا خدا ہم سے تقاضا کرتا ہے اور جو اُس کے فضل سے ہماری اِزدِواجی زِندگیوں کی عزت و تکریم کو برقرار رکھیں گے۔

باہمی فرماں برداری کی ذِمے داری

گاوج کی کتاب "گھریلو ذِمے داریوں کے بارے میں" (Of Domestical Duties) اِفسیوں ۵:۲۱؛ ۶:۹ پر مبنی ہے، جو شوہروں اور بیویوں، والدین اور بچوں، مالکوں اور نوکروں کے فرائض کو بیان کرتی ہے۔ اِن فرائض کی وضاحت کرنے سے پہلے۔ گاوج (Gouge) نے ایک تعارُفی وضاحت لکھی تاکہ ہر شخص اپنی حیثیت میں اپنے فرائض کو جان سکے اور سمجھ سکے کہ وہ خداوند کے سامنے اپنے آپ کو ایک دُوسرے کے تابع کرے، جیسا کہ اِفسیوں ۵:۲۱ آیت میں لکھا ہے "اور مسیح کے خوف سے ایک دُوسرے کے تابع رہو"۔

اِفسیوں ۵:۲۱ میں پولُس رسُول اپنے قارئین کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو خداوند کے خوف میں ایک دُوسرے کے تابع کریں۔ گاوج (Gouge) وضاحت کرتا ہے کہ چاہے آپ کا کوئی بھی مقام یا حیثیت ہو، ہر اِیمان دار کو خدا کے حکم کے مطابق تابع داری میں زِندگی گزارنی ہے۔ ایک ماتحت، خداوند کے خوف میں اپنے اَفسران کی عزت اور خدمت کرتا ہے اور اُن کے تابع ہوتا ہے (۱۔ پطرس ۲: ۱۳-۱۷)، جبکہ ایک برتر/اَفسر خداوند کے خوف میں محبت اور فروتنی کے ساتھ حکمرانی کر کے اپنے ماتحتوں کے تابع ہوتا ہے (۱۔ پطرس ۵:۱-۴) اور ایک ہی حیثیت کے لوگ خداوند کے خوف میں دُوسرے کی بھلائی کو اپنی بھلائی سے بڑھ کر سمجھتے ہوئے، ایک دُوسرے کے تابع ہوتے ہیں (فلپیوں ۲: ۳-۴)۔

ایسی باہمی فرماں برداری کی منطق دو پہلوؤں پر مبنی ہے۔اوّل، ہم میں سے ہر ایک کو خدا کی طرف سے نہ صرف اپنی بھلائی کے لئے بلکہ دُوسروں کی بھلائی کے لئے بھی ایک خاص مقام دیا گیا ہے۔ہمیں خُود غرضی یا خود ستایشی کے لئے نہیں بلکہ خدمت اور ذِمے داری کے لئے بُلایا گیا ہے۔اِسی لئے رسُول بیان کرتا ہے کہ کلیسیا یا مسیح کا بدن، خدا کی طرف سے یوں ترتیب دیا گیا ہے کہ ہر ایک دُوسرے کی فکر کرے (۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۲۴-۲۵) اور نہ صرف اپنی ذات کے لئے بلکہ مُشترکہ بھلائی کے لئے خدمت کرے (۱۔کرنتھیوں ۷:۱۲)۔خُدا مسیح کے بدن کے اَراکین کو مختلف ذِمے داریاں عطا فرماتا ہے، جو پُورے بدن کی بھلائی کے لئے ہیں، نہ کہ صرف اِنفرادی اَراکین کے لئے۔ اپنی مخصوص بُلاہٹوں میں ہمیں دُوسروں کی بھلائی کو اپنی بھلائی سے زیادہ اہم جاننا ہے (فلپیوں ۲:۳-۴)۔وہ لوگ جن کے پاس اِختیار ہے اُن کے بارے میں گاؤج کہتا ہے کہ ”عالیٰ مرتبہ لوگوں کی بلاہٹیں دراصل خدمت کے منصب ہیں، بلکہ وہ بوجھ ہیں جنہیں وہ خوشی سے اُٹھاتے ہیں، کیوں کہ وہ خدا کی طرف سے بُلائے ہوئے ہیں اور اُنہیں اُن نیکیوں کا جو اُنہوں نے دُوسروں کے ساتھ کی ہیں حساب دینا ہو گا، اِس کے لئے ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ وہ بھی اپنے آپ کو تابع کریں“[188]۔

دوم: چونکہ ہمیں خدا کی طرف سے ایک خاص مقام عطا کیا گیا ہے، اِس لئے ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ ہم اُس کے وفادار رہیں۔چاہے ہمارا مقام / حیثیت کچھ بھی ہو ہمیں خداوند کے خوف میں اپنی ذِمے داریوں کو پُورا کرنا ہے، کیوں کہ جیسا کہ گاؤج نے کہا ”یہی ایک موثر سبب ہے جو ایک حقیقی مسیحی کو آمادہ کرتا ہے کہ وہ اپنے ساتھی اِنسانوں کے لئے اپنی ذِمے داری بخوشی ادا کرے“[189]۔اِس بات کو یاد رکھنا کہ خدا ہم پر کیسا مہربان ہے اور کس طرح سے خُوشی کا اِنحصار خدا کی خوشنُودی میں ہے، خدا کا مقدس خوف ہمیں وہ سب کچھ کرنے پر آمادہ کرتا ہے جس کا خدا ہم سے تقاضا کرتا ہے اور وہ سب کچھ کرنے سے باز رکھتا ہے جو خدا کو ناخوش کرتا ہے۔

---

[188] . Gouge, 4.
[189] . Gouge, 5.

خداوند کے خوف میں ہم اپنے اپنے مقام کے مطابق اپنے فرائض کو ادا کرنے میں ایک دُوسرے کے تابع ہوتے ہیں۔ بیویاں اپنے شوہروں کے تابع ہوتی ہیں اور شوہر اپنی بیویوں سے محبت رکھتے ہیں (اِفسیوں ۲۲:۵، ۲۵)؛ بچے اپنے والدین کی تابع فرمانی کرتے ہیں اور والدین اپنی اولاد کی تربیت کرتے ہیں (اِفسیوں ۱:۶-۴) اور غلام اپنے مالکوں کے تابع ہوتے ہیں جبکہ مالک اپنے نوکروں کے ساتھ مسیح جیسی محبت اور نرمی سے پیش آتے ہیں (۱۔ پطرس ۱۷:۲؛ ۲ تواریخ ۵:۱۹-۹)۔ جیسا کہ گاؤج نے لکھا کہ "جو شخص اُن کے تابع نہیں ہوتا جو اُس پر مُقرر کیے گیے ہیں، وہ خداوند کے خوف میں خدا کی شبیہ کا احترام نہیں کرتا اور وہ شخص جو خداوند کے خوف میں اپنے ماتحتوں پر حکمرانی نہیں کرتا، وہ خدا کے حکم کا احترام نہیں کرتا"۔[۱۹۰]

کچھ لوگ یہ دلیل دے سکتے ہیں کہ باہمی فرماں برداری اِختیار والوں اور ماتحتوں کے درمیان تفاوت کو ختم کر دیتی ہے۔ لیکن حقیت اِس کے برعکس ہے، کیوں کہ اگر ہم یاد رکھیں کہ تابع فرمانی کی نوعیت مختلف عہدوں کے مُطابق مختلف ہو سکتی ہے، تو یہ فرق واضح رہتا ہے۔ جس شخص کے پاس اِختیار ہے، وہ اُن پر حکمرانی کر کے تابع داری کرتا ہے جو اُس کے ماتحت ہیں، لیکن یہ حکمرانی محبت اور عاجزی کے ساتھ ہونی چاہیے۔ اِسی طرح سے جو ماتحت ہے، وہ اپنی ذِمے داری کو وفاداری اور محبت سے ادا کر کے تابع داری کرتا ہے، اور جس کو عزت دینی چاہیے اُسے عزت دیتا ہے۔

اور اِس سب سے خدا کے نام کی تعظیم ہوتی ہے، کیوں کہ ہم سب اپنے اپنے منصب کے مُطابق ایک دُوسرے کے تابع ہیں، کیوں کہ ہم سب اپنی اپنی ذِمے داریوں میں اُس کے حضور برابر جواب دہ ہیں اور اُس کے بدن کے اَعضا ہونے کے ناطے اُس کے خوف سے ترغیب پاتے ہیں۔

اِسی لئے گاؤج (Gouge) نے اِیمان داروں کو تاکید کی کہ "پس چاہیے کہ سب لوگ خدا کے خوف کو اپنی زِندگی میں ایک نشان کے طور پر رکھیں، تاکہ وہ اپنی ہر بات میں اُس کا لحاظ رکھیں، اِختیار رکھنے

---

190 . Gouge, 9.

والے لوگ اپنی ذات کی تسکین کے لئے کچھ نہ کریں (گنتی ۱۱: ۲۹)، اور نہ ہی اپنے ماتحتوں سے اپنے فائدے کے لئے کچھ ایسا کروائیں جو خدا کے خوف کے مُطابق نہ ہو"(ا۔ سموئیل ۸: ۲۴)۔

اور ماتحت لوگ (پیدائش ۱۰:۳۹؛ ا۔ سموئیل ۱۷: ۲۲) اپنے اعلیٰ حکام کی مرضی سے کوئی ایسا کام نہ کریں(اَعمال ۱۹: ۴) اور نہ ہی اُن کی مرضی سے کسی ایسے کام سے باز رہیں جو خدا کے خوف کے خلاف ہو، بلکہ ہر ایک خدا کے خوف میں ایک دُوسرے کے تابع رہے"۔[191]

مسیح اور اُس کی کلیسیا

باہمی فرماں برداری کے پسِ منظر میں، گاؤج نے پولُس رسُول کی پیروی کی، جو کہ اِفسیوں ۵ باب میں شوہروں اور بیویوں کے خداوند میں فرائض پر بات کرتا ہے۔ پولُس رسُول اِزدِواجی زِندگی کے پہلے بنیادی اُصول کو اُن کے فرائض کی بنیاد کے طور پر پیش کرتا ہے: مسیح- کلیسیا کا اُصول۔ اِس کے مُطابق، ایک شوہر کو اپنی بیوی سے اِس طرح محبت کرنی چاہیے، جیسے کہ مسیح یسوع کلیسیا سے محبت کرتا ہے، اور بیوی کو اپنے شوہر کے تابع اور اُس کی ایسی فرماں بردار ہونا چاہیے، جیسے کہ کلیسیا مسیح کے تابع ہے۔ گاؤج (Gouge) نے کہا کہ، پولُس رسُول اِس اُصول کو اِستعمال کرتا ہے تا کہ "دونوں شوہر اور بیوی زیادہ بہتر راہ نُمائی حاصل کریں اور اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے زیادہ تحریک حاصل کر سکیں"۔[192]

شوہر کو اپنی بیوی پر ایسا ہی اِختیار ہے جیسا کہ مسیح کو اپنی کلیسیا پر (اِفسیوں ۵:۲۳)۔ جس طرح مسیح یسوع کلیسیا سے پیار کرتا ہے ویسے ہی ایک شوہر کو بھی اپنی بیوی سے محبت کرنی چاہیے۔ اُسے اپنی بیوی سے غیر مشروط (آیت ۲۵)، بامقصد (آیت ۲۶)، حقیقی طور پر (آیت ۲۷) اور بے لوث محبت کرنی چاہیے (آیت ۲۸-۲۹)۔ اُسے اپنی بیوی سے سچی، آزادانہ، خالص، بے پناہ اور مسلسل محبت کرنی چاہیے۔ اُسے اُس کی پرورش کرنی چاہیے اور اُس کا خیال رکھنا چاہیے جیسے کہ مسیح یسوع اپنی کلیسیا کا خیال رکھتا ہے (آیت ۲۹)[193]۔ مسیح کی اپنی کلیسیا کے لئے محبت ہر شوہر کے لئے نمونہ ہے تا کہ وہ اِس کی پیروی کرے۔

---

191 . Gouge, 10.
192 . Gouge, 18 and 30.
193 . Gouge, 31.

یقیناً، مسیح کی اپنی کلیسیا کے لئے محبت افضل، کامل اور اُس کی اُلوہیت کی طرح لامحُدود ہے۔ لہٰذا، ایک شوہر اپنی بیوی سے ایسی محبت نہیں کر سکتا جو مسیح کی محبت کی برابری کرے۔ اِنسان بحیثیتِ گنہگار مسیح کی بے پایاں محبت کی برابری نہیں کر سکتا (آیت ۲۵) تاہم، مسیح کی اپنی دُلہن کے لئے محبت ہر شوہر کے لئے ایک نمونہ اور اُس کا مطمعِ نظر ہونی چاہیے "[194]۔ ایک شوہر کو چاہیے کہ وہ اِس محبت کے قریب ترین پہنچنے کی کوشش کرے۔ گاؤج (Gouge) کہتا ہے کہ مسیح کی طرح کی محبت "شوہر کی ذِمے داریوں کو اِس طرح سے قابلِ برداشت اور خوشگوار بنا دے گی جیسے کہ چینی کھانے کو میٹھا بنا دیتی ہے" اور یوں اُس کی محبت کرنے والی بیوی کو اُس کے تابع ہونے میں آسانی ہو گی[195]۔ شوہر کی وفاداری، بیوی کی حوصلہ اَفزائی کرے گی تا کہ وہ بھی وفادار بنے اور شوہر کی محبت بیوی کو اُس کے تابع ہونے پر اُبھارے گی۔

اِسی طرح سے ایک بیوی کا اپنے شوہر کے تابع ہونا، کلیسیا کی طرف سے مسیح کی فرماں برداری کے مُترادف ہے (اِفسیوں ۵:۲۲-۲۴)۔ گاؤج (Gouge) نے لکھا کہ "ایک بیوی کو ضرور اپنے شوہر کی فرماں برداری کرنی چاہیے، کیوں کہ وہ اُس کا سَر ہے اور اُسے اپنے شوہر کی فرماں برداری ایسے ہی کرنی چاہیے جیسے کہ خداوند کی، کیوں کہ اُس کے نزدیک اُس کے شوہر کی وہی حیثیت ہے جو کہ مسیح کی کلیسیا کے لئے ہے "[196]۔ پس، مسیح - کلیسیائی ضابطہ، ایک بیوی کو اپنے شوہر کی فرماں برداری کرنے کی وجہ اور فرماں برداری کرنے کا طریقہ دونوں مہیا کرتا ہے۔ اُسے کسی بھی ایسی بات میں اپنے شوہر کی فرماں برداری نہیں کرنی جو کہ مسیح کی فرماں برداری کے خلاف ہو (آیت ۲۲)، لیکن ہر اُس بات میں جس میں وہ مسیح کی فرماں برداری کرتا ہے، کیوں کہ اُسے اپنے شوہر کی فرماں برداری ایسے کرنی چاہیے جیسے کہ مسیح کی (آیت ۲۴)۔

اگر ایک بیوی اپنے شوہر کی تابع داری ایسی باتوں میں کرتی ہے جو مسیح کی مرضی کے خلاف ہیں، تو وہ خداوند کی تابع دار نہیں ہے۔ آئزک ایمبروز (Isaac Ambrose) نے لکھا کہ اِس لئے باضمیر بیویوں کو یہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ "اُن کا ایک شوہر آسمان میں بھی ہے، اور زمین و آسمان میں جتنا فرق

---

194 . Gouge, 31.
195 . Gouge, 94.
196 . Gouge, 19.

ہے اُن دونوں میں اُس سے بھی زیادہ فرق ہے۔ اِس لئے اگر اُن سے متضاد چیزوں کا مطالبہ کیا جائے تو اُنہیں اِنسانوں کے مقابلے میں خدا کو ترجیح دینی چاہیے اور سب اِنسانوں پر مسیح یسوع کو ترجیح دینی چاہیے"[197]۔ بیوی کو اپنے شوہر کے دِل کی وفاداری کے ساتھ نمائندگی کرنی چاہیے اور اُس کی طرف رجوع کرنا چاہیے، ایک میٹھے اور خوشگوار روِیے کے ساتھ، بالکل اُسی طرح جیسے ایک سچا آئینہ اُس کے تمام نیک اِرادوں اور تقاضوں کو ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ سب بغیر کسی ناگواری، نافرمانی، یا تلخی کے ہونا چاہیے، کیوں کہ اُس کی تابع داری مسیح کے لئے ہونی چاہیے، سچے دِل اور خلوص اور آزادی کے ساتھ"[198]۔

مسیح۔ کلیسیائی ضابطہ، کا اِطلاق تب بھی ہوتا ہے جب شوہر ایک نالائق آدمی ہو اور خداوند کو نہ جانتا ہو (ا۔ سموئیل ۱۲:۲؛ ۱کرنتھیوں ۱۲:۷-۱۳)۔ ایمبروز (Ambrose) نے لکھا: "ایک بیوی کو حلیم، نرم مزاج، شریف، اور فرماں بردار ہونا چاہیے، خواہ اُس کا شوہر ایک ٹیڑھا، خود سر، بے دِین اور شریر اِنسان ہی کیوں نہ ہو۔ ایسے میں بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کے مزاج سے زیادہ اُس کے مقام پر نظر رکھے اور اِس حقیقت کے سبب کہ وہ مسیح کی شبیہ کا حامل ہے، اُس کی ایسی ہی فرماں برداری کرے جیسی کہ مسیح کی"[199]۔ اُس کی نظر ہمیشہ مسیح پر ہونی چاہیے، جو اُس کے شوہر سے افضل ہے اور جس کی خاطر وہ خوشی سے اپنے شوہر کی فرماں برداری کرے گی، تاکہ وہ خداوند کے حضور اپنی ذِمے داری کو وفاداری کے ساتھ نبھا سکے، جس نے اُسے اِس ذِمے داری کے لئے بُلایا ہے۔

تاہم، یہ اُصول، فرماں برداری کے فائدے کو بھی بیان کرتا ہے۔ جیسا کہ مسیح یسوع اپنی کلیسیا کے سر کے طور پر کلیسیا کی حفاظت اور پرورِش کرتا ہے، ویسے ہی شوہر کو بھی اپنی بیوی کی حفاظت اور پرورِش کا اِنتظام کرنا چاہیے۔ بیوی شوہر کے تابع رہتی ہے تاکہ وہ اُس کی محافظت اور پرورِش کے اِنتظام سے مُستفید ہو سکے۔ چونکہ شوہر کا سر ہونا ایک ذِمے داری کی علامت ہے، اور عورت کی تابع فرمانی ایک

[197] . Ambrose, 235–36.

[198] . Bolton, 279.
[199] . Ambrose, 235.

نیکی کی علامت ہے، اور شوہر کا کردار مسیح کی بھلائی کو ظاہر کرتا ہے، جبکہ بیوی کا کردار کلیسیا کی ذِمے داری کی علامت ہے۔[200]

یہ اُصول ازدِواجی زِندگی میں عملی طور پر کیسے کام کرتا ہے؟ شوہر کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اُس کی ذِمے داری اپنی بیوی سے ویسی ہی محبت کرنا ہے جیسی کہ نجات دِہندہ مسیح یسوع نے اپنی کلیسیا سے کی۔ اگرچہ، کسی شوہر کی محبت کبھی مسیح کی کلیسیا کے ساتھ محبت کے برابر نہیں ہو سکتی، پھر بھی ازدِواجی زِندگی مسیح کی محبت کا عکس ہونی چاہیے۔ شوہر کی محبت، مسیح کی محبت کی طرح پاکیزہ ہونی چاہیے، جس میں کسی دُوسری عورت کے لئے بے ہُودہ نظر اور دُوسری لذتوں کے لئے شہوت انگیز دِل اور ایسی خود غرضی شامل ہو جس سے دِل جلدی مطمئن نہ ہو۔ اِس کے بجائے اُس کی محبت خالص ہونی چاہیے جو کہ صرف اُس کی بیوی کے لئے ہو۔ اُس کی محبت اِتنی مُخلص ہونی چاہیے جتنی کہ مسیح یسوع کی محبت، جو دولت، خاندانی پسِ منظر یا صلاحیتوں کی تلاش میں نہیں ہوتی، بلکہ ہمیشہ ایک وفادار شریکِ حیات کی تلاش میں ہوتی ہے۔ اُس کی محبت مسیح کی محبت کی طرح قائم رہنے والی ہونی چاہیے نہ کہ جوانی کے عارضی جوش کی مانند جو جلد ماند پڑ جاتا ہے بلکہ ایک پائیدار اور وفادار محبت جو اُس کی تمام عُمر قائم رہے۔ اُس کی محبت مسیح کی محبت کی طرح قربانی دینے والی محبت ہونی چاہیے جو نہ صرف اُس کی بیوی کی جسمانی ضروریات کو پُورا کرے بلکہ اُس کی رُوحانی ترقی کو بھی فروغ دے، چاہے اِس میں اُسے کوئی بھی قیمت ادا کرنی پڑے۔

مزید یہ کہ شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی محبت کو اِس طرح ظاہر کرے کہ بیوی کا دِل اُس کے لئے نرم ہو اور وہ خوشی سے تابع داری کرے۔ بیوی کو ایک محبت کرنے والے، پرورِش کرنے والے اور دیکھ بھال کرنے والے شوہر کی بیوی ہونے پر خوشی ہونی چاہیے تاکہ جو ذِمے داری خدا کی طرف سے اُس پر عائد کی گئی ہے، وہ اپنے شوہر کے لئے اِس ذِمے داری کو بخوبی ادا کرے۔

اور شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی سے محبت کرے اور اُس کی پرورِش کرے، جیسے کہ مسیح اپنی کلیسیا سے محبت کرتا ہے۔ اُسے اپنی گفتار میں سختی نہیں برتنی چاہیے بلکہ ایسے اَلفاظ بولنے چاہیئں جو تسلی

---

[200] . Gouge, 20–21.

اور حوصلے کا باعث بنیں۔ اُسے اپنے روِیے میں لاپرواہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ اپنی بیوی کے ساتھ نرمی، شفقت اور محبت سے پیش آنا چاہیے تاکہ وہ اُس کو خوش کرے اور اُس کی نظر میں مقبول ہو۔ اُسے چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کی عدم موجودگی میں بھی محبت اور عزت کے ساتھ اُس کا ذِکر کرے تاکہ سب پر یہ بات واضح ہو جائے کہ وہ اپنی بیوی کو عزیز رکھتا ہے۔ اُسے اُس کی کمزوریوں پر صبر کرنا چاہیے اور اُس کی مدد کرنی چاہیے تاکہ وہ خداوند میں مضبوط ہو، اور اُس کے لئے اپنے فرائض میں وفادار رہنا چاہیے۔

شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ رِشتہ، مسیح یسوع کے، کلیسیا جو کہ اُس کا بدن ہے کے سر ہونے کی طرف اِشارہ کرتا ہے۔ پس، شوہر کو جوش و خروش کے ساتھ مسیح یسوع کی دُرُست نمائندگی کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی سے اپنے جسم کی مانند محبت کرے، کیوں کہ اِزدِواجی بندھن میں بندھنے کے بعد وہ دونوں ایک جسم ہیں (اِفسیوں ۵:۲۸-۳۱)۔ یہ خوشی اور رضامندی کے ساتھ کیا جانا چاہیے، کیوں کہ اُسے یہ اِعزاز بخشا گیا ہے کہ وہ اپنی اِزدِواجی زِندگی میں مسیح کی نمائندگی کرے۔

اِسی طرح سے ایک بیوی کو اپنے شوہر کی تابع داری کر کے کلیسیا کے مسیح کے ساتھ تعلق کی عکاسی کرنی چاہیے۔ اُسے چاہیے کہ وہ مسیح کی خاطر اپنے شوہر کی عزت کرنے اور اُس کے تابع ہونے کی خواہش کو اِس طریقے سے برقرار رکھے، جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ خود بھی مسیح کے تابع ہے۔ اُس کا شوہر اُس کے لئے مسیح نہیں ہے، تاہم اِزدِواجی بندھن میں وہ اُس کے لئے مسیح کی طرح ضرور ہے۔ مسیح یسوع ایک بیوی کے اپنے شوہر کے تابع ہونے کو اپنے (یعنی مسیح) تابع ہونے کے مترادف سمجھتا ہے، جیسا کہ پولُس رسُول فرماتا ہے کہ اُسے ایسے تابع رہنا ہے "جیسے کہ خداوند کی" (آیت ۲۲)۔ اُس کی اپنے شوہر کی ہر ایک جائز بات میں تابع فرمانی میں ناکامی ایک گُناہ ہے، کیوں کہ یہ مسیح کی تابع فرمانی میں ناکامی کے مترادف ہے کیوں کہ یہ اُس کی طرف سے اپنے خداوند کے خلاف بغاوت ہے۔ پس، اُسے چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کی سربراہی کے تابع ہو، اُس کی دیکھ بھال اور محافظت پر بھروسا کرے اور خداوند کی تعظیم کرے جس نے اُسے اُس کا سربراہ مقرر کیا ہے۔

اِس بات کو سمجھنا ضروری ہے کہ اُسے جس فرماں برداری کے لئے بُلایا گیا ہے، وہ درجہ بندی کا نہیں بلکہ کردار (خدمت) کا معاملہ ہے۔ خدا سربراہی کی ذِمے داری شوہر کو اِس وجہ سے نہیں سونپتا کہ وہ اپنی بیوی سے بہتر ہے بلکہ صرف اِس لئے کہ خدا اپنے نائب کے طور پر یہ اِختیار اُسے سونپتا ہے۔ جان رابنس (John Robinson) نے اِس کی وضاحت اِس طرح سے کی ہے: "خدا نے مرد اور عورت کو رُوحانی طور پر برابر تخلیق کیا، جب دونوں گُناہ میں گِر گئے، تو مرد اپنی اِبتدائی حالت سے عورت کی نسبت زیادہ اِنحطاط پذیر ہوا۔ تاہم، اِزدِواجی زِندگی میں دونوں میں سے ایک کو حتمی اِختیار ہونا چاہیے کیوں کہ اِختلافات پیدا ہوتے ہیں اور ایک کو دُوسرے کے آگے جھکنا اور اُس کی بات کو ماننا چاہیے، اِس لئے سربراہی کا اِختیار خدا، اور فطرت نے مرد کو دیا ہے"۔[201] اِس لئے عورت کی تابع فرمانی، ایک غُلامانہ تابع داری نہیں ہے بلکہ خدا کی تعظیم میں کی جانے والی اطاعت ہے۔

کیا کسی قوم کا ہر ایک فرد بادشاہ ہو سکتا ہے؟ کیا ایک خاندان کے تمام افراد باپ ہو سکتے ہیں؟ کیا سب صرف بیویاں ہو سکتی ہیں؟ کیا تمام افراد سب کچھ کر سکتے ہیں؟ یقیناً نہیں۔ ضروری ہے کہ اُن کے درمیان نہ صرف ترتیب ہو بلکہ اِختیار، تابع داری اور حکمرانی کے درجات بھی ہوں۔ ایک دِین دار بیوی خوشی سے اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ میں سونپتی ہے جس نے اُسے بیوی بنایا اور شوہر نہیں بنایا، اُسے کمزور برتن بنایا نہ کہ قویٰ، اِطاعت گُزار بنایا نہ کہ حکمرانی کرنے والی۔ اگر وہ اپنی حیثیت کے خلاف بغاوت کرتی ہے تو وہ خدا کے حکم کی نافرمانی کرے گی اور اگر وہ خاندان کی بھاگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے کر شوہر کی جگہ حکومت کرتی ہے تو یہ تفوِیض شُدہ اِختیار کے ساتھ حکمرانی کرنے کی بجائے، اِختیار پر قبضہ کرنے کے مترادف ہو گا۔ خاندان کے اندر اُس کا مُقام چاہے جو بھی ہو، اُسے اپنے شوہر کے تابع رہ کر ہی اِس سے لُطف اندوز ہونا چاہیے نہ کہ اُس کے خلاف جا کر، وہ اِس اِختیار کو شوہر کی رضامندی اور اُس کے تابع رہ کر ہی حاصل کرتی ہے (بالکل ایسے ہی جیسے چاند اپنی روشنی سُورج سے حاصل کرتا ہے)۔ وہ اپنے شوہر کی

201 . Quoted in Ryken, *Worldly Saints*, 76.

عزت اور خواہشات کو ویسی ہی دانش مندی اور اِحتیاط سے سنبھالتی ہے جیسے کہ اُس کی دولت یا کوئی بھی اَور چیز جو اُسے سونپی گئی ہو۔

یقیناً، وہ شادی جس میں خدا کی مقرر کردہ ترتیب اور اُس کی طرف سے دیئے گئے اُصولوں کی پاسداری کی جائے، ایک خوشگوار شادی ہوتی ہے۔ "ایسی صُورت میں، یہ کس قدر بڑا اِعزاز ہے کہ بیوی اپنے شوہر کی حِکمت عملی کے مُطابق دِین داری سے اِنتظام کرے، جبکہ شوہر ایک بادشاہ کی طرح حکم دے، مگر شوہر کی حیثیت سے محبت کے ساتھ اپنے خاندان کے درمیان آتا جاتا رہے، اور نہ کسی نقصان کا خوف رکھے، چاہے گھر میں ہو یا باہر، اور نہ ہی اپنے گھرانے کی پرورِش کے لئے ناجائز ذرائع سے مال حاصل کرنے کی ضرورت ہو؟ اِسی طرح بیوی کے لئے یہ کس قدر معزز خدمت ہے کہ وہ اپنے شوہر کی سربراہی پر بھروسا کرے، دانائی سے اُس سے مشاورت کرے، اُس سے گہری محبت اور رفاقت رکھے اور اِس اِختیار سے لطف اندوز ہو کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق کام کرے، بشرطیکہ اُس کی مرضی دِیانت داری پر مبنی اور جائز اور اُس کے شوہر کی بھلائی کے لئے ہو؟ "[۲۰۲]

چونکہ بیوی کی تابع فرمانی، خدا کی تعظیم کے لئے ہے، اِس لئے اُسے اِس کام کو خوش دِلی اور رضا مندی سے کرنا چاہیے، کیوں کہ اُس کی تابع داری صرف لفظی یا عملی نہیں بلکہ دِل کی سچائی کے ساتھ ہونی چاہیے۔ ایک شوہر کو اِس بات پر خوش ہونا چاہیے کہ اُس کی بیوی اُس کی عزت کرتی ہے، اُس کی خدمت کرتی ہے اور شوہر کے اُس مقام کو قبول کرتی ہے جو خدا نے اُسے دیا ہے۔ ایک بیوی کو ایسی زندگی گزارنی چاہیے کہ اُس کے روِیے سے شوہر کو محبت کے ساتھ سربراہی کرنے کی ترغیب ملے اور اُس کے دِل میں بیوی کے لئے محبت پیدا ہو۔ اُسے اپنی ذِمے داری کو اِس طرح سے ادا کرنا چاہیے کہ شوہر بھی اِس کے جواب میں اپنی ذِمے داری اُسی خوشی اور شوق سے ادا کرے۔ اِس کا مطلب ہے کہ بیوی رضاکارانہ طور پر اپنے شوہر کے تابع ہو۔ ایک بیوی کی فرماں برداری کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں ہونی چاہیے اور نہ ہی شوہر کو محبت پر مجبور کیا جانا چاہیے۔ بلکہ اُسے اپنے شوہر کی تابع داری ایسے کرنی ہے جیسے کہ مسیح کی اور اِسی طرح

---

[202] . Ste. B., 49.

سے ایک شوہر کو بھی اپنی بیوی سے مسیح کی کلیسیا سے محبت کی عکاسی کے طور پر محبت کرنے کی ضرورت ہے۔ اُن کی اِزدِواجی زِندگی اور اِسی طرح سے اُن کے کردار مسیح اور کلیسیائی ضابطہ پر مبنی ہیں۔ بیوی کی عزت اور مسیح میں آزادی اُسے اپنے شوہر کو اپنے سر کے طور پر تسلیم کرنے اور اُس کے تابع ہونے پر آمادہ کرتی ہے، شوہر کی عزت اور مسیح میں آزادی اُسے اپنی بیوی کو اپنے بدن کے طور پر تسلیم کرنے اور اُس سے محبت کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔

لیکن یہاں محض حوصلہ اَفزائی کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص میں نیک کام کرنے کا اِرادہ موجود ہو لیکن پھر بھی وہ نیک کام کرنے سے قاصر ہو۔ مسیح اور کلیسیائی ضابطہ، اِیمان داروں کے لئے وہ قوت فراہم کرتا ہے جس کی ہمیں ضرورت ہے تاکہ ہم وہ کر سکیں جس کے لئے خدا نے ہمیں بُلایا ہے۔ یہ بات سچ ہے کہ ہمیں ہر حال میں مسیح پر بھروسا کرنے کی ضرورت ہے، اور اپنی ہر حیثیت میں اور ہر ذِمے داری میں اُس کی پاکیزگی سے قوت حاصل کرنی چاہیے۔ جیسا کہ پولُس رسُول نے فرمایا کہ وہ مسیح میں جو (مسیح) اُسے طاقت بخشتا ہے، سب کچھ کر سکتا ہے (فلپیوں ۴:۱۳)۔ اگر یہ ہر حال میں سچ ہے، تو یقیناً ہم یہ بھی توقع کر سکتے ہیں کہ مسیح ہمیں ہماری اِزدِواجی زِندگی میں مقدّس بننے کی طاقت عطا کرے گا۔

عہد کا اُصُول

مسیح اور کلیسیائی ضابطہ سے، جو خود ذِمے داری کا بنیادی سبب ہے، دُوسرا اُصُول نکلتا ہے، یعنی عہد کا اُصُول۔ اِس اُصُول کے تحت، اِزدِواجی تعلق میں بندھنے والے دونوں فریق آزادانہ اور رضاکارانہ طور پر اِس بات پر آمادگی ظاہر کرتے ہیں کہ اِزدِواجی زِندگی کے اُن اُصُولوں کے مُطابق زِندگی گزاریں گے، جو خدا نے ہمارے پہلے والدین کو اِزدِواجی بندھن میں باندھنے کے وقت مقرر کیے تھے۔[۲۰۳] جب ایک مرد اور ایک عورت، خداوند کے سامنے اِزدِواجی بندھن میں داخل ہوتے ہیں تو وہ اِزدِواجی زِندگی کی ذِمے داریوں کو شرائط اور تحفظات کے بغیر پورا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔

---

[203] . Cf. Chapter 1.

ملاکی ۲:۱۴ میں دو چیزوں کا ذِکر کیا گیا ہے جو کہ شادی کے آغاز میں کیے گئے عہد کی سنجیدگی کو اُجاگر کرتی ہیں۔ پہلی چیز یہ ہے کہ ان وعدوں کا تبادلہ ایک عہد ہے۔ آیت ۱۴ میں خدا شوہروں کو توبہ کی دعوت دیتا ہے کیوں کہ اُنہوں نے طلاق دے کر اپنی بیویوں کے ساتھ بے وفائی کی ہے "وہ تیری رفیق اور منکُوحہ بیوی ہے"۔ اَمثال ۲:۱۶-۱۷، میں ایک بدکار عورت کا ذِکر ہے جو نہ صرف اپنی جوانی کے ساتھی کو چھوڑ دیتی ہے بلکہ "اپنے خدا کے عہد" اپنی شادی کے موقع پر کیے گئے وعدوں کو بھی بھُول جاتی ہے۔ اِس لئے شادی ایک مُقدس بندھن ہے۔ جب ایک مرد اور ایک عورت نکاح کے موقع پر وعدوں کا تبادلہ کرتے ہیں، تو وہ ایک دُوسرے کے ساتھ صرف گھر اور بینک اکاؤنٹ میں شراکت داری کرنے کا معاہدہ نہیں کرتے، بلکہ وہ ایک دُوسرے کے ساتھ ایک عہد میں داخل ہوتے ہیں جس میں شرائط اور ذِمے داریاں شامل ہوتی ہیں۔ جیسا کہ پی۔ڈین۔ اوڈن (P.den.Ouden) نے مشاہدہ کیا "پیوریٹنز (تحریک تقویٰ کے حامیوں) کے نزدیک شادی کی بنیاد محبت نہیں بلکہ وفاداری تھی۔ یہاں تک کہ اگر محبت کمزور بھی پڑ جاتی تو دونوں شریکِ حیات اِزدِواجی حلف کے سبب ایک دُوسرے کے ساتھ وفادار رہنے کے پابند ہوتے تھے"[۲۰۴]۔ شادی ایک عہد کے تحت کی جانی چاہیے، جس میں شوہر اور بیوی خدا کے سامنے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ وہ تمام ذِمے داریاں پُوری کریں گے جو خدا نے اُن کے لئے مُقرر کی ہیں۔ شوہر وعدہ کرتا ہے کہ وہ وفاداری سے اپنی بیوی سے محبت کرے گا جیسے کہ مسیح اپنی کلیسیا سے محبت کرتا ہے۔ اور اُس کی خدمت کرے گا، اُس کو تسلی دے گا، اُس کی عزت کرے گا اور باقی سب کو چھوڑ کر مرتے دَم تک اُس کے ساتھ رہے گا۔

اِس لئے پی۔ڈین۔ اوڈن (P.den.Ouden) نے کہا "جو شخص اِزدِواجی زندگی کی ذِمے داریاں لینے کو تیار نہیں، وہ اِزدِواجی زندگی کی حقیقت کو نہیں سمجھتا"[۲۰۵]۔ شادی کو اِس طرح سے بیان کرنے کی کوئی بھی کوشش جو کہ خدا کی طرف سے مُقرر کردہ فرائض اور وفاداری کے عہد کی نوعیت کو نظر انداز کرتی ہے یا اِس سے مُتصادم ہوتی ہے، اِزدِواجی زندگی کی حقیقی بنیاد کو کمزور کرتی اور اِس دستُور کو خدا

---

[204]. den Ouden, 45.
[205]. den Ouden, 42.

مرکوز ہونے کی بجائے اِنسان مرکُوز بناتی ہے۔ایسی شادیاں مسیح اور اُس کی کلیسیا کے رِشتے پر عزت کی بجائے شرمندگی کا باعث بنتی ہیں اور اِس طرح سے وہ لوگ خود بھی اِزدِواجی زندگی کی عزت اور برکات سے محروم رہتے ہیں۔ رینز (Reyner) نے لکھا "اِزدِواجی زندگی کے فرائض مذہب، ضمیر اور اِنجیل کی فرماں برداری کے معاملات ہیں، جو مکمل طور پر کلامِ مقدس میں مُقرر کیے گئے ہیں اور اُن کا حکم دیا گیا ہے۔اور مسیح ایک دن بھڑکتی ہوئی آگ میں آسمان سے ظاہر ہو گا تاکہ اُن سے اِنتقام لے جو اِنجیل کے احکام کے مطابق فرماں برداری نہیں کرتے" (۲۔تھسلنیکیوں ۱:۸)[۲۰۶]۔

ملاکی ۲:۱۴ میں اِزدِواجی زندگی کے عہد وپیمان اور سنجیدگی کو ظاہر کرنے والی دُوسری بات یہ ہے کہ خدا خُود اِزدِواجی زندگی کے عہد کا گواہ ہے۔ آیت ۱۴ بیان کرتی ہے کہ "خداوند تیرے اور تیری جوانی کی بیوی کے درمیان گواہ ہے۔تو نے اُس سے بے وفائی کی ہے اگرچہ وہ تیری رفیق اور منکُوحہ بیوی ہے" ۔دُوسرے اَلفاظ میں، شادی صرف مرد اور عورت کے باہمی بندھن تک محدُود نہیں ہے۔اِزدِواجی زِندگی کو خدا کی طرف سے مُقرر کیا گیا اور خُدا کی طرف سے اُن لوگوں کے لئے اِسے برکت دی گئی جو اِزدِواجی زِندگی کے وسیلہ سے خدا کی تعظیم کرتے ہیں، اور خدا خُود اِس کی گواہی بھی دیتا ہے۔وہ اُن قول واِقرار اور عہد وپیمان کو سُنتا ہے جو آپ ایک دُوسرے سے کرتے ہو۔وہ آپ کے اپنے شریکِ حیات کے ساتھ کیے گئے وعدے کا گواہ ہے اور وہ آپ کو آپ کے اپنے اَلفاظ کے لئے جواب دہ ٹھہرائے گا۔اِس لئے سکڈر نے (Scudder) شادی شُدہ جوڑوں کو نصیحت کی کہ "اِس پر غور کرو کہ اُس وقت تم نے کیا کیا تھا، پھر تم ایک دُوسرے کے ساتھ ایک قریبی عہد میں داخل ہوئے، بلکہ حقیقت میں، خدا کے ساتھ بھی عہد باندھا کہ تم ایک دُوسرے کے ہو جاؤ گے اور ایک دُوسرے کے ساتھ وفادار رہو گے۔ پس اگر تم ایک دُوسرے کے ساتھ عہد کو توڑتے ہو، تو تُم اپنے خدا کے ساتھ کیے گئے عہد کو بھی توڑتے ہو"۔[۲۰۷] شادی نہ صرف شوہر

---

[206] . Reyner, 36.

[207] . Scudder, 71.

اور بیوی کے درمیان عہد ہے بلکہ یہ خدا کے ساتھ بھی عہد ہے جس کا وہ گواہ ہے اور اُس پر مُہر ثبت کرتا ہے
۔

کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ایک اچھی شادی وہ ہے جس میں ایک مرد ایک خوبصورت عورت کو بطور دُلہن حاصل کرے۔ کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اچھی شادی وہ ہے جس میں ایک عورت ایک دولت مند شخص کو بطور دُلہا حاصل کرے۔ دُوسرے لوگ اِزدِواجی زِندگی کو اُس وقت اچھا سمجھتے ہیں جب شوہر اور بیوی اِس میں ایک مُناسب حد تک آزادی سے لُطف اندوز ہو سکیں اور خود کو اِس کے ذریعے سے محدُود یا پابند محسوس نہ کریں۔ تاہم، کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو شادی کو اُس وقت اچھا خیال کرتے ہیں جس میں ایک شوہر کو ایسی بیوی ملے جو کہ مکمل طور پر اُس کی تابع فرمانی کرے، یا پھر ایک عورت کو ایک ایسا شوہر ملے جو اُس کو ہر وہ چیز مہیا کرے جس کی وہ خواہش کرتی ہے۔ ایسی تمام شادیاں مایوس کُن حد تک تباہ کُن ہیں، کیوں کہ یہ اِزدِواجی زِندگی سے متعلق خدا کی مرضی سے بہت دُور ہیں۔ سکڈر (Scudder) نے غیر شادی شُدہ اَفراد کو نصیحت کی کہ وہ شادی کرنے سے پہلے شادی کے فرائض کے بارے میں سوچیں اور اپنے آپ کو اُن کے لئے تیار کریں، کیوں کہ "خدا نے اپنے کلام میں آپ کو بتایا ہے کہ جب آپ اِزدِواجی زِندگی میں داخل ہو گے تو آپ کو کیا کرنا ہو گا"۔[۲۰۸] اِسی طرح رینر (Reyner) نے کہا "کسی بھی شخص کے لئے شادی کر لینا اِس سے پہلے کہ وہ اپنی ذِمے داریوں کو جانے اور یہ سمجھے کہ اُسے اِن کو کیسے سر اَنجام دینا ہے، ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی شخص ہُنر سیکھنے سے پہلے ہی اپنا کاروبار شروع کر دے، یا جو بات سُننے سے پہلے اُس کا جواب دے یہ اُس کی حماقت اور خجالت ہے"[۲۰۹] (اَمثال ۱۸:۱۳)۔

ایسی شادی سے لُطف اندوز ہونے کے لئے جس میں اِطمینان اور خوشی کی حکمرانی ہو، ایک پیوریٹن (Puritan) نے درج ذیل نصیحت کی: "اِس کا اِنحصار اِس بات پر نہیں کہ شوہر اور بیوی اِطمینان اور سکُون کے لئے کس بات پر متفق ہوں گے، بلکہ اِس کا اِنحصار اُس ترتیب پر ہے جو خدا نے اُن کے لئے مُقرر کی ہے کہ وہ اپنی اپنی حیثیت میں اِس کی پاسداری کریں۔ پس اُنہیں خاندانی اِنتظام کے لئے اپنی عقل،

---

208 . Scudder, 60.
209 . Reyner, 35.

ترتیب اور حکمتِ عملی کی بجائے خُدا کی عقل، ترتیب اور نظام پر نظر رکھنی چاہیے، نہ کہ اِس پر جو اُن کی اپنی نظر میں دُرست اور اچھا معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک کو اپنے مقام، اپنی ترتیب اور اُس اِلٰہی اِنتظام کو برقرار رکھنا چاہیے جس کے لئے خدا نے اُنہیں بُلایا ہے۔ شوہر کو سر مقرر کیا گیا ہے اور بیوی کو بدن سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کیا ایک فطری بدن کا سر اُلٹا کیا جا سکتا ہے؟ کیا ایک شخص اِس حالت میں زندہ رہ سکتا ہے اور اچھے طریقے سے زِندگی گزار سکتا ہے؟ اور یہ کس حد تک نامعقول ہے؟ جیسے ایک جسم، اگر اُس کی ترتیب اُلٹ دی جائے، پُر امن اور بابرکت حالت میں قائم نہیں رہ سکتا، ویسے ہی ایک بے ترتیب گھرانا بھی خوش حال نہیں رہ سکتا"[210]۔ سیکر (Secker) نے اِسے اِس طرح سے بیان کیا: "ہماری پسلیاں ہمارے حکمران بننے کے لئے مُقرر نہیں کی گئی تھیں"۔ وہ (عورتیں) سر سے نہیں بنائی گئیں کہ برتری کا دعویٰ کریں بلکہ پہلو سے بنائی گئیں تا کہ برابری پر قناعت کریں۔ وگرنہ، وہ خالقِ فطرت کو ترک کر دیتیں اور فطرت کے نظام کو اُلٹ دیتیں۔ عورت مرد کی تسلی کے لئے بنائی گئی تھی، لیکن مرد عورت کے حکم کے لئے نہیں بنایا گیا تھا ۔وہ کندھے بہت زیادہ بلندی کی خواہش رکھتے ہیں جو اپنے سر کے نیچے کی جگہ پر اِطمینان کا اِظہار نہیں کرتے۔ اِسی طرح سے اُس گھرانے کا جسم کبھی بھی اچھی طرح سے حرکت نہیں کر سکتا جس کی ہڈیاں اپنی جگہ سے ہٹ گئی ہوں"۔[211]

رچرڈ بیکسٹر (Richard Baxter) نے بھی کچھ ایسی ہی نصیحت کی: "یہ تمام معاشروں اور اِس دُنیا کی تباہی ہے کہ خود غرض اور بے دِین اَفراد ہر رِشتے میں صرف اپنے مُفاد کی خاطر داخل ہوتے ہیں اور اپنی خواہشات کی تسکین کے لئے کچھ ایسا مطلب نکال لیتے ہیں جو اِس رِشتے کے فرائض کا احساس کیے بغیر صرف اُن کی جسمانی خواہشات کو پُورا کرے۔ وہ یہ سوچتے ہیں کہ اُنہیں اپنے رِشتے سے کیا عزت، نفع یا خوشی حاصل ہو گی، لیکن اِس بات پر غور نہیں کرتے کہ خدا اور دُوسرے اِنسان اُن سے کیا تقاضا کرتے ہیں (پیدایش ۲:۱۸؛ اَمثال ۱۸:۲۲)۔ وہ صرف اِس بات کی فکر میں رہتے ہیں کہ وہ کیا حاصل کریں گے، لیکن اِس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ اُن کا رویہ کیسا ہونا چاہیے اور اُنہیں دُوسروں کے ساتھ کیسا سلوک

---

210 . Ste. B., 41–43.
211 . Secker, 256–57.

کرنا چاہیے۔ وہ اِس بات کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ دُوسروں کا رویہ اُن کے ساتھ کیسا ہونا چاہیے، لیکن اِس بات کا خیال نہیں کرتے کہ اُنہیں دُوسروں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے۔ یہی حال حکمرانوں اور عوام، بہت سے چرواہوں اور اُن کی بھیڑوں، شوہروں اور بیویوں، والدین اور بچوں، اور دیگر تمام رِشتوں کا ہے۔ ہماری اَوّلین ترجیح یہ ہونی چاہیے کہ ہم اپنے رِشتوں کی ذِمے داریوں کو جانیں اور اُنہیں اَدا کریں اور اُن کے وسیلہ سے خدا کی خوشنُودی حاصل کریں اور پھر حوصلہ اَفزائی کے اِنعام کے طور پر اُس کی برکات کی اُمید رکھیں۔ اپنی ذِمے داریوں کے متعلق سیکھیں اور اُن کو ادا کریں اور خدا یقیناً اپنے حصہ کا کام کرے گا"[212]۔

سکڈر (Scudder) نے غیر شادی شُدہ اَفراد کو اِن اَلفاظ کے ساتھ نصیحت کی: "یہ تمہاری دانائی ہو گی کہ تم سوچ سمجھ کر اور احتیاط سے اِس (اِزدِواجی) حالت میں داخل ہو اور یہ کہ پہلے سے جان لو، خوب غور و فکر کرو، اور اِس کی ذِمے داریاں نبھانے اور اُن مشکلات کو برداشت کرنے کی قابلیت کے لئے خود کو تیار کرو جو اِس حالت میں لازمی طور پر تم پر آئیں گی"[213]۔ کاش کہ آج وہ لوگ جو شادی کے خواہش مند ہیں ایسی نصیحت پر غور کریں تو طلاق اِتنی عام نہیں ہو گی، خاص طور پر خدا کے لوگوں میں، جب وہ اُس عہد کی عزت کریں گے جو اُنہوں نے خدا اور دیگر گواہوں کی موجودگی میں ایک دُوسرے سے باندھا تھا، اور جنہیں اپنے رِشتے کو مسیح اور کلیسیا کی مثال کے طور پر ڈھالنا چاہیے۔

یہاں پر دو اِنتباہات کا اِضافہ کیا جانا چاہیے۔ اَوّل، چونکہ شوہر اور بیوی دونوں کو اِزدِواجی زندگی میں اپنی اپنی ذِمے داریاں ادا کرنی ہوتی ہے، اِس لئے دونوں میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ ذِمے داریوں کی ادائیگی میں دُوسرے کا اِنتظار نہ کرے، بلکہ دونوں میں سے ہر ایک دُوسرے کی ذِمے داریوں سے قطعِ نظر، خداوند کے حضور اپنی ذِمے داریوں کی ادائیگی میں وفادار رہے۔ شوہر، خدا کے حضور اپنے اَعمال کے لئے جواب دہ ہے، اور اگر اُس کی بیوی اپنی ذِمے داریوں میں ناکام ہوتی ہے تو وہ (شوہر) اپنے فرائض سے بری الذِمہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اُس کی بیوی اپنی ذِمے داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی برتتی ہے، تو وہ نہ

---

212 . Baxter, 127.

213 . Scudder, 65.

صرف اپنے شوہر کے ساتھ نا اِنصافی کرتی ہے، بلکہ خدا کی بھی نافرمانی کرتی ہے جس نے اُسے اِن ذِمے داریوں کے لئے بُلایا ہے اور جس کے نام میں وہ شادی کے بندھن میں بندھی ہے۔ اِسی طرح سے، ایک بیوی اِس عُذر کے ساتھ اپنے شوہر کی تابع فرمانی سے اِنکار نہیں کر سکتی کہ وہ اُس سے محبت نہیں کرتا۔ وہ خدا کے سامنے اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے جواب دہ ہے، چاہے اُس کے شوہر کا رویہ اُس کے ساتھ کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ اُسے فرماں برداری میں ثابت قدم رہنا چاہیے، تاکہ نہ صرف وہ شوہر کے دِل میں اپنی محبت پیدا کرے بلکہ اُسے خداوند کے حضور اپنے اِزدِواجی زندگی کے فرائض کی یاد دِہانی بھی کرائے، کیوں کہ اُس کی فرماں برداری شوہر کو اَور کس چیز کی یاد دِلاتی ہے، سوائے اِس کے کہ وہ خود بحیثیت شوہر خداوند کے تابع ہونے کا پابند ہے؟

اِس لئے شوہر اور بیوی دونوں کو پہلے اپنی اپنی ذِمے داریاں ادا کرنی چاہئیں۔ رومیوں ۱۲: ۱۰ میں پولُس کے اَلفاظ پر غور کرتے ہوئے "عزت کے رُو سے ایک دُوسرے کو بہتر سمجھو"۔ ایک پیوریٹن (Puritan) نے لکھا: "میری خواہش ہے کہ شوہر اور بیوی کے درمیان یہ معاملہ کبھی قانونی تنازع نہ بنے کہ گھر کے اِنتظام کا آغاز کرنے کی ذِمے داری کس کی ہے بلکہ مَیں یہ چاہتا ہوں کہ وہ اِس بات میں ایک دُوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں کہ کون ایک دُوسرے کے حق اور ایک دُوسرے کی فلاح کا زیادہ خیال رکھ سکتا ہے۔ شوہر کو (ضروری خدمت میں) یہ کہنے کی ضرورت نہیں پڑنی چاہیے کہ "اے نیک بیوی اِس کام میں میری مدد کرو، بلکہ بیوی کو اُس سے پہلے کہنا چاہیے، اے نیک شوہر مجھے یہ کام آپ کے لئے کرنے دیجیے۔ اِسی طرح بیوی کو بھی یہ کہنے کی ضرورت نہیں پڑنی چاہیے کہ اَے شوہر، مَیں اِلتجا کرتی ہوں کہ یہ کام میرے لئے کر دے، بلکہ شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کی خواہش کرنے سے پہلے ہی اُس کا خیال رکھے۔ پس، اُنہیں کسی اَور بات میں ایک دُوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے، سوائے اِس کے کہ وہ ایک دُوسرے کو عزت دینے، خدمت کرنے اور محبت میں ایک دُوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور یقیناً جہاں سچی محبت حکمرانی کرتی ہے، یا جہاں دونوں میں سے کوئی بھی

سچے دِل سے دُوسرے کی بھلائی کا خیال رکھتا ہے، وہاں اُنہیں اپنے حق کے لئے قانون سے رُجوع کرنے یا یہ شکایت کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی کہ اُن کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے"[214]۔

دوم: یہ کہ نہ تو شوہر اور نہ ہی بیوی کو اپنے حقوق کا تعین دُوسرے کی ذِمے داریوں کے ذریعے کرنا چاہیے۔ شوہر اپنی بیوی سے اُس کی مکمل تابع فرمانی کا مطالبہ کرنے کی آزمایش میں پڑ سکتا ہے، اور اِس طرح سے ایک ظالمانہ برتاؤ کر سکتا ہے، جبکہ ایک بیوی اپنے شوہر سے جذبہِ ایثار پر مبنی محبت کا مطالبہ کرنے کی آزمایش میں پڑ سکتی ہے۔ اِس طرح کے مطالبات نہ صرف اپنے آپ میں گُناہ ہیں بلکہ جو شخص اپنے شریکِ حیات کی ذِمے داریوں کو اپنا حق سمجھنے لگتا ہے، وہ دراصل اپنی ذِمے داریوں کو نظر انداز کر چکا ہوتا ہے۔ اپنی ذِمے داریوں کو نظر انداز کرنا ہی اِس مطالبے کی جڑ ہے کہ آپ کا شریکِ حیات اپنی ذِمے داریاں پُوری کرے۔ اِس آزمایش سے بچنے کا واحد حل یہ ہے کہ آپ پُر جوش طریقے سے اپنی ذِمے داریوں کو ادا کریں اور اپنے شریک حیات کو بھی خوش دِلی سے اور جوش و جذبے کے ساتھ اپنی ذِمے داریاں پوری کرنے کا موقع دیں۔ جب آپ یہ کریں گے، تو آپ خدا کا فضل حاصل کریں گے تاکہ آپ کو جو کام کرنے کے لئے بُلایا گیا ہے اُسے آپ ایمان داری کے ساتھ کر سکیں۔ اِزدِواجی زندگی میں خوشی آپ کے شریک حیات کے کاموں پر منحصر نہیں ہے، بلکہ یہ آپ کی اپنی ذِمے داریوں کو خوشی اور رضا مندی سے پورا کرنے پر منحصر ہے کیوں کہ آپ اُنہیں خداوند کے لئے کرتے ہیں۔

اِس لئے ہماری اپنی ذِمے داری کی ادائیگی ہی ہماری اوّلین ترجیح ہونی چاہیے۔ اگرچہ ایک ایسے شریکِ حیات کے ساتھ اِزدِواجی رِشتے کو نبھانا جو کہ اپنی ذِمے داری کو نظر انداز کرتا ہو، مشکل ہو سکتا ہے، لیکن جب آپ اپنے شریک حیات کے لئے اپنی ذِمے داریاں پوری کرتے ہیں تو آپ خداوند کے حضور مسرُور ہوں گے۔ جیسا کہ گاوُج (Gouge) نے کہا "دُوسروں کا ہمارے تئیں اُن کے فرائض میں ناکام ہونا ایک بھاری آزمایش ہو سکتا ہے، لیکن ہمارا دُوسروں کے تئیں اپنے فرائض کی ادائیگی میں ناکام ہونا ایک بھاری لعنت ہے"[215]۔ اگر شوہر اِس بات کا دھیان رکھے کہ وہ محبت کے ساتھ حکمرانی کرے، اور بیوی اِس

---

214 . Ste. B., 53–54.
215 . Gouge, 96.

بات کو ملحوظ خاطر رکھے کہ وہ خوشی کے ساتھ فرماں برداری کرے اور دونوں میاں بیوی خداوند کے حضور اپنی اپنی حیثیت میں مطمئن رہیں[216] تو شادی کا جُوا آسانی سے پہنا اور کھینچا جائے گا۔

مندرجہ ذیل نصیحت ہمیں اُسی طرح سے حوصلہ دے گی جیسے اُس نے اُس نوبیاہتا جوڑے کو دیا تھا جن کے لئے یہ لکھی گئی تھی:

مَیں تمہیں پُر حِکمت تابع داری، محبت اور مسیحی تعظیم، وفادار اور فرض شناس فرماں برداری کی نصیحت کرتا ہوں، جو نہ صرف عقل مند دِین دار لوگوں کے درمیان تمہارا جلالی تاج ہو گا، جیسے سارہ کا تھا (۱۔پطرس ۳:۶)۔۔۔ بلکہ اگر تم چاہتی ہو کہ تم حکومت کرو اور مکمل طور پر اپنے شوہر کا بھروسا حاصل کرو تو یہی راستہ ہے، اَور کوئی دُوسرا راستہ نہیں ہے۔ پس، اگر تم یوں کہو کہ، مُجھے تلوار دو، تو تمہیں نہ صرف وہ ملے گی بلکہ اُسے اِستعمال کرنے کے لئے تمہیں مُعاوِنت بھی فراہم کی جائے گی، لیکن اگر تم اُسے اپنے شوہر کے ہاتھ سے چھیننے کی کوشش کرو گی تو نہ صرف اپنی خواہش سے محروم رہو گی بلکہ اِس جدوجہد میں نقصان بھی اُٹھاؤ گی۔ پس، تمہاری دِین دار اور تابع داری تمہیں دُنیاوی چیزوں کے لئے جدوجہد سے زیادہ آزادی، سکون، عزت اور جائز اِختیار عطا کرے گی۔ اور جھگڑالو بیوی کے نام اور فطرت دونوں سے نفرت کرو، یاد رکھو کہ وہ ایسی ٹپکنے والی چھت کی مانند ہے جس کا علاج ممکن نہیں اور ناقابل برداشت ہے۔ علاوہ ازیں، شوہر کے تفوِیض کردہ فرائض کے مُطابق گھر کا بندوبست کرنا، بیوی کے لئے بہت بڑا اِعزاز ہے، لیکن اُس کی مرضی کے خلاف اِختیار حاصل کرنا بہت زیادہ شرمندگی کی بات ہے، اور آپ محترم، میرے عزیز دوست کی حیثیت سے مَیں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی بیوی کو ایک برتن جانیں، جو کہ ضروری ہو، مَیں یہ نہیں کہوں گا، جیسا کہ بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک ضروری بُرائی ہے، کیوں کہ مجھے اُمید ہے کہ وہ ایک نیک بیوی ثابت ہو گی، جو اپنے شوہر کے لئے اپنی تمام عمر بھلائی کرے گی، نہ کہ بُرائی، بلکہ مَیں یہ بلا شک وشبہ کہوں گا کہ وہ ایک ضروری برتن ہے، جو خدا کے جلال کے لئے پھل لانے والا ہے، ایک ایسا برتن جو اُس وقت جب آپ غم زدہ ہوں، تو آپ کے غموں کو برداشت کرنے اور اُنہیں کم کرنے میں آپ

---

216 . Ste. B., 92.

کی مدد کرے۔ ایک ایسا برتن جو آپ کی نصیحتوں اور ہدایات کو محفوظ رکھے اور کسی مصیبت کے ہاتھوں متزلزل نہ ہو بلکہ آزمائشوں کے خلاف ایک وفادار قلعہ ثابت ہو۔ تاہم، چونکہ وہ کمزور برتن ہے اِس لئے اُس کے ساتھ اُسی کے مُطابق سلوک کیا جائے۔ ہمارے سب سے قیمتی برتن (چاہے شیشے کے ہوں یا سونے کے) عموماً سب سے زیادہ نازک ہوتے ہیں اور اُنہی کے ساتھ ہم سب سے زیادہ اِحتیاط برتتے ہیں، نہ کہ سختی اور لاپرواہی سے پیش آتے ہیں۔ کوئی بھی برتن یا جواہر، ایک نیک عورت کے ہم پلا نہیں ہو سکتا۔ اِس لئے اُسے اپنے گھر کا سب سے قیمتی برتن سمجھو جو تمہاری ذات اور تمہارے خزانے کو اپنے اندر سموئے رکھے۔ سلیمان فرماتا ہے کہ اُس کی قیمت موتیوں سے بڑھ کر ہے۔ اِس لئے اپنی سخت اور مردانہ جُرات (لمک کی طرح) اپنی بیوی کے سامنے نہ دِکھاؤ، بلکہ اپنے دُشمنوں کے سامنے دِکھاؤ۔ تم دونوں ایک ہو، اِس لئے ایک کی طرح رہو۔ اُس کے فرائض پر نہیں بلکہ اُس کے حقوق پر زیادہ توجہ دو۔ تم اُس کی آنکھوں کا پردہ ہو جو اُسے تحفظ فراہم کرے، نہ کہ اُسے دبائے۔ وہ دِین دار، عقل مند اور عبادت گزار نسل اور خاندان سے ہے، اُس کی پرورش دِین داری کی تعلیم کے ساتھ کی گئی ہے اور اِس لئے یہ زیادہ موزُوں ہے کہ آپ حکمت سے اُس کی راہ نُمائی کریں، اِس کام کو بہتر طور پر مکمل کریں اور اِس کام سے عزت اور تسلی دونوں حاصل کریں۔ مختصراً یہ کہ اُس میں کس خوبی کی کمی ہے جو اُس کو نیک بیوی کے لقب سے محروم کر سکتی ہے؟ آپ دونوں کے لئے یہ بالکل مُناسب وقت ہے کہ آپ ایک مُبارک زِندگی کا آغاز کریں۔ پس بنیاد خدا کے مقدّس کلام کے مُطابق رکھو اور یہ عمارت شاندار ہو گی۔ یہی تم دونوں کے فرائض کا اُصُول ہو، اور جان لو کہ خدا، تم دونوں کے حالات کی راہ نُمائی کرنے میں سب سے زیادہ حِکمت والا ہے۔ پس جب تم دونوں مِل کر پہلے خدا کی خدمت اور پھر باہمی طور پر ایک دُوسرے کے لئے اپنی اپنی ذِمے داریاں ادا کرو گے تو خاندان اور ذِمے داریوں کا بوجھ تم پر ہلکا ہو جائے گا؟ ذِمے داریوں کی مساوی تقسیم آپ کا بوجھ ہلکا کر دیتی ہے۔ آپ لوگ نوکروں، بچوں، پڑوسیوں، دوستوں اور سب لوگوں کے لئے کیسا بہترین نمونہ پیش

کروگے تاکہ اُس کی پیروی کی جائے اور اُس کو سراہا جائے؟ آپ نہ صرف اِس زِندگی میں خوشی کا تجربہ کرو گے، بلکہ آنے والی زِندگی میں اِس سے بڑھ کر خوشی پاؤ گے"[۲۱۷]۔

خدا ہمیں اُتنے ہی جوش و جذبے کے ساتھ اپنے اِزدِواجی فرائض کی اَدائیگی میں وفادار رہنے کی توفیق دے، جتنا کہ یہ نوجوان جوڑا، اِس نصیحت کے بعد وفادار رہا اور خدا کرے کہ ہم اپنی اِزدِواجی زِندگی کی عزت و تکریم اُس (خدا) کے حضور برقرار رکھیں اور اُس سے لُطف اندوز ہوں۔ شادی ایک نازُک پھول ہے جسے خدا نے لگایا ہے۔ اگر ہم اِزدِواجی زِندگی کی ذِمے داریوں کو نظر انداز کرتے ہیں تو یہ پھول مُرجھا جائے گا اور بکھر جائے گا۔ اِزدِواجی زِندگی کے پھول کے ساتھ ہمارا سخت رویہ اِس کی خوبصورتی کو ختم کر دے گا، اور اِس کی برکت کو لعنت میں بدل دے گا۔ لیکن اگر ہم خدا کی راہ نُمائی میں اِس پھول کو پروان چڑھائیں، خدا کے شکر گزار ہوں اور اُس کے حضور وفادار رہیں تو ہم اِزدِواجی زِندگی کی پائیدار خوبصورتی، بار آوری، تسکین، خوشی اور عزت کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔

مطالعاتی سوالات

۱۔ باہمی تابع فرمانی کی وضاحت کریں (اِفسیوں ۵:۲۱)۔ عملی طور پر اِس سے کیا مُراد ہے؟

۲۔ بیوی کی اپنے شوہر کی تابع داری کس طرح سے کلیسیا کی مسیح کی تابع داری کے مَشابہ ہے (اِفسیوں ۵:۲۲-۲۴)؟

۳۔ آئزک ایمبروز (Isaac Ambrose) کے مُطابق کس چیز سے بیوی کی تابع داری کو محدُود کرنا چاہیے؟ اِس حد بندی کی وضاحت کے لئے عہدِ حاضر کی کچھ مثالیں پیش کریں۔

۴۔ ایک شوہر کی اپنی بیوی کے ساتھ محبت کس طرح سے مسیح کی کلیسیا کے ساتھ محبت کے مُشابہ ہونی چاہیے (اِفسیوں ۵:۲۵-۲۷)؟

۵۔ ولیم گاوَج (William Gouge) کے مطابق شوہر کی اپنی بیوی سے محبت، شوہر کے اِختیار کے لئے "چینی" کی مانند کیسے ہے؟

---

217 . Ste. B., 92–97.

۶۔ ملاکی ۱۴:۲-۱۶؛ اَمثال ۲: ۱۶-۱۷ کا مطالعہ کریں اور بتائیں کہ، عہد کی پاسداری کس طرح سے اِزدواجی زِندگی کی محافظت کرتی ہے اور اُس کو تقویت پہنچاتی ہے؟

۷۔ رچرڈ بیکسٹر (Richard Baxter) نے "خود غرض اور بے دِین لوگوں" کے بارے میں خبر دار کیا، جو یہ سوچتے ہیں کہ "اُن کے رِشتے سے اُنہیں کس قدر عزت، نفع یا خوشی حاصل ہو گی" اور خود غرضی اِزدواجی زِندگی کو کیسے مُتاثر کرتی ہے؟ اور اِس کے اَثر کو کم کرنے کے لئے کون سے اَقدامات کیے جا سکتے ہیں؟

۸۔ بیکسٹر (Baxter) نے خود غرض لوگوں کا موازنہ اُن لوگوں سے کیا جو "اپنے رِشتے کے فرائض ادا کرنے اور اُن کے ذریعے سے خدا کی خُوشنودی حاصل کرنے" کا اِرادہ رکھتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو، فرض، محبت کا راستہ کیسے ہے؟

۹۔ اپنے شریکِ حیات کے فرائض کی بنیاد پر اپنے حقوق کا مُطالبہ کرنے کا کیا خطرہ ہے؟

۱۰۔ اِس سبق کے آخر میں بیان کی جانے والی طویل نصیحت میں، آپ کس چیز کو زیادہ مددگار اور فکر اَنگیز خیال کرتے ہیں؟ اور کیوں کرتے ہیں؟

پانچواں باب

محبت اور عِفّت کے باہمی فرائض

پیوریٹنز (Puritans) نے اِزدواجی زِندگی کی ذِمے داریوں کو تین اَقسام میں تقسیم کیا ہے: باہمی فرائض، بیوی کی ذِمے داریاں اور شوہر کی ذِمے داریاں۔ ایمبروز (Ambrose) نے لکھا "وہ فرائض جو ایک سربراہ اور اُس کے مُعاوِن پر ایک دُوسرے کے لئے عائد ہوتے ہیں وہ یا تو مُشترکہ اور باہمی

ہیں یا ہر ایک کے لئے خاص اور مخصوص ہیں "۔[۲۱۸] پچھلے باب میں اِزدِواجی زِندگی کی تمام ذِمے داریوں کی بنیاد رکھنے اور اُن کی وجوہات کی وضاحت کرنے کے بعد، اب ہم خود اِن فرائض کی تفصیل بیان کر سکتے ہیں اور اُن کی وضاحت کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم باہمی فرائض کی وضاحت کریں گے۔

لوقا ۱:۶ میں زکریاہ اور الیشبع کی تعریف بیان کی گئی ہے کیوں کہ وہ اپنی اِزدِواجی زِندگی میں خدا کے حضور راست بازی سے چلتے تھے۔ اِزدِواجی زِندگی کا اچھا آغاز اِس بات کی ضمانت نہیں ہے کہ وہ آگے چل کر بھی اچھے انداز میں جاری رہے گی۔ اِزدِواجی زِندگی کی فلاح و بہبود کے لئے اِس کی حفاظت اور نشو و نما ضروری ہے اور یہ اُس وقت ہی ممکن ہے جب ہم مسیح کی قوت میں خدا کے حضور وفاداری سے اِزدِواجی زِندگی کی ذِمے داریاں سر انجام دیں۔ چناں چہ، پولُس رسُول نہ صرف یہ کہتا ہے کہ ہمیں خداوند میں بیاہ کرنا چاہیے (۱۔ کرنتھیوں ۷:۳۹) بلکہ یہ بھی کہ ہمیں اِزدِواجی زِندگی میں خداوند کے حضور وفاداری سے چلنا چاہیے (کلسیوں ۳:۱۸-۱۹)۔ اِزدِواجی زِندگی کے باہمی فرائض سے مُراد وہ ذِمے داریاں ہیں جو کہ ایک شوہر اور بیوی ایک دُوسرے کے لئے ادا کرتے ہیں، جن کے ذریعے سے وہ خدا کے حضور اپنی اِزدِواجی زِندگی کی توقیر کو برقرار رکھتے اور اُس سے لُطف اندوز ہوتے ہیں۔ جیسا کہ رابرٹ بولٹن بیان کرتا ہے کہ "اِزدِواجی زِندگی کے باہمی فرائض وہ اوّلین اِزدِواجی ذِمے داریاں ہیں جن کے ذریعے سے ہم اِزدِواجی زِندگی میں سکون اور اِستحکام حاصل کر سکتے ہیں"۔[۲۱۹]

اِس کتاب پر تحقیق کرنے والے درجنوں پیوریٹنز (Puritans) مصنفین کے مطابق[۲۲۰] تقریباً چالیس ایسے فرائض ہیں جو وہ سمجھتے تھے کہ شوہر اور بیوی کو ایک دُوسرے کے لئے ادا کرنے چاہئیں ۔[۲۲۱] بعض فرائض ایک دُوسرے میں ضم ہو جاتے ہیں، لیکن یہ سب اِس لئے بیان کیے گئے تاکہ ہر ممکن

---

218 . Ambrose, 233.
219 . Bolton, 265.
220 . See the Abbreviations page for a full bibliography.

۲۲۱ . مثال کے طور پر، محبت کا مظبوط تعلق ایک دُوسرے کی دیکھ بھال، ایک دُوسرے کی ساکھ کا خیال رکھنا، ایک دُوسرے کی عزت و نیک نامی کا خیال رکھنا، ایک دُوسرے کے مال و متاع اور جائیداد کی حفاظت کرنا، ایک دُوسرے کے خاندان کا خیال کرنا، ایک دُوسرے کی رُوح کی دیکھ بھال کرنا، اِزدواجی عزت و وقار کا خیال رکھنا، ساتھ رہنا، اِزدواجی قربت، عبادت میں شراکت، پاک دامنی، وفاداری، ایک دُوسرے کا بوجھ اُٹھانا، غصہ سے پرہیز

بدامنی سے بچا جا سکے اور اِزدِواجی زِندگی کی عزت کو برقرار رکھنے کا ہر ممکن ذرِیعہ حاصل کیا جا سکے۔ اِس وسیع فہرست میں سے ہم، اُن پانچ بنیادی نکات پر غور کریں گے جن پر ازدِواجی زندگی کی صحت اور عزت کا دارومدار ہے۔ ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ اُن ذِمے داریوں کو فرماں برداری سے کیسے ادا کیا جا سکتا ہے۔

باہمی محبت

پہلا باہمی فرض یہ ہے کہ ایک دُوسرے سے محبت کی جائے۔ پیوریٹنز (Puritans) کے مطابق محبت اِزدِواجی زِندگی کی سب سے اہم اور بنیادی باہمی ذِمے داری ہے۔ یہ ازدِواجی زِندگی کی بنیاد ہے اور اِسی کے ذریعے سے تمام دُوسرے فرائض تقویت اور راہ نُمائی حاصل کرتے ہیں۔ اور یہ شوہر اور بیوی (کُلسیوں ۳:۱۹) دونوں کا فرض ہے (طِطُس ۲:۴)۔ اِس لئے ایک خوشگوار اِزدِواجی زِندگی وہ ہے جس میں شوہر اور بیوی دونوں وفاداری کے ساتھ ایک دُوسرے سے محبت کریں۔

سب سے پہلے باہمی محبت کی ضرورت پر غور کریں۔ ویٹلی (Whately) نے کہا کہ ''اِزدِواجی زِندگی میں سب سے اہم چیز محبت ہے، جس کے بغیر یہ اپنی اصل رُوح سے اُتنی ہی مختلف ہے جتنا کہ ایک گلا سڑا سیب دُوسرے صحت مند سیب سے مختلف ہوتا ہے یا پھر جیسے ایک لاش ایک زِندہ جسم سے مختلف ہوتی ہے، بلکہ حقیقت میں، یہ ایک نہایت ہی افسوس ناک اور تکلیف دہ رفاقت ہے اور کسی بھی طرح سے ایک زِندہ موت سے کم نہیں''[۲۲۲]۔ اِسی طرح سے سمتھ (Smith) نے کہا''جب تک اِزدِواجی زِندگی میں دِلوں کا میل ملاپ اور محبت کا باہمی تعلق شامل نہ ہو، یہ حقیقت میں ایک خوشگوار زِندگی نہیں ہو سکتی بلکہ صرف دِکھاوا اور برائے نام زِندگی ہے، ایسی صُورت میں دونوں شوہر اور بیوی ایک گھر میں ایسے رہیں گے، جیسے

کرنا، بے قابو جذبات کو قابو میں رکھنا، ہر جائز بات میں ایک دُوسرے کی خوشنُودی حاصل کرنا، حرام کاری اور اُس کی طرف راغب کرنے والی ہر چیز سے نفرت کرنا، ایک دُوسرے میں مسرُور رہنا، امن و سکون کے ساتھ اِکٹھے رہنا، خُدا کی باتوں میں ایک دُوسرے کو مضبوط کرنا، ایک دُوسرے کے مسیحی سفر میں مدد گار ہونا، صبر کرنا، ایک دُوسرے کی راز داری رکھنا، صُلح کی کوشش کرنا، ایک دُوسرے کے لیے اور اُس کے ساتھ مِل کر دُعا کرنا، گُناہ کے خلاف ایک دُوسرے کو سرزِنش کرنا، ایک دُوسرے کو فضل میں بڑھنے کی ترغیب دینا، اَفزائِشِ نسل، دِین دار خاندان قائم کرنا، خاندانی عبادت کرنا، ایک دُوسرے کی تسکین، گھریلو نظم و نسق، دُنیاوی معاملات میں وفاداری، ایک دُوسرے کی خوشی کو ترجیح دینا، نرم دِلی اور مہربانی کرنے میں سبقت لے جانا، ایک دُوسرے کی خامیوں کو دُور کرنے میں مدد کرنا، ایک دُوسرے کی مصیبتوں میں مُعاوِن ہونا۔

[222] . Whately, *A Bride-Bush*, 31.

ایک معدے میں دو زہریلے مادّے اور وہ دونوں ہمیشہ ایک دُوسرے سے بیزار رہیں گے"[۲۲۳]۔ سکڈّر نے اِزدِواجی زِندگی میں داخل ہونے والوں کو اِس طرح سے نصیحت کی کہ "ایک دُوسرے سے اپنے جسم کی مانند، خالص، غیر مشروط، پاک، نرم دِلی پر مبنی، فطری، کثرت اور وفاداری کے ساتھ محبت کرو"[۲۲۴]۔

راجرز (Rogers) نے کہا کہ "محبت کے بغیر اِزدِواجی زِندگی ایک بے جان مُردہ جسم کے علاوہ کچھ نہیں ہے، چونکہ اِزدِواجی زِندگی میں محبت کو رُوح اور قلبی خُون کی حیثیت حاصل ہے، جو دو لوگوں کے درمیان رضاکارانہ اور عملی اِتحاد پیدا کرتی ہے، جس کے بغیر اِزدِواجی زِندگی محض ایک جبری ضرورت بن کر رہ جاتی ہے۔ کیوں کہ یہ حکم تب اپنی تکمیل کو پہنچتا ہے جب اِس میں محبت کا جوڑ شامل کیا جائے، جو اِس اِتحاد کو ناقابلِ شکست بنا دیتا ہے اور ایک ایسا اَٹوٹ بندھن بن جاتا ہے کہ جسے توڑا نہیں جا سکتا"[۲۲۵]۔ شوہر اور بیوی اِزدِواجی محبت کے بغیر اِزدِواجی رِشتے کی بدبختی میں مُبتلا رہتے ہیں۔ یہ محبت شادی کے لئے ایسے ہی ہے جیسے آواز کے لئے بازگشت، یہ دِل میں زبان کے اِقرار کا جواب ہے، تاکہ وہ محبت کرنے والے جو اِزدِواجی بندھن میں بندھتے ہیں، ایسے رِشتے میں داخل ہوں، جیسا کہ راجرز (Rogers) نے کہا، نہ صرف یہ کہ ٹوٹ نہیں سکتا بلکہ وہ اُسے توڑنے کی جُرات بھی نہیں کریں گے کیوں کہ وہ اِس میں محبت سے لُطف اندوز ہوتے ہیں۔ اگر اِزدِواجی زِندگی میں جہاں دو لوگ ایک جسم ہوتے ہیں، یہ محبت حاصل نہ ہو سکے، تو پھر دوستی، اِزدِواجی زِندگی سے بہتر رِشتہ ہے، کیوں کہ دوستی کو مُشکلات کے باعث آسانی سے ختم کیا جا سکتا ہے، جبکہ شادی زِندگی بھر کا بندھن ہے۔ سوِنک (Swinnock) نے لکھا "دِلوں کے ملاپ کے بغیر، جسموں کے ملاپ کا کوئی فائدہ نہیں"۔[۲۲۶] سیکر (Secker) نے طنزاً کہا" دو لوگ جنہیں بغیر محبت کے اِزدِواجی تعلق میں داخل کیا جائے، ایسے ہی ہیں جیسے کہ دو لوگوں کو ایک دُوسرے کو دُکھ پہنچانے کے لئے

---

223 . Smith, 1:22.
224 . Scudder, 72.
225 . Rogers, 138. Emphasis added.
226 . Swinnock, 1:472.

ایک دُوسرے کے ساتھ باندھا گیا ہو"[227]۔ اِس لئے اِزدِواجی زندگی میں محبت سب سے زیادہ ضروری چیز ہے۔

باہمی محبت کی اِس مخصوص قوت پر غور کریں۔ اِزدِواجی تعلق ایک سب سے قریب ترین رِشتہ ہے اور اِس لئے یہ رِشتہ گہری محبت کا تقاضا کرتا ہے۔ دِل میں سوائے اُس شخص کے اَور کون ہونا چاہیے جس کے ساتھ آپ بستر، دستر خوان اور گھر میں شریک ہوتے ہیں؟ یہ محبت، عمومی محبت نہیں ہے، بلکہ یہ محبت اُتنی ہی خاص ہے جتنا کہ خود اِزدِواجی رِشتہ اور جتنا وہ شریکِ حیات جس کے ساتھ یہ تعلق اُستوار کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ محبت مسیح اور اُس کی کلیسیا کے درمیان محبت پر مبنی ہے (ایسی شدید محبت جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کے عشق میں بیمار ہے۔ (غزلُ الغزلات ۲:۵) اور چونکہ اُس (مسیح) نے اُس (کلیسیا) کے لئے اپنی جان دی ہے۔ (یوحنا ۱۵:۱۳)، اور یہ باہمی محبت، سب طرح کی محبتوں سے زیادہ مضبوط ہے۔[228] اور اِس محبت کی وجہ سے ایک مرد اور عورت اپنے خاندانوں اور دوستوں کو چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، تاکہ وہ ایک دُوسرے کے ساتھ ایسے جڑے رہیں جیسے کہ اُن کو گُوند سے چپکایا گیا ہو (پیدایش ۲:۲۴؛ ۳۴:۲۹)۔ اُن کے دِل اِس محبت کے بندھن سے ایسے بندھے ہوئے ہوتے ہیں کہ وہ جُدا نہیں ہو سکتے۔ آزمایشیں تعلقات کو توڑنے اور رفاقتوں میں جُدائی ڈالنے کا سبب بنتی ہیں، جو اِن بندھنوں کی کمزوری کو ثابت کرتی ہیں۔ لیکن باہمی محبت اِزدِواجی زندگی میں ایسا بندھن ہے کہ چاہے جتنی بھی آزمایشیں آئیں، شوہر اور بیوی کے درمیان محبت اِس خلل کو معافی سے پُر کر دے گی، اور یہ ایک بادبان کی طرح کام کرتی ہے جس کے ذریعے سے وہ طوفان میں سے گزرنے کے بعد دوبارہ سے سورج کی روشنی میں آ جائیں گے۔

اِس باہمی محبت کی ماہیت پر غور کریں۔ شوہر اور بیوی کو ایک دُوسرے سے گہری، شدید اور مستقل محبت رکھنی چاہیے، نہ کہ ایسی محبت جو خوبصورتی، لباس، یا دولت کے مدوجزر کے ساتھ گھٹتی بڑھتی ہو، اور نہ ہی ایسی جو جذبات اور نفسانی خواہشات کے ساتھ بدلتی رہے۔ ایمبروز (Ambrose) نے لکھا

---

[227]. Secker, 263.
[228]. Swinnock, 1:471–72.

کہ ”یہ ایک شیریں، محبت بھری اور نرم دِلوں پر مبنی کیفیت ہے جس میں وُہ اپنے دِلوں کو ایک دُوسرے کے سینوں میں بہت محبت اور شفقت کے ساتھ اُنڈیل دیتے ہیں“۔[229] یہ ایک مکمل اور گہری محبت ہے، ایسی محبت جو شوہر اور بیوی کے درمیان مسلسل اور بلا روک ٹوک روزمرہ زندگی کے مختلف انداز و اطوار اور اَعمال کے ذریعے جاری رہتی ہے۔ یہ اِزدِواجی محبت کوئی ایسی چیز نہیں جو اچانک کسی جذباتی لہر میں اُٹھے اور پھر گھٹتی بڑھتی رہے بلکہ یہ ایک مستقل اور گہری محبت ہے جو خدا نے اُن کے دِلوں میں قائم کی ہے، جس کے ذریعے وہ ایک دُوسرے کے ساتھ مسلسل مساوات کی بنیاد پر خوش دِلی اور ہم آہنگی کے ساتھ پیش آتے ہیں“۔[230] چناں چہ، بولٹن (Bolton) نے اِس باہمی محبت کے فریضے کو اِس طرح سے بیان کیا ہے ”اِزدِواجی محبت کی عادت کو عملی طور پر اپنانا اور اُسے مسلسل برقرار رکھنا“۔[231] بیکسٹر (Baxter) نے کہا کہ ” یہ باہمی محبت اگر ایک دن حتیٰ کہ ایک گھنٹے کے لئے بھی ماند پڑ جائے، تو شوہر اور بیوی کی حالت ایسے ہوتی ہے جیسے کہ ہڈی جس کا جوڑ اپنی جگہ سے سرک چکا ہو، نہ آرام ہوتا ہے، نہ ترتیب، نہ کوئی کام دُرُست طریقے سے ہوتا ہے جب تک کہ وہ ہڈی واپس اپنی اصل حالت میں نہ آ جائے“۔[232] اِس محبت کی آفاقی افادِیّت پر بھی غور کریں۔ اِزدِواجی زندگی میں اِس محبت کی موجودگی ہر ایک کام کو آسان اور اِس کی عدم موجودگی ہر ایک کام کو مُشکل بنا دیتی ہے۔ اِزدِواجی زِندگی میں اِس محبت کی فراوانی دِیگر تمام ضروریات کو بھی پُورا کرتی ہے، اور جب یہ کامیاب ہوتی ہے تو باقی تمام فرائض محض سرد اور بے جان عمل بن کر رہ جاتے ہیں۔ وِیٹلی (Whately) نے کہا ”محبت تمام حالات کو خوشگوار بناتی ہے اور مٹھاس بخشتی ہے۔ محبت تمام تنازعات کو حل کرتی ہے، محبت تمام جذبات پر قابو پاتی ہے، یہ تمام اَفعال کو دُرُست کرتی ہے، ایک لفظ میں بیان کریں تو اِزدِواجی زِندگی میں محبت ایک حُکمران قوت ہے اور جب کسی کے دِل پر واقعی میں اِس کا غلبہ ہو جاتا ہے تو شادی محض ایک معاہدے سے زیادہ بن جاتی ہے، یہ ایک گہری ہم آہنگی بن جاتی

---

229 . Ambrose, 233.
230 . Rogers, 137–38.
231 . Bolton, 265. Emphasis added.
232 . Baxter, 128.

ہے جس میں دو افراد ایک گھر میں رہتے ہوئے ایک دُوسرے کی تمام چیزوں میں شریک اور ایک تن ہوتے ہیں"۔[233]

محبت دراصل اُن تمام فرائض کا مجموعہ ہے جو ہر شوہر اور بیوی ایک دُوسرے کے لئے ادا کرنے کے پابند ہوتے ہیں (رومیوں ۱۰:۱۳)۔ گاوٗج (Gouge) نے لکھا "ایک دُوسرے کے ساتھ اِزدِواجی محبت کے بندھن میں بندھے رہنا ہی دراصل شادی ہے"۔[234] جہاں دِل محبت سے معمُور ہوں، وہاں اِنسان کے قدم، ہاتھ اور لب اپنے شریکِ حیات کی خدمت میں خوشی سے حرکت کرتے ہیں، لیکن جہاں محبت کی کمی ہو، وہاں فرائض یا تو نظر انداز کیے جاتے ہیں یا پھر مُنافقانہ طور پر، سستی اور لاپرواہی سے سر اَنجام دیئے جاتے ہیں۔ سٹیل (Steele) نے لکھا کہ سچے دِل کی محبت، اِزدِواجی زندگی میں اِطمینان اور دائمی تسلی لے کر آتی ہے، یہ تمام طرح کی مشاورت اور سرزنش کو قابلِ قبول بنا دیتی ہے، یہ حسد سے جو کہ اِزدِواجی زِندگی کے سکون کا دُشمن ہے، بچاتی ہے، یہ خیالات کو مرکوز اور دِل کو پاکیزہ رکھتی ہے، کیوں کہ حرام کاری سے بچنے کی وجہ صرف شوہر یا بیوی کا ہونا نہیں ہے بلکہ اُن سے محبت کرنا ہے۔ یہ بات گھریلو طوفانوں کو روک دے گی یا جلدی تھما دے گی، جیسے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ماں جو اپنے بچے سے گہری محبت رکھتی ہے، چاہے وہ بچہ ساری رات روئے اور اُس کے سکُون کو خراب کرے، لیکن اُس سے محبت اُنہیں صبح ہوتے ہی اچھے دوست بنا دیتی ہے"۔[235] پس، یہ محبت بااَفراط، وسیع اور بھرپُور ہونی چاہیے، کیوں کہ اگر ایسا نہ ہو تو جو لوگ شادی کرتے ہیں وہ اُن دُوسرے تمام اِزدِواجی فرائض کو عزت کے ساتھ پورے کرنے کے لئے درکار اصل بنیاد سے محروم رہیں گے۔ جس طرح سے محبت شوہر کو اُبھارتی ہے اور اُس کی راہ نُمائی کرتی ہے کہ وہ اپنی شریکِ حیات سے ہر ممکن حد تک بھلائی کرے، اِسی طرح سے محبت بیوی کے دِل کو بھی تحریک دیتی ہے کہ وہ بھی اپنے شریکِ حیات سے محبت کے بدلے محبت اور بھلائی کے بدلے بھلائی کرے۔ محبت ایک

---

233 . Whately, *A Bride-Bush*, 31.
234 . Gouge, 163.
235 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:276. Emphasis added.

آگ کی طرح ہے، جو کہ نہ صرف اپنی ذات میں حرارت رکھتی ہے، بلکہ اِس حرارت کو دُوسرے شخص تک مُنتقل بھی کرتی ہے۔[236]

باہمی محبت کے نتیجے میں حاصل ہونے والے باہمی اِطمینان پر مزید غور کرتے ہیں۔ یہ محبت، شوہر کو یوں اپنی محبت اپنی بیوی پر مرکُوز کرنے پر آمادہ کرے گی کہ وہ اُسے دُنیا کی سب سے مُوزوں عورت سمجھے جو اُسے مِل سکتی تھی اور بیوی بھی اپنے شوہر کی محبت پر مکمل بھروسا کرتے ہوئے اُسے تمام دُنیا میں اپنے لئے سب سے زیادہ موزُوں مرد جانے گی۔ محبت دِل کو اِس قدر مطمئن کر دیتی ہے کہ بیوی کسی دُوسرے شخص سے محبت کی مُتلاشی نہیں ہوتی اور شوہر بھی کسی دُوسری عورت پر نظر نہیں ڈالتا، بلکہ وہ ایک دُوسرے سے پوری شدت سے، ایک دُوسرے پر فریفتہ ہوتے ہوئے اور بھرپُور انداز میں محبت کرتے ہیں۔[237] محبت کی اِس خوبی سے تحریک حاصل کرتے ہوئے، ایک شوہر اپنی بیوی کی خامیوں کو نظر انداز کرے گا اور اُس کی کمزوریوں کو چھپائے گا اور اُس کی کمیوں کو پُورا کرنے کی کوشش کرے گا اور اُسے اپنی ملکہ کے طور پر دیکھے گا۔

باہمی محبت کی وجوہات

باہمی محبت کی وجوہات پر بھی غور کریں۔ رینر (Reyner) نے شوہر اور بیوی کے درمیان محبت کی کچھ وجوہات کی نشان دِہی کی ہے۔[238] سب سے پہلی وجہ ہے بخشش: وہ ایک دُوسرے کو خدا کی طرف سے دیئے جانے والے خاص تحفے ہیں۔ وہ بیوی ہے جسے خدا نے اپنے (بیوی کے) شوہر کی مددگار ہونے کے لئے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے (اَمثال ۱۸:۲۲؛ ۱۹:۱۴)۔ اِسی طرح سے وہ ایک شوہر ہے جسے خدا نے زِندگی میں اُس کا رُوحانی پیشوا، رہبر اور محافظ ہونے کے لئے مقرر کیا ہے ۔ یہ وجہ اُنہیں ایک دُوسرے کے قریب لاتی ہے اور ایسی محبت کا تقاضا کرتی ہے جو دُوسری تمام محبتوں سے بڑھ کر ہو۔

---

236 . Gouge, 163.
237 . Bolton, 263.
238 . Reyner, 22–25.

دُوسری وجہ موزُونیت، یا باہمی دلچسپی ہے جو کہ ایک مرد اور عورت کے درمیان اِزدِواجی تعلق کے ذریعے سے پیدا ہوتی ہے۔ شوہر اور بیوی اِس مُناسبت سے ایک دُوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ شوہر اور بیوی کے درمیان پایا جانے والا رِشتہ، دُنیا میں کسی بھی دُوسرے اِنسان کے ساتھ پائے جانے والے رِشتے سے مختلف ہوتا ہے۔ کسی شخص میں خاص یا مُنفرد دلچسپی اُس شخص کے لئے ایک خاص اور مُنفرد محبت کا مضبوط سبب بنتی ہے (۱۔ کرنتھیوں ۳:۷-۴)۔

تیسری وجہ میل ملاپ ہے: ایک شوہر اور بیوی ایک دُوسرے کے ساتھ اِس طرح سے ملتے ہیں کہ وہ ایک تن بن جاتے ہیں (پیدایش ۲:۲۴)۔ شادی ایک رُوحانی، شرعی اور جسمانی اِتحاد ہے، جس کے ذریعے دو اِنسان ایک جسم میں متحد ہو جاتے ہیں۔ یہ دُنیا کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ ہے، حتیٰ کہ والدین اور بچوں کے درمیان پائے جانے والے رِشتے سے بھی زیادہ قریبی اور اِس لئے یہ رِشتہ مضبوط ترین محبت کا تقاضا کرتا ہے۔ سکڈر (Scudder) نے لکھا "وہ بنیاد جو اِس محبت کو سنبھالے رکھے اور وہ چشمہ جو اِس کی اَفزایش کرے اور اِسے سیر اب کرے، صرف تُم میں موجود خُوبیاں یا قابلِ تعریف صفات نہیں، بلکہ وہ قریبی رِشتہ ہے جس میں تم داخل ہو چکے ہو، کیوں کہ اب تم دو نہیں رہے بلکہ اِیک جسم ہو اور ایک دُوسرے کی ہڈیوں میں سے ہڈی اور گوشت میں سے گوشت ہو، یہ خدا کی طرف سے ہے کہ تمھیں یوں ایک بنا دیا گیا ہے اور یہ اُس کی مرضی اور خُوشنُودی ہے کہ ایسا ہو"[۲۳۹]۔

اور محبت کی چوتھی بنیاد ضرورت ہے: ایک مرد اور ایک عورت کو ایک دُوسرے کی ضرورت ہوتی ہے۔ شوہر اور بیوی کو ایک دُوسرے کو اُس مددگار اور ساتھی کے طور پر دیکھنا چاہیے جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ خداوند کی طرف سے ایک بندھن میں بندھنے کے بعد، اُن میں سے کسی ایک کے لئے بھی اکیلے رہنا اچھا نہیں (پیدایش ۲:۱۸)۔ اور یہ باہمی ضرورت باہمی محبت کو جنم دیتی ہے (۱۔ سموئیل ۱:۸)۔

---

[239] . Scudder, 72.

محبت کی پانچویں بنیاد حکم ہے: کیوں کہ، اِزدِواجی محبت کا یہ حکم ہے کہ مرد اپنی بیوی سے محبت رکھے، نہ صرف اِس لئے کہ وہ خوبصورت، عقل مند، گھریلو، فرماں بردار، محبت کرنے والی اور ہر لحاظ سے عُمدہ صفات کی حامل ہے، بلکہ سب سے بڑھ کر اِس لئے کہ آسمان وزمین کے خدا، جس کے حضور تمام جذبات کو سر تسلیم خم کرنا چاہیے، نے فرمایا ہے: "اَے شوہرو، اپنی بیویوں سے محبت رکھو "۔بیوی کو بھی اپنے شوہر سے محبت کرنی چاہیے "نہ صرف اِس لئے کہ وہ صاحبِ حیثیت یا شریف النسب ہے، اور اُس کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا ہے، باہمت ہے اور ہر پہلو سے شائستہ چال چلن رکھتا ہے، بلکہ اِس لئے کہ وہ اُس کا شوہر ہے اور خدا جو تمام مخلوقات کا مالک ہے، عورت سے فرماتا ہے کہ وہ اپنے شوہر سے محبت رکھے"۔[240] پس اگر ہم باب ۳ میں بیان کردہ اوصاف کے مُطابق ایک نیک اور موزُوں شریکِ حیات کا اِنتخاب کریں تو ہم خداوند میں جس سے محبت رکھتے ہیں، اُس سے شادی کرنے میں آزاد ہیں، لیکن لازم ہے کہ ہم اُس شخص سے بھی محبت رکھیں جس سے ہم شادی کرتے ہیں۔

اِس محبت کو برقرار رکھنے کے وسائل

گاوُج (Gouge) نے خبردار کیا کہ اگر میاں بیوی کی محبت باہمی اور باہم دِگر نہ ہو "تو شادی کا مقصد اور اِس کا دُرُست اِستعمال بگاڑ کا شکار ہو جائے گا اور یہ رِشتہ باعث اَذّیت اور نہایت بوجھل ہو جائے گا"۔[241] اِسی طرح سے راجرز (Rogers) نے یہ لکھا کہ "جہاں محبت کا اِیندھن ختم ہو جائے، وہاں سب سے مضبوط محبت بھی کچھ دیر کے بعد جاتی رہتی ہے اور پھر اُس نے اپنے قارئین سے سوال پوچھا "کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ محبت کی یہ دَھار روزانہ تیز کیے بغیر قائم رہ سکتی ہے؟"۔[242] ایمبروز (Ambrose) نے بھی اپنے قارئین سے کہا "اگر یہ باہمی نرم دِلی، تازہ اور ثمر آور حالت میں برقرار رکھی جائے تو اِزدِواجی رِشتے کو بے حد شیریں اور خُوب صُورت بنا دے گی"۔[243]

---

[240] . Whately, 32.
[241] . Gouge, 163.
[242] . Rogers, 142.
[243] . Ambrose, 233.

ہم اپنی اِزدِواجی زِندگیوں میں باہمی محبت کو کیسے مُستحکم بنا سکتے ہیں اور کیسے برقرار رکھ سکتے ہیں؟

اَوّل: ہمیں خدا کے اِس حکم پر کہ "اَے شوہرو اپنی بیویوں سے محبت رکھو" باقاعدگی سے غور کرنا چاہیے (کُلسیوں ۳:۱۹) اور یہ کہ بیویاں بھی اپنے شوہروں سے محبت رکھیں (طِطُس ۲: ۴)۔ اِزدِواجی زِندگی کی اِس اہم بنیاد پر باقاعدگی سے غور کرنے سے محبت کے اُس جوش اور اِستحکام کو برقرار رکھنے میں مدد ملے گی، جس کا ہم نے اِزدِواجی زِندگی کی اِبتدا میں ایک دُوسرے سے وعدہ کیا تھا۔ بولٹن (Bolton) نے کہا کہ اِس حکم کا مقصد یہ ہے کہ "شوہر اور بیوی دونوں کے دِلوں سے ہر قسم کی تلخی، ناخوش گواری، ناپسندیدگی اور بیزاری کو دُور کیا جائے اور اِس طرح کے بُرے خیالات کہ کاش وہ کبھی نہ ملے ہوتے، یا ایک دُوسرے کا چہرہ نہ دیکھا ہوتا، کو ہمیشہ کے لئے اپنے دل سے نکال دیا جائے، ورنہ جب بھی وہ کسی دُوسرے بہتر شخص کو دیکھے گا تو خواہش کرے گا کہ کاش اُسے دوبارہ اِنتخاب کا موقع ملے اور یوں وہ اِس حکم سے دُور ہٹ جائے گا"۔[۲۴۴]

دوم: چوں کہ خدا ہی رُوحوں، اِزدِواجی رِشتوں اور محبتوں کا خالق ہے، ہمیں مسلسل دُعا کرتے رہنا چاہیے کہ وہ اُس محبت کو جو اُس نے اِبتدا میں ہمارے دِلوں میں شریکِ حیات کے لئے رکھی، بڑھاتا رہے اور وہ ہمیں توفیق دے کہ ہم اُس محبت کو اپنی گُفتار اور کردار کے ذریعے ظاہر کر سکیں"۔ خدا مہربان ہے اور وہ وہی عطا کرتا ہے جس کا وہ وعدہ کرتا ہے۔ پس ہم نہ صرف اِزدِواجی زِندگی کے متعلق اُس سے راہ نُمائی حاصل کرنے، بلکہ اُس کے حکم کی فرماں برداری کے لئے بھی اُس کی طرف نگاہ کریں۔ صرف اُس کے فضل اور رُوح کی راہ نُمائی سے ہی ہم اِزدِواجی زِندگی میں اُس کی پاک مرضی کو پُورا کر سکتے ہیں (فلپیوں ۲:۱۳؛ یوحنا ۴:۱۵-۵)۔ ہمیں دُعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمارے دِلوں کو آپس میں باندھے رکھے، ہمیں ایک دُوسرے میں زیادہ سے زیادہ اِطمینان بخشے اور ایک دُوسرے کی شخصیت، مسکراہٹ، محبت، جسمانی قربت، رفاقت، خدمت اور ساتھ گزارے گئے

---

244 . Bolton, 266.

وقت میں خوشی منانے کی توفیق دے۔ ہمیں دُعا کرنی چاہیے کہ جو کوئی چیز بھی ہمارے دِلوں سے اپنے شریکِ حیات کے لئے محبت کو کم کر دے اِس میں رکاوٹ یا دست برداری کا باعث بنے، خدا اُسے ہم سے دُور رکھے (متی ۶:۱۳)۔

سوم: ہمیں اُس درد مندی پر غور کرنا چاہیے جس کے ساتھ مسیح اپنی کلیسیا سے غزل الغزلات کی کتاب میں ہم کلام ہوتا ہے۔ مسیح اپنی کلیسیا سے اِن اَلفاظ میں مخاطب ہوتا ہے "اَے عورتوں میں سب سے جمیلہ۔ دیکھ تُو خُوب رُو ہے اَے میری پیاری! دیکھ تُو خُوب صُورت ہے، تیری آنکھیں دو کبُوتر ہیں۔ تجھ میں کوئی عیب نہیں۔ اَے میری پیاری! میری زوجہ! تُو نے میرا دِل لُوٹ لیا ۔ تیری محبت مَے سے زیادہ لذیذ ہے۔ مَیں اپنے باغ میں آیا ہوں اَے میری پیاری! میری زوجہ۔ اپنی آنکھیں میری طرف سے پھیر لے کیوں کہ وہ مجھے گھبرا دیتی ہیں۔ میری کبُوتری، میری پاکیزہ بے نظیر۔ اَے محبوبہ! عیش و عشرت کے لئے تو کیسی جمیلہ اور جانفزا ہے"۔ اور ہم پڑھتے ہیں کہ کلیسیا نے مسیح سے اِسی طرح مخاطب ہو کر بات کی: "تیرا عشق مَے سے بہتر ہے۔ اَے میری جان کے پیارے۔ اَے میرے محبوب! تو ہی خُوب صُورت ہے۔ اَے میرے محبوب! بلکہ مرغُوبِ خاطر ہے۔ اَے میرے محبوب! مَیں عشق کی بیمار ہوں۔ میرا محبوب دس ہزار میں مُمتاز ہے۔ وہ سراپا عشق انگیز ہے۔[۲۴۵]"۔

اگر اِزدِواجی محبت، مسیح اور اُس کی کلیسیا کے درمیان گہری محبت کی عکاس ہے، تو ہماری اِزدِواجی زِندگیاں بھی ایسی محبت سے روشن ہونی چاہئیں جو کہ دِلوں کو نرم کرنے والے محبت بھرے جذبات کے اِظہار سے بھرپُور ہو، جو ہماری محبت کو مضبوطی سے روشن اور قائم رکھیں۔ مُنہ دِل کا مخرج ہے، لہٰذا، اگر ہمارے دِل اپنے شریکِ حیات کے لئے محبت سے بھرے ہوئے ہوں تو اِن جذبات کا اِظہار محبت بھری گفتگو کے ذریعے سے ہونا چاہیے۔

---

245 . Cf. Song 1:8, 15; 4:7, 9, 10; 5:1; 6:5, 9; 7:6; and Song 1:2, 7, 13, 16; 5:8, 10, 16.

چہارم: ہمیں خاصا وقت اِکٹھے گُزارنا چاہیے۔ پیوریٹنز(Puritans) اکثر باہمی محبت کو قائم رکھنے کے وسیلہ کے طور پر اِکٹھے رہنے کی اہمیت پر زور دیتے تھے۔[246] اِستِثنا ۵:۲۴، میں خداوند حکم دیتا ہے کہ کوئی اِسرائیلی اپنی شادی کے پہلے سال میں جنگ کے لئے نہ بُلایا جائے بلکہ اپنے گھر میں رہے اور "اپنی بیاہی ہوئی بیوی کو خوش رکھے"۔ خداوند چاہتا ہے کہ ایک شوہر اپنی جوانی کی بیوی کے ساتھ شاد رہے، اُس میں آسودگی حاصل کرے اور اُس کی محبت میں فریفتہ رہے(اَمثال ۵:۱۸-۱۹) ۔اُس وقت خدا چاہتا تھا کہ جنگ پر بُلائے جانے کے خطرہ کے بغیر اُن کی محبت ایک سال کے باہمی قیام کی وجہ سے مضبوط ہو جائے (پیدائش ۲:۲۴؛ زبور ۴۵:۱۰؛ ا۔پطرس ۳:۷؛ اکرنتھیوں ۷:۱۰، ۱۲-۱۳)۔

تو پھر شوہر اور بیوی اپنی محبت کو برقرار رکھنے کی توقع کیسے کر سکتے ہیں اگر وہ علیحدہ رہتے ہیں، علیحدہ کھاتے ہیں اور علیحدہ سوتے ہیں؟ اگرچہ وہ دو ہیں، لیکن خدا نے اُنہیں ایک جسم بنایا ہے۔ پس، لازم ہے کہ ایک ہی گھر، ایک ہی دستر خوان اور ایک ہی بستر اُنہیں جوڑے رکھے۔ اور وہ ایک دُوسرے سے کسی بھی غیر ضروری مقصد جیسے کہ ذاتی تسکین یا عیش و عشرت کے لئے جُدا نہ ہوں ۔اور اُنہیں ایک ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گُزارنا چاہیے، جتنا کہ اُن کی یہ بلاہٹ تقاضا کرتی ہے ۔اُنہیں ایک دُوسرے کے اچھے دوست اور محرمِ راز ہونا چاہیے۔ اُنہیں چاہیے کہ وہ اکثر ایک دُوسرے سے بات چیت کریں، ایک دُوسرے کے ساتھ مِل کر غم کو بانٹیں اور باہم مِل کر خوشی میں بھی شریک ہوں اور اپنے دِل کی باتیں ایک دُوسرے کے ساتھ بانٹیں کیوں کہ اِس طرح سے اُن کا رِشتہ اَور بھی زیادہ مضبوط ہو گا۔ اُنہیں چاہیے کہ وہ کسی اِختلاف کو اپنے درمیان جگہ نہ بنانے دیں، نہ ہی ایسا ہو کہ اُن میں سے کوئی دُوسرے سے الگ سوئے، کیوں کہ یہ نہ تو آپس میں میل رکھتا ہے اور نہ ہی خدا کے حکم کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے (ا۔یوحنا ۴:۲۰-۲۱)۔ "سُورج کے ڈوبنے تک تمہاری خفگی نہ رہے (اِفسیوں ۴:۲۶)۔ اور اُنہیں اپنی خفگی کی وجہ سے شیطان کو موقع نہیں دینا چاہیے کہ وہ

---

[246] . See e.g., Whately, *A Bride-Bush*, 42–54.

اُن کے اور اُن کی محبت کے خلاف کام کرے (اِفسیوں ۷ ۲:۲۷)۔ سیکر (Secker) نے کہا کہ "شوہر اور بیوی کو ایک ساتھ جلتے ہوئے دو چراغوں کی مانند ہونا چاہیے جو ایک ساتھ جل کر گھر کو زیادہ روشن کرتے ہیں، یا اُن کو دو خوشبو دار پھولوں کی مانند ہونا چاہیے جو کہ ایک ہی گُل دستے میں بندھے ہوں، جس سے خُوشبو اور زیادہ ہو جائے گی، یا دو باہم، ہم آہنگ سازوں کی مانند ہونا چاہیے جو ایک ساتھ بج کر دِلکش موسیقی پیدا کرتے ہیں۔ شوہر اور بیوی دو چشمے ہیں جو اپنی اپنی دھاروں کو یکجا کرتے ہیں تاکہ وہ ایک ہی بہاؤ میں بہہ سکیں۔ اِس ربط میں کسی بھی تنازعے کا ہونا ایک ناخوشگوار منظر پیش کرتا ہے"۔[۲۴۷]

پنجم: باہمی محبت کو مذہبی احکام پر عمل کر کے محفوظ رکھا جا سکتا ہے اور فروغ دیا جا سکتا ہے ۔ خدا کے ساتھ وقت گُزارنا اور اُس کی عبادت میں وقت گُزارنا، آپ کی اِزدِواجی محبت کو مضبوط بنانے میں مددگار ثابت ہو گا۔ وہٹیلی (Whately) نے کہا "شوہر اور بیوی کو باہم مِل کر دُعا کرنی چاہیے، اُنہیں آپس میں آسمانی مُلک کے بارے میں بات چیت کرنی چاہیے، اُنہیں چاہیے کہ باہم مِل کر کوئی زبور گائیں، اور مذہبی احکام پر عمل کریں، تاکہ اُن کے دِل پہلے خدا کے ساتھ مضبوطی سے بندھ جائیں اور پھر اُن کا ایک دُوسرے کے ساتھ رِشتہ بھی مضبوط ہو"[۲۴۸]۔ وہٹیلی (Whately) نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کہ "جب وہ ایسا کریں گے، تو خدا کی شبیہ کی روشن کرنیں، اُن میں سے ہر ایک سے منعکس ہوں گی اور یہ منظر بہت ہی خوب صورت اور دِلکش ہو گا، اور یہ بات اُنہیں ایک دُوسرے کے لئے اور زیادہ ہر دِل عزیز بنائے گی۔ یہ باتیں اُن میں پاکیزگی کی رُوح کو تقوِیت دیں گی، محبت کو فروغ دیں گی، یہ خدا پر اُن کے ایمان کو مضبوط بنائیں گی اور ایمان، محبت کے وسیلے سے عمل کرے گا، وہ محسوس کریں گے کہ وہ ایک دُوسرے کے لئے رُوحانی طور پر فائدہ مند ٹھہرے ہیں اور رُوحانی فائدہ حاصل کرنا لازماً، رُوحانی محبت کو جنم دیتا ہے۔ یہاں وہ اپنے آپ کو ایک

---

[247] . Secker, 259.
[248] . Whately, *A Bride-Bush*, 49.

ہی مُلک کے پردیسی، ایک ہی گھرانے کے خادِم، ایک ہی باپ کے فرزند اور ایک ہی بدن کے اَعضاء پائیں گے اور یہ ضرور اُن کی باہمی نیک نیتی کو فروغ دے گا"[249]۔

مذہبی احکام اِس قدر اہم ہیں کہ خواہ میاں بیوی کی محبت کتنی ہی گہری اور مضبوط کیوں نہ ہو، اگر وہ خدا کی فرماں برداری اور عزت کرنے میں یکجانہ ہوں، تو وہ جلد ہی اپنے درمیان ایک دُوری محسوس کرنے لگیں گے۔ بہت سے شادی شُدہ جوڑے دُنیاوی تفریحات اور لاحاصل لذتوں میں کئی گھنٹے ایک ساتھ گُزارتے ہیں، مگر آخرکار اُن کی باہمی محبت ٹھنڈی پڑ جاتی ہے اور اُن کے دِل ایک دُوسرے سے ہٹ کر دُوسروں کی طرف مائل ہونے لگتے ہیں۔ ایسے لمحات اُن کی اِزدِواجی زِندگی کے لئے زہرِ قاتل اور سَرطان بن سکتے ہیں، مگر وہ وقت جو عبادت میں ایک ساتھ گُزارا جائے، اُن کی ایک دُوسرے کے لئے محبت کو بڑھادے گا۔

ششم: ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے شریکِ حیات میں بدی کی بجائے بھلائی کو اُبھارنے کی کوشش کریں (عبرانیوں ۱۰:۲۴)۔ اگر ہم ایک دُوسرے میں بھلائی کو اُبھاریں گے، تو بھلائی بدی سے زیادہ نمایاں ہوگی اور یہ بات ہمارے شریکِ حیات کو ہمارے اور قریب لائے گی۔ بیکسٹر نے کہا "اُن میں جو کچھ اچھا اور خوش آئند ہے، اُسے نمایاں کرو، تب تم دیکھو گے کہ تمہارا خامیوں والا شریکِ حیات بھی تمہیں زیادہ پیارا نظر آئے گا"۔[250] اگر ہم اُن کی اچھائی پر توجہ مرکُوز کریں تو ہمارے دِل میں اُن کے لئے محبت بڑھے گی اور اُن کی خامیوں کو نظرانداز کرنے سے ہمارے دِل میں پیدا ہونے والی کسی بھی طرح کی نفرت یا کراہیت ختم ہو جائے گی۔ اِس کے برعکس، اگر ہم روزانہ اپنے شریکِ حیات کے گناہوں کو اُبھارتے رہیں اور بھڑکاتے رہیں، تو اُس کی لغزش کے لئے ہم خود کو ہی موردِ اِلزام ٹھہرا سکتے ہیں۔ پس، ہمیں چاہیے کہ اپنی محبت کے ذریعے سے اُن کی کمزوریوں پر غالب آئیں، تاکہ وہ نہ صرف ہماری نظر میں مزید پسندیدہ ٹھہریں، بلکہ اُن کے دِل میں بھی ہمارے لئے محبت پیدا ہو اور اُنہیں اپنے طرزِ عمل میں محبت کی مثال کے طور پر اِستعمال کریں۔ بیکسٹر نے کہا

---

249 . Whately, *A Bride-Bush*, 49.
250 . Baxter, 129.

کہ ایک نیک اور محبت کرنے والی بیوی کی خواہش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ شوہر خود نیک اور محبت کرنے والا ہو۔ اپنے شوہر اور اپنے خدا سے محبت کرنے کے باعث، شوہر کی حکمت بھری، فروتن ، محبت کرنے والی، خودی کا اِنکار کرنے والی، صابر، پاک اور آسمانی زندگی اُس کے لئے ایک نمونہ بن جائے گی، جس کی وہ خود بھی پیروی کرنے کی کوشش کرے گی۔[251]

آخر میں، ہر وہ شخص جو رشتۂ اِزدِواج میں منسلک ہوتا ہے، یہ یاد رکھے کہ اُن کی باہمی محبت ایک بیش قیمت موتی ہے جس کی قدر کرنا اور حفاظت کرنا لازم ہے۔ یہ اُن کے دِلوں میں جلتا ہوا ایک شعلہ ہے جسے بجھنے نہیں دینا چاہیے، بلکہ اُسے سنبھالے رکھنے اور بھڑکانے کی ضرورت ہے اور یہ خدا کی طرف سے سونپا گیا ایک فرض ہے جسے پورا کرنا واجب ہے۔ اِس لئے کوئی بھی شخص بغیر باہمی محبت کے فضل کے رشتۂ اِزدواج سے مُنسلک نہ ہو اور جب وہ اِس رِشتے سے مُنسلک ہو جائے تو کوئی بھی دِن ایسا نہیں گُزرنا چاہیے جس میں وہ اپنی اِزدِواجی زِندگی کی محافظت، ترقی اور کاملیت کے لئے دُعا نہ کرے، کیوں کہ جب ہماری اِزدِواجی زِندگی کی باہمی محبت، مسیح اور اُس کی کلیسیا کے درمیان باہمی محبت کو ظاہر کرتی ہے تو اِس سے خدا کے نام کو جلال ملتا ہے۔

پاک دامنی اور عنایت

دُوسرے باہمی فریضے کے دو پہلو ہیں: عِفت – یعنی اپنی اِزدِواجی زِندگی میں خود کو جنسی طور پر پاک رکھنا اور دُوسرا وہ جسے پولُس رسُول "واجبِ حق کی اَدائیگی" کہتا ہے، یعنی جنسی طور پر خوش دِلی سے اپنے شریکِ حیات کا حق ادا کرنا۔ا۔ کرنتھیوں ۲:۷-۳، میں پولُس رسُول اِس بات کو واضح کرتا ہے کہ یہ دوہرا فریضہ شوہر اور بیوی دونوں کے لئے ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ "لیکن حرام کاری کے اندیشہ سے ہر مرد اپنی بیوی اور ہر عورت اپنا شوہر رکھے۔ شوہر بیوی کا حق ادا کرے اور ویسا ہی بیوی شوہر کا"۔ ایک طرف تو پولُس رسُول، گُناہ آلُود جنسی رویوں سے خبر دار کرتا ہے اور دُوسری طرف

251 . Baxter, 129.

وہ شوہر اور بیوی کے درمیان جنسی تعلق کو ایک ایسے "فریضہ کے طور پر" جسے وہ ایک دُوسرے کے لئے بڑی عنایت اور محبت سے ادا کرتے ہیں، جائز قرار دیتا ہے۔اِسی طرح سے ا۔ تھسلنیکیوں ۴:۳-۴ میں پولس رسُول ہمیں حکم دیتا ہے کہ "حرام کاری سے بچے رہو۔اور ہر ایک تم میں سے پاکیزگی اور عزت کے ساتھ اپنے ظرف کو حاصل کرنا جانے"۔ یہ نصیحت شادی شُدہ اور غیر شادی شُدہ سب اَفراد کے لئے ہے۔

ہمارے لئے اِس بات کو سمجھنا کہ کس طرح سے پہلا فریضہ، دُوسرے فریضہ سے مُنسلک ہے، نہایت اہم ہے۔ایک بنیادی فریضے کے طور پر، محبت وہ سیمنٹ ہے جو کہ شادی شُدہ جوڑوں کو آپس میں جوڑے رکھتا ہے۔پاکیزگی اُس پُرجوش اور پُر سکُون محبت سے پیدا ہونے والے روِیے کی خصوصیت ہے۔شوہر اور بیوی کی پاک دامنی یہ ثابت کرتی ہے کہ "دل پُورے طور پر محبت سے سرشار ہے کیوں کہ جسموں کو آلودگی سے پاک رکھا گیا ہے"[252]۔کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ شوہر اور بیوی کے درمیان مداخلت کرے جو کہ باہمی رضامندی سے خود کو ایک دُوسرے کے سپُرد کر چکے ہیں۔وٹیلی (Whately) نے لکھا"کیوں کہ شوہر اور بیوی اُس بندھن میں بندھے ہیں جسے خدا نے قائم کیا ہے،اِس لئے ایک دُوسرے کو اُس کی ضرورت کے مُطابق باہمی خوشی اور تسکین فراہم کرنی چاہیے"۔[253] اِس لئے اُن کی باہمی محبت،اُن کی ازداجی زندگی کی پاکیزگی کی بنیاد ہے کیوں کہ یہ بیرونی طور پر بھی آلودگی سے پاک ہے اور اِزدِواجی زندگی میں "حقِ محبت" کی بنیاد ہے کیوں کہ وہ (شوہر اور بیوی) آرادانہ طور پر اور وفاداری سے خود کو ایک دُوسرے کے سپُرد کرتے ہیں۔

پس،اِس دوہری ذِمے داری کے مُطابق، مرد کو اپنی بیوی کے علاوہ کسی دُوسری عورت کے ساتھ جنسی تعلق رکھنے سے منع کیا گیا ہے اور اِسی طرح سے عورت کو بھی اپنے شوہر کے علاوہ کسی دُوسرے مرد کے ساتھ جنسی تعلق رکھنے سے منع کیا گیا ہے کیوں کہ (جیسا کہ پولُس رسُول فرماتا ہے کہ "ہر مرد اپنی بیوی اور ہر عورت اپنا شوہر رکھے")۔اِس کے برعکس،شوہر اور بیوی جنسی طور پر

---

[252]. Rogers, 153.
[253]. Whately, *A Bride-Bush*, 14.

ایک دُوسرے کا حق ادا کرنے کے پابند ہیں کیوں کہ (پولُس رسُول فرماتا ہے کہ یہ اُن کا "واجب حق" ہے۔ یہ اُن کا واجب حق ہے کیوں کہ اِزدِواجی زِندگی کا عہد اُن کے لئے اِس بات کو لازم قرار دیتا ہے کہ وہ ایک دُوسرے کو اِس اِزدِواجی حق سے محروم نہ رکھیں (۱۔ کرنتھیوں ۳:۷-۵)، اور یہ ایک طرح کی عنایت بھی ہے، کیوں کہ یہ اُس محبت کا اِظہار ہے جس کا اُنہوں نے ایک دُوسرے سے وعدہ کیا ہے۔

اِس بات کو یوں سمجھیں: ایک پاکیزہ اِزدِواجی رِشتے میں منسلک شوہر اور بیوی اپنے اِزدِواجی رِشتے کے دروازے کو ہر دُوسرے شخص کے لئے بند رکھتے ہیں کیوں کہ وہ ایک دُوسرے کے ساتھ اِزدِواجی بندھن میں بندھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اپنی عفت کے دائرہ میں رہتے ہوئے، وہ ایک دُوسرے کی طرف رجوع کرتے ہیں تا کہ ایک دُوسرے کو اُس کا اِزدِواجی حق دے سکیں، جیسا کہ اِزدِواجی زِندگی کا تقاضا ہے۔ اِسی طرح سے، ایسی اِزدِواجی زِندگی جس میں شوہر اور بیوی ایک دُوسرے کے لئے اُس کا اِزدِواجی حق ادا کرتے ہیں، ایسی اِزدِواجی زِندگی میں جنسی خواہش پوری ہوتی ہے اور اِزدِواجی زِندگی کا تقدّس برقرار رہتا ہے کیوں کہ اِس سے اِزدِواجی زِندگی سے باہر جانے کی آزمایش کمزور پڑ جاتی ہے۔

کلامِ مُقدّس کے حکم کے علاوہ بھی اِزدِواجی زِندگی میں پاکیزگی اِختیار کرنے کے بہت سے اسباب ہیں۔ اوّل: یہ ذِمے داری، اِزدِواجی زِندگی کے عہد سے صادر ہوتی ہے۔ جب ایک مرد اور ایک عورت رِشتۂ اِزدِواج سے منسلک ہوتے ہیں، تو وہ باقی سب کو چھوڑتے ہوئے، ایک دُوسرے کے ساتھ وفادار اور مُخلص رہنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ ایسا عہد اُن کے لئے اِس بات کو ناروا بنا دیتا ہے کہ وہ کبھی بھی، کسی بھی موقع پر اپنے شریکِ حیات کے علاوہ اپنا جسم کسی دُوسرے کو دیں، اِسی لئے کلام مُقدس باقی سب کو بیگانہ قرار دیتا ہے (اَمثال ۱۹:۵-۲۰)۔[۲۵۴] یہ عہد اُنہیں پابند کرتا ہے کہ وہ اپنی اِزدِواجی زِندگی کے دوران پاک دامنی کو قائم رکھیں۔

---

[254] . Whately, *A Bride-Bush*, 3.

دوم: یہ ذِمے داری اُس مقدّس بندھن کے ساتھ آتی ہے جو کہ ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان قائم ہوتا ہے جو کہ ایک دُوسرے کے لئے بنے ہوتے ہیں۔ کسی اَور کو اُس چیز پر کوئی حق نہیں جو کہ ایک شادی شُدہ جوڑے کی ہے کیوں کہ وہ صرف اُن ہی کی ملکیت ہے۔ شادی ایک ایسا رِشتہ ہے جو کہ مرد کو اُس کی اپنی بیوی اور عورت کو اُس کا اپنا شوہر مہیا کرتا ہے۔ جیسا کہ پولُس رسُول بیان کرتا ہے کہ "لیکن حرام کاری کے اَندیشہ سے ہر مرد اپنی بیوی اور ہر عورت اپنا شوہر رکھے" (ا۔ کرنتھیوں ۲:۷)۔ پس، مرد اور عورت اِس قدر ایک دُوسرے کے مالک بن جاتے ہیں کہ پولُس رسُول آگے جا کر آیت ۴ میں بیان کرتا ہے کہ "بیوی اپنے بدن کی مُختار نہیں بلکہ شوہر ہے، اِسی طرح سے شوہر بھی اپنے بدن کا مُختار نہیں بلکہ بیوی ہے"۔

سوم: یہ ذِمے داری اِزدِواجی زندگی کی اِبتدائی بنیاد سے صادِر ہوتی ہے۔ خدا نے ایک عورت کے لئے ایک مرد کو مُقرر کیا (پیدایش ۲: ۲۴)۔ اگر خدا چاہتا کہ ایک مرد ایک سے زیادہ بیویاں رکھے، تو وہ آدم کو ایک سے زیادہ بیویاں عطا کرتا۔ اور اگر خدا چاہتا کہ ایک عورت ایک سے زیادہ مردوں سے شادی کرے، تو وہ حوّا کی شادی ایک سے زیادہ مردوں سے کرواتا۔ پُرانے عہد نامے میں کثیر الازدِواجی کے ذریعے سے اِس حکم کو بگاڑ دیا گیا تھا، لیکن اِس حکم کی اِبتدائی حالت اور متی ۱۹ باب میں مسیح یسوع کی طرف سے کی جانے والی تصدیق (لیکن اِبتداء میں ایسا نہیں تھا، آیت ۸)اِس بات کو واضح کرتی ہے کہ شادی ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان ہونی چاہیے۔

چہارم: اِس فرض کی اَنجام دِہی میں وفاداری، باقی تمام خامیوں پر پردہ ڈال دیتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک مرد کو اپنی بیوی میں بہت سی خامیاں نظر آتی ہوں، لیکن اگر وہ اُس سے (شوہر سے) وفادار ہے تو وہ اُس کی خامیوں کو نظر انداز کر سکتا ہے۔ اِسی طرح سے ایک عورت اپنے شوہر کی بہت سی کمزوریوں کی نشان دِہی کر سکتی ہے، لیکن وہ اُس کی (شوہر کی) خالص محبت و عقیدت کے باعث اُس سے محبت کرتی ہے۔ پاک دامنی کی قدر و قیمت اِس لحاظ سے بھی زیادہ ہے کہ یہ شریکِ حیات میں پائی جانے والی تمام کمزوریوں اور خامیوں پر پردہ ڈال دیتی ہے۔

پنجم: اِس، ذِمے داری کی اَنجام دِہی میں بے وفائی زہر قاتل ثابت ہوتی ہے۔ شادی کا عہد شوہروں اور بیویوں کو ایک پاکیزہ اور مخصوص تعلق میں باندھتا ہے۔ ایک مرد کے لئے بغیر بیوی کے رہنا اور ایک عورت کے لئے بغیر مرد کے رہنا، بدکاری میں مُبتلا ہونے سے بہتر ہے۔ اِزدِواجی زِندگی کی تمام برکات کا اِنحصار، شادی شُدہ جوڑے کی پاکیزگی پر ہوتا ہے۔ اگر پاک دامنی جاتی رہے تو اِزدِواجی زِندگی کی قدر و منزلت اور دِیگر تمام برکتیں اور فوائد بے معنی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کسی عورت کا شوہر بہت مال دار ہو، لیکن اگر وہ بدکار ہے تو اُسے اِس مال و دولت کا کیا فائدہ؟ اِسی طرح سے ایک مرد کی بیوی بہت خوبصُورت اور خوش اَخلاق ہو سکتی ہے، لیکن اگر وہ خود کو کسی دُوسرے مرد کے سپُرد کر دے تو شوہر کس طرح سے اُسے اپنی قیمتی دولت شمار کر سکتا ہے؟

ششم: ایک پاکیزہ اِزدِواجی زِندگی ہمیشہ خدا کی برکات سے لُطف اندوز ہوتی ہے۔ خواہ، عبادت گاہ میں ہو، گھر کے اندر ہو، اپنی خواب گاہ میں ہو، یا رحمِ مادر میں، خدا کی برکت اُس اِزدِواجی زِندگی پر ہے جس میں بستر، خدا کے نام کی خاطر، بے داغ رکھا گیا ہو (۱۔ تھِسلنیکیوں ۴:۴-۵؛ طِطُس ۱: ۱۵؛ عبرانیوں ۴:۱۳)۔ پاک دامنی نہ صرف رحم پر خدا کی برکت نازل کرتی ہے (زبور ۱۲۸:۳) بلکہ اِس بات کو بھی یقینی بناتی ہے کہ اُس میں سے پیدا ہونے والی اولاد جائز ہو اور اِس طرح سے مسیحی اِزدِواجی زِندگی پر خدا کی برکات کی جائز وارث ٹھہرے (پیدایش ۱۰:۲۱؛ ۱۔ کرنتھیوں ۱۴:۷)۔

ہفتم: پاکیزگی، اِزدِواجی زِندگی کی بنیاد ہے۔ ایک پاک دامن شریکِ حیات کی آنکھیں گھرانے کی بھلائی پر لگی ہوتی ہیں، کان اُس کی خبر گیری کرتے ہیں اور دِل خاندان اور گھرانے کی فلاح و بہبود پر متوجہ رہتا ہے۔ شوہر اور بیوی دونوں ہمیشہ خاندانی ضروریات، خاندانی رفاقت، خاندان کی محبت، گھریلو ذِمے داریوں اور باہم اِکٹھے رہنے کی ضرورت کو پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ لیکن ایک بے وفا شریکِ حیات جسمانی طور پر تو گھر میں ہوتا ہے لیکن اُس کا دِل کہیں اَور ہی ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ رِشتے سے فرار کی تلاش میں رہتا ہے۔

بالآخر پاک دامنی اِزدِواجی زِندگی کو حرام کاری سے محفوظ رکھتی ہے۔ محبت کا فُقدان، اِزدِواجی زِندگی کو قابلِ رحم بنا دیتا ہے، لیکن اگر اِزدِواجی زِندگی سے پاک دامنی جاتی رہے اور حرام

کاری رُونما ہو تو طلاق کا راستہ کھل جاتا ہے (متی ۹:۱۹)، کیوں کہ بے وفائی اِزدِواجی زِندگی کی بنیاد کو پارہ پارہ کر دیتی ہے۔ سونک (Swinnock) نے لکھا کہ: "دِیگر کمزوریاں اُن کے آرام میں خلل ڈالتی ہیں، لیکن بے وفائی اُن کے اِزدِواجی زِندگی کے عہد کو توڑ دیتی ہے"[۲۵۵]۔

زِنا، اِزدِواجی زِندگی کے عہد کو منسوخ نہیں کرتا، لیکن اِس کی جڑ کو ایسا بوسیدہ بنا دیتا ہے کہ اِس کی کوئی بھی شاخ اچھا پھل لانا بند کر دیتی ہے۔ بیکسٹر نے کہا کہ "زِنا اِزدِواجی بندھن کے اِس قدر خلاف ہے کہ اگرچہ، فی الواقع یہ اِس بندھن کو توڑتا یا کالعدم قرار نہیں دیتا، مگر یہ مظلوم اور معصوم فریق کی اِس قدر حق تلفی کرتا ہے کہ اُصولی طور پر یہ طلاق کے لئے ایک جائز جواز فراہم کرتا ہے"[۲۵۶]۔ اگر گنہگار فریق توبہ نہ کرے، تو مظلوم فریق نیک ضمیر کے ساتھ "جائز طریقے سے ایسے بے قاعدہ زِندگی گُزارنے والے شخص سے جُدائی کا طالب ہو سکتا ہے"[۲۵۷]۔ یقیناً، اگر اِزدِواجی زِندگی کو بر قرار رکھنا ہے تو اِزدِواجی پاک دامنی کو دِلجمعی سے قائم رکھنا لازم ہے۔

دُوسرا فرض، راجرز کے مطابق یہ ہے کہ پاکیزگی "اِزدِواجی زِندگی کی مالا کا سب سے خوب صورت پھول، اِزدِواجی زِندگی کے تاج کا سب سے قیمتی جواہر اور ایک ایسا وصف ہے کہ اِس کا نہ ہونا اِزدِواجی زِندگی کے وجود کو ہی مِٹا دیتا ہے"[۲۵۸]

اِس باہمی فرض کی اَنجام دِہی سے، ایک شوہر اور بیوی اپنی اِزدِواجی زِندگی کو محفوظ رکھتے اور اِس سے لُطف اندوز ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ایک یا دونوں اِزدِواجی بستر کی پاکیزگی کو پامال کریں، تو "وہ نہ صرف رُوحانی مُصائب کے جہنم میں مُبتلا ہوتے ہیں بلکہ اِزدِواجی زِندگی کے بندھن کی اصل طاقت، اِس کی محبت اور اِس کے وجود پر حملہ کرتے ہیں"[۲۵۹]۔

---

255 . Swinnock, 1:476.
256 . Baxter, 131.
257 . Whately, *A Bride-Bush*, 6.
258 . Rogers, 150.
259 . Bolton, 267.

پاکیزگی کو قائم رکھنے کے وسائل

ہم اپنی اِزدواجی زندگیوں میں پاک دامنی کو کیسے محفوظ رکھ سکتے ہیں؟ جائز حق کی ادائیگی" اِزدواجی زندگی کی پاکیزگی کو قائم رکھنے کا ایک بنیادی ذریعہ ہے، لیکن پیوریٹنز (Puritans) نے اِس کے علاوہ کئی اور ذرائع بھی تجویز کیے ہیں۔ اوّل: ہمیں بے لگام خواہشِ نفس کے خلاف اپنے دِلوں کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اَمثال ۴:۲۳ میں بیان کیا گیا ہے "اپنے دِل کی خُوب حفاظت کر کیوں کہ زِندگی کا سرچشمہ وہی ہے"۔ جو کچھ ہمارے دِل میں ہے وہی ہماری زُبان پر ہو گا اور وہی ہمارے کاموں سے ظاہر ہو گا۔ اگر پاک رُوح کے تقدیس کرنے والے کام کے وسیلے سے ہمارے دِل پاک اور صاف ہوں، تو ہماری آنکھیں، حواس، جسم اور اَعضاء بھی پاکیزگی میں اُن کی پیروی کریں گے اور زِناکاری کی آزمایشوں میں لذّت نہیں پائیں گے۔ ہم اپنی جوانی کی شریکِ حیات سے مطمئن ہوں گے اور بیگانہ عورت کی محبت کے فریب میں نہیں آئیں گے (اَمثال ۵:۱۸،۲۰)۔ لیکن اگر ہمارے دِل ناپاک اور شہوت سے بھرے ہوئے ہیں، تو وہ ہمارے بدن کو، آنکھوں کو اور کانوں کو ناپاک لوگوں کی صحبت کے حوالے کر دیں گے اور شیطان ایک نگران کے طور پر کام کرتے ہوئے جلد ہی ایک ناپاک شخص کو دُوسرے ناپاک شخص سے مِلا دے گا۔[260]

اکثر لوگ اپنی نفسانی خواہشات اور شہوت انگیز خیالات کو بے لگام چھوڑ دیتے ہیں اور گُناہ آلودہ خیالات میں مشغول رہتے ہیں جیسے کہ اگر وہ اُن پر عمل نہ کریں تو یہ نقصان دہ نہیں۔ یہ تخیل نہ صرف زِنا کے اِرتکاب کا مترادف ہے (متی ۵:۲۷-۲۸)، بلکہ سراسر حماقت بھی ہے۔ اپنے تخیل کو ایسے گندے گڑھوں میں بھٹکنے دینا نہ تو بے گُناہی ہے اور نہ ہی بے ضرر، کیوں کہ جلد ہی ذہن، دِل اور اِرادہ کو بھی اپنے تابع کر لیتا ہے۔ یعقوب ہمیں فرماتا ہے کہ ہر شخص اپنی ہی خواہشوں میں کھنچ کر اور پھنس کر آزمایا جاتا ہے (یعقوب ۱:۱۴)۔ جب ہم اپنے آپ کو ناپاک، فاسق اور زِنا آلودہ خیالات کی طرف جانے کی اِجازت دیتے ہیں، تو یہ خواہشات جلد ہی کوئی ایسا راستہ نکال لیتی ہیں کہ ظاہری گُناہ

[260]. Rogers, 158.

کو جنم دیں (آیت ۱۵)۔ کیوں کہ جیسے ہی موقع ملے، وہ چوری کا پانی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا جو دِل و دِماغ کو مشغول کیے رکھتا ہے (اَمثال ۹:۱۷؛ ۵:۱۵-۲۰؛ ایوب ۳۱:۷)۔ جیسا کہ راجرز نے کہا کہ ایسی "تخیلاتی ناپاکی بیرونی اور عملی ناپاکی کے لئے دروازہ کھول دیتی ہے، جسے اگرچہ خدا کی پروردگاری کچھ وقت کے لئے روک لیتی ہے لیکن وہ وقت کے ساتھ ظاہر ہو کر رہے گی"[۲۶۱]۔ اِس لئے اگر پاکیزگی کو قائم رکھنا ہے تو ہمیں خدا سے دُعا کرنی چاہیے کہ وہ اپنے پاک رُوح کے وسیلے سے ہمارے دِل و دِماغ کو پاکیزہ بنائے، کیوں کہ باطنی پاکیزگی، ظاہری پاکیزگی کی بنیاد ہے۔

دوم: ہمیں اپنی رُوحوں کے دروازوں، یا پھر جیسا کہ جان بنیان (John Bunyan) نے انہیں "آنکھ کا دروازہ اور کان کا دروازہ"[۲۶۲] کہا، کی حفاظت کرنی ہے کیوں کہ اِن راستوں سے ہی گُناہ کی ترغیب ہمارے دِل و دِماغ میں داخل ہوتی ہے۔ پاکیزگی کی اِس جنگ میں ہمیں پہلے ہی اپنے دِل کی بُری خواہشوں سے لڑنا پڑتا ہے۔ تو آئیں، اپنے حواس کے ذریعے سے اِن خواہشات کی زد میں نہ آئیں جو اِس آگ میں ایندھن کا کام کرتی ہے۔ داؤد نے بڑی حکمت سے دُعا کی کہ خدا اُس کے مُنہ پر پہرا بٹھائے اور اُس کے لبوں کے دروازہ کی نگہبانی کرے (زبور ۱۴۱:۳)، کیوں کہ گُناہ آلودہ باتیں ہمارے بُرے دِلوں سے نکلنے کے لئے تیار رہتی ہیں۔ لیکن ہمیں یہ بھی دُعا کرنی چاہیے کہ خداوند ہماری آنکھوں اور کانوں پر بھی پہرہ بٹھائے اور ہمیں اُن بیرونی آزمائشوں سے محفوظ رکھے جو ہمیں آسانی سے گمراہ کر دیتی ہیں۔ دُعا کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں ضروری اَقدامات بھی کرنے چاہئیں تاکہ ہر ناپاک چیز کو اپنی آنکھوں کے سامنے آنے سے اور ہر ناپاک بات کو اپنے کانوں میں داخل ہونے سے روکا جا سکے (زبور ۱۰۱:۲-۴؛ ایوب ۳۱:۱-۴؛ اِفسیوں ۵:۳-۸)۔

بہت سے مسیحی اِقرار کرتے ہیں کہ وہ شہوت کے ساتھ کشمکش میں مُبتلا ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ گُناہ، خدا کی نظر میں کس قدر ناپسندیدہ اور نفرت انگیز ہے اور وہ اِس پر غالب آنے کے لئے بے

---

261 . Rogers, 158.
262 . Cf. *The Holy War*, by John Bunyan.

شُمار طریقے اپنا چُکے ہیں جن میں اِس موضوع پر لکھی گئی کتابوں کا مُطالعہ اور بالغ اور کامل اِیمان رکھنے والے مسیحیوں سے مشاورت شامل ہے، لیکن پھر بھی وہ عوامی جگہوں پر شہوت انگیز خیالات کے سامنے بے بس نظر آتے ہیں اور تنہائی میں اکثر فُحش ویب سائٹس دیکھنے کی آزمایش میں پڑ جاتے ہیں۔ وہ خدا کے حضور اپنے گُناہ سے نفرت کرتے ہیں، اُس پر نادِم نظر آتے ہیں، گرم جوشی سے دُعا کے ذرِیعے گُناہ کے خلاف لڑتے ہیں، نجات کی خواہش رکھتے ہیں اور مسیحی رفاقت اور اِحتساب کے ذریعے اِس (گُناہ) پر غالب آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ اکثر رُوحانی جنگ میں فتح یاب ہونے کی نسبت زیادہ شکست کھاتے نظر آتے ہیں، اِس لئے وہ اپنی نجات پر شک کرنے لگتے ہیں اور اِس بات پر مایوس ہو جاتے ہیں کہ آیا اُنہیں معاف کیا جائے گا یا نہیں۔

یعقوب ۱۰:۳میں بیان کیا گیا ہے کہ "اَے میرے بھائیو! یہ چیزیں ایسی نہیں ہونی چاہیے"۔ لیکن کتنے لوگ جو شہوت کی جنگ میں مُبتلا ہیں، کبھی رُک کر یہ سوچتے ہیں کہ اُنہوں نے اپنی آنکھوں اور کانوں کے ذریعے بدکاری کو اپنے دِل میں کیسے داخل ہونے دیا؟ اور اُن میں سے کتنے لوگ، جن کے شہوت انگیز خیالات اور خواہشات نے اُنہیں حرام کاری یا زِناکاری کے کاموں تک پہنچایا، کبھی اپنی راہوں پر غور کر کے یہ اِقرار کرتے ہیں (زبور ۴:۴)، کہ اُنہوں نے اپنی حسِیات کو جِنسی بدکاری میں مشغول ہونے دیا؟ اُس شخص کے لئے پاک دامنی کی زندگی ناممکن ہے جو اپنی آنکھوں اور کانوں کو جنسی بدکاری سے محظوظ ہونے دیتا ہے۔ نفس پرستی کی خواہشات سے بھرپُور خوراک صرف اُس کی شہوت کو اور بھڑکائے گی۔ اِس لئے ایسا شخص اپنے ہی دِل کے ہاتھوں گمراہ ہوتا ہے۔ اپنی نفسانی خواہشات کے تابع ہو کر وہ اپنی ہی شکست کا باعث بنتا ہے۔

ہالی وُوڈ اور ٹیلی ویژن کی فحش تفریح میں مشغول ہونا ایسا ہی ہے جیسے کوئی زانی عورت کے گھر کے دروازے کے قریب جائے، اور اُس کے گھر کے پاس گلی کے موڑ تک جا کر، اُس کے گھر کی راہ اِختیار کرے (اَمثال ۸:۵؛ ۸:۷)۔ ہم اپنے سینوں میں آگ لئے ہوئے اَنگاروں پر چلتے ہیں (اَمثال ۶:۲۷-۲۹)۔ دُعائیں، کُتب، اِحتسابی گروہ، کلیسیا اور وَعظ کے ذریعے سے پاکیزگی حاصل کرنے کی کوششیں اُس وقت تک بے کار ہیں جب تک ہم اپنی تفریح کو اُن فحش اور ناپاک چیزوں سے

حاصل کرتے ہیں جو سکرین اور کتابوں میں پیش کی جاتی ہیں، گُناہ آلودہ مقامات پر جاتے ہیں، گنہگاروں کی صحبت اِختیار کرتے ہیں اور اُن لوگوں کی باتوں پر دھیان دیتے ہیں جنہوں نے خود کو گُناہ کے حوالہ کر دیا ہوا ہے۔ وٹیلی (Whately) نے کہا "اُس گُناہ سے بچاؤ ممکن نہیں، جس میں کوئی شخص ایسے لوگوں کی صحبت اِختیار کرے اور ایسی جگہوں اور ایسے مواقعوں کی تلاش میں رہے جو اُسے گُناہ کی ترغیب دیتے ہیں۔ اُس وقت، حِسیات اپنی مطلُوبہ اِشیاء کی موجودگی میں شِدت سے عمل کرتی ہیں اور اپنی اُس شِدت کے باعث وہ ذہن کو اُس بات کو یاد رکھنے سے روکتی ہیں جو اُسے گُناہ سے باز رکھ سکتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص اپنے آپ کو آزمایش میں ڈال کر اُس مقام کی طرف دوڑے جہاں وہ گُناہ کر سکتا ہے، تو کیا یہ تعجب کی بات ہو گی کہ خدا اُس کی اِس جسارت کی سزا اُسے گُناہ کے حوالہ کر کے دے؟ ایسا شخص، خدا سے مُنہ موڑ کر شہوت پرستی کی طرف مائل ہوتا ہے اور شہوت کے مواقعوں کی طرف لپکتا ہے، تو کیا خدا اپنی راست بازی میں اُس سے مُنہ نہ موڑے گا اور اُسے شہوت کے ہاتھوں میں نہ سونپ دے گا؟ پس، پوری تُندہی کے ساتھ برائی کے تمام مواقعوں سے پرہیز کریں، خاص طور پر اُس شخص کی صحبت سے اِجتناب کریں جو یا تو برائی کی ترغیب دینے والا ہو یا خود برائی میں پڑ چکا ہو اور یہ بات یاد رکھیں کہ اگرچہ پانی سرد ہو لیکن اگر اُسے آگ کے قریب رکھا جائے تو وہ گرم ہو جاتا ہے۔[۲۶۳]

بہت سے اِقرارالاِیمان کے حامی مسیحیوں کے تفریح کے طریقے، غیر مسیحیوں کے تفریح کے طریقوں سے کچھ خاص مختلف نہیں۔ واقعی میں پاک دامن بننے کے لئے لازم ہے کہ ہم پاکیزگی کی زِندگی گزاریں، خدا کے لئے مُقدّس کاہن کے طور پر مخصوص ہوں اور رُوح القدس سے معمور ہوں۔ ہمیں ہر قیمت پر اپنی آنکھوں اور اپنے کانوں پر پہرہ بٹھانا چاہیے، تا کہ وہ صرف اُن باتوں کے لئے کھلیں جو ہمیں ہمارے نہایت مقدّس اِیمان میں مضبوط کرتی ہیں۔ راجرز کی اِس نصیحت پر غور کریں "مَیں اُن سب کو جو اِس وبا سے بچنا چاہتے ہیں، اِس کے بارے میں حکمت کی بات بتاؤں گا: فوراً، دُور

263 . Whately, *A Bride-Bush*, 12.

اور آہستہ آہستہ۔ ایسے مواقعوں سے جتنی جلدی ممکن ہو دُور ہو جاؤ اور اُن سے جتنا زیادہ ہو سکے فاصلہ اِختیار کرو، اگر کبھی لوٹنا ہو تو نہایت آہستگی اور اِحتیاط سے لوٹو۔ اگر تیری آنکھ، تیرا دہنا ہاتھ یا پاؤں تجھے ٹھوکر کھِلائے تو اُسے نکال کر اپنے پاس سے پھینک دے، اور اپنے سے دُور کر دے، بلکہ تُو خدا کی بادشاہی کے لئے اور پاکیزگی حاصل کرنے کی خاطر رُوحانی خوجہ بن جا اور اپنے بدن کو قابو میں رکھنے کے لئے ہر طرح کے بر خلاف وسائل کا اِستعمال کر، یہاں تک کہ اِسے بُری طرح سے زدّو کوب کر (اپنی گُناہ آلودہ فطرت سے پوری طاقت کے ساتھ جنگ کر) (۱۔ کرنتھیوں ۹:۲۷) تاکہ تُو اپنے ظرف کو عزت سے حاصل کرنا جانے، لیکن اِس سب کو بہت ہی معمولی جان۔"[۲۶۴]

سوم: اپنی اِزدِواجی زندگیوں میں پاکیزگی کو بر قرار رکھنے کے لئے ہمیں زِنا اور ہر اُس آزمایش سے نفرت کرنی چاہیے جو ہمیں اپنے شریکِ حیات سے بے وفائی کرنے پر اُبھارتی ہے۔ آج کل ہم بے حیائی، فحاشی اور بُرے نمونوں سے گھِرے ہوئے ہیں۔ یہ دُنیا ہمیں تفریح، رسالوں، ناولوں اور اِشتہارات کے ذریعے سے گھیرے ہوئے ہے جو ہمیں بتاتے ہیں کہ زِناکاری اور بدکاری بے حد شیریں اور دِل فریب ہیں۔ جب تک ہم کلامِ مقدس کی ہدایات پر دھیان نہ دیں، اِس معاملے میں بھی ویسے ہی نہ سوچیں جیسے خدا سوچتا ہے اور اپنے نجات دِہندہ کی محبت سے فضل کے ساتھ مغلوب نہ ہوں، تو ہم گُناہ کو اچھا سمجھنے کے دھوکے میں آ جائیں گے۔ جیسا کہ سٹیل (Steele) نے لکھا: "اگر اِس معاملے میں معمولی سی کج روّی کو بھی فوراً اور سچے دِل سے ختم نہ کیا گیا، تو وہ عجیب طور پر دِل و دِماغ میں جگہ بناتی جائے گی، وہاں سڑتی رہے گی اور اُس وقت تک چین نہ لے گی جب تک کہ صریح زِناکاری تک نہ پہنچ جائے۔ اور پھر اُن کی زِندگیوں کا آرام، اُن کے دِلوں کا اِطمینان اور اُن کے خاندانوں کی عزت خون میں لت پت پڑی ہوتی ہے اور سچی توبہ کے بغیر اُن کی اَبدی خوشی غرق ہو جاتی ہے"[۲۶۵]۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اِس مکروہ گُناہ کے اَسباب اور اِس کی تمام ظاہری صُورتوں سے

---

264 . Rogers, 160–61. Emphasis added.
265 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:276.

خبر دار رہیں، اپنی نظر یا خیال کو کسی اجنبی کے پیچھے نہ جانے دیں، نہ ہی اپنے عہد اور وفاداری کی خلاف ورزی کرنے کا سوچیں"۔[266]

اِس گُناہ کی سنگین نوعیت پر بھی غور کریں۔ گاوَج نے کہا کہ اُسے تمام صحائف میں زِنا کاری کے سوا کوئی بھی گُناہ ایسا نہیں ملا جو اپنی مختلف حالتوں میں اِس قدر صریحاً ظاہر کیا گیا ہو۔[267] دس احکام میں ممنوع قرار دینے کے علاوہ، زِنا کو تثلیث کے ہر فرد، اپنے پڑوسی اور اِس فعل میں شامل تمام فریقوں کے خلاف گُناہ قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ گاوَج نے اِس طرح سے وضاحت کی ہے کہ[268]"یہ باپ کے خلاف گُناہ ہے کیوں کہ اُس کی حکم عدولی کی گئی ہے، یہ بیٹے کے خلاف گُناہ ہے کیوں کہ اُس کے بدن کے اراکین کی زِنا کاری اُس کے بدن کو ناپاک کرتی ہے اور یہ رُوح القُدس کے خلاف گُناہ ہے، کیوں کہ ہم روح القُدس کے مسکن ہیں اور ہماری زِناکاری اِس مسکن کو آلودہ کرتی ہے۔ یہ آپ کے ہمسائے کے خلاف اور اُس کی شریکِ حیات کے خلاف گُناہ ہے۔ یہ زِنا کاری کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچوں کے خلاف گُناہ ہے، کیوں کہ اُن پر ناجائز ہونے کا دھبہ لگ جاتا ہے، یہ اِس جُرم کے مُرتکب ہونے والوں کے دوستوں اور خاندانوں کے خلاف گُناہ ہے، کیوں کہ یہ اُن کے درمیان رُسوائی لاتا ہے اور اُنہیں اِنتقام پر اُکساتا ہے، یہ گُناہ معاشرے، شہر اور کلیسیا کے خلاف ہے، کیوں کہ اُن سب پر خدا کے غضب کا دروازہ کھل جاتا ہے، جب اُس کے لوگ زِنا کاری میں مُبتلا ہوں، یہ گُناہ خدا کی کلیسیا کے خلاف ہے، کیوں کہ اِس سے عہد کے جائز فرزند بھی محروم ہو جاتے ہیں، اور یہ گُناہ خود اُن اَشخاص کے خلاف ہے کیوں کہ یہ اُن کے جسم، مال اور جان کو خدا کی عدالت کے حوالے کرتا ہے (عبرانیوں ۱۳:۴)، اور اِس طرح سے یہ مزید مصیبتوں کا باعث بنتا ہے۔ زِنا کے باعث شوہر اور بیوی ایک دُوسرے سے اِس قدر بیگانہ ہو جاتے ہیں کہ اُن کی باہمی محبت کا بحال ہونا مُشکل ہو جاتا

---

266 . Baxter, 132.

267 . Gouge, 159.

268 . Gouge, 159–60.

ہے۔ زِنااُن کے وسائل کو برباد کر دیتا ہے، خواہ وہ دولت، وقت، محبت، یا فکر مندی ہو، جو کہ اِزدِواجی زِندگی اور خاندان کو مضبوط بنانے کے لئے اِستعمال ہونے چاہئیں تھے۔ ستم رسیدہ شریکِ حیات اِس قدر غضب ناک ہو سکتا ہے کہ وہ خواہش کرتا ہے کہ دُوسرا یا تو مر جائے یا ہمیشہ کے لئے چلا جائے۔ زِناکاری کا مرتکب ہونے والا شریکِ حیات احساس جُرم میں مُبتلا ہو جاتا ہے اور اگر وہ سچی توبہ نہ کرے تو اُس کا دِل سخت ہو جاتا ہے اور وہ گُناہ میں ڈُوبتا چلا جاتا ہے (رومیوں ۱۸:۱-۳۲)۔ زِناکاری کا یہ گُناہ کس قدر سنگین اور ہولناک ہے۔

آیئے، دو ہدایات پر غور کریں، جن میں سے پہلی سکڈر (Scudder) کی طرف سے پیش کی گئی ہے:

اگر آپ معاشرے میں مطمئن زِندگی گُزارنا چاہتے ہیں تو آپ کو چاہیے کہ اپنے ہی شوہر یا بیوی کی رفاقت اور آغوش میں تسلی پائیں (اَمثال ۱۸:۵-۲۰)۔ زِنا ایک نہایت گھناؤنا گُناہ ہے اور اِزدِواجی زِندگی کے عہد کو تباہ کرنے والا سب سے مہلک عمل ہے۔ آپ ایک دُوسرے پر کسی اَور بات میں اِس سے بڑھ کر ظُلم نہیں کر سکتے اور نہ ہی کسی دُوسرے طریقے سے اِتنی جلدی اپنے خاندان کو برباد کر سکتے ہیں (ایوب ۱۲:۳۱) اور نہ ہی اپنے نام پر اِس سے بڑا، زیادہ نفرت انگیز اور دائمی دھبہ اور رُسوائی لا سکتے ہیں (اَمثال ۶:۳۳) جتنی کہ کسی اجنبی سے زِناکاری کرنے سے آتی ہے۔ یہ جان کو ہلاک کرے گی (اَمثال ۶:۳۲)، کیوں کہ خدا حرام کاروں اور زانیوں کی عدالت کرے گا (عبرانیوں ۱۳:۴)۔ اگر کوئی وسوسہ یا بدی کی ترغیب آپ کے دِل میں اُٹھے یا بیرونی طور پر پیدا ہو، تو اُسے غصے اور نفرت کے ساتھ ردّ کر دیں، اپنے دِل میں وہ اَلفاظ کہیں جو پاک باز یوسف نے اُس شہوت پرست عورت کی آزمایش کے موقع پر کہے تھے: "کیا مَیں اپنی شریکِ حیات سے بے وفائی کروں اور کیا مَیں اُس عہد کو توڑ دوں جو مَیں نے خدا کے ساتھ باندھا تھا؟ اور مَیں بھلا کیوں ایسی بڑی بدی کروں اور خدا کا گنہگار بنُوں؟" (پیدایش ۳۹:۹)۔[۲۶۹]

---

[269] . Scudder, 76–78.

دُوسری ہدایت وٹیٹلی (Whately) کی طرف سے پیش کی گئی:

ہر شادی شُدہ مرد و عورت کو یہ عہد کر لینا چاہیے کہ یہ اُن کی ذِمے داری کا ایک اہم حصہ ہے، کہ ماضی میں، چاہے اُن کا طرزِ عمل جیسا بھی رہا ہو، لیکن اِزدِواجی زِندگی کے اِس بندھن میں بندھنے کے بعد وہ کبھی بھی ایسی کسی خواہش، ترغیب یا آزمایش کو اپنے دِل پر غالب نہ آنے دیں گے جو اُنہیں اِس قدر غفلت میں ڈال دے کہ وہ خدا کے حکم کو فراموش کر بیٹھیں، اپنے مُلک کے قوانین کی خلاف ورزی کریں، اپنے ضمیر کی روشنی کو دُھندلا دیں، اِزدِواجی زِندگی کے عہد کو پامال کریں، اپنے شریک حیات کی بے حرمتی کریں، اپنے جسم کی عزت کو داغ دار کریں اور اپنی جانوں کی ہلاکت کا باعث بنیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ خدا کو ناراض کریں، حاکمِ وقت کی نافرمانی کے مرتکب ہوں، کلیسیا میں ٹھوکر کا باعث بنیں، اپنے شریکِ حیات کے ساتھ ظُلم کریں، اپنے بدن کو ناپاک کریں اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈالیں اور یہ سب کچھ صرف اِس لئے کریں کہ ایک لمحاتی، ناپاک، حیوانی اور جسمانی لذّت حاصل کی جا سکے، یا کسی بے وقوفانہ، گُناہ آلود، شرمناک، بے عقلی پر مبنی اور بے لگام خواہش کی تسکین ہو سکے، ایسی خواہش جو کبھی بھی مکمل طور پر تسکین نہیں پاتی، کیوں کہ شہوت جتنی زیادہ پوری کی جائے، اُتنی ہی زیادہ ظالم اور غالب بن جاتی ہے۔ یہ جلتی ہوئی آگ ہے۔ اِس لئے کوئی مرد و عورت اِسے اپنے سینے میں رکھ کر یہ گُمان نہ کرے کہ اُس کے کپڑے نہیں جلیں گے۔ یہ دہکتے ہوئے اَنگارے ہیں، کوئی شخص جھوٹی تسلی میں آ کر اُن پر چلنے کی جسارت نہ کرے یہ جان کر کہ وہ اپنی اِحتیاط سے نقصان سے بچا رہے گا۔[۲۷۰]

بالآخر، ہمیں ایک دُوسرے میں مسرُور رہنا چاہیے اور ایک دُوسرے کو اُس کا "جائز حق" دینا چاہیے۔ گاؤج نے یہ نتیجہ اَخذ کیا ہے کہ "شادی شُدہ اَشخاص کے لئے بہترین تدابیر میں سے ایک (خوفِ خدا کے بعد اور ہر وقت اُس (خدا) کو اپنے رُوبرُو رکھنے کے ساتھ ساتھ) یہ ہے کہ شوہر اور بیوی ایک دُوسرے میں مسرُور رہیں اور آپس میں خالص اور پُرخلُوص محبت کو برقرار رکھیں اور ایک

[270] Whately, *A Bride-Bush*, 6–7.

دُوسرے کو وہ جائز حق دیں جسے خدا کے کلام نے جائز و مُقدّس ٹھہرایا ہے، جو خدا کی طرف سے خاص اِسی مقصد کے لئے مُقرر کیا گیا ہے۔ یہ جائز حق، اِزدواجی زندگی کے سب سے زیادہ مُناسب اور بنیادی اَفعال میں سے ایک ہے، اِزدواجی زندگی کے بنیادی مقاصد جیسا کہ پاک دامنی کی حفاظت، جائز اَفزایشِ نسل سے دُنیا کو معمُور کرنے اور شوہر اور بیوی کے درمیان تعلقات کو مزید مضبوط بنانے کے لئے ضروری ہے"۔[271]

پس کہا جاتا ہے کہ، دو چیزیں فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہماری اپنی شریکِ حیات کے لئے محبت نہایت گہری ہونی چاہیے جو کہ اُس کی ظاہری شکل وصورت پر موقوف نہ ہو۔ تاہم وہ شریکِ حیات، (شوہر یا بیوی) جو اپنی ظاہری شکل و صُورت کو بالکل نظر انداز کرے، اور موزُوں نظر آنے کا بالکل خیال نہ رکھے، شیطان کو یہ موقع دے سکتا ہے کہ ہم عَدمِ اِطمینان کا شکار ہو جائیں، اور ہمارا گُناہ آلودہ دِل ہمیں اِس وسوسے میں مُبتلا کر دے کہ ہم کسی بہتر شخص کے مستحق ہیں۔ دوم: لیکن ہمیں اپنی اِزدواجی زندگیوں میں غیر اَخلاقی رویوں، لباس اور خوش گفتاری کے ذرِیعے شہوت کے جذبات کو بھڑکانے کی ہرگز کوشش نہیں کرنی چاہیے، لیکن ہم اپنی ظاہری شکل وصورت اور لباس اپنے انداز و اَطوار پر مُناسب توجہ دے کر اپنے شریکِ حیات کے لئے پُرکشش بننے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ کیوں کہ اگر اِزدواجی زِندگی کا بستر بے داغ رہنا ہے (عبرانیوں ۱۳:۴) تو لازم ہے کہ یہ ہمیشہ باہمی محبت اور وفاداری کا بستر رہے نہ کہ گُناہ آلودہ شہوت کا، جو کہ ہمارے شریکِ حیات کو محض اپنی خود غرض جنسی تسکین کا ذرِیعہ سمجھتی ہے اور اُس ہوّس سے شاید ہی مختلف ہے جو کہ ایک زانی کو زِنا کرنے پر اُکساتی ہے۔ کیوں کہ جیسا کہ وٹیلی (Whately) نے اِس بات کی نشان دہی کی ہے "یہ اِزدواجی زِندگی کو پاکیزگی سے گُزارنے کا ایک بنیادی ذرِیعہ ہے کہ آپ اِعتدال پسندی کے ساتھ اِس سے لُطف اندوز ہوں اور اِس کے تقدّس کو ملحُوظِ خاطر رکھیں"۔[272]

---

[271] Gouge, 161.
[272] Whately, *A Bride-Bush*, 13.

دونوں اِنتہاؤں سے بچنا لازم ہے۔ پہلی اِنتہا یہ ہے جب شوہر یا بیوی بے جا طور پر ایک دُوسرے سے الگ رہتے ہیں۔ گاوّج نے کہا کہ یہ روِیہ اُس جائز حق کا اِنکار ہے جس سے شیطان کو موقع ملتا ہے۔[273] پولُس رسول ایک شوہر اور بیوی کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ خود کو آمادگی، رضامندی ، خوش دِلی اور پُوری محبت اور شفقت کے اِظہار کے ساتھ پورے طور پر ایک دُوسرے کے سُپرد کریں۔ پس، اپنے بدن کو اپنے شریک حیات سے رُوک رکھنا بھی گُناہ ہے۔ پولُس رسول فرماتا ہے کہ آپس کی رضامندی سے ایک دُوسرے سے تھوڑی دیر کے لئے جُدا رہا جا سکتا ہے تاکہ دُعا کے لئے فُرصت ملے، لیکن یہ بھی تھوڑی دیر کے لئے ہونا چاہیے تاکہ شیطان کو موقع نہ ملے (ا۔کرنتھیوں ۷: ۵)۔ دُوسری اِنتہا یہ ہے کہ دِیگر ذِمے داریوں کو نظر انداز کرتے ہوئے، اِزدِواجی زِندگی کے بستر کا حد سے زیادہ اِستعمال کرنا یہاں تک کہ اِس سے آپ کا شریکِ حیات بھی بیزار ہو جائے۔

اگرچہ، شادی کا بستر بے داغ ہے اور شوہر اور بیوی کے درمیان جنسی تعلق بذات خود گُناہ نہیں، لیکن کوئی بھی جائز عمل یا کسی کام کو کرنے کی آزادی، جب اُس میں حد سے زیادہ تجاوز کیا جائے تو وہ ناجائز بن سکتی ہے۔ خوراک اِنسانی جسم کے لئے اچھی چیز ہے اور یہ ضروری ہے، لیکن بِسیار خوری ایک گُناہ ہے۔ خدا اپنے محبوب کو نیند میں عطا کرتا ہے لیکن کاہل خدا کے خلاف گُناہ کرتا ہے۔ اِسی طرح سے، وہ لوگ جو کہ اپنے دِیگر کاموں اور دُعاؤں کو پس پُشت ڈال کر، اِزدِواجی بستر کا حد سے زیادہ اِستعمال کرتے ہیں، وہ اِس نعمت کا غلط اِستعمال کرتے ہیں اور شہوت بھری اِزدِواجی زِندگی گُزار کر گُناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور جب جنسی خواہش اِس قدر بے لگام ہو جائے کہ یہ عمل شریکِ حیات کو تھکا دے اور وہ اِسے ایک بوجھ محسوس کرے، اور جسمانی کمزوری یا بیماری کے باوجود اِس پر اِصرار کیا جائے، تو یہ اِزدِواجی بستر کی توہین ہے اور جنسی تعلق کو بُت پرستی بنا دینے کے مُترادف ہے۔

---

[273] Gouge, 161.

مُطالعاتی سوالات

ا۔ پیوریٹنز(Puritans) نے یہ کیوں کہا کہ باہمی محبت ہی اِزدِواجی زِندگی کی اصل رُوح ہے؟

۲۔ جارج سونک نے کہا" دِلوں کے اِتحاد کے بغیر جسموں کا اِتحاد بے فائدہ ہو گا"۔ اِس کا اِزدِواجی زندگی میں جنسی تعلقات پر کیا اَثر ہوتا ہے؟

۳۔ وہ پانچ بنیادیں کیا ہیں جن پر شوہر اور بیوی ایک دُوسرے سے محبت اُستوار کرتے ہیں؟

۴۔ باہمی محبت کو قائم رکھنے اور بڑھانے کے چھ ذرائع میں سے، آپ کے خیال میں آپ کی اِزدِواجی زِندگی میں کون سے ذرائع زیادہ مضبوط ہیں؟ اور کون سے کمزور ہیں اور زیادہ توجہ کے محتاج ہیں؟

۵۔ دُعا اور عبادت میں شراکت داری اِزدِواجی محبت کے لئے کیوں فائدہ مند ہے؟ آپ ایک دُوسرے کو اِس میں زیادہ موثر طریقے سے شریک کرنے کے لئے کیسے حوصلہ اَفزائی کر سکتے ہیں؟

٦۔ ہم نے بیان کیا ہے کہ" ایک پاکیزہ اِزدِواجی زِندگی میں شوہر اور بیوی اپنے تعلق کے دروازے کو دُوسروں کے لئے بند رکھتے ہیں کیوں کہ وہ ایک دُوسرے کے ساتھ اِزدِواجی بندھن میں بندھے ہوتے ہیں۔ اور اِس پاک دامنی کی حدُود میں رہتے ہوئے، وہ ایک دُوسرے کی طرف رُجوع کرتے ہیں۔ کوئی اِس کو منفی تاثر کے طور پر کیسے دیکھ سکتا ہے؟ اور یہ ایک محبت بھری اور خوب صورت مثال کیسے ہو سکتی ہے؟

۷۔ خدا کے قانون کے علاوہ، اِزدِواجی پاک دامنی کی وجوہات کو آپ کیسے خُلاصہ کریں گے؟

۸۔ اَمثال ۲۳:۴ آیت پڑھیں، دِل کی نگہبانی کو جنسی آزمایش کے خلاف سب سے بنیادی اور اَوّلین جنگ کیوں کہا گیا ہے؟

۹۔ اپنی آنکھوں اور کانوں کے دروازوں کی حفاظت کرنے سے کیا مُراد ہے؟

۱۰۔ ولیم گاؤج (William Gouge) نے زِنا کے گھناؤنے پن کو ظاہر کرنے کے لئے کیا کہا؟

چھٹا باب

مدد اور امن واَمان کے باہمی فرائض

تیسرا باہمی فریضہ مدد گار ہونا ہے، جسے پیوریٹنز (Puritans) جُوئے کو مِل کر کھینچنا کہتے تھے، کیوں کہ شوہر اور بیوی کو مِل کر اپنا بوجھ اُٹھانا اور خدا کی دی ہوئی بُلاہٹ کو پُورا کرنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ سوِنک (Swinnock) نے لکھا "اِزدِواجی زِندگی کو ایک جُوا کہا گیا ہے، کیوں کہ شوہر اور بیوی کو برابر اور یکساں طور پر کھینچنا چاہیے تا کہ بوجھ ہلکا ہو جائے اور آسانی سے اُٹھایا جا سکے"۔[۲۷۴] اِس خیال کا مفہوم یہ ہے کہ شوہر اور بیوی کو اُن تمام اُمور میں ایک دُوسرے کی مدد کرنی چاہیے جو اُن

[274] Swinnock, 1:478.

دونوں سے تعلق رکھتے ہیں، پھر چاہے وہ اُن کے جسم، اُن کی عزت و آبرو، خاندان، پیشہ یا مال و دولت کے متعلق ہوں۔[۲۷۵]

جب خدا نے عورت کو تخلیق کیا، تو اُس کی تخلیق کا سب سے بنیادی مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے شوہر کے لئے مددگار ثابت ہو گی (پیدایش ۲:۱۸)[۲۷۶] اور اُسے وہ کام کرنے کے قابل بنائے گی جنہیں وہ اکیلا نہیں کر سکتا تھا (امثال ۱۲:۳۱-۲۲)۔ اِسی طرح سے، مدد حاصل کرنے والا شوہر بھی، اُتنی ہی ذِمے داری رکھتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے لئے مددگار ثابت ہو، کیوں کہ اُس پر فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کی پرورِش کرے اور اُس کی ایسے حفاظت کرے جیسے وہ اپنے بدن کی کرتا ہے (اَمثال ۳۱:۱۱؛ اِفسیوں ۵:۲۸-۲۹)۔ ہم اِزدِواجی زِندگی کے عہد میں ایک دُوسرے سے مدد کا وعدہ کرتے ہیں، جب ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم "بیماری اور صحت میں، فراوانی اور تنگی میں، خوشی اور غم میں، جب تک ہم دونوں زندہ ہیں، محبت اور وفاداری سے رہیں گے"۔

اِس فریضے میں ایک دُوسرے کے جسموں کی باہمی نگہداشت شامل ہے، خواہ وہ بیماری سے بچاؤ کے لئے ہو یا بیماری کے دوران تیمار داری یا تسلی دینے سے متعلق ہو۔ اوّل، ہمیں اُن تمام چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے جو بیماری یا مرض کا سبب بن سکتی ہیں اور اُن باتوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت کو قائم رکھتی یا بحال کرتی ہیں جیسا کہ متوازن غذا، ضروری دوا، اور جسمانی ورزِش وغیرہ۔[۲۷۷]

---

[۲۷۵] پیوریٹنز کے مطابق باہمی مددگاری کی سب سے بڑی اور بنیادی ذمہ داری ایک دوسرے کی نجات کے بارے میں فکر مند ہونا ہے۔ لیکن ہم نے اُسے آگے جا کر الگ سے بیان کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

[۲۷۶] اِس متن کی بنیاد پر، بہت سے پیوریٹنز نے مددگاری کو بیوی کے فرائض میں شامل کیا؛ لیکن پھر وُہ اُسے ایک باہمی فرض کے طور پر دوبارہ بیان کرتے ہیں۔ ہم نے اُن کی مثال کو اپنانے کا انتخاب کیا ہے۔ مددگاری کو یہاں ایک باہمی فریضہ کے طور پر مفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ کیوں کہ یہ ایک "بڑا فرض" ہے جس سے کئی مخصوص ذمہ داریاں نکلتی ہیں، وُہ ذمہ داریاں جو شوہر اور بیوی دونوں پر لازم آتی ہیں۔ اِسے آئندہ باب میں بیوی کے فرائض کے تحت اختصار سے بیان کیا جائے گا۔

[277] . Whately, *A Bride-Bush*, 66–67.

دوم: ہمیں مصیبت کے وقت میں ایک دُوسرے کو تسلی اور سہارا دینا چاہیے۔ بیماری، مصیبت، غم اور نقصان کے دِن ضرور آتے ہیں اور آئیں گے۔ جب ایسے دِن آئیں تو شوہر اور بیوی کو ایک دُوسرے کے لئے مدد اور تسلی کا وسیلہ بننا چاہیے، جو کچھ اُن کے بس میں ہو وہ کرنا چاہیے تاکہ غم کو ہلکا کریں، تکلیف کو کم کریں، خُوف کو دُور کریں، دِلوں کو اِطمینان بخشیں اور مصیبت کا خاتمہ کریں۔

کیا کوئی مرد اِس فرض کو پُورا کر سکتا ہے کہ اگر وہ اپنی بیوی کو غم سے دبی ہوئی دیکھے اور اُسے تسلی نہ دے، یا اُسے کمزوری سے جھکی ہوئی پائے اور اُس کی مدد نہ کرے، یا اُسے فکروں سے تھکی ہوئی دیکھے اور اُس کا بوجھ ہلکا نہ کرے؟ کیا کوئی عورت اِس فرض کو پُورا کر سکتی ہے اگر وہ اپنے شوہر کو بیمار دیکھے اور اُس کی تیمار داری نہ کرے، یا اُسے ضرورت مند پائے اور اُس کی مدد کرنے سے اِنکار کرے، یا اُسے بوجھ تلے دبا ہوا دیکھے اور اُسے تسلی دینے سے گریز کرے؟ ایسا رویہ اِزدِواجی زِندگی کے عہد کو توڑتا ہے، اِزدِواجی زِندگی کے بنیادی مقصد میں سے ایک کو بگاڑ دیتا ہے اور بوجھ کو مزید بھاری، غم کو اَور بھی شدید اور تکلیف کو مزید گہرا بنا دیتا ہے۔ کیا ایوب کا دِل نہیں ٹوٹا جب اُس کی بیوی، جس وقت اُسے سب سے زیادہ مددگار بننے کی ضرورت تھی، اُس وقت سب سے زیادہ سرد مزاج اور اجنبی کی طرح پیش آئی؟ (ایوب ۲:۹-۱۰؛ ۱۹:۱۷)۔

وٹیلی (Whately) کی مشکل وقت میں مددگار ہونے کی نصیحت ہوش میں لانے والی ہے۔ اُس نے لکھا "بیماری اور کمزوری اپنی ذات میں ہی کافی تکلیف دہ چیزیں ہیں، اُس پر شوہر یا بیوی کی بے مروّتی، بد سلوکی، یا رنجش کا اِضافی بوجھ اِس کو اَور بھی زیادہ تکلیف دہ بنا دیتا ہے۔ یہ تو مصیبت کو اَور زیادہ بڑھانے اور اُس شخص پر مزید بوجھ ڈالنے، جو کہ پہلے ہی بوجھ تلے دَبا ہوا ہو، کے مُترادف ہے، یہ ایک نہایت ہی بے رحم اور ظالمانہ عمل ہے۔ جب جسم ناتواں ہو، تو دِل کو بھی مایوس کر دینا، جب کوئی جسمانی طور پر کمزور ہو، تو جذباتی طور پر بھی اُس کی حوصلہ شکنی کرنا، ایسے سخت اَفعال جب اُس شخص سے صادِر ہوں جو آپ کے سب سے زیادہ قریب ہو، جس پر اِس کے برعکس فرض تھا۔ یقیناً یہ ایک سنگین نوعیت کا قتل ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی آدمی اپنے کتُوں سے ہمدردی کا دعویٰ کرے اور جب وہ بیمار ہوں تو اُنہیں اُن کے درد سے نجات دینے کی خاطر، سر پر وار کر کے ہلاک کر

دے۔ پس، ہر شوہر اور بیوی کو چاہیے کہ اِس خطا سے باز رہیں یا اِس کی اِصلاح کریں، اپنے شریک حیات کے ساتھ اپنے برتاؤ پر غور کریں خاص کر کمزوری، غم اور بیماری کے وقت میں۔[۲۷۸]

ہو سکتا ہے کہ ایسی نصیحت ہمیں ایک مبالغہ آمیز بات محسوس ہو۔ لیکن جب ہم ا۔یوحنا ۱۸-۱۴:۳ میں اپنے بھائیوں سے محبت کے بارے میں یوحنا کے کلام پر غور کرتے ہیں تو وئیٹلی کی باتیں بالکل برمحل معلوم ہوتی ہیں: "ہم جانتے ہیں کہ موت سے نکل کر زِندگی میں داخل ہو گئے کیوں کہ ہم بھائیوں سے محبت رکھتے ہیں۔ جو محبت نہیں رکھتا وہ موت کی حالت میں رہتا ہے۔ جو کوئی اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہے وہ خُونی ہے اور تُم جانتے ہو کہ کسی خُونی میں ہمیشہ کی زِندگی موجُود نہیں رہتی۔ ہم نے محبت کو اِسی سے جانا ہے کہ اُس نے ہمارے واسطے اپنی جان دے دی اور ہم پر بھی بھائیوں کے واسطے جان دینا فرض ہے۔ جس کسی کے پاس دُنیا کا مال ہو اور وہ اپنے بھائی کو مُحتاج دیکھ کر رحم کرنے میں دریغ کرے تو اُس میں خدا کی محبت کیونکر قائم رہ سکتی ہے؟ اَے بچو! ہم کلام اور زُبان ہی سے نہیں بلکہ کام اور سچائی کے ذریعہ سے بھی محبت کریں"۔ اگر ہمیں کام اور سچائی کے ذریعے سے ایک دُوسرے سے محبت رکھنی ہے اور اِس بات کو ثابت کرنا ہے کہ خدا کی محبت اور ہمدردی ہم میں سکُونت کرتی ہے، تو پھر ہم اپنی محبت اور نگہداشت کو دوا بنائیں اور ہم خود اپنے شریکِ حیات کے غم اور بیماری کے وقت معالج بن جائیں۔

ایمبروز (Ambrose) نے مصیبت کے اَیّام میں اِس محبت بھری مدد کا ایک نہایت یادگار اور مشہور نمونہ بیان کیا، جسے اُس نے "ایک یادگار اور نامور نمُونہ" کہا: ایک نوجوان، نازُک مِزاج اور خُوبصورت دوشیزہ کی شادی ایک ایسے مرد سے ہو گئی جو عمر رسیدہ تھا اور شادی کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ وہ شخص بہت سی نفرت انگیز اور چھوت کی بیماریوں میں مُبتلا، ایک نہایت بوسیدہ اور بیمار جسم کا مالک ہے۔ تاہم اِس سب کے باوجود، اُس عورت نے اِسے خدا کی مرضی اور مصلحت سمجھتے ہوئے، اُس شخص کی بیوی بننے کو قبول کیا اور اُس کی ہر حالت کو صبر اور اِستقامت سے برداشت کیا۔

---

[278] . Whately, *A Bride-Bush*, 68–69.

دوستوں اور حکیموں نے اُسے منع کیا کہ وہ اُس کے قریب نہ جائے، اور اُنہوں نے خود بھی اُسے چھوڑ دیا۔ لیکن وہ (اُن نامہربان منع کرنے والوں کی باتوں کو محبت بھری بے اِعتنائی سے نظر انداز کرتے ہوئے) اُن سب کی جگہ پر خود اُس کے لئے دوست، حکیم، نرس، ماں، بہن، بیٹی، خادِمہ اور خدمت گُزار بن جاتی ہے تاکہ کسی بھی طرح سے اُس کی بھلائی کے لئے کام کر سکے۔ آخر کار جب اُس شخص پر غیر معمولی اَخراجات کے سبب اُسے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے پیسوں کی کمی ہوئی تو اُس نے اپنی انگوٹھی، زنجیریں (Chains)، قیمتی لباس، برتن اور قیمتی جواہرات بیچ ڈالے۔ اور جب وہ مر گیا، اور لوگ اُس سے تعزیت کرنے کی بجائے اُسے اُس مصیبت سے نجات پانے پر مُبارک باد دینے کے لئے آئے تو اُس نے نہ صرف ایسی تمام باتوں کو رد ّکیا جو اُس کی خلاصی کی خوشی پر مبنی تھیں بلکہ اُن سے یہ بھی کہا کہ اگر ممکن ہوتا تو وہ اپنی جان دے کر بھی اپنے شوہر کی زِندگی واپس خرید لیتی"۔[۲۷۹]

جیسا کہ ایمبروز (Ambrose) نے لکھا، پس ایسا لگتا ہے کہ "اِس نیک بخت عورت کی شادی اُس کے شوہر کے جسم سے نہیں بلکہ اُس کی روح سے ہوئی تھی کیوں کہ اُس کے جسم کی کوئی بھی کمزوری یا بدصُورتی اُس عورت کی محبت کی حرارت کو سرد یا کمزور نہ کر سکی"۔[۲۸۰]

دوم: ہر شریکِ حیات پر لازم ہے کہ وہ ایک دُوسرے کے نام اور عزت کا نہ صرف اپنے دِل میں بلکہ دُوسروں کے ساتھ اپنی گفتگو میں بھی خیال رکھے۔ ہر شادی شُدہ جوڑے کو اپنے دِلوں میں ایک دُوسرے کے لئے نیک گمان رکھتے ہوئے، ایک دُوسرے کی وفاداری، اِیمان داری، پاکیزگی، دِیانت داری اور محبت پر اِیمان رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ کلیسیا کے بزرگ کے برخلاف کوئی دعویٰ، دو یا تین گواہوں کی گواہی کے بغیر ثابت نہیں کیا جا سکتا (۱۔ تیمتھیس ۵:۱۹)، ویسے ہی شوہر یا بیوی کے

[279] . Ambrose, *Works*, 236. Steele, *Puritan Sermons*, 2:292, See Juan Luis Vives, *De Institutione Feminae Christianae, Liber Secundus et Liber Tertius*, ed. C. Fantazzi and C. Matheeussen, trans. C. Fantazzi, Selected Works of J. L. Vives VII (Leiden: Brill, 1998), 43–47.
[280] . Ambrose, *Works*, 236.

خلاف کوئی بھی کوئی بد گمانی اِس سے کم پر ہر گز سچ نہ مانی جائے۔ بلکہ، اگر اُن میں سے کسی کے خلاف جھوٹی خبر سُنائی جائے، تو اُنہیں چاہیے کہ وہ مِل کر اپنی زندگی کو خدا اور اِنسان کے سامنے دیانت داری، صاف ضمیری (۲۔ کرنتھیوں ۱۲:۱) مسیحی فرماں برداری اور نیکی کے ساتھ گُزارنے کی کوشش کریں (اِفسیوں ۴:۲۵، ۲۸-۲۹)۔[281]

تاکہ وہ جھوٹی خبروں سے دِق ہونے اور حسد کے پھندے میں پھنسنے سے بچ سکیں، اُنہیں چاہیے کہ وہ اپنی محبت کو پروان چڑھاتے رہیں، وہ محبت جو بہت سے گُناہوں کو ڈھانپ دیتی، غضب کی شدت کو کم کر دیتی، ناساز گار حالات کو ساز گار بنا دیتی اور ہر حال میں بہتر سے بہتر تاویل کرتی ہے، یہاں تک کہ وہ ایک دُوسرے سے نیکی کی اُمید رکھتے، بھلائی پر اِیمان رکھتے اور کسی بھی مخالف اِلزام کو آسانی سے قبول نہیں کرتے۔ کیوں کہ جس طرح مدد گار ہونے کا فرض محبت سے صادِر ہوتا ہے، اُسی طرح محبت بڑے مُحتاط انداز میں یہ خیال رکھتی ہے کہ جب تک کوئی واضح ثبوت نہ ہو ایک دُوسرے کے بارے میں بہترین گمان رکھا جائے (۱۔ کرنتھیوں ۱۳:۴-۷)۔ حسد کرنے والی رُوح عیب جوئی کرنے، فتویٰ دینے، قیاس آرائی کرنے اور بد گمانی میں مُبتلا ہونے میں جلد باز ہوتی ہے۔ اِس لئے یہ اُن کی ذِمے داری ہے کہ اُنہیں ایک دُوسرے کے بارے میں بُری خبروں پر یقین کرنے میں محتاط ہونا چاہیے اور اُنہیں بے بنیاد اِلزامات پر ہر گز کان نہیں دھرنے چاہئیں۔ ایک شادی شُدہ جوڑے کو چاہیے کہ وہ ایک دُوسرے کی نیک نامی کے متعلق باہر سے ملنے والی بُری خبروں اور اندرُونی شُبہات کے خلاف ایک دُوسرے کا دِفاع کریں۔

اگر شک رِشتوں میں داخل ہو جائے تو اُن کے لئے ایک دُوسرے کے بارے میں ایسی غلط فہمیوں سے محفوظ رہنا دُشوار ہو جائے گا، جیسا کہ وٹیلی (Whately) نے کہا "وہ ایک دُوسرے کو عزیز رکھنا چھوڑ دیں گے"۔[282] وٹیلی نے یہ نصیحت کی کہ "پس اُن تمام باتوں میں سے جو میاں بیوی کے درمیان جھگڑا پیدا کرتیں اور جہاں سب سے زیادہ محبت اور باہمی اِتفاق ہونا چاہیے وہاں اِختلاف

281 . Gouge, 179–80.
282 . Whately, *A Bride-Bush*, 72.

اور نفاق ہونے کا باعث بنتی ہیں، دُنیا کی کسی اَور چیز میں ایسا زہریلا اور تباہ کُن اَثر نہیں پایا جاتا جیسا کہ حسد میں ہے۔ جب یہ دِل میں خمیر کی طرح اُتر جائیں، تو باتوں کو تلخ بنا دیتی ہیں، چہرے کو چڑ چڑا اور اُداس بنا دیتی ہیں اور رویوں کو سخت اور ناگوار بنا دیتی ہیں۔ کوئی اچھی بات، کوئی اچھا تاثر یا اِشارہ اور نہ ہی کوئی نیک عمل ایک حسد کرنے والے مرد یا عورت کے دِل سے نکل سکتا ہے، بلکہ صرف چبھتی ہوئی باتیں، طعن و تشنیع، جھگڑے، گالیاں، غصہ اور ہر طرح کی تلخی ظاہر ہوتی ہے۔ اِس بُری جھاڑی کو اِزدواجی زندگی کے باغ میں ہرگز بڑھنے نہ دیا جائے، کیوں کہ اگر یہ اُگ آئی تو پھر کوئی بھی اچھا پودا اِس کے ساتھ پروان نہیں چڑھ پائے گا۔ یہ ہر اُس چیز پر چھا جائے گی جو قابلِ تعریف ہے اور کسی بھی خُوبی کو پنپنے نہیں دے گی۔ پس جو لوگ اِس اِزدواجی زِندگی کے بندھن میں بندھ چکے ہیں، اُن پر لازم ہے کہ وہ اپنے دِل میں اُٹھنے والے ہر ناپاک خیال، بے وفائی یا اپنے شریکِ حیات کے بارے میں کسی بھی بُری بات یا فحش گمان سے نفرت کریں اور اِس بات کو سخت ناپسند کریں، جب تک اِس بات کا ٹھوس ثبوت اُن پر اِس طرح سے واضح نہ ہو جائے کہ کوئی بھی نیک تاوِیل اُنہیں بچا نہ سکے۔[۲۸۳]

ایک دُوسرے کے نام اور عزت کی حفاظت کرنا اِس بات میں بھی مددگار ہو گا کہ کوئی دُوسرا شخص اُن کے بارے میں بُرا گمان نہ کرے اور یہ دو پہلوؤں پر مشتمل ہے۔[۲۸۴] اوّل یہ کہ شوہر اور بیوی جہاں تک ممکن ہو ایک دُوسرے کی کمزوریاں، دُوسرے لوگوں کی نظروں سے چھپائیں۔ سیکر (Secker) نے اِسے یوں بیان کیا ہے ”کون ایک موتی کو محض اِس لئے پاؤں کے نیچے روند ڈالے گا کہ وہ مٹی میں گر گیا ہے؟ یا تھوڑے سے بھوسے کی وجہ سے گندم کے ڈھیر کو پھینک دے؟ یا کچھ میل کے باقی رہنے کے سبب ایک سونے کی ڈلی کو حقیر جانے؟ اِن گلابوں (یعنی بیویوں) میں کچھ کانٹے بھی ہوتے ہیں۔ اب شوہروں کو چاہیے کہ اپنی بیویوں کی کمزوریوں پر محبت کی چادر ڈالیں،

283 . Whately, *A Bride-Bush*, 73–74.
284 . Whately, *A Bride-Bush*, 76–81.

شوہروں اور بیویوں کو ایک دُوسرے کو محبت کی طرف اُبھارنا چاہیے اور اُنہیں چاہیے کہ اِشتعال انگیزی کے باوجود بھی ایک دُوسرے سے محبت رکھیں"[۲۸۵]۔

شوہر کو چاہیے کہ وہ پوری کوشش کرے کہ بیوی کی کمزوریاں خدا اور خود اُس کے سوا کوئی نہ جانے۔ اُسے خدا کے سِوا کسی اَور کے سامنے اُن کا ذِکر کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے، دُعا کرنی چاہیے کہ خدا اُسے معاف کرے اور اُس کی اِصلاح کرے۔ اِسی طرح بیوی کو چاہیے کہ وہ شوہر کی آزمایشوں اور گُناہوں کو اپنے تک محدود رکھے، تاکہ وہ دُعا کا موضوع ہوں نہ کہ غیبت کا۔ شوہر اور بیوی کو ایک دُوسرے کے گُناہوں پر تعجب نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ اُن میں سے ہر ایک اپنے گُناہوں سے بخُوبی واقف ہے۔ کیا یہ فائدہ مند ہو سکتا ہے کہ ایک دُوسرے کی کمزوریاں علانیہ ظاہر کی جائیں اور ایک دُوسرے پر کیچڑ اُچھالا جائے؟ کیا اِس سے شوہر کی اِصلاح ہو گی یا بیوی توبہ کرے گی؟ اور ایسی صُورتِ حال میں کون سی چیز زیادہ نُمایاں ہوتی ہے، شریکِ حیات کی کمزوریاں اور لغزشیں یا غیبت کرنے والوں کی بے مہری، نادانی، بدزبانی اور ناسمجھی؟ کیا گھر کا کُتا بھی اِس سے بہتر سلوک نہیں کرتا، جو اجنبیوں پر بھونکتا ہے مگر گھر والوں پر نہیں؟[۲۸۶]

علاوہ ازِیں، اگر کسی دُشمن کی عدم موجودگی میں بدگوئی کرنا گُناہ ہے، تو شریکِ حیات کی عدم موجودگی میں بدگوئی کرنا، جو کہ ہمارا اپنا جسم ہے، کتنا زیادہ سنگین گُناہ ہو گا؟ وہٹیلی نے کہا "یہ سُننا کہ ایک شوہر اپنی بیوی کی بُرائیاں بلند آواز سے بیان کرے، اور اُس کے گُناہوں کو یوں بڑھا چڑھا کر پیش کرے گویا اُسے اِس سے بڑھ کر کسی چیز میں خوشی نہ ہو کہ اُس کے ماتھے پر رُسوائی کا داغ لگا دے۔ یہ اِس قدر نفرت کی گواہی ہے وہاں جہاں سب سے زیادہ محبت ہونی چاہیے، اور ایسی سخت بے مہری کی نشانی ہے وہاں جہاں فطرت خود سب سے زیادہ نرمی اور شفقت کا تقاضا کرتی ہے کہ دانش مند لوگوں کو شاید ہی کوئی بات اِس سے زیادہ سخت اور تلخ لگے"۔ اِسی طرح اگر کوئی عورت اپنی سہیلیوں کے درمیان شور مچاتی پھرے کہ اُس کا شوہر کیسا بے وقوف ہے اور اُس کی خامیوں کا یوں چرچا کرتی

---

[285] . Secker, 263.

[286] . Whately, *A Bride-Bush*, 78.

رہے ، گویا اُسے صرف اِس بات کا ڈر ہے کہ لوگ کہیں اُنہیں جان نہ لیں ، تو یہ نہایت ناگوار اور نفرت انگیز حماقت ہے۔[۲۸۷]

ایک دُوسرے سے یوں محبت کرنی چاہیے کہ جیسے پٹیاں زخموں کو ڈھانپتی ہیں تاکہ وہ مُندمِل ہو جائیں ویسے ہی ایک دُوسرے کے گُناہوں پر پردہ ڈالیں تاکہ بحالی ہو۔ سوِنک نے کہا" پُرسکون زِندگی کے حُصُول کے لئے شوہر کو بہرا اور بیوی کو اندھا ہونا چاہیے ۔ یقیناً ایسا ہی ہے ، اگر وہ پُرامن زِندگی گزارنا چاہتے ہیں تو شوہر کو چاہیے کہ وہ گھر کی بات کو باہر ظاہر نہ کرے اور بیوی کو بھی اپنی سہیلیوں کے ساتھ اُس کی شکایت نہیں کرنی چاہیے ، چاہے گھر میں کچھ بھی غلط ہو"۔[۲۸۸]شوہر اور بیوی کے درمیان پایا جانے والا شگاف اگر اندرونِ خانہ ہی رکھا جائے تو وہ آدھا بھر جاتا ہے ، جہاں محبت اور دُعا سے بار بار اِس پر مرہم لگایا جا سکتا ہے ، لیکن اگر وہ دُوسروں کے کانوں تک پہنچے تو ایسا ناسُور بن جاتا ہے جس کا بھرنا مُشکل ہو جاتا ہے۔[۲۸۹]

پس ، ایک دُوسرے کی کمزوریاں ظاہر کرنے کا جو عام رواج پایا جاتا ہے ، اُسے شوہر یا بیوی سے دُور رکھا جانا چاہیے ، کیوں کہ یہ نہایت دغا دینے والی بُرائی ہے جو دُشمن سے کیے جانے والے بغض کی مانند ہے ، نہ کہ اُس محبت کی مانند جو کہ اِزدِواجی زِندگی کے لئے ضروری ہے۔ گاوج نے اِستفسار کیا" ایسے میں باہمی محبت کیونکر قائم رہ سکتی ہے ؟"۔" اگرچہ اُن کے درمیان ظاہری رِشتہ تو قائم ہے ، لیکن یقیناً اُن کے دِلوں میں حقیقی محبت اور یک جہتی نہیں ہے ، سو بہتر یہی ہو تاکہ وہ ایک دُوسرے سے ملے ہی نہ ہوتے ، سوائے اِس کے کہ خداوند خود اُن کے دِلوں کو باہم جوڑے اور اُن کی محبت کو گہرا کرے اور اُن کے درمیان مضبوط رُوحانی اِتحاد قائم کرے"۔[۲۹۰]بعض سخت حالات میں یہ ضرور ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے شریکِ حیات کی کمزوریوں سے کسی قریبی اور معتبر دوست کو آگاہ کرے تاکہ وہ آپ کے ساتھ مِل کر دُعا کر سکے اور کوئی دانش مندانہ مشورہ دے سکے۔ لیکن یہ اُس

287 . Whately, *A Bride-Bush*, 77.
288 . Swinnock, 1:476.
289 . Swinnock, 1:476.
290 . Gouge, 182.

سے بالکل مختلف بات ہے کہ چھوٹی چھوٹی کمزوریاں اور مخصوص اسلوب کسی بھی محفل میں محض شکایت اور غیبت کی غرض سے بیان کی جائیں۔ " پس جان لو، اور اِس فریضہ کو سر اَنجام دو، اَے شوہر واور بیویوں "۔ وٹیلی (Whately) نے فرمایا"ایک دُوسرے کی تذلیل نہ کرو، ایک دُوسرے کی کمزوریوں کو ظاہر نہ کرو، بلکہ جہاں تک سچائی اور اِنصاف اِجازت دیں، اُن پر پردہ ڈالو اور اُنہیں اپنے تک محدود رکھو"۔[۲۹۱]

دوم: ایک دُوسرے کے رازوں کو پوشیدہ رکھ کر ایک دُوسرے کے نام اور شہرت کا خیال رکھنا دُوسروں کو اُن کے بارے میں بد گُمانی کرنے سے روکے گا۔ سکڈر (Scudder) نے یہ نصیحت کی: "آپ کو ایک دُوسرے کے ساتھ اِس طرح سے متحد ہونا چاہیے کہ ایک دُوسرے پر بھروسا کر سکو اور اپنی ذات کو مکمل طور پر ایک دُوسرے کو سونپ دو، ایک دُوسرے کے رازوں کو پوشیدہ رکھو اور کبھی بھی ایک دُوسرے کی کمزوریوں اور لغزشوں کو ظاہر نہ کرو"۔ "کیوں کہ محبت بہت سے گُناہوں پر پردہ ڈال دیتی ہے" (۱۔ پطرس ۴:۸)۔ تم اُن کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو جیسا تم اپنے بدن کے زخموں کے ساتھ کرتے ہو، اُن کو ہرگز ظاہر نہ کرو، مگر جب اُن پر پٹی باندھنی ہو"[۲۹۲]۔ شوہر اور بیوی کو اِس بات کا اِطمینان ہونا چاہیے کہ جو کچھ اُنہوں نے ایک دُوسرے کے سپُرد کیا ہے، وہ مُناسب طور پر دُوسروں سے محفوظ ہے۔ وٹیلی (Whately) نے کہا کہ شوہر اور بیوی کو ایک دُوسرے کے لئے راز دار اور وفادار سیکریٹری ہونا چاہیے[۲۹۳] اور جو کچھ اُنہوں نے ایک دُوسرے کے ساتھ بانٹا ہے اُسے قیمتی جواہرات کی مانند چھپا کر اور قُفل میں رکھنا چاہیے۔

وگرنہ، کوئی شوہر کس طرح سے اپنی بیوی پر اور بیوی کس طرح سے اپنے شوہر پر بھروسا کرے گی؟ اور اُن دونوں کے درمیان کشیدگی کیوں نہ ہو گی، جب اُن میں سے کوئی ایک وہ "جواہرات" کسی اجنبی کے حوالے کر دیتا ہے؟ کیا اُس وقت سمسُون ناراض نہیں ہوا تھا جب اُنہوں

---

[291] . Whately, *A Bride-Bush*, 79–80.
[292] . Scudder, 78–79.
[293] . Whately, *A Bride-Bush*, 81.

نے اُس کی بیوی سے اُس کا راز معلوم کر لیا؟ (قضاۃ ۱۸:۱۴) اور کیا دلیلہ نے اپنے دِل کی سرد مہری ثابت نہ کی، جب اُس نے سمسُون سے اُس کی طاقت کا راز بار بار پوچھا، تا کہ اُسے اُس کے دُشمنوں پر ظاہر کرے؟ (قضاۃ ۱۶:۱۶) پس، شوہر اور بیوی کو چاہیے کہ ایک دُوسرے پر سچے دِل اور اِیمان داری سے بھروسا کریں یہ جان کر کہ جو کچھ اُن کے درمیان کہا گیا ہے وہ محفوظ رہے گا۔

سوم: مدد گار ہونے کا دائرہ کار شادی شُدہ جوڑے کے خاندانوں تک وسیع ہونا چاہیے۔ اگر خدا اپنے فضل سے کسی جوڑے کو اولاد عطا کرے تو اُنہیں چاہیے کہ نہ صرف مِل کر خداوند کا شُکر ادا کریں بلکہ اُن بچوں کی پرورش بھی خداوند کے احکامات کے مطابق کریں (اِفسیوں ۶:۴)۔ سیکرؔ نے لکھا "خاندان میں بچوں کا ہونا ایسے ہی ہے جیسے کہ مسافر ایک کشتی میں سوار ہوں اور میاں بیوی اِس کشتی کے چپوؤں کی مانند ہوتے ہیں، جو اُنہیں اُن کی مطلوبہ منزل کی طرف لے جاتے ہیں"۔ [۲۹۴]

اُن کا اوّلین اور اہم ترین فریضہ یہ ہونا چاہیے کہ وہ اِس بات کا خیال رکھیں کہ اُن کے گھر میں زِندہ خدا کی عبادت ہو اور وہ دُعا کریں کہ اُس (خدا) کی معرفت اور اُس کا خوف اور اُس کے کلام کی پہچان اُن کے بچوں کے دِلوں میں پیدا ہو۔ نہ تو ماں اور نہ ہی باپ اپنے بچوں کے دِلوں میں نجات کا کام کر سکتے ہیں (یوحنا ۳:۵) فقط خدا ہی ہے جو یہ کام کر سکتا ہے۔ لیکن خدا والدین سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ اُن وسائل کا اِستعمال کریں جو اُس نے اپنی برگزیدگی کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے مقرر کیے ہیں (زبور ۷۸:۵-۸؛ اِستثنا ۶:۷-۹)۔ خاندانی عبادت کرنا شوہر اور بیوی کی مشترکہ ذِمے داری ہے۔ اُنہیں ایک دین دار خاندان کی تعمیر کے لئے مِل کر کام کرنا چاہیے کیوں کہ یہ اُن کی بھرپور توجہ اور متحد وفاداری کا تقاضا کرتا ہے۔

سب سے پہلے، وہ یہ کام اپنے بچوں کے ساتھ باقاعدگی سے اور عادتاً پاک فرائض کو سر اَنجام دے کر کریں گے۔ وٹیلی (Whately) نے لکھا "اُنہیں چاہیے کہ اِس مقصد کے لئے کلامِ مقدس کو پڑھیں، اپنے بچوں کے درمیان خدا کا نام لیں اور اُنہیں سچے مذہب کے بنیادی اُصولوں کی

---

294 . Secker, 260.

تعلیم دیں تاکہ اُن کی چھت کے نیچے کوئی بھی صرف اُن کی تعلیم دینے میں کوتاہی کے باعث دِین داری کی بنیادی سچائیوں سے ناواقف نہ رہے"۔[۲۹۵] یہ بات نہایت بہتر ہے کہ یہ فرائض خاندان کے طور پر مِل کر شوہر کی رُوحانی قیادت میں اَنجام دیئے جائیں، لیکن اگر وہ نہ ہو تو بیوی کو چاہیے کہ اِن فرائض کی اَنجام دِہی میں پیشوائی کرے (آستر ۱۲:۴-۱۶)۔ اِس بات کو یقینی بنانے کے لئے کہ ایسے مقدس اَعمال روزانہ سر اَنجام دیئے جائیں، شوہر اور بیوی کو چاہیے کہ وہ مِل کر کوشش کریں تاکہ اُنہیں اپنی ترجیحات میں سب سے مقدّم جانیں اور اُن کے لئے وقت مخصوص کریں تاکہ خدا کا جلال ظاہر ہو اور خاندان کی رُوحانی اور اَبدی بھلائی کے لئے باعث برکت ہوں۔

بولٹن (Bolton) نے گھر میں مسیح کی بادشاہی قائم کرنے کی وضاحت کے لئے درج ذیل مثال پیش کی:

جس طرح آسمان کے دو بڑے نیّر اپنے قدرتی نُور سے اِس بڑے جہان پر حکومت کرتے ہیں اُسی طرح شوہر اور بیوی اپنے خاندان کی چھوٹی سی دُنیا کی راہ نُمائی اِلٰہی معرفت اور حکمت کے رُوحانی نُور سے کریں۔ جب سُورج فلک پر موجود ہوتا ہے تو چاند، گویا اپنی تمام خُوبصورتی اور روشنی کے سرچشمہ کے لئے فطری تعظیم کے احساس سے، اپنی شان و شوکت کو چُھپالیتا ہے اور اپنی کِرنوں کو روک لیتا ہے۔ لیکن جب وہ (سُورج) دُوسرے کُرہِ اَرض میں چلا جاتا ہے تو وہ (چاند) ظاہر ہوتی ہے اور چھوٹے نیّروں میں ایک شہزادی کی مانند چمکتی ہے۔ جب شوہر گھر پر موجود ہو، تو بیوی فقط، حسبِ ضرورت محبت کی یاد دِہانی کروانے والی کے طور پر کام کرے، تاکہ وہ اپنے مُقررہ اوقات اور فرائض کو یاد رکھتے ہوئے اپنے لوگوں کے بے سمجھ، لاعلم اور دُنیاوی دِلوں کو روشنی اور معرفت بخشے۔ لیکن جب وہ (شوہر) موجود نہ ہو تو وہ (بیوی) اپنا راستہ اِختیار کرے جب اُس کے علم اور دُعا کے فضائل کو ظاہر ہونا چاہیے اور اُن گھر والوں پر چمکنا چاہیے، تاکہ اُن کو سرد مہری سے اور اُس خوف ناک لعنت

---

[295] . Whately, *A Bride-Bush*, 89.

سے بچائے جو اُن کے سروں پر منڈلا رہی ہے جو خدا سے ناواقف ہیں، اور یقیناً وہ لعنت اُن گھرانوں پر نازل ہو گی جو اُس کے نام سے دُعا نہیں کرتے (یرمیاہ ۲۵:۱۰)۔[۲۹۶]

خاندانی عبادت کو ترک کرنے کے لئے بہت سی توجہ کو ہٹانے والی باتیں اور آزمائشیں ہوں گی، اِس لئے شوہر اور بیوی کو ایک دُوسرے کو وفادار رہنے کی ترغیب دینی ہو گی۔ ہم تو فطرتاً خدا کی عبادت میں کوتاہی برتنے والے ہیں، مگر کیا اُس نے ہماری برکتوں اور رِزق میں ہم پر فراوانی نہیں کی؟ تو پھر ہمیں دِل و جان سے اُس کی عبادت کرنی چاہیے۔ کیا ہم دِین دار نسل چاہتے ہیں؟ تو پھر لازم ہے کہ ہم اپنی اولاد کو خدا کی باتوں کی برابر تعلیم دیتے رہیں اور خود اُس (خدا) کے لئے وقف رہیں۔ مزید یہ کہ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی اولاد کو مسیحی اِیمان کی تعلیم سوال و جواب کے ذریعے سے سکھائیں،[۲۹۷] اور وعظ سُننے کے بعد اُن سے پوچھ گچھ کریں کہ اُنہوں نے اِس میں سے کیا سیکھا ہے اور اُنہیں تاکید کریں کہ وہ اپنے خاندان میں رہتے ہوئے خدا کی راہوں پر چلیں (پیدایش ۱۸: ۱۹؛ اَمثال ۴: ۱-۵؛ ۱۔ سلاطین ۱: ۲-۲)۔ کیوں کہ جیسا کہ وائٹیلی (Whately) نے مُشاہدہ کیا ہے کہ یہی اکثر خاندانوں میں بِگاڑ کا سرچشمہ ہے: "جہاں خدا کا خوف نہیں وہاں گھر کے پورے نظام میں بے حُرمتی اور بے دِینی کے سِوا اور کیا غالب آ سکتا ہے؟ اور جہاں لوگوں کو خدا کی معرفت اور خوف کی تعلیم نہیں دی جاتی، تو وہ اُسے کیسے جانیں یا اُس سے کیسے ڈریں؟ جہاں یہ صفات موجود نہ ہوں، وہاں بدتمیزی، ہٹ دھرمی اور نافرمانی کے علاوہ کیا پایا جا سکتا ہے؟ پس اب، جتنے شوہر اور بیویاں خداوند سے ڈرتے ہیں، وہ خداوند میں یک دِل ہو کر اپنے اپنے گھروں میں دِینی عبادات قائم کرنے میں ہر گز کوتاہی نہ کریں۔[۲۹۸]

---

[296] . Bolton, 280–81.
[297] . Both the Heidelberg Catechism and the Westminster Larger and Shorter Catechisms are excellent tools for this purpose
[298] . Whately, *A Bride-Bush*, 93. Cf. Jer. 10:25.

خاندانی عبادت میں ہفتہ وار جماعتی عبادت کو بھی لازماً شامل کیا جانا چاہیے۔ تمام خاندان کی طرف سے مسیحی سبت کو خداوند کے دِن کے طور پر یاد رکھا جائے اور پاک مانا جائے (خروج ۲۰:۸)۔ اِس کے لئے ہفتہ کے روز پیشگی تیاری درکار ہو گی تا کہ تمام دُنیوی اُمور کو اِس طرح ترتیب دیا جائے کہ وہ سبت کے دِن میں دخل انداز نہ ہوں، اور ایسی ہر تیاری کی جائے جو ضروری ہو تا کہ خداوند کا دِن غیر ضروری کاموں اور تفریحات سے آرام کا دِن ٹھہرے (خروج ۲۰:۹-۱۰)۔ خورد و نوش کا سامان خریدنا، کپڑوں کو دھونا اور تہہ کرنا، لباس کو اِستری کرنا اور گاڑی میں اِیندھن بھرنا پیشگی ضروری ہو سکتا ہے۔ تا کہ خداوند کا دِن مکمل طور پر خدا کی عبادت میں صرف ہو سکے۔ اُس دن کلیسیا میں میسر تمام مسیحی تعلیمی کلاسز میں شامل ہوں اور وفاداری سے دونوں اِجتمائی عبادات میں شامل ہوں، یہ نہ صرف آپ کے خاندان کو سبت کے دِن کو پاک ماننے میں مددگار ثابت ہو گا، بلکہ یہ آپ کے بچوں کو بھی آنے والی نسلوں کے لئے ایسا ہی کرنا سکھائے گا (زبور ۷۸:۵-۷)۔

مختصر یہ کہ، ہر شادی شُدہ جوڑا باہم مِل کر یہ کوشش کرے کہ اُن کے گھر میں سچا دِین قائم ہو اور فروغ پائے، تا کہ اُن کے گھر میں کلیسیا قائم ہو (رومیوں ۱۶:۵؛ زبور ۱۰۱:۲)۔ کیوں کہ یہ بہتر ہے کہ بالکل کوئی خاندان نہ ہو، بہ نسبت اُس خاندان کے جو خدا کے لئے وقف نہ ہو اور جو گُناہ کی خدمت میں پرورش پائے اور جس کا مقصد صرف اِس زندگی کی لذتوں، کامیابیوں اور داد و تحسین کا حصول ہو۔ سیکر نے کہا "خبردار رہو کہ کہیں یہ پھول شیطان کے باغ میں نشوونما نہ پائیں۔ اگرچہ وہ (بچے) ایک گُناہ آلودہ دُنیا میں پیدا ہوتے ہیں، لیکن آپ (والدین) اُن کی تربیت ایسی نہ کریں کہ وہ ہمیشہ کی ہلاکت کی طرف جائیں، جب تک یہ شاخیں ہری اور نازُک ہیں اُنہیں خدا کی طرف جھکایا جانا چاہیے"۔[299] دوم: ایک شوہر اور بیوی کو چاہیے کہ وہ گھر کے اِنتظامات میں ایک دُوسرے کی مدد کریں۔ سکڈر نے لکھا کہ "اُنہیں اپنے خاندان کی نگہبانی، راہ نُمائی، اِنتظامات اور دُرُست تنظیم کرنے میں ایک دُوسرے کے لئے مددگار ہونا چاہیے"۔[300] بیکسٹر یہ نصیحت کرتا ہے کہ "وہ لوگ جنہوں نے

---

[299] . Secker, 259–60.
[300] . Scudder, 80.

باہم شراکت اِختیار کی ہے اور ایک بدن بن گئے ہیں، اُنہیں اِنتظامات کرنے میں بھی باہم شریک ہونا چاہیے، اگرچہ اُن کا اِختیار برابر نہیں ہے لیکن ممکن ہے کہ ایک کچھ اُمور کی نگرانی کرے اور دُوسرا کچھ دِیگر اُمور کی۔ تو بھی، اپنی اپنی حیثیت میں اُنہیں نگہداشت کو تقسیم کرنا چاہیے اور ایک دُوسرے کی مدد کرنی چاہیے"۔[301] وفاداری سے دُعا میں جدوجہد کرتے ہوئے اور بائبلی تربیت کو دُرست طریقے سے اِستعمال کرتے ہوئے، اُنہیں مِل کر دِین داری کو مقدّم جاننے اور بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے اور اپنے بچوں کے برتاؤ میں گُناہ کو خصوصاً جب وہ اِبتدا میں ظاہر ہو، دبانے کے لئے بھی محنت کرنی چاہیے (اِفسیوں ۶:۴؛ ایوب ۱۱:۴)۔

یہ بات کلامِ مقدّس میں واضح ہے کہ یہ شوہر اور بیوی دونوں کی ذِمے داری ہے۔ اَمثال ۲۷:۳۱ میں ایک نیک بیوی اپنے گھرانے کے کام کاج کی دیکھ بھال کرنے کی وجہ سے سراہی جاتی ہے، ۱۔ تیمتھیس ۱۴:۵ میں جوان بیواؤں کو گھر کا اِنتظام کرنے کی تلقین کی گئی ہے، ۱۔ سموئیل ۱۳:۳ میں خدا عیلی کے گھر کا اِنصاف کرتا ہے کیوں کہ وہ اپنے بچوں کی شرارت کو روکنے میں ناکام رہا، پیدایش ۱۹:۱۸ میں خدا اَبرہام کی تعریف بیان کرتا ہے جو کہ اپنی "اولاد اور اپنے گھرانے کو وصیّت کرے گا کہ وہ خداوند کی راہ پر قائم رہ کر عدل واِنصاف کریں"۔ لہٰذا، ایسی ہی داد و تحسین حاصل کرنے کے لئے، جیسی کہ اَبرہام نے کی، شوہر اور بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کو راست بازی کی تعلیم دیں اور بدی سے باز رکھیں۔ خداوند وعدہ کرتا ہے کہ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو اُن کی محنت بے کار نہیں جائے گی کیوں کہ وہ اُن کے گھر کو تعمیر کرکے اُسے برکت دے گا (ایوب ۶:۸؛ ۲۳:۲۳)۔

گاؤج نے کہا کہ شوہر اور بیویاں "ایک دُوسرے کے لئے بہت مددگار ہوسکتے اور خاندان کے اِنتظامی معاملات میں باہمی تعاوُن سے خاندان کے لئے برکت کا باعث بن سکتے ہیں۔ جو شوہر اپنی بیوی کی مدد کرتا ہے وہ اُس کے وقار کو بڑھاتا ہے اور اِس طرح کرنے سے وہ اِس بات کا باعث بنتا ہے کہ وہ حقیر نہ جانی جائے اور نہ ہی اُس کی عزت میں کمی آئے۔ بیوی اپنی مدد سے بہت سی باتوں کو

---

301 . Baxter, 148.

آشکار کرتی ہے اور یوں اُن کی اِصلاح کا سبب بنتی ہے جو شاید کبھی ظاہر نہ ہوتیں، کیوں کہ دو آنکھیں ایک سے زیادہ دیکھتی ہیں، خاص کر جب اُن میں سے ایک زیادہ قریب اور وہاں موجود ہو، جیسے کہ بیوی گھر میں موجود رہتی ہے"۔[302]

آخر میں، باہمی مدد اور تعاون کا دائرہ کار، میاں بیوی کی ملکیت اور اَسباب تک بھی وسیع ہوتا ہے۔ اُنہیں چاہیے کہ وہ اپنی جائیداد اور مال و متاع کو بڑھانے اور اُس کی نگہداشت کے لئے مِل کر کام کریں۔ گاوج نے لکھا کہ "ہم اِسے نہ صرف ضروری بلکہ فرضِ عین سمجھتے ہیں کہ شوہر اور بیوی ایک دُوسرے کے لئے باہمی احترام اور حتی الامکان دِیانت داری کے ساتھ مال و دولت کمانے، سنبھالنے اور مُناسب طور پر خرچ کرنے میں محتاط اور دُور اَندیش ہوں، تاکہ ایک دُوسرے کی بھلائی کے لئے خدمت گار بن سکیں"۔[303] بہت سے اِزدِواجی تعلقات میں زیادہ تر چیزیں "اُس" (شوہر) کی یا "اُس" (بیوی) کی ہوتی ہیں اور بہت کم چیزیں ہماری یعنی مُشترکہ کہلاتی ہیں۔ لیکن خدا نے عورت کو تخلیق کیا اور اُسے آدم کے پاس لایا (پیدایش ۲:۲۲) تاکہ اُس کی مددگار ہو، جس کا مطلب ہے کہ شوہر کو بھی بیوی کا مددگار ہونا چاہیے کیوں کہ دونوں ایک دُوسرے کے لئے دیے گئے ہیں۔ ایسے اِزدواجی رِشتے جہاں محنت، دولت اور خواب الگ الگ ہوں، وہاں شوہر اور بیوی کی باہمی مدد کا مقصد ہی ختم ہو جاتا ہے۔ ایسا اِزدِواجی رِشتہ محض ساتھ رہنے والے خانہ داروں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہوتا۔

اِزدِواجی زِندگی میں خدا کے نام کو جلال دینے اور اُس کی دی ہوئی برکتوں سے لُطف اندوز ہونے کے لئے جو وہ ایک وفادار اِزدواجی زندگی پر نازل کرتا ہے، ایک ہی گھر، ایک ہی بستر، ایک ہی دسترخوان، ایک ہی تھیلی اور ایک ہی جائیداد (یعنی مُشترک) ہونی چاہیے۔ تمام چیزیں مُشترک ہونی چاہئیں۔ اگر ایک مرد اور عورت رِشتۂ اِزدواج سے مُنسلک ہونے پر اپنے دِل ایک دُوسرے کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں تو کیا اُنہیں اپنی کوششیں اور مال و متاع بھی اِزدِواجی زِندگی میں آنے کے بعد یکجا

---

[302] . Gouge, 186.
[303] . Gouge, 182.

نہیں کر دینا چاہیے؟ تو کیا وہ دوچند ہاتھوں، دوچند آنکھوں، دوچند کانوں اور دوچند عقل کے ساتھ مِل کر ایک ہی مقصد کی طرف بڑھتے ہوئے زیادہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتے؟ زیادہ دُور تک نہیں جا سکتے؟ اور اپنی جدوجہد میں زیادہ کامیاب نہیں ہو سکتے؟ سونک (Swinnock) نے لکھا "شوہروں اور بیویوں کو دو کشتی بانوں کی مانند ہونا چاہیے، جو اپنی اپنی طرف سے چپو چلا کر محنت کرتے ہیں تاکہ خدا کے فضل سے ایک ایمان دارانہ اور آرام دہ زِندگی حاصل کریں۔ وہ ایک قابلِ رحم جوڑا ہے جو تاش کے پتوں کی جوڑی کی مانند ہمیشہ ساتھ تو ہوتا ہے، مگر صرف کھیل میں، عملی زِندگی میں نہیں۔ ایک مسیحی شادی شُدہ جوڑا، دونوں ہاتھوں کی مانند ہونا چاہیے، جو سر اور بدن کی نگہداشت کے لئے یکجا طور پر کام کرتے ہیں، نہ کہ ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کی مانند جو سُستی اور کاہلی کے بستر پر پڑی رہتی ہیں"۔ [۳۰۴]

وٹیلی (Whately) نے کہا کہ ایک شادی شُدہ جوڑے کی مشترکہ اَملاک کی نگہداشت کے لئے شوہر میں تین صفات کا ہونا ضروری ہے، جن میں بیوی کو بھی اُس کی مدد کرنی چاہیے: محنت، بچت اور منصوبہ بندی، یا پھر جیسا کہ اُس نے کہا، محنت حاصل کرنے میں، ہوشیاری بچانے میں اور دُور اَندیشی آئندہ کی فکر کرنے میں۔ یہ تمام اوصاف ایک اچھی تدبیر خانہ داری کی خوبی کو مکمل کرتے ہیں اور اگر اِن میں سے کوئی ایک بھی کم ہو، تو اُس کی کاملیت میں بھی کمی رہ جائے گی اور اُسی قدر اُن کی راحت اور خوش حالی میں بھی کمی واقع ہو گی"۔ [۳۰۵]

اب یہ سوال کہ آیا کہ بیوی چند گھنٹوں کے لئے گھر سے باہر کام کرے یا نہ کرے، یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کے لئے بہت زیادہ دُعا، کلامِ مقدّس سے راہ نُمائی اور اِیمان داروں سے مشاورت کی ضرورت ہے۔ لیکن شوہر اور بیوی دونوں کو چاہیے کہ پوری محنت اور وفاداری کے ساتھ اپنے کام میں لگے رہیں، تاکہ وہ مِل کر وہ سب کچھ حاصل کریں اور اُس کی دیکھ بھال کریں جو خداوند کے حضور باعزت زِندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ شوہر کا زیادہ تر کام گھر سے باہر ہو اور بیوی کا گھر کے اندر، وہ (شوہر) بیرونی ذِمے داریوں میں مشغول ہو اور بیوی گھریلو کاموں میں، اور

---

[304] . Swinnock, 1:475.
[305] . Whately, *A Bride-Bush*, 83–84.

اُس (شوہر) کا زیادہ تر وقت کمانے میں صَرف ہو اور بیوی کا سنبھالنے اور دیکھ بھال کرنے میں۔ مگر بات اب بھی وہی ہے: اُنہیں اپنی کوششوں کو مُتحد کرنا چاہیے، ایک ہی جوئے میں جُت کر اُسے برابر کھینچنا چاہیے اور اُس خدمت میں شریکِ کار ہونا چاہیے۔

اِسی طرح، اُنہیں چاہیے کہ وہ جتنی رقم بچا سکتے ہیں اُس کو بچانے میں ایک دُوسرے کی مدد کریں، تاکہ نہ صرف اپنے بڑھاپے کے لئے، بلکہ اُن غیر متوقع اَخراجات کے لئے بھی تیاری ہو جو خاندان کی زندگی میں قدرتی طور پر پیش آتے ہیں۔ اُنہیں اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے زِندگی گزارنی چاہیے، کفایت شعاری کو اپنانا چاہیے اور اسراف اور عیش و عشرت سے بچنا چاہیے۔ یہ بچت آپ کو اِس قابل بنائے گی کہ آپ ضرورت مندوں اور مسیح کے بدن یعنی کلیسیا پر رحم کر سکیں اور مُسافر پروری کر سکیں جیسا کہ خداوند (اِفسیوں ۴:۲۸) تلقین کرتا ہے (۲۔کرنتھیوں ۱۱:۹۔۱۲؛ ۱ یوحنا ۱۶:۳۔۱۸)۔ لیکن وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں اگر بیوی وہ سب کچھ ضائع کر دے جو گھر میں لایا جاتا ہے یا شوہر اُس کو گھر میں لانے سے پہلے ہی ضائع کر دے؟ کیا یہ چیز اُس گھر کو گرا نہیں دے گی جسے وہ تعمیر کرنے کے آرزُومند ہیں؟ اِس لئے اُنہیں چاہیے کہ وہ فضول اور ناجائز اَخراجات سے پرہیز کریں اور اپنے مال و متاع کو دانائی سے اِستعمال کریں تاکہ نہ صرف اپنی تمام عمر اچھی زِندگی گزار سکیں بلکہ ضرورت مندوں میں اُن کا حصہ بانٹ کر، خدا کے سامنے اپنا حساب بھی اچھی طرح دے سکیں۔

آخر میں اُنہیں چاہیے کہ وہ مِل کر مستقبل کی ضروریات کی منصوبہ سازی کریں، غیر ضروری (قابلِ گریز) نقصانات سے بچیں اور اِیمان داری سے ہر قسم کی مصیبتوں کو برداشت کریں۔ اُنہیں چاہیے کہ وہ اپنے دِل و دِماغ اور دُعاؤں کو یکجا کریں اور اُس وقت کے لئے منصوبہ سازی کریں جب حالات مُشکل ہو سکتے ہیں یا کوئی مصیبت آ سکتی ہے۔ ایسی باتوں کو خداوند کے سِوا کوئی پیشگی نہیں جان سکتا، لیکن حکمت ہمیں اِس طرح کے اِمکانات کے لئے تیار رہنے کی تلقین کرتی ہے۔

آخر میں، باہمی مدد کے رُوحانی پہلو کو یاد رکھیں۔ جس طرح سے ایک دُوسرے کی مدد کرنا خداوند کے حضور شادی شُدہ جوڑوں کی ذِمے داری ہے، اُسی طرح یہ ایک خدمت بھی ہے جو خدا کے جلال کو مدِنظر رکھتے ہوئے اور اُس کے فضل پر پورا بھروسا کرتے ہوئے، خداوند کے لئے اَنجام

دی جانی چاہیے۔ بیکسٹر (Baxter) نے اِس نکتے کو بڑی خُوبصورتی سے بیان کیا: یہ شوہروں اور بیویوں کی ایک اور ذِمے داری ہے کہ وہ دُنیوی معاملات اور مال واَسباب کے اِنتظام میں ایک دُوسرے کے مددگار ہوں، دُنیاوی سوچ کے ساتھ اور دُنیاوی فائدے کے لئے نہیں بلکہ خدا کی فرماں برداری میں ، جس نے چاہا کہ وہ صرف دُعا ہی نہ کریں بلکہ محنت بھی کریں تاکہ روزی پائیں، کیوں کہ اُس نے اِس بات کو مُقرر کیا ہے کہ اِنسان اپنے منہ کے پسینے کی روٹی کھائے گا اور چھ دِن کام کرے گا اور اپنا تمام کام پورا کرے گا اور جو کام نہ کرے وہ کھانے کا بھی حق دار نہیں (ا۔ تیمتھیس ۵:۸؛ پیدائش ۱۹:۳؛ خروج ۹:۲۰؛ ۱۔ تھسلنیکیوں ۱۰:۳)۔ اپنے معاملات کی دیکھ بھال کی ذِمے داری دونوں پر واجب ہے اور اُن دونوں میں سے کسی کو بھی اِس ذِمے داری کو ترک کر کے سُستی اور کاہلی کی زِندگی نہیں گزارنی چاہیے"۔[306] اور یہ ہر شادی شُدہ جوڑے کے لئے کیسی بڑی تسلی ہونی چاہیے کہ اگر وہ اپنا کام خداوند کے لئے کرتے ہیں (کلسیوں ۲۳:۳) تو یقیناً وہ اُس پر اپنے کام میں مدد کے لئے بھروسا کر سکتے ہیں (ا۔ کرنتھیوں ۵۸:۱۵) اور مسیح کی خاطر اُس سے اُس کی کامل برکتیں پانے کی اُمید رکھ سکتے ہیں (زبور ۱۱:۸۴؛ ۱:۱۲۷)۔ پس، ہر شخص جو اِزدِواجی رِشتے سے مُنسلک ہے اُس کو دُنیوی اُمور میں باہمی مددگاری کے فرض میں فروغ پانے کی کوشش کرنی چاہیے، کیوں کہ یہ اُن کے بدنوں، اُن کے نام اور شُہرت، اُن کے خاندان اور اُن کے مال ومتاع سے تعلق رکھتا ہے۔

اِس فرض کو ادا کرنے کے ذرائع

ایک دُوسرے کے مددگار بننے کے لئے شوہروں اور بیویوں کو خود غرضی سے بچنا چاہیے۔ اپنی اِزدِواجی زِندگی کے عہد میں شوہر اور بیوی دونوں یہ وعدہ کرتے ہیں کہ وہ ایک دُوسرے سے محبت کریں گے، عزت دیں گے، پرورِش کریں گے، ایک دُوسرے کی دیکھ بھال کریں گے اور ایک

306 . Baxter, 147.

دُوسرے کو اپنی زِندگی میں اَوّلین درجہ دیں گے۔ خود غرضی اِس باہمی مدد کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ بن کر کھڑی ہو گی۔

پولُس رسُول کے مطابق، شادی اپنے آپ کو دے دینے کا عمل ہے اور یہی اِنکارِ ذات کی اصل رُوح ہے (۱۔ کرنتھیوں ۷:۴)۔ اِس لئے شوہر کو اپنی بیوی سے اپنے بدن کی مانند محبت کرنی چاہیے (اِفسیوں ۵:۲۸) اور بیوی کو اپنے شوہر کی ایسے تابع رہنا چاہیے جیسے کہ خداوند کی (اِفسیوں ۵: ۲۲-۲۳)۔ اِزدِواجی زندگی میں اِنکارِ ذات ضروری ہے، خاص طور پر باہمی مدد کے معاملہ میں، جہاں شوہر اور بیوی پورے طور پر یعنی اپنے دِل و دِماغ اور ہاتھوں سے ایک دُوسرے کی بھلائی میں شریک ہوتے اور مسیح کی خاطر محبت سے ایک دُوسرے کی خدمت کرتے ہیں۔ وہ خودی سے اِنکار کرنے، عاجِزوانکسار دِل رکھنے اور باہمی مدد گاری کے فرض کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے دُعا کریں۔

رُوحانی معاملات میں مدد گاری

رُوحانی معاملات میں بھی باہمی مدد گاری ایک فریضہ ہے۔ شوہر اور بیوی کو چاہیے کہ وہ ایک دُوسرے کی نجات اور فضل میں ترقی کرنے کے لئے سب سے زیادہ مدد گار ہوں۔ گاوَج (Gouge) نے کہا کہ سب سے بہترین کام جو شوہر اور بیوی ایک دُوسرے کے لئے کر سکتے ہیں یہ ہے کہ "وہ ایک دُوسرے کی نجات میں پیش رفت کا وسیلہ بنیں"۔[۳۰۷] سونک (Swinnock) نے کہا کہ باہمی مدد گاری کا فرض سب سے بڑھ کر اِس بات میں ظاہر ہونا چاہیے کہ وہ ایک دُوسرے کے بہترین جزو ہوں[۳۰۸] یعنی اُن کی رُوحوں کی فکر کریں۔ بیکسٹر نے کہا کہ اگرچہ شوہر اور بیوی کو چاہیے کہ وہ ایک دُوسرے کی دُنیاوی معاملات میں وفاداری سے مدد کریں، لیکن اُنہیں "خاص طور پر ایک دُوسرے کی نجات کے لئے مدد گار ہونا چاہیے"۔[۳۰۹] اِسی طرح ایمبروز نے رُوحانی معاملات میں اِس

---

[307] . Gouge, 172.
[308] . Swinnock, 1:479.
[309] . Baxter, *Works*, 4:234.

باہمی مدد کو "وہ ایک ضروری چیز" کہا جس کے بغیر اُن کا گھرانا صرف شیطان کی درس گاہ اور جہنم کی پرورِش گاہ بن جاتا۔[۳۱۰]

اپنے گھر میں مسیح کی بادشاہی قائم کرنا اُن کی باہمی فکر ہونی چاہیے۔ سٹیل (Steele) نے کہا "اَے بیوی! کیا تُو جانتی ہے کہ تُو اپنے شوہر کو نجات دے سکے گی؟ یا اَے شوہر! کیا تُو جانتا ہے کہ تُو اپنی بیوی کو نجات دے سکے گا؟ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا، پولُس رسُول نے کہا "یہی تمہارا اصل مقصد ہونا چاہیے اور اگر تم اُسے حاصل کر لو، خواہ مشکل کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو، تو تم کامیاب ہو گئے"۔[۳۱۱]

سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ مسیح کے ساتھ تمہارے سفر میں تمہارا سب سے بڑا مددگار اور حوصلہ اَفزا تمہارا اپنا شریکِ حیات ہو، جس کے ساتھ تم زِندگی کی تمام خوشیوں اور آزمائشوں کو بانٹتے ہو جو خدا کی طرف سے تمہاری رُوحانی ترقی کے لئے مقرر کی گئی ہیں۔ رُوحانی معاملات میں ایک دُوسرے کی مدد کرنے کی ذِمے داری اُس رُوحانی محبت پر مبنی ہے جو شوہر اور بیوی کو ایک دُوسرے سے کرنی چاہیے۔ وہ محبت جو خدا سے پھوٹتی ہے، سب سے بڑھ کر یہی کوشش کرے گی کہ شوہر یا بیوی کو خدا کے قریب لے جائے۔ ایسی محبت رُوح کو جسم پر، دِین داری کو مصلحت پر اور باطنی خدا ترسی کی خوبصورتی کو، ظاہری حُسن پر ترجیح دیتی اور اپنے شریکِ حیات کی رُوحانی بھلائی کے لئے ہر ممکن کوشش کرتی ہے۔ اِزدواجی محبت ایسی چیزوں پر مبنی نہیں ہے جیسے محبت، خُوبصورتی یا دولت، بلکہ اِس پر کہ خدا نے شوہر کو اپنی بیوی سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے (اِفسیوں ۵:۲۵) اور بیوی کو شوہر سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے (طِطُس ۲:۴)۔

اگر اُن کی اِزدِواجی محبت رُوحانی ہو، خدا کی مرضی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، اُس کی پاک مرضی پر قائم ہو، اُس کے اِختیار کے تابع ہو اور اُس (خدا) کی فرماں برداری کرنے کا عزم رکھتی ہو، تو اُن کا ملاپ پائیدار اور دیرپا ہو گا، اور ایک دُوسرے کی رُوحانی اور اَبدی بھلائی کے لئے نہایت مفید

---

310 . Ambrose, 236.
311 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:278–79.

ثابت ہو گا۔ایسی محبت اپنی رُوحوں کو گُناہ کے تسلُط اور خدا کے غضب سے آزاد کرانے کے لئے اِس سے کہیں زیادہ محنت کرے گی جتنی کہ وہ اپنے بدنوں کو غربت، بیماری یا موت سے بچانے کے لئے کرتی ہے۔بے شک ایسی محبت اُنہیں اِس بات کے لئے نہایت محتاط بنادے گی کہ وہ اپنی مختصر اِزدِواجی زِندگی کے بعد آنے والی لازوال اَبدیت کی تیاری کریں۔

بیکسٹر(Baxter) کے درج ذیل اُفکار پر غور کریں۔[312] اوّل، اِس بات پر غور کریں کہ ایک دُوسرے سے محبت کرنے کے باوجود ایک دُوسرے کی رُوحوں کو نظر انداز کرنا کس قدر نا قابلِ فہم بات ہے۔اِنسان کی رُوح اُس کا سب سے بیش قیمتی خزانہ ہے (مرقس ۸:۳۶-۳۷)، لہٰذا، ہمارے تمام رِشتوں میں سب سے زیادہ توجہ اِسی پر دی جانی چاہیے۔کیا یہ بات اِزدِواجی رِشتے میں سب سے زیادہ سچ ثابت نہیں ہوتی، جہاں دو بدن ایک ہو جاتے ہیں؟ سب اِنسانوں میں سے شوہروں اور بیویوں کو اپنی نجات کی فکر سب سے زیادہ ہونی چاہیے۔اگر میاں بیوی کی محبت میں ایک دُوسرے کی رُوحوں کی فکر شامل نہ ہو تو کیا ایسی محبت کھوکھلی محبت نہ ہو گی؟ کیا یہ ممکن ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے جسم سے تو محبت کرے مگر اُس کی رُوح کی پرواہ نہ کرے؟ کیا آپ اپنی بیوی سے محبت کرتے ہوئے بھی اُسے بے اِیمانی کی تاریکی میں چھوڑ سکتے ہو؟ اگر وہ جسمانی تکلیف یا پریشانی میں ہوتی تو آپ اُس کو آرام دینے کے لئے کیا کچھ نہ کرتے؟ اُس کی تسکین کے لئے آپ کس چیز سے دریغ نہ کرتے؟ تو کیا آپ اُسے اَبدی مصیبت سے چھُڑانے کے لئے کچھ نہیں کروگے اور اُس کی مدد نہیں کروگے کہ وہ اَبدی زِندگی حاصل کرے؟ جیسا کہ بیکسٹر(Baxter) نے کہا" اگر تم اُن کی نجات کے لئے محنت نہیں کرتے تو یہ مت کہو کہ تم اُن سے محبت رکھتے ہو۔۔۔جو محبت کسی رُوح کو اَبدی عذاب میں چھوڑ دے وہ محبت، محبت کہلوائی جانے کے لائق نہیں"[313]۔

اُن لوگوں کے بارے میں کیا کہا جائے جو نہ صرف اپنے شریکِ حیات کی نجات کے لئے کچھ نہیں کرتے، بلکہ بعض اوقات اُس(نجات) کے راستے میں رکاوٹیں بھی ڈالتے ہیں؟

---

[312]. Baxter, 138–40.
[313]. Baxter, 138–39.

(پیدایش۶:۳؛۱۔ سلاطین ۱۱:۴؛ ایوب ۹:۲؛اَعمال ۵:۲).بیکسٹر نے کہا "اگر تمہاری محبت صرف دُنیاوی لذتوں تک محدُود ہے اور تم اپنے شریکِ حیات کی گُناہ میں ہلاکت پذیر زندگی کو نظر انداز کر رہے ہو، تو غور کرو کہ تم شیطان سے کس قدر بہتر ہو، شیطان خود بھی شاید ہی کسی جان کی نجات کے خلاف اِتنا کچھ کرتا ہو جتنا کہ بے دِین شوہر یا بیوی ایک دُوسرے کی نجات کے خلاف کرتے ہیں"[۳۱۴]۔ سٹیل (Steele) نے لکھا "اگر تم ایک دُوسرے کو ہلاکت میں گرنے دے سکتے ہو تو پھر تمہاری محبت کہاں ہے ؟"[۳۱۵]

دوم: اگر آپ ایک دُوسرے کی رُوحوں کو بچانے میں ایک دُوسرے کی مدد نہیں کرتے تو آپ اِزدِواجی زندگی کے مقصد کو پُورا نہیں کریں گے۔ آپ کو زِندگی کی نعمت کے وارث کے طور پر اِکٹھے رہنے کا حکم دیا گیا ہے (۱۔ پطرس ۷:۳)۔ خصوصاً شوہر کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے محبت رکھے تاکہ وہ اُسے خداوند کے حضور بے داغ اور بے عیب بنا کر پیش کر سکے (اِفسیوں ۵:۲۵-۲۷)۔ اگر تم ایک دُوسرے کی صرف جسمانی ضروریات ہی پوری کرتے ہو تو تم میدان کے حیوانات اور ہوا کے پرندوں سے کس طرح مختلف ہو ؟ اگر تمہاری سب سے بڑی فِکر اپنی رُوح کو اَبدیت کے لئے تیار کرنا ہے، تو پھر یہی فِکر اُس شخص کے لئے بھی ہونی چاہیے جس سے تم اپنے جسم کی مانند محبت رکھتے ہو۔

مزید بر آں، ذرا سوچیں کہ وہ دن کس قدر تکلیف دہ ہو گا جب تم روزِ محشر ایک دُوسرے سے اِس حال میں مِلو کہ ایک دُوسرے کی خدا کی طرف راہ نُمائی کرنے میں کوتاہی برتی ہو۔ جیسا کہ بیکسٹر (Baxter) نے کہا، اُس دن ایک دُوسرے کے اِلزامات سُننا، جیسے کہ اَے، ظالم شوہر ! اور اَے بے رَحم، دھوکے باز بیوی ! کیسا ہولناک ہو گا۔ آپ کو خدا کی طرف سے یہ حکم دیا گیا تھا کہ آپ مجھے میرے گُناہ اور بد حالی سے خبر دار کریں اور کبھی بھی مجھے اِس حالت میں سکُون سے نہ رہنے دیں، بلکہ مجھے مسلسل ہدایت اور اِلتجا کرتے رہیں، جب تک کہ مَیں مسیح یسوع کے وسیلہ سے واپس نہ آ

---

[314] . Baxter, 138–39.
[315] . Steele, *Puritan Sermons*, 2:279.

جاؤں تا کہ اِس عذاب کی جگہ سے بچ سکوں۔ لیکن آپ نے کبھی بھی مجھ سے خدا اور نجات کے بارے میں سنجیدگی سے بات ہی نہیں کی، ہاں اگر کبھی کہا بھی تو مذاق میں! اگر گھر میں آگ لگ جاتی تو تم اُسے بجھانے میں زیادہ سنجیدہ ہوتے، بہ نسبت، اِس کے کہ تم میری جان کو جہنم سے بچانے میں سنجیدگی دِکھاتے! مگر تم نے مجھے کبھی بھی غیر تبدیل شُدہ اور فطری حالت کی بدحالی سے آگاہ نہیں کیا !اور نہ ہی تم نے مجھے نئے سرے سے پیدا ہونے اور ایک پاک زِندگی گزارنے کی ضرورت کے بارے میں بتایا! بلکہ صبح وشام، تمہاری گفتگو دُنیا اور دُنیاوی چیزوں کے سِوا کچھ نہ تھی! ہم نے کبھی نجات کے بارے میں ایک بھی سنجیدہ بات نہ کی۔ تم نے مجھے کبھی بھی اِس دن کے بارے میں نہ بتایا، نہ ہی میرے ساتھ مِل کر دُعا کی اور نہ ہی مجھے کلامِ مقدس اور اچھی کتابیں پڑھ کر سُنائیں۔ لیکن تم نے کبھی مجھے ہدایت دینے، یا میرے سخت دِل کو عاجِز کرنے اور مجھے اِس سب سے نجات دِلانے کی زحمت گوارہ نہیں کی اور نہ ہی مجھے مسیح یسوع پر ایمان رکھنے کے وسیلے سے خدا کی محبت اور پاکیزگی کی طرف رُجوع لانے کی ترغیب دی۔ تم نے کبھی میرے سامنے کوئی اچھا نمونہ پیش نہیں کیا۔ بلکہ تم نے ایک بے دِین، نفسانی اور دُنیاوی زندگی گزار کر، ایک بُرا نمونہ پیش کیا۔ تم نے نہ تو اپنی رُوح کی پرواہ کی اور نہ میری رُوح کی، نہ ہی مَیں نے اپنی اور تمہاری نجات کی پرواہ کی اور اب ہم دونوں برحق طور پر مِل کر مجرم ٹھہرائے گئے ہیں، کیوں کہ ہم نے پاکیزگی میں ایک ساتھ زِندگی گزارنے سے اِنکار کیا"[316] لہٰذا، شوہر اور بیویاں بِلا تاخیر آسمان کے وارث کے طور پر باہم مِل کر رہنے اور ایک دُوسرے کی نجات میں حوصلہ اَفزائی کرنے کا اِرادہ کریں۔

شوہر اور بیوی ایک دُوسرے کے سب سے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ پس، اُن کے پاس زِندگی کے تمام معاملات میں ایک دُوسرے کو قائل کرنے اور اَثر انداز ہونے کا بہترین موقع ہوتا ہے۔ یہ فضیلت سب سے بہتر اُس وقت اِستعمال ہوتی ہے جب وہ نجات کے اُمور میں ایک دُوسرے کی مدد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اِس کام کو اپنی زِندگی کے دو اہم ترین رُوحانی مقاصد سمجھ کر

316 . Baxter, 140. Quotation abridged.

انجام دیتے ہیں: ایک دُوسرے کو گُناہ سے خبر دار کرتے، اِیمان، محبت اور نیک اَعمال میں فرماں برداری پر اُبھارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اوّل، وہ بطور شوہر اور بیوی ایک دُوسرے کے گُناہوں کو دیکھے بغیر نہیں رہ سکتے۔ محبت کے باعث اُنہیں ایک دُوسرے کو اُن کے گُناہوں سے توبہ کی ترغیب دینے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ اگر اُنہیں یہ باہمی فریضہ وفاداری سے نبھانا ہے "تو شوہر اور بیوی دونوں کو ایک دُوسرے کی فکر کرنی چاہیے، نہ صرف گُناہ سرزد ہونے سے پہلے اِسے روکنے کے لئے، بلکہ گُناہ سرزد ہو جانے کے بعد اُس کی تلافی کی ہر ممکن کوشش کرنے کے لئے بھی"۔[۳۱۷] اگرچہ یہ ذِمے داری شوہر پر بھی برابر لاگو ہوتی ہے، مگر رینر (Reyner) کے مُطابق "بیوی کو شوہر کے لئے ایک دُوسرے ضمیر کی مانند ہونا چاہیے، ایک مخلص ضمیر جو تنہائی میں اُس کی کوتاہیوں سے آگاہ کرے تاکہ وہ اُن کی اِصلاح کر سکے"۔[۳۱۸] وہ ایک دُوسرے کی رُوحوں کی حالت، مزاج اور فطرت کا بغور مشاہدہ کریں، یہاں تک کہ جان سکیں کہ کون کون سے گُناہوں میں پھنسے ہوئے ہیں یا کس طرف زیادہ میلان رکھتے ہیں اور جب وہ یہ معلوم کر لیں، تو جیسا کہ وِٹیلی (Whately) نے کہا "اُنہیں ہر اُس چیز سے سختی سے پرہیز کرنا چاہیے جو اُنہیں بدی کی طرف مائل کرنے کا سبب بنے یا اُن کے گُناہ میں گِرنے کا باعث بنے۔ اور مزید یہ کہ اُنہیں ہر ممکن وسیلہ اِستعمال کرنا چاہیے تاکہ وہ اِن باطن کی خرابیوں کو کمزور اور بے اَثر کر دے اور اُن کے پھیلاؤ کو روکیں، تاکہ وہ اِنتہا کو نہ پہنچیں، اگرچہ وہ کسی حد تک گمراہی میں مُبتلا ہو چکے ہوں"۔[۳۱۹] اِسی طرح سے سمتھ نے کہا "یہ ضروری ہے کہ تم ایک دُوسرے کی فطرتوں، ایک دُوسرے کی رغبتوں اور ایک دُوسرے کی کمزوریوں کو جانو، کیوں کہ تمہیں ایک دُوسرے کے مددگار بننا ہے اور تم مدد نہیں کر سکتے جب تک کہ بیماری کو نہ پہچانو"۔[۳۲۰]

دُوسرے لفظوں میں، شوہر اور بیوی کو چاہیے کہ وہ بے وقوفی سے ایک دُوسرے کی کمزوریوں کو نہ اُبھاریں، بلکہ آزمایش کے تمام مواقعوں کو ختم کرنے میں ایک دُوسرے کا ساتھ دیں،

---

317 . Gouge, 173.
318 . Reyner, 27.
319 . Whately, *A Bride-Bush*, 64.
320 . Smith, 1.23. Emphasis added.

اور جہاں تک ممکن ہو ایسے اَلفاظ اور ایسے اَعمال اِختیار کریں جو گُناہ کو دُور کرنے اور اُس کی شِدت کو کم کرنے والے ہوں۔ اگر شوہر غصہ کرنے کی طرف مائل ہو، تو بیوی کو چاہیے کہ ہر ممکن کوشش کرے کہ اُس کے غصے کو بھڑکانے والی باتوں سے پرہیز کرے، بلکہ نرمی اور بُردباری سے اُس کا جواب دے۔ اگر بیوی خوف زدہ ہونے کی عادی ہو، تو شوہر کو چاہیے کہ ہر ممکن کوشش کرے کہ اُس کے ڈر کو دُور کرے اور خدا کی پروردگاری پر اُس کے اِیمان کو مضبوط کرے۔ اِس طرح اُنہیں ایک دُوسرے کے نگہبان ہونا چاہیے (حزقی ایل ۱۷:۳)، جنگ میں ایک دُوسرے کے لئے ہارون اور حور بنیں (خروج ۱۲:۱۷) اور ایک دُوسرے کو توبہ اور اِصلاح کی طرف آمادہ کرنے والے بنیں (عبرانیوں ۲۴:۱۰)۔ کیوں کہ اگر گُناہ کو اِزدِواجی زندگی میں نظر انداز کر دیا جائے تو وہ رُوح کے فضل کو روک دے گا اور اُسے ایسے بجھادے گا، جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے اور اگر توبہ نہ کریں تو خدا کا عذاب دونوں پر نازل ہو گا۔

گاؤج (Gouge) نے لکھا "اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو آگ یا پانی میں گِرے ہوئے دیکھے اور وہ جلنے یا ڈوبنے کے قریب ہو اور اُسے نکالنے کے لئے اپنی بھرپور کوشش نہ کرے، تو کیا بجا طور پر یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ ایک دُوسرے سے عداوت رکھتے ہیں؟ لیکن گُناہ آگ یا پانی کی مانند ہے، جو آدمیوں کو عذابِ ہلاکت میں جلا دے گا اور ڈبو دے گا"[۳۲۱]۔ اگر شوہر اپنی بیوی کو گُناہ میں پڑی رہنے دے اور اِس پر خاموشی اِختیار کرے تو کیا یہ نفرت انگیز اور سخت گیر عمل نہیں؟ کیا یہ اِزدِواجی زِندگی کے پاک بندھن کو توڑنے اور اپنے آپ کو گُناہ میں مزید ڈبونے کے مترادف نہیں؟ اِس لئے ہر شوہر اور بیوی کو چاہیے کہ وہ ہوشیار رہیں اور اُس فرض کی اَنجام دِہی میں کوتاہی نہ کریں جس کے لئے خداوند نے اُنہیں بُلایا ہے۔ "اَفسوس، ایسے شوہروں یا بیویوں پر، وٹیلی (Whately) نے کہا کہ "وہ اپنے شریکِ حیات کے لئے نہایت کم مددگار ثابت ہوتے ہیں، وہ کتنے بدبخت مُعاوِن ہیں اور خدا ایک دن اُن سے حساب لے گا کہ جہاں اُس نے اُنہیں ہر طرح کی

[321] . Gouge, 175.

بھلائی کرنے پر مامور کیا تھا، وہاں اُنہوں نے کتنی کم نیکی کی اور جہاں اُس نے اُنہیں ضرر رسانی سے روکا، وہاں اُنہوں نے بہت نقصان پہنچایا"۔ [۳۲۲]

ایک دُوسرے کے گُناہوں کی طرف توجہ دِلانا، بہت مشکل کام ہے، اِس لئے یہ کام اِنتہائی اِحتیاط اور حکمت سے کیا جانا چاہیے۔ مثال کے طور پر، اگر کسی میں غصہ کرنے کا گُناہ ہو، تو اِسے کیسے سمجھایا جائے کہ وہ اور نہ بھڑک اُٹھے؟ اور اگر گُناہ تکبر ہے تو اُسے کیسے سمجھایا جائے کہ اُس کی چوٹ کا شکار نہ بننا پڑے؟ اور اگر وہ گُناہ بے اِیمانی کا ہو تو اُسے موثر طور پر کیسے دُور کیا جا سکتا ہے؟ پس، درج ذیل نصیحت پر غور کریں: اِسے سمجھانے کے لئے بہترین وقت کا اِنتخاب کیا جائے۔ اُس وقت کا اِنتخاب کرو جب تمہارا شریکِ حیات رُوح القدس کی راہ نُمائی کے زیرِ اثر نرم دِل، مُتاثر ہونے کے قابل اور تمہاری نصیحت کے لئے آمادہ نظر آئے۔ ایسے اَلفاظ کا اِنتخاب کرو جو فروتنی اور اپنی کمزوریوں کے احساس سے صادِر ہوں، شاید اِسی قسم کی کمزوری جس پر تم بات کر رہے ہو۔ اپنی نصیحت سے پہلے، جو مثبت بات اور حوصلہ اَفزائی کر سکتے ہو، ضرور کرو۔ اِسی طرح سے، اگر ممکن ہو تو، اپنی نصیحت کا اِختتام اِس یقین دِہانی کے ساتھ کرو کہ آپ کے شریکِ حیات کے اِرادے اور نیّت نیک تھی اور اُس کی کوشش میں اچھا مقصد پوشیدہ تھا۔ سب سے بڑھ کر، خدا سے دُعا کرو کہ وہ تمہیں یہ حکمت بخشے کہ تم اپنے شریکِ حیات کی کمزوریوں کو راستی سے دیکھ سکو (کیوں کہ تمہیں اپنی آنکھ کے شہتیر سے غافل نہیں رہنا چاہیے)، اُن سے محبت سے کلام کرو، اور وفاداری سے اُن کی اِصلاح میں مددگار بنو۔ جیسا کہ رینر (Reyner) نے کہا "مُبارک ہے وہ جوڑا جسے خدا ایک دُوسرے کا طبیب بناتا ہے"۔ [۳۲۳]

اگر تمہاری کوششیں بے اَثر معلوم ہوں اور تمہارے شریکِ حیات کا دل نصیحت کے لئے سخت ہو چکا ہو، تو معتبر اور دانا دوستوں سے مدد لو اور اگر ضروری ہو تو کلیسیا کے بزرگوں سے بھی

---

322 . Whately, *A Bride-Bush*, 66.

323 . Reyner, 27.

رجوع کرو۔ اگر آپ کا شوہر بیمار ہو اور آپ خود اُسے شِفانہ دے سکو، تو آپ ڈاکٹر کو بُلاؤ گے اور اُس سے دوا طلب کرو گے، بلکہ اگر ضرورت ہو تو جراحت بھی کراؤ گے۔ اِسی طرح، جب شریکِ حیات کے گُناہ کی اِصلاح کرنا مقصود ہو، تو لازم ہے کہ معاملہ بگڑنے سے پہلے رُوحانی لوگوں سے مدد لی جائے (گلتیوں ۱:٦-۲)۔ اور اِسی دوران تمہیں دُعا کے ساتھ صبر سے اِنتظار کرنا چاہیے اور یہ معاملہ اُس خدا کے سُپرد کرنا چاہیے جو واحد رُوحوں کا طبیب ہے، جو وقت پر سب کچھ دُرُست کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ یہ بھی جان لو کہ آپ نے خدا کے سامنے اپنا فرض ادا کر دیا ہے، پس تُو آرام سے تسلی پا سکتا ہے کہ تو خدا اور اپنے شریکِ حیات کے ساتھ وفادار رہا، خواہ اَنجام کچھ بھی ہو۔[۳۲۴]

دُوسری بات یہ ہے کہ شوہر اور بیوی کو چاہیے کہ ایک دُوسرے کو دِین داری کی طرف اُبھارنے کی کوشش کریں۔ اُنہیں چاہیے کہ ایک دُوسرے کو اُبھارے اور اُکسانے کا ذریعہ بنیں، نرم مزاجی پر مبنی درخواستوں اور غیرت دِلانے والی مثالوں کے ذرِیعے ایک دُوسرے کو نیک اَعمال اور رُوحانی ذِمے داریوں کی طرف مائل کریں۔ اُنہیں چاہیے کہ ایک دُوسرے کو کلیسیائی، ذاتی اور خاندانی طور پر خدا کی وفادارانہ عبادت کی ترغیب دیں۔ اُنہیں چاہیے کہ وہ ایک دُوسرے کے ساتھ ہم سفر زائرین و مسافروں کی مانند پیش آئیں، جو آسمانی شہر کی جانب ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے روانہ ہوں، اُس محبت اور وفاداری کے ساتھ جو صرف شوہر اور بیوی کے درمیان پائی جاتی ہے۔

مثال کے طور پر اگر بیوی دیکھے کہ اُس کا شوہر سخاوت کرنے میں سُستی برتتا ہے، تو اُسے چاہیے کہ وہ اُسے اِس فریضہ کی طرف مائل کرے اور اُسے اِس عظیم مسیحی خوبی کی فضیلت اور خوشی سے دینے والے کے لئے خدا کے بڑے اَجر کا وعدہ اور ہمارے فیاضی سے دینے والے نجات دِہندہ کی مثال یاد دِلائے۔ اِسی طرح اگر شوہر دیکھے کہ اُس کی بیوی مہمان نوازی میں پیچھے ہے، تو اُسے چاہیے کہ اُسے اِس بات کی یاد دِہانی کرائے کہ مسیح ایسے کام کو اپنے لئے کیا ہوا جانتے ہیں، اور اُسے چاہیے کہ وہ مہمانوں کی میزبانی کی تیاری میں اور بعد میں صفائی کرنے میں اُس کی مدد کرے۔ الغرض، اُنہیں

---

324 . Whately, *A Bride-Bush*, 64–65.

بھرپُور کوشش کرنی چاہیے، رینر (Reyner) نے لکھا "تاکہ وہ زکریا اور الیشبع کی مانند ہوں، دونوں راست باز، جو خداوند کے تمام احکام اور آئین پر بے عیب طور پر چلتے تھے (لوقا ۱:۶) اَبرہام اور سارہ کی طرح جو کہ دونوں اِیمان دار تھے، اَلقانہ اور حنّہ کی طرح جو کہ دونوں خدا کے سچے پیروکار تھے، پرسکہ اور اَکولہ کی طرح، جو دونوں مسیح کی خدمت میں مُعاوِن تھے (رومیوں ۱۶:۳-۴) کیوں کہ ایسے دین دار ہم سفر اِزدِواجی زِندگی کو معزز بناتے ہیں اور وہ عزت کے ساتھ جیتے اور مرتے ہیں" ۔[۳۲۵]

شوہروں اور بیویوں کو بھی چاہیے کہ وہ ایک دُوسرے میں پائی جانے والی خُوبیوں کا مُشاہدہ کریں اور اُنہیں فروغ دینے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ ہم آگے بڑھنے اور پیچھے مُنحرف ہونے کا میلان رکھتے ہیں، اِس لئے فضل کی آگ کو برابر بھڑکانا ضروری ہے تاکہ شعلہ قائم رہے اور بلند ہوتا جائے۔ گاوِجؔ نے کہا کہ شوہر اور بیوی درج ذیل ذرائع سے، فضل میں ترقی کرنے میں ایک دُوسرے کی مدد کر سکتے ہیں۔ پہلے تو فضل کے چھوٹے سے آغاز اور اِبتدائی مقدار کو محسوس کر کے، اور پھر اُسے بڑھا کر زیادہ عُمدہ اِظہار تک پہنچانے کی کوشش کر کے۔ دُوسرا یہ کہ فضل میں ترقی پانے کے بارے میں اکثر گفتگو کر کے اور اُس کے اَور زیادہ بھرپور اِظہار کی کوشش کر کے۔ تیسرا، ایک دُوسرے کے لئے دِین داری کی مثال بن کر، باہم عمل اور نمونے کے ذریعے سے۔ چوتھا، اُن مذہبی کاموں کو وفاداری سے اَنجام دے کر جو گھر میں رُوحانی ترقی کا باعث بنتی ہیں، جیسے کہ دُعا کرنا، زبور گانا، کلامِ مقدس کو پڑھنا اور زُبانی یاد کرنا، کلامِ مقدس پر غور و فکر کرنا، مُنادی کو سُننا اور اچھی مسیحی کُتب کا مُطالعہ کرنا۔ اگرچہ شوہر کو اِس میں پیش قدمی کرنی چاہیے، مگر بیوی کو چاہیے کہ وہ اُسے یاد دِلائے اور اِس کام کے لئے اُبھارے (۲۔ سلاطین ۴:۹-۱۰) اور آخر میں ایک دُوسرے کو اُبھار کر خدا کی ہیکل

---

[325] . Reyner, 28.

میں جانے کے لئے ترغیب دینا، تاکہ اُس کا کلام سُنا جائے، خداوند کے عشاء میں شریک ہوں اور خدا کی ہفتہ وار جماعتی عبادت کے تمام حصوں کو شعوری طور پر انجام دیں[۳۲۶]۔

سٹیل (Steele) نے لکھا "تمہارا کام یہ ہے کہ ایک دُوسرے کو نہایت ہی مقدس ایمان میں مضبوط کرو اور ساری حکمت اور پاکیزگی میں ایک دُوسرے کی ترقی کا باعث بنو۔ اور اِسی غرض سے تمہیں چاہیے کہ ہوشیاری سے ایک دُوسرے کی نگرانی کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی آزمایش میں پڑ جائے۔ ایک دُوسرے کے مزاج کو سمجھو، ایک دُوسرے کی چالوں پر غور کرو، دِین داری اور غیرت میں ایک دُوسرے کی کمی کو پہچانو، تاکہ فوراً، اِصلاح کا سامان مہیا کر سکو اور ہر روز ایک دُوسرے کو نصیحت کیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی گُناہ کے فریب سے سخت دِل ہو جائے (عبرانیوں ۳:۱۳)۔ تمہاری گفتگو اکثر خدا اور تمہاری اَبدی حالت کے بارے میں ہونی چاہیے اور تمہیں چاہیے کہ مسیح اور اُس کی کلیسیا کے درمیان اور ایک شادی شُدہ جوڑے کے درمیان پائی جانے والی مشابہت سے تسلی اور راہ نُمائی حاصل کرو۔ مختصر یہ کہ تمہارا چال چلن ظاہر کرے کہ تم دونوں مِل کر ایک بہتر مُلک کی تلاش میں جا رہے ہو۔[۳۲۷]

اِس فریضے کو قائم رکھنے کے ذرائع

بیکسٹر نے شوہروں اور بیویوں کو درج ذیل ہدایات دیں تاکہ وہ اِس عظیم ترین برکت سے لُطف اندوز ہو سکیں۔[۳۲۸] اگرچہ کچھ ہدایات اُوپر دُہرائی گئی ہیں، لیکن یہاں اُنہیں مزید تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اُن عملی طریقوں کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے جو ایک دُوسرے کے فضل میں ترقی کے لئے زبردست اور موثر محرک کا کام دیتے ہیں۔

۱۔ اگر تم ایک دُوسرے کی رُوحوں کی مدد کرنا چاہتے ہو تو لازم ہے کہ اپنی جان کی بھی فکر کرو اور اُن عظیم اور اَبدی حقائق کا اِدراک بڑے گہرے طور پر اپنے دِل میں قائم رکھو جن کے بارے

---

[326] . Gouge, 175.
[327] . Steele, *Puritan Sermons*, 2:279.
[328] . Baxter, 140–46.

میں تم دُوسروں سے کلام کرنے والے ہو۔جب تم اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے تو اپنے شریکِ حیات کی جان کی فکر کیونکر کر سکتے ہو ؟ اور جب تم اپنے رُوحانی فائدے کے لئے محنت نہیں کرتے تو دُوسروں کی رُوحانی بھلائی کے لئے کیونکر محنت کروگے ؟ جن باتوں سے تم ناواقف ہو، اُن کے بارے میں سنجیدگی سے کلام کیونکر کر سکتے ہو؟.بیکسٹر نے لکھا "پہلے یہ دیکھ لو کہ تم خود اُس بات کو دِل سے محسوس کرتے ہو جسے تم دُوسروں کے فائدے کے لئے کہنا چاہتے ہو اور تم خود بھی ویسے ہی بنو جیسا بننے کی تم دُوسروں کو نصیحت کر رہے ہو اور تمہارا ہر مشورہ ایسا ہو کہ لوگ جانیں کہ وہ تمہارے دِل کی گہرائی سے نکلا ہے اور تو اُن باتوں کو بیان کرے جن کا تجھے خود ذاتی تجربہ ہو"۔[۳۲۹]

۲۔ آپس میں خدا کی باتوں اور اپنی نجات کے بارے میں گفتگو کرو۔اپنی دُنیاوی باتوں کو ہی اپنی گفتگو کا موضوع نہ بناؤ، بلکہ خدا اور اپنی رُوحوں کو اپنی گفتگو کی اِبتداء اور اِنتہا بناؤ اور اگر زیادہ نہیں تو کم از کم اِس کو اپنی گفتگو کا سب سے زیادہ بے تکلف اور رُوح پرور حصہ ضرور بناؤ۔جب آپ اپنے دُنیوی معاملات کے بارے میں سیر حاصل گفتگو کر چکو، تو اُن معاملات کو چھوڑ کر، اپنی رُوحانی حالت اور خدا کے حضور اپنے فرائض کے متعلق بات چیت کرو اور آسمانی چیزوں کی اُمید کے متعلق گفتگو کرو، اُن لوگوں کی طرح جو اِن باتوں کو اِس دُنیا میں اپنا سب سے اہم کام سمجھتے ہیں۔

۳۔جب تم میں سے کوئی خدا کی باتوں کے بارے میں سنجیدگی سے گفتگو کر رہا ہو، تو اِس بات کا خیال رکھا جائے کہ دُوسرا اُس سلسلۂ کلام کو منقطع نہ کرے۔اِس گفتگو میں شامل ہو کر مزید سوالات پوچھ کر اِس کو فروغ دو۔تم اُسے عدمِ دِلچسپی والی خاموشی، نااِتفاقی پر مبنی، مداخلت کرنے والی یا توجہ ہٹانے والی گفتگو سے ذریعے سے موقوف کر دوگے۔

۴۔ایک دُوسرے کے دِل و جان کی نگہبانی کرو تاکہ تمہیں ایک دُوسرے کی رُوحانی حالت، گُناہوں اور فضل کی قوت یاناتوانی اور لغزشوں کا اِدراک ہو اور تم باہم بہتر طور پر اِعانت کر سکو ۔تم نامعلوم بیماریوں کا علاج نہیں کر سکتے اور نہ ہی اُس زخم پر مرہم رکھ سکتے ہو جو دِکھائی نہ دیتا ہو۔

---

[329] . Baxter, 141.

۵۔ ایک دُوسرے کی حوصلہ اَفزائی کریں لیکن بیوقوفانہ محبت سے ایک دُوسرے کی خوشامد نہ کرو۔ ایک دُوسرے کو غصے سے یا حقارت آمیز ملامت کر کے اِشتعال نہ دِلاؤ۔ محبت میں اِتنے اندھے نہ بنو کہ ایک دُوسرے کی بُرائیاں نہ دیکھ سکو اور نہ ہی اِتنے سخت گیر بنو کہ تمہاری ملامت برداشت سے باہر ہو جائے۔

٦۔ آپس میں باہم محبت کرتے رہو اور ایک دُوسرے کو حقیر نہ جانو۔ محبت کے بغیر تم ایک دُوسرے کی مشاورت اور ملامت کو حقیر جانو گے اور اُس سے اِستفادہ نہ کر سکو گے۔

٧۔ نصیحت یا ملامت کو غلط طور پر لے کر، یا سخت جواب دے کر یا ہَٹ دَھرمی دِکھا کر اِس کی حوصلہ شِکنی نہ کرو۔ جب کوئی شخص ناشکری اور تُرش جوابوں کا سامنا کرے یا محسوس کرے کہ اُس کی محنت بے کار جا رہی ہے، تو وہ مایوس ہو کر جلد ہار ماننے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اِس لئے آپ کو ہمیشہ اِصلاح قبول کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیے، خاص طور پر اپنے شریکِ حیات کی طرف سے جو آپ کو کسی بھی دُوسرے شخص کی نسبت زیادہ جانتا اور سمجھتا ہے۔

٨۔ ایک دُوسرے کو رُوحانی بصیرت بخشنے والی کتابیں اور خاص کر خدا کے کلام کا مُطالعہ کرنے میں مشغول رکھیں۔ خدا کے کلام کی مُنادی کو باہم مِل کر سُنو اور مقدسین کے ساتھ نفع بخش گفتگو میں مشغول رہو۔

٩۔ نہ تو اپنے دِلوں کا حال اور نہ ہی اپنی کمزوریوں کو ایک دُوسرے سے پُوشیدہ رکھو۔ تم ایک بدن ہو اِس لئے تمہارا دِل بھی ایک ہونا چاہیے۔ جیسے کہ کسی اِنسان کے لئے اپنی ضرورتوں سے ناواقف ہونا خطرناک ہے، ویسے ہی شوہر یا بیوی کا ایک دُوسرے کی ضرورتوں سے بے خبر ہونا نقصان دہ ہے۔

١٠۔ جہاں تک ممکن ہو، دِین کے معاملات میں اِختلاف رائے سے بچو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ایک دُوسرے کی مدد کو حقیر جانو یا اُس کی قدر نہ کرو جو تمہیں ایک دُوسرے سے مِل سکتی ہے۔

١١۔ اگر تمہارے درمیان اِختلافات ہوں، تو اُنہیں پاکیزگی، فروتنی، محبت اور سلامتی کے ساتھ سُلجھاؤ، نہ کہ غرور، خود غرضی یا جھگڑے کے ساتھ۔ اِس معاملے میں خدا کے کلام سے اِلٰہی

ثالث کے طور پر رُجوع کریں اور باہم مِل کر اُس کو جلال دینے اور اُس کی مرضی پوری کرنے کی کوشش کریں۔جب تک معاملہ طے نہ پا جائے، فروتنی میں ایک دُوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو اور وہ محبت جو تم پر ایک دُوسرے کا حق ہے اُس میں کمی نہ آنے دو۔

۱۲۔نہ تو ایک دُوسرے کے عیبوں سے چشم پوشی کرو، اور نہ ہی ایک دُوسرے کے حال پر سخت تنقید کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں ایک دُوسرے سے دِل بیزار کر دے۔بیکسٹر نے کہا"جن سے تم محبت کرتے ہو، اُن کے عیوب کو نظر انداز کرنا، اُن کے ساتھ بیوقوفانہ محبت کرنے کے مُترادف ہے جو اُن کے لئے نقصان دہ ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ تم اُنہیں اُن کی خوبیوں کی وجہ سے نہیں بلکہ محض جذبات کی بِنا پر محبت کرتے ہو۔ایک دُوسرے کے عیوب کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا دراصل اِبلیس کو تمہاری محبت کو ختم کرنے اور دِلوں میں جُدائی ڈالنے کا موقع دینے کے مُترادف ہے"۔[۳۳۰]

۱۳۔اگر آپ کی شادی کسی غیر ایمان دار شخص سے ہوئی ہو، تو بھی اپنی اِزدِواجی زِندگی کے احترام میں اُس سے محبت کرنا جاری رکھو۔اگرچہ، آپ اُس شخص سے ایک مسیحی کی حیثیت سے محبت نہیں کرسکتے لیکن اپنے شوہر کی حیثیت سے اُس سے محبت کرسکتے ہو جو کہ آپ کا فرض ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۲:۷۔۱۳)۔آپ کے شریکِ حیات کی خامیاں، آپ کو اُس کے لئے آپ کے فرائض سے بری اُلذِمے قرار نہیں دیتیں۔

۱۴۔کثرت سے دُعا میں باہم متحد رہو۔دُعا ذہن کو سنجیدگی کی طرف مائل کرتی ہے اور دِل کو خدا کی حضوری اور جلال سے مُتاثر کرتی ہے۔جب تم پوشیدگی میں دُعا کرو تو ایک دُوسرے کے لئے بھی دُعا کیا کرو تاکہ خدا دُوسرے کے دِل پر وہی کام کرے جو تم دِل و جان سے چاہتے ہو۔

۱۵۔ایک مثالی زِندگی گزارنے میں ایک دُوسرے کی مدد کرو۔اپنے شریکِ حیات کے لئے وہی کرو جس کی توقع تم اُس سے کرتے ہو: جہاں تک ممکن ہو، حِلم، فروتنی، محبت، فرض شناسی،

---

[330] . Baxter, 145.

محنت، خود اِنکاری اور صبر میں ممتاز بنو۔ جیسا کہ بیکسٹر نے کہا "مسیحی پاکیزگی، رُوحانیت، خودداری، عاجزی، محبت اور رِیاضت سے آراستہ زِندگی ایک زبردست وعظ ہے اور اگر تم اپنے قریبی لوگوں کے سامنے اِسے ہمیشہ پیش کرتے رہو تو اُس کے بابرکت اَثرات ضرور ظاہر ہوں گے۔ اَعمال، اَلفاظ کی نسبت زیادہ واضح، معنی خیز اور موثر ہوتے ہیں۔[331]

صلح اور خوشی کے لئے جدوجہد کرنا

شادی کا آخری باہمی فریضہ یہ ہے کہ گھر میں صُلح اور خوشی کے لئے کوشش کریں اور غصے اور نااِتفاقی کے مواقعوں سے اِجتناب کریں (اِفسیوں ۴:۳)۔ اور جیسا کہ بیکسٹر (Baxter) نے بیان کیا "تمام طرح کے جھگڑوں سے اِجتناب کرو اور ایک دُوسرے کی اُن کمزوریوں کو برداشت کرو جنہیں تم دُور نہیں کرسکتے، بے قابو جذبات کو مشتعل نہ ہونے دو بلکہ اُن کو فرو کرو اور جائز باتوں میں ایک دُوسرے کو خوش رکھو۔[332]

درج ذیل وجوہات کی بنا پر صُلح کے طالب رہو۔ اوّل، شوہر اور بیوی ایسے قریبی رِشتے میں مُنسلک ہوتے ہیں کہ اُن کے درمیان صُلح و سلامتی کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اِزدواجی زِندگی میں تفرقہ اور نفاق ناقابلِ برداشت ہیں۔ شوہر اور بیوی کے درمیان غصے کو جدائی کا سبب بننے دینا، ایسا ہی ہے جیسے "ایک بدن" کو اپنے آپ سے جنگ کرنے دینا۔ دوم، اِس قریبی بندھن میں اِختلاف کے باعث، نفاق دِیگر ذِمے داریوں میں سرایت کرجائے گا، خواہ وہ کام ہو یا تفریح، جب تک کہ وہ تعلق بحال نہ کیا جائے۔ سوم، اِختلاف اُن کی باہمی محبت کو سرد کردے گا اور اگر اُسے پنپنے دیا جائے، تو وہ آخرکار اِسی بندھنِ اِزدِواج سے عذاب پائیں گے کیوں کہ یہ اُنہیں اُس شخص سے مُنسلک کرتا ہے جس کے ساتھ رہنے کی وہ خواہش نہیں رکھتے۔ "جس طرح میرے دِل اور میری قید میں یہ فرق ہے کہ ایک میں مَیں خوشی اور رضامندی سے سکونت کرتا ہوں اور دُوسرے میں مجبوری اور ناخوشی سے

---

[331]. Baxter, 146.
[332] . Baxter, *Works*, 4:234.

قید ہوں، اُسی طرح تمہاری اِزدِواجی زِندگی میں پُرسکون اور بے سکون حالت میں یہی فرق ہوگا۔ یہ تمہارے گھر اور مسرت کو ایک قید خانہ بنا دیتا ہے، جہاں تم اُن مصیبتوں سے جکڑے ہوتے ہو جن سے آزاد حالت میں تم آسانی سے پیچھا چھڑا سکتے تھے"۔[333] چہارم، یہ شوہر اور بیوی کو خدا کی عبادت کے لئے نااہل بنا دیتا ہے اور اُس رُوحانی مدد سے محروم کر دیتا ہے، جو کہ اُنہیں اپنے اَبدی زِندگی کے حُصُول کے لئے ایک دُوسرے کو دینی چاہیے۔ جب تک وہ اپنے دِل میں غصہ اور نفرت پالے رکھیں گے، وہ اپنے فرائض کو دِل سے اَدا نہیں کر سکتے۔ پنجم، اِختلافات اُنہیں اپنے گھرانے کو دُرُست طریقے سے سنبھالنے سے روکتے ہیں، اُن کی اولاد یا تو اُن کی نااِتفاقی کی پیروی کرے گی، یا پھر اپنے ماں باپ کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی مرضی سے زِندگی گزاریں گے۔ مزید بر آں، وہ اپنے والدین کی سرزنش کو قبول نہیں کریں گے جب دیکھیں گے کہ اُن کے والدین خود بھی اِسی طرح کے گُناہوں کے مرتکب ہیں۔ آخر کار، اُن کا اِختلاف اُنہیں شیطان کی عداوت اور اُس کی آزمائشوں کا شکار بنا دے گا۔ "تم یہ دیکھ نہیں سکتے کہ تم اپنے آپ کو کس قدر کثرتِ گُناہ کے خطرے میں ڈال رہے ہو"۔[334] گاوٗج نے نتیجہ اَخذ کیا کہ "جو لوگ آپس میں اِختلاف رکھتے ہیں، اُن کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ ایک دُوسرے کے سامنے اور ایک ہی جگہ پر موجود نہ ہوں، بلکہ علیحدہ رہیں۔ لیکن شوہر اور بیوی کو ایک دُوسرے سے دُور نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اُنہیں صُلح کے ساتھ رہنا ضرور ہے"۔[335]

صُلح اور خوشی کو حاصل کرنے کی جدوجہد سے مُراد، ایک دُوسرے کو خوش رکھنے کی ہمہ وقتی کاوِش ہے۔ وٹیلی (Whately) کے مُطابق "خوش رکھنے کا مطلب ہے دِل کی ایسی حالت اور خواہش جو ہر ممکن طریقے سے دُوسرے کو آسودہ کرے، بشرطیکہ وہ خدا کے خلاف گُناہ نہ کرے"۔[336] اگر شوہر اور بیوی یہ فرض جو (۱۔کرنتھیوں ۳۳:۷-۳۴) میں بیان کیا گیا ہے پورے خلُوص اور وفاداری سے اَنجام دیتے ہیں تو وہ رُوحانی برکتوں کو حاصل کریں گے جو تمام خاندان کے لئے باعثِ

---

333 . Baxter, 134.
334 . Baxter, 135.
335 . Baxter, 135.
336 . Whately, *A Bride-Bush*, 54.

رحمت ہوں گی۔ وہ میاں بیوی جو ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے اور ایک ہی بستر پر سوتے ہوئے دُشمنوں کی طرح زِندگی گزارتے ہیں، اُنہیں کوئی خوشی یا آسودگی حاصل نہیں ہو گی۔ وٹیلی نے یہ نصیحت کی کہ "خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے بعد تمہارا سب سے اہم فرض ایک دُوسرے کو خوش رکھنا ہے"۔[337]

مثال کے طور پر، ایک شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنے لباس، چال چلن، کلام، عادات، مشاغل اور حتیٰ کہ صحبت کے اِنتخاب میں بھی اپنی بیوی کی خواہشات کو اوّلین درجہ دے اور اُسے خوش کرنے کی کوشش کرے۔ اُسے چاہیے کہ وہ اپنی خودی سے اِنکار کرے، اپنی خواہشات کو نظر انداز کرے، اپنے مفادات کو پسِ پشت ڈالے اور اپنی بیوی کی ترجیحات کو اپنی ترجیحات پر فوقیت دے۔ جیسے ہی اُسے معلوم ہو کہ اُس کا کوئی عمل، لباس یا کلام اُس کی بیوی کو ناگوار گزرتا ہے، تو اُسے چاہیے کہ وہ اِس عادت کو بدلنے کی ہر ممکن کوشش کرے اور اپنی بیوی کی خوشی اور مُسکراہٹ کو اُس چیز سے کہیں زیادہ قیمتی جانے، جسے وہ اُس کی خاطر ترک کرتا ہے۔ اِسی طرح، بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے لباس، کھانا پکانے، گفتگو کرنے اور تمام فرائض میں ہمیشہ اُن باتوں کا خیال رکھے جو اُسے اُس کے شوہر کی نظر میں مقبول بناتی ہیں اور اُس (شوہر) کی محبت کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں کیوں کہ وہ اُس کی ہر خواہش پر توجہ دیتی ہے۔ چاہے وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو، چاہے بظاہر وہ نامعقول یا تُند خُو لگے، لیکن اُسے کسی بھی طرح کی بُڑبڑاہٹ اور شکایت کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے اور ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اُس کی خواہش کے مُطابق عمل کرے۔ بشرطیکہ وہ گُناہ اور بدی نہ ہو، یہ جانتے ہوئے کہ جتنا زیادہ مشکل ہو گا اُتنا ہی زیادہ یہ قابلِ تحسین ہو گا، خداوند کی نظر میں زیادہ مقبول ہو گا اور آخر میں وہ اُسے اُتنا ہی زیادہ فضل سے اَجر عطا فرمائے گا۔[338]

ایک دُوسرے کو خوش کرنے کی یہ باہمی کوشش دو باتوں کو پُورا کرے گی۔ اوّل: یہ کہ مطمئن شوہر کے لئے اپنی بیوی کو خوش کرنا آسان ہو جائے گا، اور مسرُور بیوی شوق اور خوشی سے اپنے شوہر کو

---

337 . Whately, *A Bride-Bush*, 59.
338 . Whately, *A Bride-Bush*, 58.

خوش کرنے کی کوشش کرے گی۔ دوم: یہ اِس طرح بھی کارگر ہو گا کہ وہ ایک دُوسرے کی طرف ایسے مائل ہوں گے کہ گویا ایک جان ہو گئے ہوں اور خوشی خوشی ایک دُوسرے کو تسکین و اِطمینان بخشیں گے اور ایک دُوسرے کی خوشی میں راحت محسوس کریں گے۔ پس، تب جھگڑے اور اِختلاف کو کس قدر موثر طور پر روکا جاسکے گا اور اگر کبھی وہ پیدا ہو بھی جائے تو کس قدر جلد اُس کا ازالہ ہو جائے گا۔ سکڈر نے لکھا، کہ "اُن کے درمیان ایک مقابلہ ہونا چاہیے کہ کون پہلے محبت سے، نرمی سے خوش اَخلاقی سے پیش آئے گا اور ایک دُوسرے پر مہربانی کرے گا، تاکہ رخنہ پیدا نہ ہو اور اگر کوئی ناراضی ہو بھی جائے تو وہ آپس میں ہی ختم ہو جائے۔ بیوی کو چاہیے کہ وہ اِسے اپنی ذِمے داری سمجھتے ہوئے اور شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی حکمت کے تحت، پہل کرے، پس جب ایک فریق یہ قدم اُٹھائے تو دُوسرے کو ہرگز یہ جسارت نہیں کرنی چاہیے کہ وہ اُسے ردّ کرے، بلکہ محبت اور آمادگی سے اُسے قبول کرے"۔[339] ریز نے کہا "وہ شادی یقیناً مُبارک ہوتی ہے جس میں شوہر اور بیوی کی سب سے بڑی مسابقت یہ ہو کہ کون ایک دُوسرے سے زیادہ محبت کرے اور ایک دُوسرے کو زیادہ خوش رکھنے کی کوشش کرے"۔[340]

کچھ لوگ اعتراض کرسکتے ہیں کہ ایسا مشورہ اُن کے حالات میں کارگر نہیں ہو گا کیوں کہ اُن کے شریکِ حیات ایسے ہیں جنہیں خوش کرنا اور راضی رکھنا ناممکن ہے۔ لیکن اُنہیں یاد رکھنا چاہیے کہ اگرچہ کسی اِنسان کے اِختیار میں نہیں کہ وہ دُوسرے کو اپنے اَعمال سے راضی کرے، مگر ہر اِنسان کے اِختیار میں یہ ضرور ہے کہ وہ اپنی تمام کوشش کرے کہ اُس کے اَعمال پسندیدہ ہوں اور جتنا وہ دیکھے کہ دُوسرا شخص اُس سے بیزار ہے، اُتنا ہی زیادہ اُسے محنت کرنی چاہیے (رومیوں ۱۴:۱۲-۲۱)۔ ہمیں مخالفت کے باعث اپنے شریکِ حیات کے لئے دُعا میں زیادہ سرگرم ہونا چاہیے اور اُنہیں خوش کرنے کے لئے اَور بھی زیادہ محنت کرنی چاہیے۔ وٹیلی نے لکھا کہ "وہ شوہر جس کی بیوی کج رو ہو، یا وہ بیوی جس کا شوہر سرکش ہو، اُن دونوں کو اَور بھی زیادہ محنت کرنی چاہیے تاکہ وہ ایک دُوسرے کو خوش رکھ سکیں اور لاپرواہی سے یہ کہہ کر سب کچھ ترک نہیں کر دینا چاہیے کہ وہ اِس قدر چڑچڑا اور ضدی ہے کہ اُسے کوئی بھی چیز خوش نہیں کرسکتی۔

---

339 . Scudder, 86–87.
340 . Reyner, 30.

یقیناً یہ ایک تکلیف دہ کام ہے لیکن ساتھ ہی یہ ممکن بھی ہے"۔[341] اگر آپ کی تمام کوششوں کے باوجود آپ کا شریکِ حیات خوش ہونے سے اِنکار کرے تو خود کو اِس بات سے تسلی دیں کہ "اگر آپ اپنے ساتھی کو ویسا خوش نہیں کر سکتے جیسا آپ چاہتے ہیں (کیوں کہ وہ آپ کے اَعمال کو غلط طریقے سے سمجھے گا یا اُن کی منفی تشریح کرے گا) تو بھی آپ خدا کو ضرور خوش کر سکتے ہیں، جو آپ کی کوتاہیوں سے درگزر کرتے ہوئے ہمیشہ آپ کی نیّت کو بہتر معنوں میں لے گا"۔[342]

اِس فرض کو ادا کرنے کے ذرائع

اگر شوہر اور بیوی ایک دُوسرے کو راضی کرنے کی سعی نہ کریں اور آپس میں صُلح اور امن پیدا نہ کریں، تو خدا کے ساتھ کبھی میل ملاپ قائم نہیں ہو سکتا۔[343] یہ وہ ذِمے داری ہے جس کے لئے خدا شوہر اور بیوی دونوں کو بُلاتا ہے۔ کوئی شوہر اِس بنیاد پر اپنے آپ کو بری الذمہ نہ سمجھے کہ بیوی اُس کے تابع ہونے کے لئے بُلائی گئی ہے (اِفسیوں ۲۲:۵)، کیوں کہ اُسے بھی اِس لئے بُلایا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے ویسی ہی محبت رکھے جیسی کہ مسیح نے اپنی کلیسیا سے رکھی (اِفسیوں ۲۵:۵)۔ اِس لئے وہ اپنی خودی سے اِنکار کرے، فروتنی اِختیار کرے اور اپنی بیوی کو خوش رکھے تاکہ وہ خدا کے حضور مقبول ٹھہرے۔ ایسا شوہر اپنے لئے ایک ایسی بیوی حاصل کرے گا جو اپنے شوہر کی خوشی میں خوش ہو۔

اِس مقصد کے لئے، شوہر اور بیوی کو ایک دُوسرے کے ساتھ تحمل سے پیش آنا چاہیے۔ سٹیل (Steele) نے کہا کہ "اَور کوئی بھی چیز خانہ جنگی سے زیادہ ناقابلِ برداشت نہیں ہے"۔[344] اِس سے کوئی بھلائی پیدا نہیں ہو سکتی، بلکہ سب کچھ برباد اور ضائع ہو جاتا ہے اور ہر نیک کام تکمیل سے پہلے ہی رُک جاتا ہے۔ "پس ہر آدمی سُننے میں تیز اور بولنے میں دِھیرا اور قہر میں دِھیما ہو۔ کیوں کہ اِنسان کا قہر خدا کی راستبازی کا کام نہیں (یعقوب ۱۹:۱-۲۰)۔ تحمل، رُوح کا پھل ہے (گلتیوں ۲۲:۵)۔ فضل کی مدد سے

---

341 . Whately, *A Bride-Bush*, 56.
342 . Whately, *A Bride-Bush*, 57.
343 . Whately, *A Bride-Bush*, 57.

344 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:278.

شوہر اور بیوی ایک دُوسرے کی کمزوریوں کو برداشت کر پائیں گے جیسا کہ مسیح صبر کے ساتھ اُنہیں برداشت کرتا ہے۔ یہ اُنہیں اُن آزمائشوں میں ایک دُوسرے کا ساتھ دینے میں مدد دے گا جن کا اُنہیں سامنا ہے اور وہ ایک دُوسرے پر اِلزام لگانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ یہ اُنہیں اِس بات میں بھی مدد دے گا کہ وہ اُس فضل میں ترقی کے لئے جو وہ دُعا میں مانگتے ہیں، خداوند کا اِنتظار کریں۔

ریز (Reyner) نے نصیحت کی کہ شوہر اور بیوی کو اِس اُصول کو یاد رکھنا چاہیے کہ: دونوں ایک ہی وقت میں ناراض نہ ہوں۔ "ہر ایک کو چاہیے کہ دُوسرے کی سخت مزاجی اور غصے کے جذبات کو برداشت کرنا کرے اور کچھ دیر کے لے صبر کرنا چاہیے"۔[۳۴۵] یہی وہ طریقہ ہے جس سے شریکِ حیات کے غصے پر قابو پایا جاسکتا ہے اور اُسے مطمئن کیا جاسکتا ہے، بعد میں ایک دُوسرے سے بہتر طور پر محبت کی جاسکتی ہے، جب ایک فریق نرمی اِختیار کرتا ہے تو دُوسرے کے دِل کو جیت لیتا ہے۔ لیکن اگر دونوں ایک ہی وقت میں غضب ناک ہوں، تلخ کلامی کریں اور سخت اَلفاظ بولیں، تو یہ گویا آگ میں اِیندھن ڈالنے کے مُترادف ہے، جو اُس محبت کے بندھن کو توڑ دے گا جس نے اُنہیں ایک کیا تھا، اور یوں دونوں کو جُدا کر دے گا"۔[۳۴۶]

سٹیل (Steele) نے شادی شُدہ جوڑوں کو نصیحت کی کہ جب تک اُن کا غصہ ٹھنڈا نہ ہو جائے وہ ایک دُوسرے سے الگ ہو جائیں، اور اَمن و سلامتی قائم رکھنے کے لئے اپنے غصے کو قابو میں رکھیں[۳۴۷]۔ اُنہیں یاد رکھنا چاہیے کہ وہ دونوں آدم کی گُناہ آلُودہ اولاد ہیں، لہٰذا، کمزوریاں، خامیاں اور اِشتعال اَنگیز باتیں متوقع ہیں[۳۴۸]۔ اُنہیں چاہیے کہ وہ صُلح میں پہل کرنے کو سب سے بڑا اِعزاز سمجھیں اور کبھی بھی غضب ناک جذبات کو دِل میں نہ آنے دیں۔ مزید برآں، جب کوئی شخص، اپنی بیوی سے جو کہ اُس کا بدن ہے، جھگڑتا ہے، تو وہ کیسے تسلی پا سکتا ہے؟ یا جب ایک عورت اپنے شوہر، جو اُس کا سر ہے، سے جھگڑتی ہے، تو وہ کیسے تسلی پا سکتی ہے؟ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ اِنسان اپنے شریکِ حیات کی چھوٹی سی خطا کو برداشت کر لے،

345 . Reyner, 29.
346 . Reyner, 29.
347 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:278.
348 . Bolton, 268.

بجائے اِس کے کہ بدلہ لے کر ایک بڑی خطا کا مُرتکب ہو؟ ایک دُوسرے کو موقع دینا بہتر ہے، بہ نسبت اِس کے کہ شیطان کو تمہارے درمیان قدم جمانے کا موقع ملے۔[349]

شوہر اور بیوی کو سمجھنا چاہیے کہ اُن کے درمیان غصے سے بڑا نقصان ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ بولٹن (Bolton) نے لکھا "وہ اپنے نوکروں کے لئے مضحکہ خیز بن سکتے ہیں، اپنے ہمسائیوں کے لئے عبرت کی مثال اور پُوری قوم کے لئے گپ شپ کا موضوع، وہ اپنے ہی گھر کے لئے مصیبت پیدا کرنے والے اور ایک دُوسرے کے لئے مسلسل ٹپکتی ہوئی بوند کی مانند ہیں، لیکن وہ کبھی بھی اپنی باہمی جلد بازی، غصے اور بے صبری سے کچھ حاصل نہ کریں گے"۔[350]

پس، ہر موقع پر آپس کی ناراضی سے اِجتناب کرو۔ اوّل، اپنی محبت کو سرگرم رکھو کیوں کہ فعال محبت غصے کو مغلوب کر دے گی۔ دوم، شوہر اور بیوی دونوں کو چاہیے کہ وہ اپنے تکبر کو ختم کریں اور ایک حلیم اور پُرسکون رُوح کے لئے دُعا کریں۔ ایک متکبر دِل، ہر اُس بات یا فعل سے جو اُس کی مرضی کے خلاف ہو جلد مُشتعل ہو جاتا ہے۔ ایک کج روذہن اپنے فیصلوں میں جلد باز اور سخت ہوتا ہے۔ بیکسٹؔر نے لکھا کہ "جب تم اپنے آپ پر قابو پالو گے اور اپنی بے صبری کا علاج کر لو گے تو پھر تم باآسانی ایک دُوسرے کے ساتھ صُلح قائم رکھ سکو گے"۔[351] سوم، یہ یاد رکھو کہ تم دونوں کمزوریوں سے بھرے ہوئے بیمار اِنسان ہو۔ لہٰذا، ایک دُوسرے میں اُن کمزوریوں کے اَثرات کی توقع رکھو۔ کیا تمہیں یہ اِدراک حاصل ہے کہ تم نے ایک گنہگار سے شادی کی ہے، جس کے گُناہ تمہارے لئے روزانہ کی آزمایش کا سبب بنیں گے؟ اگر تم اُس کے گُناہوں کو برداشت نہیں کر سکتے تھے، تو تمہیں اُس سے شادی نہیں کرنی چاہیے تھی اور اگر تم نے یہ عہد کر لیا تھا کہ تم اُنہیں برداشت کرو گے تو اب تم اُس کے پابند ہو۔ چہارم، یاد رکھو تم ایک بدن ہو، لہٰذا اپنی بیوی کی خامیوں پر بھی اُتنا ہی غصہ کرو جتنا اپنی لغزشوں پر کرتے ہو اور جیسے اپنے ساتھ شفقت اور نرمی کرتے ہو ویسے ہی اُس پر بھی کرو۔ پنجم، پہلے سے ہی یہ بات طے کر لو کہ جب تم میں سے کوئی ایک غضب

---

349 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:278.
350 . Bolton, 269.
351 . Baxter, 135.

ناک ہو جائے تو دُوسرا اُسے خاموشی اور صبر کے ساتھ برداشت کرے گا جب تک کہ اُس کا غصہ کم نہیں ہو جاتا۔ پس تم ایک دُوسرے کی مدد اور دیکھ بھال کے لئے بُلائے گئے ہو، پس اگر ایک غصے میں ہو تو دُوسرے کو چاہیے کہ وہ اُسے مزید اِشتعال نہ دِلائے۔ ششم، یاد رکھو کہ تمہیں موت تک ایک ساتھ رہنا ہے اور عمر بھر اِزدِواجی زِندگی کی رفاقت نبھانی ہے۔ تمہارا ایک دُوسرے کو ستانا بے وقوفی اور نامعقول بات ہے۔ ہفتم، جہاں تک ممکن ہو، اُن باتوں پر غصہ کرنے سے اِجتناب کرو جنہیں تم بدل نہیں سکتے۔ ہشتم، اگر تم اپنے غصے پر قابو نہیں پاسکتے تو کم از کم اپنی زبان کو لگام دو تاکہ ایسے اَلفاظ نہ کہو جن کے لئے بعد میں پچھتانا پڑے۔ خاموشی جلد ہی اَمن کو بحال کر دے گی۔ پُرسکون شریکِ حیات کو چاہیے کہ وہ متانت اور حکمت کی باتیں کرے، تاکہ غصے کے طوفان کو تھما دے، عقل بحال ہو اور خدا کے آگے سرِ تسلیم خم کیا جائے۔ آخر میں، جب غصہ تم پر غالب آ جائے تو ایک دُوسرے کے سامنے اپنی خطاؤں کا اِقرار کرو۔ ایک دُوسرے سے معافی مانگو اور خدا کے حضور مِل کر دُعا کرو کہ وہ تمہیں معاف کرے اور فضل بخشے کہ پھر ایسی گُناہ آلودہ روِش اِختیار نہ کرو۔

مطالعاتی سوالات

۱۔ ایک دُوسرے کی مدد کرنے کی مسلسل کوشش اور مستقل عادت اِزدِواجی زِندگی کو کیسے خوش حال بناتی ہے؟

۲۔ کمزوری، بیماری یا ضرورت کے اوقات میں صبر کے ساتھ مدد کرنا، محبت کا اِتنا زبردست اِظہار کیوں ہے؟

۳۔ شوہر اور بیوی کو ایک دُوسرے کی نیک نامی کی حفاظت کے لئے کیسے کوشش کرنی چاہیے، اور جھوٹے اِلزامات کا مقابلہ کیسے کرنا چاہیے؟ اور یہ عمل اُن کی اِزدِواجی زِندگی کو کیسے محفوظ بناتا ہے؟

۴۔ ولیم سیکر (William Secker) نے کہا "کون ایک موتی کو صرف اِس لئے پامال کرے گا کہ وہ خاک میں گر گیا ہے؟ یہ بات ہمیں اپنے شریکِ حیات کی کمزوریوں کے بارے میں کیا سکھاتی ہے؟

۵۔ شوہر اور بیویاں اپنے گھر اور مال و متاع کو حکمت سے سنبھالنے کے لئے کس طرح سے ایک دُوسرے کی مدد کر سکتے ہیں؟

۶۔ مرقس ۸:۳۶-۳۷ کا مطالعہ کریں۔ رُوحانی طور پر ایک دُوسرے کی مدد کرنا سب سے اہم مدد کیوں ہے؟

۷۔ شوہر اور بیوی کو رُوحانی طور پر ایک دُوسرے پر اَثر انداز ہونے کا منفرد موقع کیوں ملتا ہے؟

۸۔ ایک دُوسرے کی رُوحانی مدد کے پندرہ طریقوں میں سے وہ کون سا ایک طریقہ ہے جس پر تمہیں زیادہ وفاداری سے عمل کرنا چاہیے؟ اور تم اُس کا آغاز کیسے کرو گے؟

۹۔ ولیم وٹیلی (William Whately) نے کہا "خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے بعد، شوہر اور بیوی کا سب سے بڑا فرض ایک دُوسرے کی خوشی ہے۔ کیا یہ بات دُرست ہے؟ کیوں اور کیوں نہیں؟

۱۰۔ آپ اپنے گھر میں غصے کے جذبات کے پھوٹ پڑنے سے بچاؤ کے طریقوں کو کس طرح خُلاصہ کریں گے؟

ساتواں باب

اِزدِواجی زِندگی میں بیوی کے فرائض

پیوریٹنز (Puritans) نے اِزدِواجی زِندگی کے فرائض کو تین زُمروں میں تقسیم کیا ہے: شوہر اور بیوی کے باہمی فرائض، ذِمے داریاں جو شوہر پر لازم ہیں اور ذِمے داریاں جو بیوی پر لازم ہیں۔ پچھلے

اَبواب میں باہمی فرائض کے بارے میں بات کرنے کے بعد اب ہم بالترتیب بیوی اور شوہر پر لازم فرائض کو بیان کرتے ہیں۔

اِفسیوں ۵:۲۲؛ اور پیدایش ۲:۱۸ کے مطابق، بیوی کو اپنے شوہر کے تابع رہنے اور اُس کی مدد گار ہونے کے لئے بُلایا گیا ہے۔ اِس لئے یہ دونوں باتیں، فرماں برداری اور اِعانت، اُس کی بنیادی اور اساسی ذِمے داریاں ہیں، وہ ذِمے داریاں جو خُدا کی دی ہوئی حیثیت میں اُس پر عائد ہوتی ہیں۔ خدا نے ہر ایک بیوی کو اِن دو فرائض کی اَنجام دِہی کا حکم دیا ہے۔ اِن ذِمے داریوں کو قبول نہ کرنا نہ صرف شوہر کے خلاف بغاوت ہے بلکہ اِزدِواجی زندگی کے خالق خدا کے خلاف بھی بغاوت ہے۔

فرماں برداری اور اِعانت، بیوی کے کردار کا ایسا بنیادی حصہ ہیں کہ اگرچہ بیوی عقل مند، مال دار، معزز، خوبصورت یا گھریلو خاتون ہو، لیکن اگر وہ اپنے شوہر کی فرماں بردار یا مدد گار نہیں، تو اُس کی باقی تمام خوبیاں بے فائدہ ہیں اور وہ اپنے اِزدِواجی عہد کو پورا کرنے میں ناکام ہے۔ سٹیل (Steele) نے لکھا "چاہے اُس کے پاس کتنی ہی حکمت، تعلیم اور فضیلت کیوں نہ ہو، اگر وہ اپنے شوہر کا اَدب نہیں کرتی، تو وہ ہرگز اچھی بیوی نہیں ہو سکتی"۔[۳۵۲]

خواہ بیوی سے اَور کچھ بھی مطلوب ہو، اگر وہ خدا کے حضور (جو اپنے حکموں کی تعمیل کی توفیق بھی بخشتا ہے) یہ کوشش کرے کہ خداوند میں اپنے شوہر کے تابع رہے اور دُنیاوی اور رُوحانی دونوں معاملات میں اُس کی مُعاوِن و مدد گار بنے، تو باقی سب کچھ خود بخود دُرُست ہو جائے گا، جو دُوسری ذِمے داریاں، اِن دو باتوں سے صادِر ہوتی ہیں، وہ بھی پوری ہو جائیں گی۔ جیسا کہ سٹیل (Steele) نے لکھا: "یہ اُصول سب سے پہلے اُس کے دِل میں جاگزین ہونا چاہیے کہ سر کو پسلی سے نیچے رکھنا یا اُس سے بُلند کرنا نہ تو فطرت کے موافق ہے اور نہ ہی شرافتِ اِنسانی کے۔ جب وہ اِس بات کا پختہ اِرادہ کر لے گی، تب وہ خوشی

---

352 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:290.

اور آسانی کے ساتھ اپنے فرائض اَنجام دے گی۔ حکمت سے معمُور خدا نے یہ حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا، یہی بہتر ہے"۔[353]

پس، یہ دونوں بنیادی ذِمے داریاں اُسے جتنی بھی مشکل کیوں نہ محسوس ہوں، چاہے وہ اُس کی گُناہ آلودہ فطرت کے بر خلاف ہی کیوں نہ ہوں، لیکن اگر وہ اپنے آپ کو مسیح کے تابع کر دے، جو اُس کا خداوند اور آسمانی شوہر ہے، اور اگر وہ اُس کی حکمت اور اُس کے طریقوں پر بھروسا کرتے ہوئے اُس کی رضا میں راضی رہنا سیکھ لے، تو وہ اپنے خاوند کے تابع رہنے میں بھی خوشی محسوس کرے گی اور خداوند میں اپنے شوہر کی مُعاوِن بن کر ہر ممکن طریقے سے اپنے شوہر کی خدمت کرے گی۔ دراصل، جب تک وہ پہلی بات (یعنی مسیح کی تابع داری) نہیں کرتی، وہ دُوسری بات (یعنی اپنے شوہر کی فرماں برداری) خداوند کے حضور مقبول طور پر ہر گز اَنجام نہیں دے سکتی۔ چونکہ اُس کے اِزدِواجی فرائض خدا کی طرف سے اُس کے لئے مقرر کیے گئے ہیں اور اِس لئے یہ خدا کی فرماں برداری کا لازمی حصہ ہیں، لہٰذا، اُسے اپنے شوہر کی اِطاعت اور فرماں برداری کرنے سے پہلے خدا کی فرماں برداری کرنا سیکھنا چاہیے۔[354] مینٹن نے کہا "عورت کو سب سے پہلے مسیح کے تابع ہونا ہے اور اُسی سے محبت رکھتے ہوئے اپنے شوہر کی فرماں برداری بھی کرنی ہے"۔[355]

یہ ترتیب اِس لئے ضروری ہے کیوں کہ جب عورت سب سے پہلے اپنے آپ کو خداوند کے سپُرد کرتی ہے تو اُس کا دِل خودی اور تکبر سے پاک کیا جا سکتا ہے (جو بغاوت کے بیج ہیں) اور یوں وہ اُس فرض کے لئے تیار اور موزُوں ہو جاتی ہے جو اُسے خداوند کے لئے اپنے شوہر کی فرماں برداری میں سر اَنجام دینا ہے۔ وگرنہ اگر شوہر کے لئے اُس کی ظاہری تابع داری، مسیح کے لئے اُس کی باطنی تابع داری سے پہلے شروع ہو تو وہ اُس چراغ کی روشنی کی مانند ماند پڑ جائے گی جس میں تیل کم ہو۔[356]

---

[353] . Steele, *Puritan Sermons*, 2:291.
[354] . den Ouden, 71–72.
[355] . Manton, 19:438.

[356] . Rogers, 239.

بیوی کے اِن دو فرائض میں سے مددگاری (مُعاوِنت) کا ذِکر پچھلے باب میں تفصیل سے کیا جا چکا ہے۔ پس، ہم اِس باب کے باقی حصے میں اپنی توجہ اُس کے فرضِ اِطاعت (تابع داری) کی طرف مرکُوز کرتے ہیں۔

آج کے دَور میں بیوی سے مطلوبہ فرماں برداری کو بہت سے لوگ ناپسند کرتے ہیں۔ مگر اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ جس چیز کی مذمت کرتے ہیں وہ بائبل کی سچی تعلیم نہیں بلکہ اُس کی ایک مسخ شُدہ شکل ہوتی ہے۔ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ گویا بائبل اور مسیحیت بیوی سے غُلامانہ فرماں برداری کا مطالبہ کرتی ہے، لیکن جب بائبل بیوی کو شوہر کے تابع رہنے کی بات کرتی ہے تو اِس کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔

اگرچہ خدا نے شوہر کو سربراہی اور اِختیار عطا کیا ہے جو کہ بیوی کو نہیں دیا گیا "لیکن یہ کوئی ظالمانہ اِختیار نہیں، جو بیویوں کو غلاموں یا نوکروں کی طرح اِستعمال کرنے کی اِجازت دے، بلکہ اِزدِواجی زِندگی کی تمام حالتوں میں دوست اور رفیقِ کار کے طور پر سلوک کرنے کی ہدایت دیتا ہے"۔[۳۵۷]

جیسا کہ گیٹکر نے شوہر کے سامنے بیوی کی تابع داری کو یوں خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ یہ ایک:

"وفادار اور محتاط، مستقل اور دِیانت دارانہ طور پر، اُن فرائض کی ادائیگی ہے جو اُس باطنی اِعتراف سے صادِر ہوتے ہیں کہ خدا نے شوہر کو بیوی پر اِختیار اور مرتبے میں برتری عطا کی ہے"۔[۳۵۸]

گیٹکر کے مطابق یہ ذِمے داریاں چار اَقسام میں تقسیم کی جا سکتی ہیں: تعظیم، فرماں برداری، اِعانت اور اِنکساری۔ آیئے ہم اِن میں سے ہر ایک کو تفصیل سے دیکھتے ہیں۔

تعظیم (گہرا، دِلی احترام)

سٹیل (Steele) نے اِس تعظیم کو ہر بیوی کا "عظیم فریضہ" قرار دیا ہے، وہ فریضہ جو اُسے ممتاز کرتا ہے اور الگ کرتا ہے، کیوں کہ یہ اُس کی بطور بیوی خاص صفت ہے اور اُسے ایک اچھی بیوی کے طور پر

---

357 . *The New Whole Duty of Man*, 221.
358 . Gataker, 190.

نمایاں کرتی ہے۔[359] یہ اُس کا وہ خاص فریضہ ہے جس کی بنیاد تو اُس کی تخلیق کے وقت سے ہی قائم کی جاچکی ہے۔ حوّا کو آدم کے بعد تخلیق کیا گیا (۱۔ تیمتھیس ۲:۱۳)، اُسے مرد میں سے بنایا گیا (۱۔ کرنتھیوں ۱۱:۸) اور اُسے مرد کے لئے بنایا گیا (پیدائش ۲:۱۸)۔ یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ خدا کے اپنے مقرر کردہ اِنتظام کے مطابق، بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کی عزت و تعظیم کرے کیوں کہ وہ اُس کا سر (سربراہ) ہے۔ یہ تعظیم دراصل بیوی کی طرف سے خدا کے تخلیقی حکم اور اُس کے اپنے شوہر کو سر (سربراہ) مقرر کرنے کے اِلٰہی فیصلے کا اِقرار ہے۔ تا کہ ہم اِس فریضہ کو بخوبی سمجھ سکیں اور اِس کی نوعیت اور نمونہ پر غور کر سکیں۔[360]

اوّل: اِس فریضہ کی ماہیت کے بارے میں سٹیل (Steele) نے بیان کیا کہ یہ ایک سچی، دِلی اور اِزدواجی تعظیم ہے، جو عزت، محبت اور احترام پر مشتمل ہے۔ بیوی کو اپنے شوہر کی عزت کرنی چاہیے اور اُس کے وجود اور اُس سے وابستہ ہر چیز کو نہایت عظمت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے، صرف اِس لئے کہ اُس کے نزدیک اِس سے زیادہ عزیز کچھ بھی نہیں ہے۔ یقیناً اُس نے اُس سے شادی کرنے پر رضامندی ظاہر کر کے اُسے عزت دی تھی، پس اُسے اب بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔ پس، اگر کسی بھی سبب سے وہ اُس کی ذات کی عزت نہ کر پائے تو پھر اُسے چاہیے کہ اُس کے مرتبے کی عزت کرے، کیوں کہ اُس کا مرتبہ متغیر نہیں ہوتا، خواہ اُس کے کردار میں تبدیلی کیوں نہ آجائے۔ بیکسٹر (Baxter) نے بھی بالکل ایسی ہی نصیحت کی "اُن کے ساتھ بے اَدبی اور حقارت سے پیش نہ آؤ۔ اگرچہ اُن کی ذات تمہیں عزت دینے پر آمادہ نہ بھی کرے تو بھی اُن کے مقام کی وجہ سے عزت لازم ہے"۔[361] خواہ، اُس کا شوہر اپنی ذات میں کیسا ہی کیوں نہ ہو، اور لوگ چاہے اُسے جیسا بھی سمجھیں، اگر وہ اُس کی صحیح طور سے تعظیم کرتی ہے تو اُس کے نزدیک وہ ویسا ہی ہے جسے پیوریٹنز (Puritans) نے "لاجواب" کہا، ایک منفرد اور ممتاز شخصیت، جو اپنی خوبی میں بے نظیر

---

359 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:290.

360 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:291–99

سٹیل نے تعظیم کے اثرات پر بھی روشنی ڈالی ہے جو قول و فعل میں اطاعت پر مبنی ہے۔ لیکن گیٹکر کے اِس مسودے کے مطابق ہم اِس تفصیل کو اگلے حصہ کے لیے محفوظ رکھیں گے۔

361 . Baxter, 156.

ہے، صرف اِس لئے کہ وہ اُس کا شوہر ہے۔ ہاپکنز (Hopkins) نے کہا" اُسے اُس شخص کی طرح دیکھنا چاہیے جسے خدا نے دُنیا کے کروڑوں اِنسانوں میں سے خاص طور پر اُس کے لئے چُنا ہو اور اُسے ایسا شخص سمجھنا چاہیے جسے خدا نے اُس کا سربراہ اور راہ نُما ہونے کے لئے سب سے زیادہ موزُوں اور بہتر جانا"۔ [362]

عورت کی طرف سے اُس کے خاوند کی تعظیم میں محبت بھی شامل ہے۔ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ اگرچہ محبت مرد کا بنیادی اور کُلی فرض ہے، مگر یہ فرض عورت پر بھی واجب ہے (طِطُس ۲:۴)۔ اُسے اپنے شوہر سے اِس قدر کامل محبت رکھنی ہے کہ وہ اپنے باپ اور اپنی ماں اور اپنے باپ کے گھر کو چھوڑ کر، اُس سے ایسی وابستگی اِختیار کرے جیسا کہ وہ اُس کا سَر (سربراہ) ہو۔ اُسے اپنے شوہر سے خلوصِ دِل سے گہری اور والہانہ محبت رکھنی چاہیے جو اُس کے دِل میں وہ واجب تعظیم پیدا کرے جو کہ ایک بیوی کو اپنے شوہر کے لئے رکھنی چاہیے۔ محض چاہت یا اُس کے حُسن یا طاقت پر فریفتہ ہونا کافی نہیں ہے۔ اگر وہ اپنے شوہر کی حقیقی تعظیم کرنا چاہتی ہے، تو اُسے اُس سے سچے دِل سے، گہری اور پاکیزہ محبت کرنی ہو گی۔ چناں چہ بیکسٹر نے بیویوں کو ہدایت دی کہ "اپنے شوہروں کے ساتھ خصوصی محبت کا مظاہرہ کریں۔ تمہاری فطرت کی وجہ سے تمہیں اِس معاملے میں برتری حاصل ہے، اور محبت ہی محبت کو پروان چڑھاتی ہے"۔ [363]

جو عورت اپنے شوہر سے محبت نہیں کرتی وہ اپنی اِزدِواجی زِندگی کے ہر فرض کو بوجھل اور تکلیف دہ پائے گی۔ صرف اُس کی حقیقی محبت ہی اُس کے فرائض کو خوشگوار بنا سکتی ہے، جس سے اپنے شوہر کی تعظیم کرنا اُس کے لئے قابلِ قبول اور دِل پذیر ہو جائے گا۔

بیوی کی طرف سے اپنے شوہر کی تعظیم کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ وہ اُس سے ڈرے یا اُس کی عزت کرے (۱۔ پطرس ۳:۲)۔ بیوی کی ذِمے داری کا یہ پہلو، بہت سے لوگوں کے لئے کانوں کو ناخوشگوار لگنے والی تیز آواز کی مانند تکلیف دہ ہے، مگر یہ ردِ عمل، خود اُس ذِمے داری سے زیادہ ہمارے گُناہ آلودہ دِلوں کی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔ خدا بیوی سے جس خوف کا مطالبہ کرتا ہے وہ کوئی غلامانہ یا ذِلّت آمیز خوف نہیں ہے جو محبت کے مُنافی ہو بلکہ ایک آزاد اور فراخ دِلانہ خوف ہے، ایسا خوف جیسا کہ گیٹکر نے کہا" محبت سے

---

362 . Hopkins, 1:423.
363 . Baxter, 155.

جنم لیتاہے اور محبت سے وابستہ رہتاہے، یہ خوف در حقیقت، ہر کام شوہر کی خوشنودی اور اُس کے دِل کی تسکین کے لئے کرنے کی خواہش پر مشتمل ہوتا ہے اور ہر اُس چیز سے پرہیز کرنے کی فکر جو اُنہیں ناخوش کرے یااُن کے دِل میں بے چینی پیدا کرے"۔[۳۶۴] جب ایک بیوی اپنے شوہر سے ڈرتی ہے تو وہ اُسے خوش کرنے کے لئے اپنی پوری کوشش کرتی ہے چاہے اِس کے لئے اُسے پوری دُنیا کو ناراض ہی کیوں نہ کرنا پڑے (ا۔کرنتھیوں ۷:۳۴)۔ وہ اپنے شوہر کو خوش کرنے کی دِلی خواہش سے اپنی گفتگو، لباس، روِیے اور ہر طرح کے برتاؤ میں ایک پیاری اور قابلِ ستایش بیوی بننے کی کوشش کرتی ہے جو اُسے ہر لحاظ سے عزیز ہو ۔لہٰذا، وہ بیوی جو صرف اپنی خوشی کو مقدّم رکھتی ہے اور اِس بات کی پرواہ نہیں کرتی کہ اُس کا شوہر خوش ہے یا نہیں، یا جو دانستہ طور پر ایسے کام کرتی ہے جو شوہر کی مرضی کے خلاف ہوں، وہ نہ صرف خدا کو ناخوش کرتی ہے بلکہ اُسے غصہ دِلانے کا باعث بھی بنتی ہے، کیوں کہ خداوند نے حکم دیا ہے کہ شوہر کی عزت اور تعظیم اُسی طرح کی جائے، جیسا کہ وہ خود عزت و تعظیم کے لائق ہے۔

دوم، بیوی کی ذِمے داری کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کی ایسے ہی تابع رہے جیسے کہ کلیسیا مسیح کے تابع ہے اور جیسے بدن اپنے سر کے تابع رہتا ہے (افسیوں ۵:۲۲-۲۴)۔ تاکہ اُس کی فرماں برداری کلیسیا کی فرماں برداری کے نمونہ پر ہو، اِس کے لئے دو باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ، اُسے ہر بات میں اُس کے تابع رہنا ہے (آیت ۲۴)۔ خواہ معاملات چھوٹے ہوں یا بڑے، اگر اُس کے مطالبات میں کوئی ناجائز یا گُناہ آلود بات نہ ہو تو بیوی پر لازم ہے کہ وہ اُنہیں مانے۔ دوم، اُسے چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کی فرماں برداری آزادانہ طور پر، رضامندی سے، مسلسل اور خوش دِلی سے کرے۔ بیوی کو اِس خوش دِلی اور رضامندی سے اپنے شوہر کی مرضی کے تابع ہونا چاہیے کہ گویا، یوں معلوم ہو کہ اُن دونوں کا ایک ہی دِل، ایک ہی مرضی اور ایک ہی مفاد ہے۔ سوِنک (Swinnock) نے کہا "اُس کا احترام یا خوف ویسا ہی ہونا چاہیے جیسا کہ کلیسیا کی نظر میں مسیح یسوع کا ہے، اُس کے اِختیار کو تسلیم کرنا، کسی بھی بات میں اُسے ناراض کرنے سے اِجتناب کرنا اور ہمیشہ اِس خوف میں رہنا کہ کہیں اُس کی ناراضی کا باعث نہ بن جائے"۔

---

[364] . Gataker, 191.

جب عقل شوہر کے اِختیار کو تسلیم کرلے، اِرادہ ہر عمل میں اُس کی تابع داری پر آمادہ ہو جائے اور دِل پر یہ خوف طاری ہو کہ کہیں وہ اِس سے انکار نہ کر بیٹھے تو اُس وقت بیوی اپنے شوہر سے خوف رکھنے والی کہلاتی ہے اور اِس سے پہلے نہیں"۔[۳۶۵] وگرنہ، جیسا کہ سٹیل (Steele) نے بیان کیا ہے "ایک مخالفت کرنے والی اور ناپسندیدگی سے بھری رُوح دِین دار بیوی کے لئے ہرگز مُناسب نہیں، اور وہ ہمیشہ شوہر کے دِل میں چُبھن اور بیوی کے دِل میں گُناہ کا احساس چھوڑ جاتی ہے، کیوں کہ یہ عموماً ناپختہ غرور اور خود پسندی کی علامت ہوتی ہے۔ اگر شوہر کی حکومت سخت بھی ہو، تو بھی یہی بہتر ہے کہ تم اُس کی سختی کا حساب خدا کے سپُرد کرو، نہ کہ اپنے تحقیر آمیز رویے کا حساب دو"۔[۳۶۶]

جیسے بدن، سَر کو یہ نہیں سکھاتا کہ کس راستے پر جانا ہے بلکہ اُس کی حکمت کے تابع ہوتا ہے، ویسے ہی بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کی راہ نُمائی نہ کرے بلکہ اُس کی قیادت کی پیروی کرے۔ جیسا کہ سٹیل نے طنزاً کہا "یہ بالکل نامُناسب ہے کہ سَر ایک طرف جائے اور پسلی دُوسری طرف"۔[۳۶۷] اُس کی پیروی کرنے سے کوئی نقصان اُٹھانے کی بجائے، یہی وہ طریقہ ہے جس سے وہ اپنے شوہر کی ہمدردی اور راہ نُمائی حاصل کرتی ہے اور رفتہ رفتہ اُس کے دِل میں اپنی محبت کو بڑھاتی ہے۔ بیوی کی طرف سے شوہر کی تعظیم، کسی بھی چیز سے بڑھ کر بیوی کے لئے شوہر کی محبت کو اُبھارے گی"۔ دراصل، شوہر کی محبت کو بڑھانے کا اِس سے بہتر کوئی ذرِیعہ نہیں کہ بیوی اپنے شوہر کی عزت و تعظیم کرے اور یہی چیز اِس راہ کو اَور زیادہ خوشگوار اور آسان بنا دیتی ہے"۔[۳۶۸]

فرماں برداری

تابع داری، بیوی کی طرف سے اُس خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے فرماں برداری کا ایک حصہ ہے جو وہ اپنے شوہر کے لئے کرتی ہے، جیسا کہ سارہ کی مثال سے ظاہر ہے، جس کا ذِکر (۱۔ پطرس

---

365 . Swinnock, 1:505.
366 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:293–94.
367 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:294.
368 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:292.

۴:۳-۶) میں کیا گیا ہے، جہاں رسُول مسیحی عورتوں کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو "حلیم اور پُر سکون رُوح" سے آراستہ کریں۔۔۔ جس طرح سے سارہ نے اَبرہام کی فرماں برداری کی اور اُسے "خداوند" کہہ کر پُکارا۔ طِطُس ۲ باب میں پولُس رسُول، ایک جوان خادِم کو تاکید کرتا ہے کہ مقدسین کو صحیح تعلیم کے مطابق زِندگی گزارنے کی تعلیم دے (آیت ۱) اور جوان عورتوں کو یہ سکھائے کہ "وہ اپنے شوہروں کی فرماں بردار رہیں" (آیت ۵)۔ چناں چہ بیوی کی طرف سے اپنے شوہر کی تعظیم اور فرماں برداری کوئی بوجھ نہیں جسے اُتار پھینکا جائے، نہ ہی کوئی پھندا ہے جس سے بچا جائے، بلکہ یہ خدا کے حضور اُس کے حُسن کا زیور ہے اور اُس کی اِزدِواجی زِندگی میں خدا کی تعلیم کا کِھلتا ہوا پھول ہے۔

اگر اِسے خدا کے حضور مقبول ہونا ہے تو بیوی کی فرماں برداری اُس کے قول و فعل دونوں سے ظاہر ہونی چاہیے۔ چوں کہ جو دِل میں بھرا ہے وہی مُنہ پر آتا ہے (متی ۱۲:۳۴)، اگر وہ دِل سے اپنے شوہر کی تعظیم کرتی ہے تو پھر یہ اُس کی گفتگو سے بھی ظاہر ہو گی۔ اُسے چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کا احترام کے ساتھ ذِکر کرے (۱۔پطرس ۳:۶) اور دُوسروں کے سامنے بھی اُس کا تذکرہ اَدب سے کرے (غزل الغزلات ۵:۱۶)۔ اُسے چاہیے کہ وہ جھگڑالو یا مُخالفت کرنے والی نہ ہو، بلکہ یہ اِیمان رکھے کہ خداوند سُنتا ہے اور وہ اِس کا حساب دینے کے لئے جواب دہ ٹھہرے گی (متی ۱۲:۳۶)۔ "کوئی بھی عورت آخری بات سے عزت نہیں پاتی (یعنی ہر معاملہ میں اپنی بات منوانے سے عزت حاصل نہیں ہوتی)"۔[369] وہ نہ صرف اپنے شوہر کا دِل جیت لے گی "اگر اُسے جیتا جا سکتا ہو" (۱۔پطرس ۳:۱) بلکہ خداوند کی طرف سے ایک حلیم اور پُر سکون رُوح کی لافانی خوبصورتی کے ذریعے عزت بھی پائے گی (۱۔پطرس ۳:۴-۵)۔ لہٰذا سوِنک نے کہا "ممکن ہے کہ ایک فرماں بردار بیوی اپنے شوہر کو دِین دار بنا دے"۔ جسم کے مُناسب درجۂ حرارت کی وجہ سے سر کا حال بہتر ہو سکتا ہے۔ اُس میں خوف کا پایا جانا، اِیمان پیدا کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔[370]

369- Steele, *Puritan Sermons*, 2:295.

370 . Swinnock, 1:505.

بیوی اپنے شوہر کی تابع داری کر کے، ہر اُس کام میں جو خدا کی شریعت کے مُطابق ہے اور خداوند کی اعلیٰ حکمرانی سے ہم آہنگ ہے، اپنی فرماں برداری کو اَعمال سے ظاہر کرتی ہے (۱۔پطرس ۶:۳؛اِفسیوں ۵:۲۴) سٹیل (Steele) نے اِس بات کو یوں بیان کیا: "اگر وہ اُسے کوئی ایسا کام کرنے کا حکم دے جو کہ خدا کی شریعت سے متصادم ہو، یا گُناہ آلودہ ہو (مثلاً وہ اُسے جھوٹ بولنے، جھوٹی گواہی دینے، یا اِس جیسے کسی فعل کا حکم دے) تو بیوی کو چاہیے کہ وہ بڑی عاجزی اور ثابت قدمی سے اِنکار کر دے۔ اگر شوہر اُسے کسی ایسے کام سے روکے جو خدا کے حکم سے اُس پر واجب ہو (مثلاً وہ اُسے دُعا کرنے، کلامِ مقدّس کا مطالعہ کرنے، خداوند کے دِن کو پاک ماننے، یا اِس جیسے کسی فرض کی اَدائیگی سے منع کرے) تو اُسے چاہیے کہ اِنسان کی نسبت خدا کی فرماں برداری کو زیادہ مقدّم جانے (اَعمال ۱۹:۴-۲۰)۔ لیکن باقی تمام معاملات میں ، اگرچہ وہ بڑے احترام سے شوہر کو قائل کرنے کی کوشش کرے، تاہم اگر شوہر اپنی بات پر اِصرار کرے ، تو اُس کی فرماں برداری ہی اُس کی بہترین قربانی ہو گی اور اُس کی تابع داری، اُس کے لئے اِزدِواجی زِندگی کے جوئے کو آسان بنانے کا وسیلہ بنے گی۔[۳۷۱]

اُس کی فرماں برداری کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اِسے ایسے ادا کرے جیسے کہ "خداوند کے لئے کرتی ہے "وہ اپنے شوہر کی فرماں برداری اِس اِرادے سے کرتی ہے کہ نہ صرف اُسے خوش کرے بلکہ خداوند کی خوشنودی بھی حاصل کرے، کیوں کہ وہ اپنے شوہر کے اِختیار میں خداوند کا اِختیار دیکھتی ہے، چاہے اُس کے مطالبات کے پیچھے اور کوئی دلیل نہ ہو، سوائے اِس کے کہ وہ اُسے خوش کرتے ہیں۔ تب یہ بات ظاہر ہو گی کہ اگرچہ شوہر کی طرف سے کیے گئے مطالبے میں کوئی ظاہری مجبوری شامل نہ بھی ہو تو بھی بیوی کے لئے یہ لازم ہے کہ اگر وہ خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو وہ اُس حکم کو بجالائے۔[۳۷۲]

بیوی کی اپنے شوہر کے لئے تعظیم اُس (شوہر) کی نصیحت اور ملامت کی تابع داری میں بھی ظاہر ہونی چاہیے۔ کلامِ مقدس میں ہم دیکھتے ہیں کہ دِین دار عورتیں اپنے شوہروں کی نصیحت کے تابع رہتی

---

[371] . Steele, *Puritan Sermons*, 2:296.
[372] . Hopkins, 1:422.

تھیں۔ جب شونیمی عورت الیشع کے لئے اپنے گھر میں ایک کمرہ بنانا چاہتی تھی تو اُس نے اپنے شوہر سے مشورہ کیا(۲۔ سلاطین ۹:۴-۱۰)۔ چاہے اُس کے لباس کا معاملہ ہو، یا یہ کہ وہ کیسا برتاؤ کرتی ہے، یا کیسی صحبت رکھتی ہے یا گھر کا اِنتظام کیسے کرتی ہے، بیوی کو چاہیے کہ اپنے شوہر کو اپنا راہ نُما سمجھتے ہوئے اُس کے حکم کے مطابق چلے، تاکہ وہ نہ صرف اُس کے مرتبے کی عزت کرے اور اُس کی خوشنودی حاصل کرے بلکہ پُرانے زمانے کی ''مقدس عورتوں'' کی بیٹی ثابت ہو جنہوں نے خدا پر توکل کر کے اپنے شوہروں کے تابع رہنا سیکھا(۱۔ پطرس ۵:۳-۶)۔

ہر شوہر کو چاہیے کہ وہ اِس بات کا اِدراک حاصل کرے کہ اُس کی ایک بڑی ذِمے داری یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کا راہ نُما اور مُشیر ہو۔ اگر تمہاری بیوی، تمہاری نصیحت کی تابع داری ایسے کرتی ہے جیسے کہ خداوند کی طرف سے ہدایت ہو، تو تمہیں بھی تیار رہنا چاہیے کہ خداوند کے کلام کے مطابق نصیحت کر سکو ۔ تمہیں اپنے آپ کو (اپنی بیوی کے لئے ایک نمونہ بناتے ہوئے) اپنے گھرانے کو کلامِ خدا کے مطابق چلانے کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے۔ پس، تمہیں خدا کی مرضی کو تلاش کرنے اور نیکی اور بدی میں تمیز کرنے سے واقف ہونا چاہیے (رومیوں ۲:۱۲)۔ تمہیں دُعا کے ذریعے خدا سے راہ نُمائی حاصل کرنا اور کلام مقدس میں سے اُس کی مرضی کو سمجھنا آنا چاہیے (۲۔ تیمتھیس ۱۶:۳-۱۷)، تاکہ تم اپنی قیادت میں وفادار رہ سکو اور اپنی بیوی کو فرماں برداری کی ترغیب دے سکو۔

بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کی نصیحتوں کی فرماں برداری کے ساتھ ساتھ اُس کی ملامت کو بھی قبول کرے۔ یہ اُس کے لئے بہت مشکل کام ہو گا، خاص طور پر اگر اُس کے دِل میں غرور اور تکبر یا جھگڑالو پن پایا جائے، لیکن اُسے محبت اور شکر گزاری کے ساتھ اپنے شوہر کی اِصلاح کو برداشت کرنا چاہیے۔[۳۷۳] اُسے یہ سوچنا چاہیے کہ اُس کے شوہر سے بڑھ کر کوئی اُس کے قریب نہیں، اِس لئے کوئی اُس کی خطاؤں پر اِتنے حق اور ذِمے داری کے ساتھ بات نہیں کر سکتا، اِس لئے مزید یہ کہ چونکہ، وہ دونوں ایک بدن ہیں اِس لئے جو بھی گُناہ اُس (عورت) کو لاحق ہو گا، وہ رِشتہ خود بھی اُن گُناہوں سے متاثر ہوتا ہے اور اُن

---

373 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:298.

دونوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اِسی طرح، جو بھی گُناہ دونوں میں سے کسی ایک کی طرف سے توبہ کے ساتھ ترک کیے جاتے ہیں وہ دونوں کے لئے شِفا اور خوشی کا باعث بنتے ہیں۔ اگر بیوی اپنے شوہر کی جیسی کہ اُسے چاہیے تعظیم کرتی ہے اور یہ اِیمان رکھتی ہے کہ وہ اُسے محبت سے ملامت کرتا ہے، اور اُس کی تقدیس میں اِضافہ چاہتا ہے تو وہ اِس کڑوی گولی کو نِگل سکتی ہے اور خدا کی برکت سے توبہ کی راہ پر چل سکتی ہے۔[۳۷۴]
اِس سلسلے میں گیٹکر (Gatakar) کی نصیحت بہت ہی مددگار ہے۔ بیوی کو چاہیے کہ وہ اُس بات کی اِصلاح اور دُرُستی کے لئے آمادہ ہو جائے جس پر شوہر اُسے ملامت کرے کہ وہ غلط ہے۔ بیوی کو چاہیے کہ وہ تُرش روی سے جواب دینے اور غصے میں کی گئی کسی سخت بات کے بدلے میں سختی سے جواب دینے سے باز رہے اور نہ ہی وہ دیر تک ناراض اور خفا رہے، گویا وہ چاہتی ہو کہ شوہر نصیحت کرنے سے تنگ آ جائے، بلکہ اُسے چاہیے کہ وہ نرمی سے سُنے اور فروتنی سے قبول کرے، یہ بات یاد رکھے کہ جب شوہر ملامت کرتا ہے تو گویا خدا اُس کے ذریعے سے ملامت کرتا ہے، جب وہ اُس کی بات سُنتی ہے تو گویا خُدا کی بات سُنتی ہے، اگر وہ اُسے حقیر جانتی ہے تو گویا خدا اور اُس کے قائم کردہ اِنتظام کو حقیر جانتی ہے۔ ہاں، اگر شوہر کبھی بے سبب ملامت کرے اور عیب نکالے (جیسا کہ اچھے اور دانش مند لوگ بھی بعض اوقات کر سکتے ہیں) تو عقل مند اور فہیم بیوی کے شایانِ شان یہی ہو گا کہ وہ اُسے خاموشی اور صبر سے برداشت کرے، گویا کہ اِس میں کچھ وجہ تھی، نہ کہ وہ سخت اور نازیبا اَلفاظ میں جواب دے، کیوں کہ اُسے یاد رکھنا چاہیے جیسا کہ کسی نے کیا خُوب کہا ہے، شریف اُلنفس شخص کی یہی خُوبی ہے کہ وہ وہاں بھی اپنی خطا مان لیتا ہے، جہاں کوئی خطا نہ ہو، جھوٹ بول کر نہیں، اور نہ ہی دغا بازی سے (کیوں کہ یہ سب کُلی طور پر ناجائز ہیں)، بلکہ صبر اور تحمل سے اور اپنے اَعمال کو بدلنے کے لئے اُسی طرح تیار رہیں، جیسے کہ وہ کام ناحق اور غلط طریقے سے کیے گیے ہوں۔[۳۷۵]

---

[374] . Steele, *Puritan Sermons*, 2:298.
[375] . Gataker, 191–92.

گیٹکرؔ نے کہا کہ اِس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ بیوی مُناسب مواقعوں پر اپنے شوہر کو نصیحت کرنے اور ملامت کرنے سے مکمل طور پر محروم ہے۔[376] لیکن دانا اور فرماں بردار بیوی اِس طرح سے نصیحت کرنے کی کوشش کرے گی کہ اُس کا مقصد عمر بھر اپنے شوہر کی بھلائی ہو نہ کہ بُرائی (اَمثال ۳۱: ۱۲)۔ جب اُسے اپنے شوہر کو تنبیہ کرنی پڑے، تو وہ ایسے موزُوں وقت میں اور ایسی محبت واحترام کے ساتھ جو اُس کے مرتبے اور مقام کے لائق ہو، نصیحت کرے گی، کہ وہ اُسے یوں قبول کرے کہ گویا وہ اُس کے مُنہ سے نہیں بلکہ دِل سے نکلی ہو، ایسی جو زخم دینے والی نہیں بلکہ شِفا بخشنے والی ہو اور یوں جیسے وہ اُس کی بھلائی کی طالب ہو نہ کہ اُس کے اِختیار پر ناجائز قبضہ کرنے کی خواہش مند۔ اِسی طرح اُس کی نصیحت، اُس کے لئے اِس آمادگی کے ساتھ ہونی چاہیے کہ وہ اُس کی راہ نُمائی کو مانے اور اُسے یہ اِختیار دے کہ وہ اِس معاملے کا فیصلہ کرے، تاکہ جب وہ اُس کی رائے کو دُرُست پائے تو خوشی سے اُسے قبول کرے اور اپنے اِختیار سے اُسے برکت دے کر اُس پر مُہرِ تصدِیق ثبت کرے، تاکہ وہ عمل بہترین راستہ ٹھہرے۔ سونک (Swinnock) نے کہا "اگر عورت اپنے شوہر کو جواب دے، تو یہ بہت عاجزی کے ساتھ دیا جانا چاہیے، اگر وہ اُسے نصیحت کرے، تو بڑی حلیمی کے ساتھ کرنی چاہیے اور اگر اُسے ملامت کرے تو بڑی فروتنی کے ساتھ ہونی چاہیے۔ اگر وہ اُس کے متعلق گفتگو کرے، تو یہ بڑے اَدب سے ہونی چاہیے اور اگر وہ اُس سے مخاطب ہو، تو بڑی تعظیم کے ساتھ مخاطب ہو"۔[377] اگرچہ فرماں برداری کی یہ ذِمے داری بظاہر سخت معلوم ہو سکتی ہے اور بے شک بعض اوقات جسمانی خواہشات کے لئے مشکل بھی ہو گی، لیکن وہ بیوی جو اپنے شوہر کی فرماں برداری ایسے کرتی ہے جیسے خداوند کی کرتی ہو، کیوں کہ وہ خداوند کی خاطر اپنے شوہر کی فرماں برداری کرتی ہے، تو وہ خدا کی نظر میں مقبولیت پائے گی، دِلی تسلی اور اپنے شوہر کی محبت حاصل کرے گی اور دُوسروں کے سامنے نیک نامی کی حامل ٹھہرے گی۔ پس، اَے عزیز بیوی! تم یہ نہ دیکھو کہ تمہارا شوہر کس قدر اِس کا مستحق ہے، بلکہ یہ دیکھو کہ خدا تم سے تمہارے شوہر کے متعلق کیا تقاضا کرتا ہے۔ اگر تیرے

---

376 . Gataker, 192.
377 . Swinnock, 1:506.

اُوپر صرف تیرا شوہر ہی حاکم ہوتا، تو تُو اُس کی حکمرانی کو، جب وہ تیری مرضی کے مُطابق نہ ہوتی، نظر انداز کر سکتی تھی، لیکن خداوند تم پر حاکم ہے اور اُس کی حکمرانی تم پر تمہارے شوہر کے وسیلے سے نافذ ہوتی ہے۔ تمہاری فرماں برداری کا دارومدار اِس بات پر نہیں کہ تمہارا شوہر خود کس حد تک اِس کے لائق ہے، یا وہ اپنی ذِمے داریاں نبھاتا ہے یا نہیں، سب معاملات، دُعا کے ساتھ خدا کے سپُرد کر دو۔

تمہارا فرض ہے کہ تم خداوند کے لئے، خداوند کی خاطر اور مسیح یسوع کی سربراہی کے شُعور کے تحت جو تم پر ہے، اپنے فرض کو پورا کرو۔ وہی تمہارا مالک ہے، تمہاری وفاداری کو دیکھتا ہے اور فضل سے اُس کا اجر دے گا، نہ صرف اِس زِندگی میں بلکہ آنے والی زِندگی میں بھی، کیوں کہ یہی اُس کا وعدہ ہے (۱ تیمتھیس ۴:۸؛ کُلسیوں ۳:۲۳-۲۴)۔

اِعانت / مدد گاری

بیوی کی فرماں برداری کا تیسرا پہلو شوہر کی مدد اور اِعانت ہے۔ مینٹن (Manton) نے کہا "عورت، مرد کی راہ نُما نہیں بلکہ اُس کی مدد گار ہے۔۔۔ وہ خاندان کی ذِمے داریوں میں اُس کی مدد گار اور شریکِ کار ہے"۔[378] ہم نے اِس فرض کا ذِکر پچھلے باب میں اِس لئے کیا تھا کیوں کہ شوہر پر اپنی بیوی کی مدد کرنے کی بہت بڑی ذِمے داری عائد ہوتی ہے، ایسی ذِمے داری جسے بہت سے شوہر بھول چکے ہیں اور اِس لئے بھی کہ جب اِس فرض کو باہمی طور پر دیکھا جائے تو یہ بہت وسیع اور اہم معلوم ہوتا ہے۔ اِس لئے اِسے اب دوبارہ دُہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اِس کے بجائے، ایک مختصر خُلاصہ بیان کرنے کے بعد، ہم اَمثال ۳۱ پر نظر ڈالنا چاہیں گے تاکہ یہ دیکھ سکیں کہ مدد گار بیوی کے متعلق یہ باب ہمیں کیا سکھاتا ہے۔

ریز نے اِس بات کو بڑی خوبصورتی سے یوں بیان کیا ہے کہ "بیوی کی مُعاوِنت ہر چیز میں ہونی چاہیے جیسا کہ: اُس کے جسم کا خیال رکھے، رُوحانی طور پر اُس کی دیکھ بھال کرے، اُس کے گھرانے کو منظم کرے، اُس کے مال و متاع کو محفوظ رکھے اور دُرست طور پر اِستعمال کرے نہ کہ فضول خرچی اور ضیاع کا شکار بنائے، اُس کے کام اور دِیگر معاملات میں تاکہ اُنہیں فروغ دے، اُس کی ساکھ کی حفاظت کرے، اُس

[378] . Manton, 19:441.

کے راز اور ذاتی معاملات کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھے۔ اُسے ہر معاملے میں اپنے شوہر کی مدد گار ہونا چاہیے اور کسی چیز میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے، وگرنہ، وہ ایک عورت تو ہو سکتی ہے، مگر بیوی نہیں اور جو اُسے پاتا ہے وہ کوئی اچھی چیز نہیں پاتا" (امثال ۱۸:۲۲)۔[۳۷۹] مینٹن (Manton) نے بھی کچھ ایسا ہی خُلاصہ پیش کیا ہے: عورت کو مدد گار ہونا چاہیے، رکاوٹ نہیں اور نہ ہی حکومت جتانی چاہیے کیوں کہ اصل اِختیار شوہر کو دیا گیا ہے، بلکہ اِنتظام و اِنصرام میں اُس کی مدد گار ہو، تاکہ وہ اُس کے بوجھ اور پریشانیوں کو کسی حد تک کم کرے، ہر پہلو سے مدد گار ہو، معاشرتی فلاح و بہبود کے لئے، خاندان کے اِنتظام و اِنصرام میں مُعاوِنت کے لئے، اَفزایشِ نسل اور اُس کے فروغ کے لئے، کیوں کہ اِنہی مقاصد کے لئے، خدا نے عورت کو تخلیق اور مقرر کیا ہے"۔[۳۸۰] شوہر کے لئے مدد گار بیوی کی موزُونیت کو واضح کرنے کے لئے، رینر نے اِسے اُس لباس کے ساتھ تشبیہ دی ہے، جو اُس وقت تک نہ آرام دہ محسوس ہوتا ہے اور نہ ہی پسند آتا ہے جب تک کہ وہ موزُوں نہ ہو۔ رینر نے کہا "بیوی ایک لباس کی مانند ہے: اگرچہ، کپڑا بہت اعلیٰ معیار کا بھی ہو، اگر وہ تراش خراش میں ہمارے مُطابق نہیں، تو وہ ہمیں پسند نہیں آئے گا، وہ یا تو تکلیف دہ ہو گا یا غیر مناسب اور ہمیں اُسے پہننے میں کوئی خوشی محسوس نہیں ہو گی۔ موزُونیت، خوشی کا باعث بنتی ہے۔ اگر بیوی شوہر کے لئے مُناسب مدد گار نہ ہو، جیسے کہ وہ خاص طور پر اُس مرد کے لئے بنائی گئی ہو تاکہ وہ اُس کی طبیعت، گفتگو اور ضروریات کے ساتھ ہر پہلو سے مطابقت رکھے، تو پھر وہ اپنے شوہر کے ساتھ اُس طرح مربوط نہیں ہو گی جیسے ایک لباس اُس جسم کے ساتھ چمٹا رہتا ہے جس کے لئے وہ ٹھیک طور پر بنایا گیا ہو، بلکہ وہ "اُس لباس کی طرح" ڈھیلی پڑ جائے گی یا گرنے کے قریب ہو گی، اور شوہر کی مدد کرنے کے بجائے اُسے نقصان پہنچائے گی اور اُس کے لئے زینت کی بجائے بوجھ بن جائے گی"۔[۳۸۱]

لہٰذا، بیوی کو چاہیے کہ وہ ہر معاملے میں اپنے شوہر کی مدد کرے۔ بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کی رُوحانی معاملات میں بھی مدد کرے تاکہ اُس کی خُوبیوں کو پروان چڑھا سکے اور بڑی محبت کے ساتھ اُسے

---

379 . Reyner, 17.
380 . Manton, 19:440.
381 . Reyner, 17–18.

خدا کے حضور اپنی ذِمے داریاں اَدا کرنے کی ترغیب دے، خاص طور پر اُن فرائض کی جو اُس پر گھر کے رُوحانی پیشوا ہونے کے ناطے فرض ہیں۔ بے شک، بیوی کا خدا ترس روِیہ اور اُس کی حلیم و پُر سکون رُوح اُسے نہ صرف مسیح کی طرف راغب کرنے بلکہ دِین داری میں ترقی کرنے کی تحریک دینے کا باعث بن سکتی ہے (۱۔پطرس ۳:۱-۲؛ ۱۔کرنتھیوں ۷:۱۶)۔ جسمانی لحاظ سے، بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کے بدن کی قدر کرے اور بیماری اور صحت دونوں حالتوں میں محبت اور نرمی سے اُس کی دیکھ بھال کرے۔ بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کو اپنی ذات کے ایک عظیم حصے کی حیثیت سے عزیز رکھے، کیوں کہ خدا نے اُسے خاص طور پر اُس کی مُعاوِنت اور رفاقت کے لئے تخلیق کیا ہے۔ جو محبت وہ اپنے شوہر سے رکھتی ہے اُسی محبت کی خاطر اُسے چاہیے کہ جیسے وہ اپنے بدن کی ضروریات کا خیال رکھتی ہے، ویسے ہی وہ اُس کے جسمانی تقاضوں کی بھی دیکھ بھال کرے۔ اپنے شوہر کی نیک نامی اور ساکھ کے حوالے سے، بیوی کو چاہیے کہ وہ اُس کی عزت کی حفاظت کرے اور اُس کی ساکھ کو برقرار رکھنے کی کوشش کرے، چاہے گھر میں ہو یا باہر، ہمیشہ اُس کے بارے میں اچھا ہی کلام کرے۔ اپنے شوہر کے مال و متاع کے حوالے سے، بیوی کو چاہیے کہ اگرچہ وہ اپنے کام سے اُس میں اِضافہ نہ بھی کرے، تو بھی اُسے چاہیے کہ خداوند کے حضور کوشش کرے کہ جو کچھ اُس کا شوہر اُس کے لئے اور خاندان کے لئے مہیا کرتا ہے، اُس کی وفادار منتظم بن کر رہے۔ ایک مددگار بیوی کا ہونا شوہر کے لئے کس قدر تسلی اور راحت کا باعث ہوتا ہے۔ یقیناً "جس کو بیوی ملی اُس نے تحفہ پایا اور اُس پر خداوند کا فضل ہوا" (اَمثال ۱۸:۲۲)۔

پیوریٹنز (Puritans)[382] نے اَمثال ۳۱:۱۰-۳۱، کو ایک آئینہ قرار دیا، اور نیک بیویوں کو چاہیے کہ وہ خود کو اِس آئینہ میں سنواریں اور اِسے ایک ایسے نمونہ کے طور پر دیکھیں جس کی پیروی کی جائے اور ایک ایسے اُصُول کے طور پر جسے اپنی زِندگی میں اپنایا جائے۔ یہ عبارت وہ طریقے اور ذرائع بیان کرتی ہے جن کے ذریعے ایک بیوی اپنے شوہر کے لئے ایک منتخب سہارا اور بہترین مددگار ثابت ہوتی ہے

[382]. E.g. Reyner, 18; Swinnock, 1:512.

۔[383] سب سے پہلے یہ اُس کی قدر و قیمت کو بیان کرتی ہے: "کیوں کہ اُس کی قدر مرجان سے بھی بہت زیادہ ہے "یعنی کہ وہ نایاب اور مہنگے جواہرات سے کہیں زیادہ قیمتی ہے (آیت ۱۰)۔ وہ شخص جس کے پاس ایسی بیوی ہو، اُس کے لئے وہ بے حد قیمتی اور اَنمول ہے۔ دُوسرا، یہ عبارت اُس کی خوبیوں کو زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کرتی ہے۔ وہ سمجھ دار ہے اور یہ جانتی ہے کہ کب بولنا ہے اور کیا کہنا ہے (آیت ۲۶)۔ وہ خیر خواہی اور سخاوت کے جذبے سے سرشار ہے اور جو کچھ اُس کے پاس ہے وہ دُوسروں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے بِلا جھجک خرچ کرتی ہے (آیت ۲۰)۔ وہ دین دار ہے، زِندگی میں فضل سے ملبوس ہے، کیوں کہ اُس کا دِل فضل سے معمور ہے (آیت ۲۵)۔ وہ خدا سے ڈرتی ہے (آیت ۳۰)، جیسا کہ اُس کی پاکیزگی کی تعریف (آیت ۳۱) اور اُس کے شوہر کی طرف سے اُس کی تعریف سے ظاہر ہوتا ہے (آیت ۲۸)۔ سوِنک (Swinnock) نے لکھا: "جبکہ دُوسری بیویاں گُناہ کے سیاہ دھبوں سے اپنی آرایش کرتی ہیں، غرُور اُنہیں زنجیر کی طرح جکڑتا ہے اور بے دِینی اُن کے وجود کو لباس کی طرح ڈھانپ لیتی ہے، مگر ایک دِین دار بیوی کا فخر، فضل ہے اور دِین داری اُس کی زِینت ہے۔ دِین اُس کو ایک معزز یادگار بناتا ہے جسے نہ تو زمانہ مِٹا سکتا ہے اور نہ ہی جہنم گِرا سکتی ہے"۔[384] وہ وفادار ہے، اپنے شوہر کے اِعتماد کے لائق ہے، کیوں کہ جو کچھ وہ اُسے سونپتا ہے وہ نہ ضائع ہوتا ہے نہ ہی برباد، بلکہ دانش مندی سے اِستعمال کیا جاتا ہے (آیت ۱۱)۔ وہ اپنے گھر کے اِنتظام میں نہایت محنتی اور پُر عزم ہے (آیت ۱۷-۱۹، ۲۷)، اور اِس بات کو یقینی بناتی ہے کہ اُس کے گھر میں ہر کسی کے پاس کھانا (آیت ۱۴-۱۵)، اور لباس موجود ہو (آیت ۲۱)۔ خدا ترس بیوی کی تمام خُوبیوں کا اِحاطہ کرتے ہوئے ہم پڑھتے ہیں کہ وہ اپنی عمر کے تمام اَیّام میں اُس سے نیکی ہی کرے گی۔ بدی نہ کرے گی (آیت ۱۲)۔ وہ اپنی تمام عمر اپنے منصب کے تمام فرائض وفاداری سے نبھاتے ہوئے، اُس کی تعظیم کرتے ہوئے اور اُس کی راہ نُمائی کو قبول کرتے ہوئے، اُس سے بھلائی ہی کرے گی۔ اپنے شوہر کے لئے اُس کی نیکی ایسی نہ ہو گی جیسے صبح کا چمکتا ہوا سورج، جو جلد ہی بادلوں میں چھپ جاتا ہے اور سارا دِن

383 . Swinnock, 1:512–16.
384 . Swinnock, 1:503.

نظر نہیں آتا، بلکہ وہ ہر حالت میں اُس کے ساتھ ایسی چمٹی رہے گی جیسے بیل دِیوار سے لپٹی رہتی ہے اور وہ اُس سے اپنی نیکی کو موقوف کرنے سے پہلے مر جانا پسند کرے گی۔

عاجزی / پاک دامنی

بیوی کا چوتھا اہم فریضہ حیادار لباس زیب تن کرنا ہے۔(۱۔ تیمتھیس ۲:۹-۱۰) میں، پولُس رسُول نصیحت کرتا ہے کہ "عورتیں حیادار لباس سے شرم اور پرہیز گاری کے ساتھ اپنے آپ کو سنواریں، نہ کہ بال گُوندھنے اور سونے اور موتیوں اور قیمتی پوشاک سے۔ بلکہ نیک کاموں سے جیسا خدا پرستی کا اِقرار کرنے والی عورتوں کو مُناسب ہے"(۱۔ پطرس ۳:۳-۴) میں، پطرس، مسیحی عورتوں کے لئے یہی اُصول مقرر کرتا ہے: "اور تمہارا سِنگار ظاہری نہ ہو یعنی سر گُوندھنا اور سونے کے زیور اور طرح طرح کے کپڑے پہننا، بلکہ تمہاری باطنی اور پوشیدہ اِنسانیت حِلم اور مزاج کی غُربت کی غیر فانی آرایش سے آراستہ رہے کیوں کہ خدا کے نزدیک اِس کی بڑی قدر ہے"۔ لہٰذا، عاجزی ایک بائبلی حکم ہے جو تمام عورتوں کے لئے اور خا ص طور پر شادی شُدہ عورتوں کے لئے لازم ہے۔

تمام ظاہری سنگھار اور نمایش بے فائدہ ہے، اگر عورت کا دِل خدا کے حضور دُرُست نہ ہو، اور اگر وہ اپنے شوہر کی سربراہی کے خلاف سرکش دِل رکھتی ہے تو یہ ایک گُناہ ہے۔ اگر وہ اپنے دِل کو فضل سے آراستہ کرنے میں کوتاہی برتتی ہے اور صرف مردوں کو دِکھانے کے لئے لباس پہنتی ہے، تو نہ تو وہ اپنے شوہر کے لئے باعثِ برکت ہے اور نہ ہی خُدا کے حضور اپنی ذِمے داری میں وفادار۔ یہی تو بیوی کا سب سے بہتر، سب سے قیمتی اور اِسی لئے سب سے زیادہ مطلوب زیور ہے: اپنے دِل کو خُدا کے حضور فضل سے آراستہ کرنا، جس کے نتیجہ میں اُس کی زِندگی مردوں کے سامنے نیک اَعمال سے سنور جاتی ہے (۱۔ تیمتھیس ۲:۱۰) اور خاص طور پر اُس کے شوہر کے سامنے (۱۔ پطرس ۳:۵)۔

عورت کے لباس کے حوالے سے بات کرتے ہوئے ریبزؔ نے کہا کہ حیا کی ذِمے داری کا مفہوم یہ نہیں کہ عورت سونا، زیورات یا قیمتی چیزیں نہ پہنے، بلکہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کے اِستعمال کو مخصوص

حدُود میں رکھا جائے۔[385] اِن حدُود میں درج ذیل چیزیں شامل ہیں۔ اَوّل، اُسے ایسا لباس پہننا چاہیے جو معقول مالی ذِمے داری کی حد سے تجاوز نہ کرے۔ دوم، اُسے ایسا لباس نہیں پہننا چاہیے، جو فضول خرچی، بے حیائی، یا نئے فیشن کی خواہش کو ظاہر کرے۔ سوم، وہ فضول، حد سے زیادہ یا فخر کے ساتھ لباس نہ پہنے جیسے کہ اُس کا لباس اُسے خدا کے حضور بہتر یا برتر بناتا ہو۔ چہارم، اُسے چاہیے کہ وہ خود کو ظاہری کی بجائے باطنی طور پر آراستہ کرنے کی کوشش کرے، اور اُس کی خوبیوں اور نیک اَعمال کی قدر اُس کے لباس سے کہیں زیادہ ہو، وہ یہ کوشش کرے کہ اُس کا لباس یہ ظاہر کرے کہ وہ اپنی باطنی مسیحیت کو اپنی ظاہری خوب صورتی سے کہیں زیادہ عزیز رکھتی ہے۔

لٰہذا، حیا ایک عورت کے دِل میں پیدا ہونے والی اُس خواہش سے شروع ہوتی ہے کہ مسیح کی خوبصورتی اُس کے دِل اور رُوح میں اِس قدر گہرائی سے سرایت کرے اور اُسے اِس طرح زینت بخشے کہ اُس کا ظاہری لباس، سنگھار اور آرایش اِس باطنی خوبصورتی کا عکس اور فائدہ مند اِظہار بن جائے۔ دُوسرے اَلفاظ میں، ایک مسیحی عورت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ ایسا لباس پہنے جو اُس کی عملی دِین داری کے مطابق ہو (متی ۵:۱۶)۔ ایسی عورت کے لئے یہ بات باعثِ رنج ہو گی کہ اُس کا لباس کسی بھی طور اُس کے مسیح کے ساتھ تعلق کو دُھندلا دے یا اُس کے مُنافی ہو۔

لیکن اِس پر مزید بات کرنے کی ضرورت ہے۔ اب تک ہم نے حیا کے بارے میں اُس پہلو سے بات کی ہے جو پولُس اور پطرس کے لباس اور بناؤ سنگھار کے بارے میں دیے گئے احکام سے متعلق ہے۔ تو پھر حیا اور پردہ داری کا فریضہ ساتویں حکم سے کس طرح مربوط ہے؟ ایک عورت کا فرض خدا کے سامنے، اور اگر وہ شادی شُدہ ہو تو اپنے شوہر کے سامنے بھی، یہ ہے کہ وہ ایسا لباس زیب تن کرے جو اُس کی باطنی پاکیزگی اور عِفت کا اِظہار کرے، اور جہاں تک اُس کے بس میں ہو، دُوسروں کو شہوت کی طرف مائل نہ ہونے دے۔ کیا حیادار لباس پہننا، خداوند کے اُس حکم میں شامل نہیں کہ ہم "اپنے برتن کو تقدیس اور

---

385 . Reyner, 19–20.

عزت کے ساتھ رکھیں"(۱۔ تھسلنیکیوں ۴:۴) اور کیا یہ اُس کے اِس حکم میں مضمر نہیں کہ "ہم زِنانہ کریں؟"(خروج ۱۴:۲۰)۔

اِس بات پر غور کریں کہ وِلیم پرکنس اور ونسنٹ السوپ کا خود پاک دامنی کے بارے میں کیا کہنا تھا؟ پرکنس (Perkins) نے تعلیم دی تھی کہ پاک دامنی اور متانت، دو ایسی خوبیاں ہیں جو ساتویں حکم کے تحت مطلوبہ رُوح اور بدن کی عصمت کی حفاظت اور نگہبانی کے لئے ضروری ہیں [386]۔ پرکنس (Perkins) نے کہا تھا کہ پاک دامنی، پاکیزگی کو محفوظ رکھتی ہے اور یہ چہرے اور نظروں میں، گفتگو میں، اور لباس میں "مقدس آداب" قائم کرکے ایسا کرتی ہے۔[387]

ایک باحیا چہرہ یا نظر، جیسا کہ اُس نے وضاحت کی، وہ ہوتی ہے جب کسی شخص کی آنکھیں نہ تو دِل کی خواہشات کا اِظہار کرتی ہیں اور نہ ہی اُنہیں اُبھارتی ہیں۔ ایوب نے عِفت کا مُظاہرہ کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے عہد کیا کہ وہ کسی عورت کو شہوت بھری نظر سے نہیں دیکھے گا(ایوب ۱:۳۱)۔ اُس نے یہ پختہ اِرادہ کرلیا تھا کہ وہ اپنی آنکھوں کو اپنے دِل کی شہوانی خواہشات کے اِظہار کا ذریعہ نہیں بنائے گا۔ اِس کے برعکس یسعیاہ ۱۶:۳ میں صیون کی بیٹیوں کو ملامت کی گئی ہے، کیوں کہ وہ "شوخ چشمی" سے چلتی تھیں ۔اُن کی آنکھیں شہوت انگیز طریقے سے اِستعمال کی جاتی تھیں تاکہ مردوں کے دِلوں میں اُن کے لئے خواہش پیدا ہو۔ پطرس اُن شریر لوگوں سے خبردار کرتا ہے جن کی آنکھوں میں زناکار عورتیں بسی ہوئی ہیں(۲۔ پطرس ۱۴:۲)۔ سلیمان ایک فاحشہ کے "بے حیا مُنہ" کا ذِکر کرتا ہے جو اپنے شکار کو پکڑتی اور چُومتی ہے(اَمثال ۱۳:۷)۔ اگر پاک دامنی کو قائم رکھنا ہے تو چہرے کے تاثرات ایسے ہونے چاہییں جو پاکیزہ اور نیک خیالات کو ظاہر کریں۔

پاکیزہ کلام، بے شرمی، بے ہودگی اور ٹھٹھابازی پر مبنی باتوں سے پرہیز کرتا ہے، جو کہ ایک زِناکار دِل کی پہچان ہوتی ہیں۔ "اور جیسا کہ مقدسوں کو مُناسب ہے تم میں حرام کاری اور کسی طرح کی ناپاکی یا لالچ کا ذِکر تک نہ ہو۔ اور نہ بے شرمی اور بے ہودگی، اور ٹھٹھابازی کا کیوں کہ یہ لائق نہیں بلکہ اِس کے

---

386 . Cf. Chapter 5.
387 . Perkins, 60–61.

برعکس شُکر گزاری ہو" (اِفسیوں ۵:۳-۴)۔ کیوں؟ "کیوں کہ تم یہ خُوب جانتے ہو کہ کسی حرام کار، یا ناپاک یالالچی کی جو بُت پرست کے برابر ہے مسیح اور خدا کی بادشاہی میں کُچھ میراث نہیں" (آیت ۵)۔ پس، ہماری گفتگو پاک خیالات کو فروغ دینے والی اور پاکیزہ چال چلن کے مطابق ہونی چاہیے۔ خدا کے لوگوں میں شہوانی، چھیڑ چھاڑ پر مبنی یا موہک گفتگو کی کوئی جگہ نہیں، کیوں کہ جیسا کہ پولُس رسول فرماتا ہے "ناپاک شخص کے لئے خدا کی بادشاہی میں کوئی میراث نہیں"۔ شرم و حیا، پاک دامنی کی حفاظت، لباس میں "پاکیزہ طرزِ عمل" کو اِختیار کر کے بھی کرتی ہے۔ السوپ نے کہا "پاکیزگی کی وہ خالص آگ جو مقدّس دِل کے مذبح پر روشن ہے، ضرور شعلہ بن کر چمکے اور پاکیزہ اَلفاظ، اَعمال، لباس اور زیبایش میں جلوہ گر ہو۔"۔[۳۸۸] اِس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں بے حیائی پر مبنی لباس شہوت کے گُناہ کو ظاہر کرتا اور اُسے بھڑکاتا ہے، وہاں باحیالباس اَخلاص، دِین داری اور پرہیز گاری کو ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔[۳۸۹]

اپنے اور دُوسروں کے جسموں کی حفاظت کے لئے اُن کا ڈھانپا جانا ضروری ہے۔[۳۹۰] ساتویں حکم میں خدا اِسی بات کا حکم دیتا ہے جب وہ زِنا سے منع کرتا ہے، کیوں کہ زِنا سے منع کرنا دراصل پاک دامنی کا حکم دینا ہے۔ السوپ نے بیان کیا "جب خدا پاک دامنی کا حکم دیتا ہے، تو وہ ہر اُس چیز کا بھی حکم دیتا ہے جو اُسے پروان چڑھائے، تقویت دے، ظاہر کرے اور بیان کرے۔ اور وہ ہر اُس چیز سے منع کرتا ہے جو پاک دامنی کو خطرے میں ڈالے، مجروح کرے، کمزور کرے، داغ دار کرے اور نقصان پہنچائے"۔[۳۹۱]

یہ اُن لوگوں کے اِعتراض کا جواب ہے جو یہ دلیل دیتے ہیں کہ بے حیالباس میں خود کوئی خرابی نہیں بلکہ مسئلہ دیکھنے والے کے گُناہ آلودہ ذہن میں ہوتا ہے۔ ایسے معترضین بے حیائی کی ذِمے داری کو عریاں لباس اور اُسے پہننے والے فریق سے ہٹا کر اُس فریق پر ڈال دیتے ہیں جو اُسے شہوت بھری نظر سے

---

388 . Alsop, 120.

389 . Perkins, 61.

۳۹۰ اِس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ آدم اور حوّا کو جانور کی کھال سے ڈھانپنا، اُن کی گُناہ آلودہ حالت اور خُدا کی طرف سے پردہ پوشی کی ضرورت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا تھا۔ بلکہ خُدا کی طرف سے دیئے گئے لباس نے یہ ظاہر کیا کہ صرف وہی اُن کے گُناہ کو ڈھانپ سکتا ہے، اور صرف اُسی سے ہمیں نجات کا لباس اور راست بازی کا جامہ طلب کرنا چاہیے تاکہ ہم اُس کے حضور مقبول ہو سکیں۔

391 . Alsop, 120.

دیکھتا ہے۔ لیکن ساتویں حکم کے مثبت تقاضے کے مطابق، خدا ہم سے ایسی پاک دامنی اور عِفت کا تقاضا کرتا ہے جو ہماری گفتگو، ہمارے روِیے اور ہمارے لباس میں ظاہر ہوتی ہے۔ اگر ہم ایسا لباس پہنیں جس کا مقصد جنسی بے راہ روی کو فروغ دینا اور دُوسروں کی شہوت کو اُبھارنا ہو، تو گُناہ کرنے والے ہم خود ہیں۔ کچھ مخصوص لباس کے انداز اور اُن کو پہننے کے طریقے ایسے ہوتے ہیں جو بے حیائی پر مبنی ہوتے ہیں اور اِس لئے گُناہ کے زُمرے میں آتے ہیں۔ لہٰذا، یہ بات بہت اہم ہے کہ ہم کیسا لباس پہن رہے ہیں اور کس انداز سے پہن رہے ہیں۔ مسیحی، خدا کے حضور اِس بات کے پابند ہیں کہ "ہر قسم کی بدی سے بچے رہیں" (۱۔ تھسلنیکیوں ۵:۲۲)، یعنی وہ ہر ایک چیز سے اِجتناب کریں جو بدی کی طرف لے جا سکتی ہو اور اپنے آپ کو ایسے زیورات کے اِستعمال سے روکیں، ایسی حرکات سے باز رہیں جو کسی تنقید کرنے والے کو شک میں ڈال سکتی ہوں یا اُن کے چاہنے والے جسمانی خواہشات میں مُبتلا ہو سکتے ہوں۔[392]

اِسی طرح سے (۱۔ تھسلنیکیوں ۴:۳)، میں پولُس رسول فرماتا ہے کہ ہمارے لئے خدا کی مرضی یہ ہے کہ ہم "حرام کاری سے بچیں"۔ پولُس رسول فرماتا ہے کہ یہ پرہیز گاری اِس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم سخت نفس کشی اِختیار کریں اور اپنے بدنوں "برتنوں" کو پاکیزگی اور عزت کے ساتھ رکھیں، نہ کہ "شہوت کی خواہش" میں اُن قوموں کی مانند جو خدا کو نہیں جانتیں" (آیت ۵)۔ پس، جیسے کہ السوؔپ نے نصیحت کی کہ "خدا ترسی کو ایک سخت نگہبان کے طور پر ہر دِل پر مقرر کرنا چاہیے، تا کہ دِل میں کوئی ایسی چیز داخل نہ ہو جو ہمارے دِل کو ناپاک کر دے، اور نہ ہی کوئی ایسی چیز باہر نکلے جو کسی اَور کے دِل کو ناپاک کر دے۔ ہمیں اپنے دِلوں پر نگاہ رکھنی چاہیے اور دُوسروں کی نگاہوں کا بھی خیال کرنا چاہیے، نہ تو کسی اَور کی پاک دامنی کے لئے جال بچھائیں اور نہ ہی اپنے لئے کوئی چارہ ڈالیں"۔[393]

پیوریٹنز (Puritans) کا اِیمان تھا کہ اگرچہ ہر ثقافت کا لباس اور حیا یا بے حیائی کے بارے میں اپنا ایک نظریہ ہوتا ہے، لیکن حتمی اِختیار خدا کے کلام کو حاصل ہونا چاہیے۔ ثقافت ہمیں مخصوص حالات

---

[392]. *The New Whole Duty of Man*, 396.
[393]. Alsop, 121.

میں کلامِ مقدس کو سمجھنے اور اُس کا اِطلاق کرنے میں مدد دے سکتی ہے، لیکن ثقافت کو کبھی بھی کلامِ مقدس پر فوقیت نہیں دی جاسکتی۔ مزید یہ کہ جب ثقافت بعض اوقات اَخلاقی طور پر قابلِ قبول حدود کو بھی پار کر جاتی ہے، تو ہماری مسیحی دانائی اِس میں ہے کہ ہم اُن حدود کے مطابق زِندگی گزارنے کی کوشش نہ کریں، بلکہ ہمیشہ اُن سے دُور رہنے کی کوشش کریں، کتابِ مقدس کی حدُود کے اندر رہتے ہوئے پاکیزگی سے زِندگی گزاریں۔

لہٰذا، ہم لباس سے متعلق راہ نُمائی، صرف اُسی حد تک ثقافت سے لے سکتے ہیں جب تک وہ خدا کے قانون سے مُتصادم نہ ہو، یعنی وہ ہماری اور دُوسروں کی پاک دامنی کی حفاظت کرے، کلامِ مقدس کے اِس حکم سے ہم آہنگ ہو کہ لباس حیادار ہو اور دِل کی پاک نیّت اور خیالات کی عکاسی کرے اور کلام ِ مقدس کی عمومی ہدایت کے مطابق ہو جس میں جنسی بے راہ روی سے بچنے، ہر طرح کی بدی سے دُور رہنے، اور دانستہ طور پر کسی راہ میں رکاوٹ نہ بننے کا حکم دیا گیا ہے۔

آج کا فیشن کھلے عام اِس کوشش سے عبارت ہے کہ جتنا ممکن ہو ننگا پن دِکھایا جائے (چاہے وہ کم لباس پہننے سے ہو، تنگ کپڑوں سے ہو، یا شفاف کپڑوں سے) اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آج کا معاشرہ شرم و حیا کو بالکل ترک کر کے اپنے ننگے پن کے اِظہار پر فخر کر رہا ہے، اور لباس کے اُصول و ضوابط اب کلامِ مقدس کی راہ نُمائی سے نہیں، بلکہ اِنسان کی اپنی شہوانی خواہشات کی تسکین اور دُوسروں کی ہوس کو اُبھارنے کی نیت سے متعین کیے جا رہے ہیں، تو یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ اگر ہم واقعی حیادار لباس پہننا چاہتے ہیں اور اپنی اور دُوسروں کی عصمت کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں، تو ہمیں دُنیا سے راہ نُمائی لینا چھوڑ کر کلامِ مقدس کی طرف رجوع کرنا ہو گا اور ہمیں نہ صرف اپنے لباس بلکہ لباس کے اِنتخاب کے پیچھے نیت، وجوہات، اور محرکات کو بھی مسیح کی بادشاہی کے تابع کرنا ہو گا۔ اگر آپ ساتویں حکم کے اِس پہلو کو سنجیدگی سے لیتے ہیں تو آپ کی الماری میں کیا تبدیلیاں رُونما ہوں گی؟

کیا کلامِ مقدس میں حیادار لباس کے لئے کچھ واضح راہ نُما اُصول موجود ہیں؟ سب سے پہلے، السپ (Alsop) نے یہ بیان کیا کہ جو کچھ بھی حیا، وقار، سنجیدگی، اور دین داری کے خلاف ہو، وہ نامناسب ہے۔ ۱۔ پطرس ۳:۲-۵ کے مطابق، پرانے عہد نامے کی مقدّس عورتیں جنہوں نے خدا پر بھروسا کیا،

ہمارے لئے قابلِ تقلید نمونہ ہیں۔ "نہ کوئی بدچلن ایزبل، نہ بدنام رقاصہ دِینہ، نہ خود نمائی کرنے والی برنیکے بلکہ مقدس سارہ، خداترس رِبقہ اور عقل مند ابی جیل ہمارے لئے نمونہ ہیں"۔[394] دُوسری بات یہ کہ جو بھی چیز اُس فرق کی خلاف ورزی کرے جو خدا نے جنسوں کے درمیان رکھا ہے، وہ نامناسب ہے (اِستثنا۵:۲۲)۔ جب خدا نے اِنسان کو بنایا تو اُس نے مرد اور عورت کے درمیان واضح فرق قائم کیا اور ہمارا لباس اُس کی حکمت کا احترام اُسی صورت میں کرتا ہے جب ہم اُس فرق کو تسلیم کرتے ہیں اور اُسے برقرار رکھتے ہیں۔ تیسری بات یہ کہ جو بھی لباس اُس بنیادی مقصد کو پورا کرنے میں ناکام ہو جس کے لئے لباس دیا گیا ہے، یعنی ننگے پن کو ڈھانپنے کے لئے، وہ نامناسب ہے (یسعیاہ ۲:۴۷-۳)۔ پیوریٹنز (Puritans) نے اِس بات پر زور دیا کہ اگرچہ معاشرہ اَخلاقی زوال کا شکار ہو کر اِس حد تک بگڑ چکا ہو کہ مرد یا عورت کے جسم کے کچھ حصے اب اُن کی "برہنگی" کا حصہ نہ سمجھے جائیں، تب بھی اُنہیں بے پردہ چھوڑنا نامناسب ہے۔ نہ ہی اِس بات سے فرق پڑتا ہے کہ عورتیں بے حیائی والے لباس کے ذریعے اپنے جسم کا بڑا حصہ ظاہر کرتی ہیں اور ایسا کرنے میں شرم محسوس نہیں کرتیں یا اُسے غلط نہیں سمجھتی ہیں۔ نہ ہی اِس بات سے فرق پڑتا ہے کہ اگر پورا معاشرہ کسی خاص فیشن یا بے حیائی والے لباس کے انداز کو قابلِ قبول قرار دے چکا ہو۔ اِن میں سے کوئی بھی چیز اِس بات کا تعین نہیں کرتی کہ خدا کے حضور کیا اَخلاقی طور پر دُرست ہے۔ جو چیز اہمیت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ خدا نے لباس ننگے پن کو ڈھانپنے کے لئے مہیا کیا ہے (پیدایش ۳:۲۱)۔

ساتواں حکم لباس کے معاملے میں بھی راہ نُمائی کرتا ہے (خروج ۲۰:۱۴) اور پُرانے زمانے کی مقدس عورتیں باحیاء لباس کے لئے نمونہ ہیں (۱۔ پطرس ۳:۳-۶)۔ پس جب خدا کے کلام کی روشنی ہمارے ذہنوں کو مُنور کر چکی ہو اور ہمیں وہ سچائی سکھا چکی ہو جو مسیح یسوع میں پائی جاتی ہے تو ہم اِس کے ذِمے دار ہیں اور ہمیں یہ خواہش رکھنی چاہیے کہ اپنے لباس کے معیارات کو بائبل کی سچائی کے مطابق ڈھالیں (اِفسیوں ۴:۱۷-۲۱؛ ۱۔ کرنتھیوں ۶:۹-۱۱)۔ چہارم، لباس کا ایک محفوظ اُصول یہ ہے کہ ایک اِعتدال پسند راستہ اِختیار کیا جائے، جیسے السپؔ نے یوں بیان کیا: "حسد سے نیچے اور حقارت سے اُوپر"۔[395]

---

394 . Alsop, 121.
395 . Alsop, 129.

پنجم ا۔ تیمتھیس ۲:۹-۱۰ "ایک ایسا اِلٰہی آئینہ مہیا کرتی ہیں جس میں عورتیں اپنی عظمت کو دیکھ سکیں" ۔[۳۹۶] اُن کی عظمت سب سے پہلے باحیا لباس سے آراستہ ہونے میں ہے: اُن کا ظاہری لباس، اُن کی باطنی پاکیزگی کو ظاہر کرے، نہ کہ اُن کی اندرونی ناپاکی کو۔ دُوسری بات: اُن کا حیاء آفرین چہرہ، پاک دامن دِل او رباحیا لباس کا آئینہ دار ہو۔ تیسرا، سنجیدگی سے آراستہ ہونے میں: وہ ضبطِ نفس جو اُن کے لباس کے اِنتخاب میں ظاہر ہوتا ہے۔ وہ اِس لئے لباس زیبِ تن نہیں کرتیں کہ لوگوں کی توجہ حاصل کریں، نہ اِس لئے کہ وہ شہوت کا باعث بنیں، نہ ہی اِس لئے کہ اپنی جنسی خواہشات کا اِظہار کریں بلکہ وہ سنجیدگی کے ساتھ اور اپنی خواہشات کو قابو میں رکھتے ہوئے، لباس کا اِنتخاب کرتی ہیں۔ چہارم، اُن کی عظمت اِس بات میں ہے کہ وہ نیک اَعمال سے آراستہ ہوں "جیسا کہ خدا پرستی کا دعویٰ کرنے والی عورتوں کو زیب دیتا ہے"۔ خدا پرستی ضرور تمہارے لباس کی تراش خراش کا معیار ہونی چاہیے، خدا پرستی سے مشورہ کیا جائے کہ کیا خریدا جائے، خریدی ہوئی چیز کو کس طرح تیار کیا جائے اور جو تیار کیا ہے اُسے کب، کہاں اور کیسے پہنا جائے"[۳۹۷]۔ آخر میں "تمہاری رُوح کا باطنی لباس، اور تمہارے باطن کی حقیقی حالت، ایسی ہونی چاہیے کہ خدا کے حضور مقبول ٹھہرے۔ تمہارے بدن کا ظاہری لباس اور تمہارا چال چلن ایسا ہو کہ نیک لوگوں کے درمیان اِس کی اچھی شہرت ہو"۔[۳۹۸]

آخر میں، السپ نے لباس کے حوالے سے چند مفید ہدایات فراہم کیں:[۳۹۹]

۱۔ کسی بھی نئے فیشن میں پہل کرنے اور دُوسروں سے نمایاں نظر آنے کی خواہش نہ کرو۔ جب کوئی نئی چیز رسم و رواج کے باعث مانوس ہو جائے، جب وقت اُس کی سختی کو کم کر دے اور اُس کا عمومی اِستعمال اُس کے نئے پن کو معمول بنا دے، تو ایک نیک مسیحی محتاط انداز میں اُس کے قریب جا سکتا ہے، بشرطیکہ وہ اُن حدود سے تجاوز نہ کرے جو خدا، فطرت اور شرم و حیا نے مقرر کی ہیں۔ ایک باحیا مسیحی، نہ

---

396 . Alsop, 138–39.
397 . Alsop, 139.
398 . Alsop, 143.
399 . Alsop, 151–59.

دِینی لحاظ سے اور نہ دُنیاوی اَدب کے پاس سے، دُوسروں کو اپنے سے آگے جانے کو نامعقول نہیں سمجھے گا"۔ [400]

۲۔ فیشن کی اِنتہا کو پانے کی کوشش نہ کرو۔ حدُود سے تجاوز نہ کرو اور اپنے محفوظ دائرے کے اندر ہی رہو۔

۳۔ کسی بھی فیشن کی پیروی اِس قدر تیزی سے یا اِس حد تک نہ کرو کہ تمہارے مالی حالات خراب ہو جائیں۔ "پہلے اپنے ضمیر سے مشورہ کرو کہ کیا یہ جائز ہے، پھر اپنی جیب سے کہ کیا یہ ممکن ہے"۔ [401] ہم ہمیشہ وہ نہیں کر سکتے جو ہم کرنا چاہتے ہیں۔

۴۔ اگر تم نے شریعت کے موافق طرزِ زِندگی اِختیار کرنے کا عزم کر لیا ہے تو پھر اُن لوگوں کے ساتھ قدم بہ قدم چلو جو دِین داری اور پاکیزگی میں تمہارے برابر ہیں، اور اُنہیں اپنا نمونہ بناؤ۔ تمہارے ہم پلّہ وہی لوگ ہیں جو تمہارے ساتھ فضل کے وارث ہیں (۱۔ پطرس ۳:۷)، جو تمہارے ساتھ ایک ہی بیش قیمت اِیمان (۲۔ پطرس ۱:۱) اور مشترکہ نجات کی ایک ہی اُمید میں شریک ہیں (یہوداہ ۳)۔ ہمیں اِس گُناہ آلود دُنیا میں، جو کہ شریر کے قبضہ میں ہے ایسے نہیں رہنا چاہیے گویا کہ ہم یہاں کے مستقل باشندے ہیں (۱۔ یوحنا ۵:۱۹) جبکہ ہم یہاں صرف پردیسی اور مُسافر ہیں اور اُس بادشاہی کے شہری جس کا بنانے والا اور قائم کرنے والا خُدا ہے (عبرانیوں ۱۱:۱۰، ۱۶)۔

۵۔ ایسے فیشنز (طرزِ زِندگی) کے قریب بھی نہ جاؤ جن کے بے شُمار آلات، زیورات اور سامانِ آرایش پہننے اور اُتارنے میں بہت وقت صَرف ہوتا ہے اِس طرح سے جسم کے لباس کو سنوارنے میں کتنا وقت ضائع ہوتا ہے جو کہ رُوح کو فضل کے ذرِیعے سنوارنے میں صرف ہو سکتا ہے؟

۶۔ اپنے لباس کو اُس دِن کے حالات کے مطابق بناؤ جو کہ خدا نے آپ کے لئے مقرر کیا ہے۔ یعنی ماتم کے دِن، ماتم کا لباس، خوشی کے دِن، خوشی کا لباس، عبادت کے دِن، عبادت کے شایانِ شان لباس

---

[400] . Alsop, 152.

[401] . Alsop, 152.

پہنو اور اِس بات کو یقینی بناؤ کہ کوئی دِن بے حیائی اور عریانی کے لئے نہ ہو، تاکہ ایسا نہ ہو کہ تم اُس میں بے حیائی کا لباس پہنو۔

۷۔ تمہیں چاہیے کہ ہر لباس میں حقارت سے تھوڑا اُوپر اور حسد سے کچھ نیچے رہو۔ نیکی، ہمیشہ بُرائی کی دو اِنتہاؤں کے بیچ کی راہ ہے، اور لباس میں شرافت، اِسی توازن میں ہے، یعنی کہ نہ تو فیشن کی اِنتہا کو پہنچ جانا اور نہ ہی اُس کی مخالفت میں حد سے گُزر جانا۔

۸۔ باطنی عورت کی زینت کو، ظاہری عورت کی آرایش کے لئے اپنا معیار بناؤ۔ ”اپنی ظاہری خوبصورتی کا اندازہ اپنی باطنی خوبصورتی سے کرو، یعنی غور کرو کہ رُوح کو کون سی نعمتیں، فضائل اور خوبیاں زینت بخشیں گی اور اُسی کی مُناسبت سے جسم کی زیبایش کرو“۔[۴۰۲]

۹۔ پہلے دِل کو نفسانی خواہشات سے خالی کرو، تو پھر وہ تمہیں شہوت، فخر اور نمود و نمایش سے پاک کرے گا۔ جب فضل دِل کی شہوت اور غرور کا ختنہ کر دیتا ہے، تو دِل آگے بڑھ کر لباس کا بھی ختنہ کرتا ہے، یعنی اُسے ہر طرح کی بے حیائی اور نمود و نمایش کی خواہش سے پاک کر دیتا ہے (متی ۳۳:۱۲؛ ۲۳: ۲۶)۔

۱۱۔ اپنی ہر بے پروائی کو دِین کی حکمرانی اور راہ نُمائی کے تابع کر دو۔ ”جو کچھ کھاؤ، یا پیو، یا جو کچھ پہنو، اُس میں خدا کے جلال کو ملحوظِ خاطر رکھو، یہی ہمیں مسیحی آزادی کے بعض خاص معاملات میں اپنی خواہشات سے اِنکار کرنا سکھائے گا“[۴۰۳] (۱۔ کرنتھیوں ۳۱:۱۰؛ کلسیوں ۱۷:۳)۔

۱۲۔ اُن تمام غیر ضروری چیزوں کو ایسی ہی بے پروائی اور بے رغبتی سے اِستعمال کرو۔ لباس ہمیں خدا کے حضور مقبول نہیں ٹھہرائے گا، لہٰذا، ہمیں اُن پر ایسا بھروسا نہیں کرنا چاہیے کہ گویا وہ کرے گا۔ مزید برآں، ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ خدا اور دُنیا عموماً متفق نہیں ہوتے اور جو چیز آدمیوں کی نظر میں اعلیٰ قدر ہے وہ خدا کے نزدیک مکرُوہ ہے (لوقا ۱۵:۱۶)۔

---

[402] . Alsop, 156.
[403] . Alsop, 158.

۱۳۔ سب سے پہلے اُس عزت و توقیر کی تلاش کرو جو صرف خدا کی طرف سے ملتی ہے، ہمارا نجات یافتہ یا مجرم ٹھہرایا جانا دُنیا کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہو گا (رومیوں ۱۴:۴)۔ اِس طرح کا لباس پہنو جو یہ ظاہر کرے کہ تم اُس (خدا) کی تعظیم اور اُسی کی ستایش کے طالب ہو، نہ کہ اِس بگڑی ہوئی دُنیا کی عزت اور توثیق کے، جس سے اُس نے ہمیں علیحدہ کر کے اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے (۲۔ کرنتھیوں ۶:۱۴؛ ۷:۱)۔

اب یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ یہ چاروں فرائض کس طرح بیوی کی مجموعی ذِمے داری یعنی تابع داری پر مبنی ہیں اور اِسی کا اِظہار کرتے ہیں۔ یہ بات بھی واضح ہونی چاہیے کہ اِن فرائض کی ادائیگی میں وفادار رہنے کے لئے بیوی کس قدر خدا کے فضل پر اِنحصار کرتی ہے۔ اُسے یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے فطری غرور اور خود غرضی کو مغلوب کرنے اور ایک ایسی عورت میں تبدیل ہونے کے لئے، جو خداوند سے ڈرتی ہے، بُرائی سے دُور رہتی ہے اور اُس کے احکام پر عمل کرتی ہے، خدا کے فضل کی محتاج ہے۔ اُسے اپنے خالی پن کو دیکھنا چاہیے اور خدا کے فضل سے، مسیح کی معموری میں زِندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اُسے دُعا کرنی چاہیے کہ وہ اپنے فرائض کی اَدائیگی میں وفاداری پورے دِل اور پوری جان سے اِختیار کرے۔ محبت کے لئے دُعا کرے تاکہ وہ اپنے شوہر سے واقعی اور سچے دِل سے محبت کرے، اُس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرے اور کسی بھی بات میں اُسے ناراض نہ کرے، بے غرضی کے لئے دُعا کرے، تاکہ وہ خوش دِلی، آمادگی، رضامندی اور پورے دِل سے اُس کی خدمت کرے، ہر معاملے میں اُس کی مددگار بننے کی کوشش کرے تاکہ اُسے اِس دُنیا میں تسکین اور اَبدی زِندگی میں خوشی دے سکے۔ سب سے بڑھ کر، اُسے رُوح القُدس سے معمور ہونے کے لئے دُعا کرنی چاہیے، کیوں کہ صرف پاک رُوح ہی اُسے تقوِیت پہنچا سکتا ہے کہ وہ جسم کے بُرے کاموں کو ختم کر سکے اور اُس میں یہ خواہش اور قدرت پیدا کرے کہ وہ خدا کی خوشنودی کے لئے، بطور ایک بیوی، اُس کی مرضی کے مطابق چلے اور عمل کرے۔

مطالعاتی سوالات

۱۔ ایک بیوی کے دو بنیادی فرائض کون سے ہیں؟ اِنہیں کلامِ مقدس میں سے ثابت کریں۔

۲۔ بیوی کا اپنے شوہر کے لئے عزت و احترام، کس بنیاد پر اُستوار ہونا چاہیے:

- اُس کی ذات اور منصب کے لئے عزت کی بنا پر؟
- تمام دُنیاوی رِشتوں سے بڑھ کر اُس سے محبت کی بنا پر؟
- اُس کی خواہشات کا احترام اور اُس کی خوشنودی حاصل کرنے کی خواہش کے لئے؟

۳۔ کلامِ مقدس میں، بیویوں کو اپنے شوہروں کے تابع رہنے کا حکم کہاں دیا گیا ہے؟

۴۔ اِس سے کیا مُراد ہے کہ ایک بیوی کو اپنے شوہر کی فرماں برداری ایسے کرنی چاہیے "جیسے کہ خداوند کی"؟

۵۔ کیا ایک بیوی اپنے شوہر کو ملامت کر کے، پھر بھی اُس کی فرماں بردار رہ سکتی ہے؟ کیسے؟

۶۔ کلامِ مقدس میں وہ طویل حوالہ کون سا ہے جو اُس بیوی کی تصویر پیش کرتا ہے جو اپنے شوہر کی مددگار ہے؟ اُس کا خلاصہ بیان کریں۔

۷۔ ایک بیوی کا حیادار لباس، کس طرح سے اُس کے دِل کی حالت کو خدا اور اُس کے شوہر کے تئیں ظاہر کرتا ہے؟

۸۔ شرم و حیا کے لئے دی گئی ہدایات میں سے آپ کو کون سی ہدایت سب سے زیادہ کارآمد لگتی ہے؟

۹۔ کیا آپ اِس باب میں پیش کی گئی کسی بات سے اِختلاف رکھتے ہیں؟ اگر ہاں، تو کن بائبلی بنیادوں پر؟

باب نمبر ۸

شوہر کی محبت و شفقت کے ساتھ دیکھ بھال کی ذِمے داری

اِفسیوں ۵:۲۳، ۲۵-۳۰، کی بنیاد پر پیوریٹنز (Puritans) نے سکھایا کہ شوہر کی دو بنیادی ذِمے داریاں اِختیار اور محبت ہیں۔ شوہر، گھر کا بااِختیار سربراہ ہے، اور بیوی کو چاہیے کہ اُس کے اُسی طرح تابع رہے جیسے کلیسیا مسیح کے تابع ہے (آیت ۲۳)، اور شوہر کو اپنی بیوی سے ایسی محبت رکھنی چاہیے جیسے مسیح کلیسیا سے محبت رکھتا ہے (آیات ۲۵-۳۰)۔ ایمبروز (Ambrose) نے لکھا کہ شوہر کی اپنی بیوی کے لئے ذِمے داری دو باتوں میں مضمر ہے: اُسے اپنی بیوی سے گہری محبت رکھنی چاہیے اور عقل مندی سے اُس پر اپنا اِختیار قائم اور برقرار رکھنا چاہیے۔[404]

چونکہ اِنسان خطاکار ہے، اِس لئے ایک شوہر محبت سے خالی، سخت گیر اِختیار اِستعمال کرنے یا اِختیار سے دست بردار ہو جانے والی محبت پر آمادہ ہو سکتا ہے، لیکن خدا کی فرماں برداری کے تقاضے کے مطابق، شوہر پر دونوں فرائض یکجا طور پر ادا کرنا لازم ہے۔

بیکسٹر کی طرف سے شوہر کو کی جانے والی نصیحت پر غور کریں: "شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی محبت اور اِختیار کو اِس طرح یکجا کرے کہ نہ تو کوئی ایک چیز نظر انداز ہو اور نہ چھپی رہے بلکہ دونوں کو بخوبی اِستعمال کیا جائے اور قائم رکھا جائے۔ محبت کا اِظہار اِس قدر بے پروائی سے نہیں ہونا چاہیے کہ اِختیار کا اِستعمال ختم ہو جائے اور بیوی پر اِختیار کا اِستعمال اِس قدر تحکمانہ اور سخت انداز میں نہیں ہونا چاہیے کہ محبت کا اِظہار ہی ختم ہو جائے۔ جیسے تمہاری محبت راہ نُمائی کرنے والی محبت ہونی چاہیے، ویسے ہی تمہارا اِختیار بھی محبت بھرا

---

404 . Ambrose, 234.

ہونا چاہیے"۔[405] اِسی طرح سے، سٹیل (Steele) نے سکھایا کہ شوہر کا اِختیار اُس کی محبت کے ساتھ اِس قدر براہِ راست مربوط ہے کہ یہ اُس کی محبت کے اثرات میں سے ایک بن جاتا ہے۔[406] سٹیل (Steele) نے کہا کہ شوہر کا اپنے اِختیار کو دانش مندی سے برقرار رکھنا اور نرمی سے اِستعمال کرنا، اُس کی محبت کی ہی ایک صورت ہے۔ "اگر اُس کی حکمرانی آمرانہ ہو، تو اُس کی محبت ختم ہو جاتی ہے، اور اگر اُس کی محبت میں دانائی نہ ہو، تو اُس کا اِختیار جاتا رہتا ہے، پھر نہ وہ خدا کی خدمت کر سکتا ہے اور نہ اپنے گھرانے کا بھلا کر سکتا ہے"۔[407]

لہٰذا، پیوریٹنز (Puritans) اِن دونوں ذِمے داریوں کو گہرے طور پر آپس میں مربوط سمجھتے تھے۔ اگر ایک ذِمے داری مُناسب طور پر ادا ہو گی تو دُوسری بھی ادا کی جا سکے گی۔ گاوج نے لکھا کہ ایک شوہر کا اِختیار اُس کی محبت کی ایک شاخ ہے۔[408] سکڈر نے نصیحت کی کہ شوہر کو محبت کے ساتھ نہ صرف اپنا مقام قائم رکھنا چاہیے بلکہ اپنے اِختیار کو بھی اِستعمال کرنا چاہیے۔[409] بوسٹن (Boston) نے کہا کہ شوہر کی محبت کو اُس کے اِختیار میں نرمی پیدا کرنی چاہیے۔[410] راجرز (Rogers) نے زور دیتے ہوئے کہا کہ شوہر کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کے سامنے، اُس کے سربراہ کی حیثیت سے، ایسی سمجھ داری کے ساتھ چلے جو محبت کا پھل ہے تاکہ وہ اپنی خوبیوں اور شوہر ہونے کی صفات کی بناء پر نرمی کے ساتھ اپنی بیوی کے دِل میں اپنی ذات اور سربراہی کے لئے ایک مناسب تعظیم و محبت اور عزت کا جذبہ شیریں انداز میں راسخ کر سکے۔[411]

چناں چہ جس طرح بیوی کے لئے مددگار ہونا، اُس کی فرماں برداری کے بنیادی فرض کا حصہ ہے، اُسی طرح شوہر کا اِختیار بھی اُس کی محبت کے بنیادی فرض کا حصہ سمجھا جانا چاہیے۔ اگرچہ پوُلس رسول آیت ۲۳ میں بیان کرتا ہے کہ شوہر بیوی کا سر ہے، لیکن جب وہ آیت ۲۵ میں شوہروں کی ذِمے داریاں

405 . Baxter, 152.
406 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:289.
407 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:290.
408 . Gouge, 254.
409 . Scudder, 88.
410 . Boston, 4:213.
411 . Rogers, 186.

بیان کرتا ہے، تو اُنہیں "حکمرانی" کا حکم دینے کی بجائے یہ کہتا ہے کہ اپنی بیویوں سے "محبت" کرو۔ شوہر کو ایک محبت کرنے والا سربراہ اور حکمت کے ساتھ محبت کرنے والا راہ نُما ہونا چاہیے۔ جیسے اُس (بیوی) کی فرماں برداری اُس کی مددگار طبیعت کو ظاہر کرتی ہے، ویسے ہی اُس کی محبت اُس کے اِختیار کو ظاہر کرتی ہے۔

مردوں کو اپنی بیویوں سے محبت کرنی چاہیے

شوہر پر، بیوی سے محبت کرنے کا حکم، خداوند کے حضور اُس کے دِیگر تمام فرائض کو اپنے اندر سمو لیتا ہے۔ اگر اُس کی محبت فعال ہو تو وہ اپنی بیوی کے لئے ہر وہ کام کرے گا جو کرنا چاہیے، اُس سے وہ سب کچھ کہے گا جو کہنا چاہیے، اُس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرے گا جیسا کرنا چاہیے، اُس کے لئے وہی جذبات رکھے گا جو رکھنے چاہیے اور اپنے تمام قول و فعل کو شفقت، نرمی اور سمجھ داری کی آمیزش کے ساتھ رنگ دے گا جو محبت کی خاصیت ہیں اور تلخ مزاجی کے خلاف ہیں (کلسیوں ۳:۱۹)۔ سٹیل (Steele) نے کہا کہ "محبت وہ عظیم چرخہ ہے جو اپنی حرکت سے ہمارے اندر کے تمام جذبات اور ہمارے باہر کے تمام اَعمال کو تحریک دیتا ہے"۔[412] پس، بائی فیلڈ (Byfield) نے کہا کہ محبت شوہر کی تمام ذِمے داریوں کو اِس طرح سمیٹتی اور مکمل کرتی ہے اور یہی وہ لفظ (محبت) ہے، جسے اُسے اپنے دِل پر نقش کرنا اور ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا ہے۔[413] سٹیل (Steele) نے کہا کہ، محبت ہر شوہر کی ایک بڑی ذِمے داری ہے کیوں کہ یہ باقی تمام ذِمے داریوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔[414] یہ سمجھنے کے لئے کہ شوہر کا اپنی بیوی سے محبت کرنا کیا معنی رکھتا ہے، محبت کے تین پہلوؤں پر غور کریں: اُس کی بنیاد، اُس کا نمونہ اور اُس کی بار آوری۔

---

412 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:282.
413 . Byfield, *Colossians*, 353.
414 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:282.

شوہر کی محبت کی بنیاد پانچ پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ اوّل، خدا اِس کا تقاضا کرتا ہے۔ کلسیوں ۳:۱۹ میں فرمایا گیا ہے "شوہر و اپنی بیویوں سے محبت رکھو"۔ اور اِفسیوں ۵ میں یہ حکم کم از کم تین بار دُہرایا گیا ہے (آیات ۲۵، ۲۸، ۳۳)۔ جب سب کچھ بدلتا رہتا ہے تو یہ قائم رہتا ہے۔ جب باقی سب کچھ ناکام ہو جاتا ہے، تو یہ ثابت قدم رہتا ہے، جب باقی سب کچھ ہل جاتا ہے، تو یہ سلامت رہتا ہے۔ اگر اُس کی بیوی اُس کے مزاج کے مطابق نہ بھی ہو، تب بھی اُسے، اپنی بیوی سے محبت کرنی چاہیے۔ اگر اُس کا دِل نہ بھی چاہے تب بھی اُسے اپنی بیوی سے محبت کرنی چاہیے۔ اگر وہ اُسے تکلیف پہنچائے یا زیادتی کرے، تب بھی اُسے اپنی بیوی سے محبت کرنی چاہیے۔

دوم: اُس کا اپنا عہد بھی اِس کا تقاضا کرتا ہے۔ اگر خدا کا حکم اُسے اُوپر سے پابند کرتا ہے، تو اُس کی اِزدِواجی زِندگی کا عہد اُسے نیچے سے پابند کرتا ہے۔ اُس کی اپنی بیوی کے ساتھ شادی، خدا کے سامنے ایک عہد ہے (ملاکی ۲:۱۴) جس میں اُس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اُس سے محبت کرے گا اور اُس کا خیال رکھے گا، اُس میں موجود کسی خوبی کی وجہ سے نہیں، بلکہ اِس لئے کہ وہ اُس کی بیوی ہے، کیوں کہ محبت محض ایک وقتی جذباتی کیفیت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ یہ ایک عہد ہے جو روزانہ، دِل و جان سے اور قول و فعل سے نبھایا جاتا ہے۔

سوم: اُس کی اپنے شوہر سے قربت اِس کا تقاضا کرتی ہے۔ شوہر کے اِتنا قریب اَور کوئی نہیں ہوتا جتنا کہ اُس کی بیوی ہوتی ہے اور اِس لئے کسی اَور کو اُس کی محبت پر اِتنا حق حاصل نہیں ہوتا جتنا حق اُس کی بیوی کو حاصل ہے۔ ایک آدمی کو اپنے ہمسائے سے اپنی مانند محبت رکھنے کا حکم دیا گیا ہے (احبار ۱۹:۱۸) اور کیا اُس کی بیوی سے زیادہ قریب کوئی ہمسایہ ہو سکتا ہے؟ وہ اُس کے گھر، اُس کے دستر خوان، اُس کے بستر میں اُس کی شراکت دار ہے اور اُس کے بچوں کی پرورِش کرتی ہے۔ اُس (بیوی) کے لئے اُس (شوہر) نے اپنے ماں باپ کو چھوڑ دیا اور اُس سے ہمیشہ کے لئے وابستہ ہو گیا، اور اُس کے ساتھ وہ ایک بدن بن گیا (پیدایش ۲:۲۴)۔ مزید بر آں، اگر اُس پر فرض ہے کہ وہ اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت کرے، تو پھر اُس محبت کی شدت کتنی زیادہ ہونی چاہیے جو وہ اپنی بیوی سے رکھتا ہے، کیوں کہ اپنی بیوی سے سچی محبت کرنا دراصل اپنے آپ سے محبت کرنا ہے (اِفسیوں ۵:۲۸)۔ والدین اور بچوں کے درمیان فطری رِشتہ بہت گہرا

اور مضبوط ہوتا ہے، لیکن میاں اور بیوی کے درمیان جو رشتہ ہوتا ہے، وہ اِس رشتے سے اِس قدر بڑھ کر ہوتا ہے کہ بظاہر وہ اِس رشتے کو منقطع کر دیتا ہے اور یہ بالکل بجا بھی ہے (پیدایش ۲:۲۴)۔ گیٹکر نے لکھا کہ "والدین، چشمے یا دریا کی مانند ہوتے ہیں، بچے اُن سے نکلنے والی ندیوں کی طرح، جو جُدا جُدا بہتی ہیں، جبکہ شوہر اور بیوی دو ایسے چشموں کی مانند ہوتے ہیں جو ایک جگہ پر اِکٹھے آ کر ملتے ہیں اور اپنے اپنے پانی کو اِس طرح یکجا کرتے ہیں کہ وہ ایک ہی دھارا بن جاتا ہے اور ایک ہی ندی کی شکل میں بہنے لگتا ہے، حتیٰ کہ دونوں کا پانی جُدا نہیں کیا جا سکتا۔ شوہر اور بیوی اُس نبی کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی دو شاخوں کی مانند ہیں جو ایک چھال میں لپٹی ہوئی ہیں (حزقی ایل ۳۷:۱۷) اور باہم ایسے پیوست ہیں کہ ایک ہی چھڑی بن جاتی ہیں، اور دونوں سے ایک ہی پھل پیدا ہوتا ہے"۔[415]

چہارم اُس کی راحت اور خوشی کا اِنحصار اپنی بیوی سے محبت کرنے پر ہے۔ ہاپکنز (Hopkins) نے لکھا کہ چونکہ یہ محبت ہی ہے جو سب سے پہلے اِزدِواجی زندگی کے عہد کی گرہ کو باندھتی ہے، اِس لئے صرف محبت ہی اِزدِواجی زندگی کو آسان اور خوشگوار بنا سکتی ہے: "کسی اَور عہد کا لحاظ یا کوئی دُوسرا رشتہ خواہ وہ کچھ بھی ہو، اِس رِشتے کو ہمارے لئے تکلیف دہ بننے سے نہیں روک سکتا۔ اگرچہ محبت کی کمی، اِزدِواجی زِندگی کے بندھن کو توڑ نہیں سکتی، لیکن یہ شوہر اور بیوی کی اِزدِواجی زِندگی کی خوشی اور راحت ضرور ختم کر دیتی ہے"۔[416] یہ حقیقت اِس نقطہ کو واضح کرتی ہے جس کہ بنیاد پر ٹیلر (Taylor) نے کہا کہ خدا کے وہ تمام احکام جو ایک مرد کو اپنی بیوی سے محبت کرنے کا پابند بناتے ہیں وہ "درحقیقت خوشی کے لئے ضروری مواقع اور صلاحیتیں ہیں"۔ وہ عورت جو محبوب ہو، محفوظ ہوتی ہے اور جو مرد محبت کرتا ہے، وہ خوش رہتا ہے۔ محبت تمام خوبصورت چیزوں کا ملاپ ہے، اِس میں توازن، تسکین، سکون اور اِعتماد موجود ہوتا ہے۔[417]

---

415 . Gataker, 200–201.
416 . Hopkins, 1:414.
417 . Taylor, 27.

آخر میں شوہر کی دُوسری ذِمے داریاں بھی اِس کا تقاضا کرتی ہیں۔ اُس کے دِیگر تمام فرائض، محبت پر مبنی ہونے چاہییں، وگرنہ وہ اچھے طریقے سے اَنجام نہیں دیے جاسکتے (۱۔ کرنتھیوں ۱۶:۱۴)۔ اُس کی بیوی کو ہر کام اور ہر بات میں اُس کی محبت دِکھائی دینی اور محسوس ہونی چاہیے۔ یعنی بیوی کو شوہر کی دیکھ بھال، اُس کی راہ نُمائی، اُس کی اِصلاح، اُس کے اِختیار اور اُس کے تحفظ میں ایک خاص محبت کا اِظہار نظر آنا چاہیے، ایسا اِظہار جو اُسے سب سے ممتاز اور منفرد بناتا ہو اور واضح کرے کہ یہ محبت ایک شوہر کی ہے۔

یہ کس قدر اہم بات ہے کہ مرد ایسی عورتوں سے شادی نہ کرے جن سے وہ مخلصی اور وفاداری سے محبت نہیں کرتے اور نہ کرسکتے ہیں۔ خدا کی طرف سے عورتوں کے اِنتخاب میں جو وُسعت دی گئی ہے، اُس کے باوجود اگر کوئی شخص وہاں اِنتخاب کرے جہاں وہ محبت نہیں کر سکتا، تو یہ اِنتہائی بے وقوفی اور ناسمجھی ہے۔ سٹیل (Steele) نے کہا: "ایسی جگہ اِنتخاب کرنا جہاں اِنسان محبت نہ کر سکے، یہ ایک طرح کی مدہوشی ہے اور بیوی کے ساتھ سب سے بڑی زیادتی ہے کہ اُس کے دِل کو جال میں پھنسایا جائے اور اُسے ایک ایسے شخص سے باندھ دیا جائے جو بعد میں کہے کہ وہ اُس سے محبت نہیں کر سکتا"۔[418]

اِزدِواجی زِندگی کی خوشی اِس بات پر منحصر ہے کہ شوہر اور بیوی ایک دُوسرے سے مکمل اَخلاص اور وفاداری سے محبت کریں، اِزدِواجی زِندگی کی راحتیں اِس بات پر منحصر ہیں کہ وہ ایک ساتھ کام کریں، صاف گوئی اور دِیانت داری سے گفتگو کریں اور ایک دُوسرے کی خوشی سے خدمت کریں۔ اِس لئے مردوں اور عورتوں کو نصیحت کی جاتی ہے، جیسا کہ گیٹکر نے کہا کہ "پہلے سوچیں پھر قدم اُٹھائیں اور یاد رکھیں کہ ایک ایسا معاملہ جس کا فیصلہ صرف ایک بار ہو سکتا ہے، اِس پر بہت زیادہ غور و فکر اور اچھی طرح مشورہ کرنا ضروری ہے"۔[419]

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ وہ مرد جو غلط وجوہات کی بنا پر شادی کرتے ہیں، بعد میں کس قدر مشکل میں پڑ جاتے ہیں، اب اُنہیں زبردستی اپنے جذبات کو قابو میں لانا پڑتا ہے اور خدا سے دُعا کرنی پڑتی ہے کہ وہ اُنہیں توفیق دے کہ وہ اپنی بیوی سے ویسے ہی محبت کریں اور اُس کی خدمت کریں جیسا کہ اُس کا

---

418 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:283.
419 . Gataker, 202.

حکم ہے۔ گیٹکر نے لکھا "جو آزاد ہے وہ اپنی مرضی کے مطابق اِنتخاب کر سکتا ہے، لیکن جو اِنتخاب کر چکا ہے ، اُسے اپنی سوچ کو اپنے اِنتخاب کے مطابق ڈھالنا ہو گا، پہلے وہ اپنے عمل کو اپنے جذبات کے مطابق ڈھال سکتا تھا، لیکن اب اُسے اپنے جذبات کو اپنے عمل کے مطابق بنانے کی کوشش کرنی چاہیے"۔[420]

اور ایک اور پیوریٹن عالم نے کہا "کوئی قانون کسی شخص کو شادی کرنے پر مجبور نہیں کرتا، لیکن جب وہ شادی کر لے تو وہ اُس عورت سے محبت کرنے کا پابند ہے جسے اُس نے اپنی بیوی بنایا ہے"۔[421]

شوہر کی محبت کا دُوسرا پہلو اُس کا نمونہ / طرزِ عمل ہے۔ جب ایک شخص رشتۂ اِزدِواج میں داخل ہوتا ہے تو وہ خدا کے سامنے اپنی بیوی سے خدا کے مقرر کردہ دو طریقوں سے محبت کرنے کا پابند ہوتا ہے ۔اوّل ، اُسے اپنی بیوی سے ویسی ہی محبت کرنی چاہیے جیسی محبت مسیح نے کلیسیا سے کی ۔اِس محبت کی وضاحت ہمیں (اِفسیوں ۵:۲۵-۲۹) میں ملتی ہے۔[422]

آیت نمبر کے مطابق، مسیح یسوع نے اپنی کلیسیا سے قربانی دینے والی محبت کی۔ اُس نے اپنی جان اُس کے لئے دے دی۔ "اِس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا" مسیح یسوع نے فرمایا کہ "اپنی جان اپنے دوستوں کے لئے دے دے" (یوحنا ۱۵:۱۳)۔ جیسی کہ مسیح یسوع نے اپنی کلیسیا سے کی۔ مسیح یسوع نے اپنی کلیسیا کو حاصل کرنے کے لئے کسی بھی قیمت سے دریغ نہیں کیا، بلکہ اپنی جان تک قربان کر دی۔ اِس لئے ایک شوہر کو بھی اپنی بیوی سے قربانی دینے والی محبت کرنے چاہیے اور اپنی ذات کی پرواہ کیے بغیر اُس کی بھلائی کے لئے ہر ممکن کام کرنا چاہیے۔ اُسے اپنی بیوی کے لئے اپنی جان تک قربان کر دینے کا جذبہ رکھنا چاہیے اور اپنے آپ پر اُس کو ترجیح دینی چاہیے، اُس کے مفادات کو اپنے مفادات پر مقدم جاننا چاہیے، اُس کی بھلائی کے لئے محنت کرنی چاہیے اور گویا اپنی کمائی سے اُس کی پرورش کرنی چاہیے۔

مسیح، کلیسیا سے سچے دِل سے محبت کرتا ہے۔ اُس کی محبت زبانی دعوؤں یا ظاہری اَلفاظ تک محدود نہیں، بلکہ یہ ایک سچی، خالص اور عملی محبت ہے، ایک ایسی محبت جو ضرورت کے وقت آزمائی گئی، اور

---

420 . Gataker, 202.
421 . *The New Whole Duty of Man*, 228.
422 . Cf. the Christ-church principle in chapter 4.

اپنے عمل سے ثابت کی گئی۔ اگر کوئی شوہر مسیح کی پیروی کرنا چاہتا ہے تو اُسے بھی سچے دِل سے، بغیر رِیاکاری کے محبت کرنی ہوگی۔ اُس کی محبت، محض منہ کی باتیں نہ ہوں، جیسا کہ پیوریٹن (Puritans) بزرگ کہتے تھے کہ "اُس کی محبت اِتنی گہری اور سچی ہونی چاہیے کہ اگر اُس کا دِل کھولا جائے تو اُس پر اُس کی بیوی کا نام لکھا ہوا نظر آئے"۔[۴۲۳]

مسیح یسوع کلیسیا سے بے غرض محبت کرتا ہے۔ دُوسرے اَلفاظ میں، اُس کی محبت نے کلیسیا سے کچھ بھی حاصل کرنے کی خواہش نہیں کی، بلکہ اُس کی محبت، کلیسیا کی محبت سے پہلے تھی اور صرف یہ چاہتی تھی کہ اپنی محبت کے بے لوث پھل عطا کرے۔ مسیح کی محبت، خود اُس کی ذات سے پیدا ہوتی ہے اور یہ کلیسیا کو بغیر کسی شرط کے عطا کی جاتی ہے (استثناء ۷:۷-۸؛ ۱۔یوحنا ۴:۱۹)۔ کلیسیا میں نہ تو پہلے ہی کوئی ایسی بات تھی جو اُس کی محبت کو حاصل کر سکے اور نہ ہی بعد میں کوئی ایسی خوبی تھی جو اُس محبت کو برقرار رکھ سکتی ۔اِس لئے ایک شوہر کو اپنی بیوی سے بے لوث محبت کرنی چاہیے۔ اُس کی محبت کا اِنحصار صرف اِس بات پر ہونا چاہیے کہ وہ اُس کی بیوی ہے۔ اُسے اپنی بیوی سے اِس لئے محبت نہیں کرنی کہ وہ اُسے کیا دیتی ہے یا اُس کے لئے کیا کرتی ہے، بلکہ اِس لئے کہ اُس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُس سے محبت کرے گا۔ چونکہ اُس کی محبت ،بے غرض محبت ہے اِس لئے وہ زیادہ توجہ اِس بات پر دیتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے لئے کیا کر سکتا ہے نہ کہ اِس بات پر کہ اُس کی بیوی اُس کے لئے کیا کر سکتی ہے۔

آیت ۲۶ کے مطابق، مسیح یسوع اپنی کلیسیا سے پاکیزہ محبت کرتا ہے۔ یہ ایسی محبت ہے جو کلیسیا کی تقدیس چاہتی ہے، ایسی محبت جو اُسے اِس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ وہ اُسے کلام کے ساتھ پانی سے دھو کر پاک کرے۔ اُس کی محبت اُس کے پاک دِل سے جاری ہوتی ہے اور کلیسیا کی تقدیس کی تکمیل کا کام کرتی ہے۔ لہٰذا، ایک شوہر کی محبت بھی ایسی ہی ہونی چاہیے۔ چونکہ یہ محبت اُس کے اپنے دِل سے نکلتی ہے، یہ ایسی محبت ہونی چاہیے جو شہوت سے آلودہ نہ ہو، رِیاکاری سے مُنقسم نہ ہو اور چونکہ یہ محبت، مسیح کی کلیسیا سے محبت کی طرح اُس (بیوی) کی طرف رواں دواں ہوتی ہے اِس لئے یہ ایسی محبت ہونی چاہیے جو اُس کی

---

423 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:284.

رُوحانی فلاح کی طلب گار ہو۔ یقیناً ایک شوہر اپنی بیوی سے اُس پاکیزگی سے محبت نہیں کر سکتا جس پاکیزگی سے مسیح اپنی کلیسیا سے محبت کرتا ہے، لیکن وہ مسیح کے ہاتھوں میں ایک وسیلہ بننے کی کوشش ضرور کر سکتا ہے تاکہ اپنی بیوی کو فضل میں بڑھنے میں مدد دے، اور وہ اُس کی رُوحانی ترقی میں رکاوٹ ڈالنے والی کوئی بھی چیز اُس کے راستے میں نہ آنے دے۔

آیت ۲۷ کے مطابق، مسیح کلیسیا سے دائمی محبت کرتا ہے، اُس کی تمام کوششوں اور ناکامیوں کے باوجود اُس سے محبت کرتا ہے، وہ اُسے جلال والی کلیسیا بنا کر خدا کے سامنے پیش کرے گا جس کے بدن میں داغ یا جھُری نہ ہو گی۔ اُس کی محبت اُس کی کلیسیا کی کامل تکمیل میں پوری طرح ظاہر ہو گی اور اِسی لئے یہ محبت کبھی ناکام نہیں ہوتی (یوحنا ۱۳:۱)۔ کلیسیا کی سرد مہری، ضدی پن یا اُس کی راہوں سے پیچھے ہٹنے کا رویہ اُسے اُس کے اِرادے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ اگرچہ وہ اکثر ایسا ہی رویہ رکھتی ہے لیکن وہ اُسے ناقابل اِصلاح یا لاعلاج جان کر ترک نہیں کرتا، بلکہ پختہ عزم اور وفاداری سے اُسے اُس کی ضرورتوں اور اپنے عہد کے مطابق سنبھالتا ہے (۲۔ سموئیل ۱۵:۷)۔ یہی نہیں، بلکہ وہ اُس پر رحم دِکھانے میں خوشی محسوس کرتا ہے اور اُس کی کمزوریوں میں اپنی محبت کی خُوبیاں ظاہر کرتا ہے (یسعیاہ ۱۸:۳۰؛ یرمیاہ ۳۱: ۲۰؛ ۲۔ کرنتھیوں ۹:۱۲)۔ اگر ایک شوہر کو مسیح کے نقشِ قدم پر چلنا ہے تو اُسے بھی اپنی بیوی سے اُس کی ناکامیوں اور کمزوریوں میں، مسلسل اور غیر متغیر محبت رکھنی ہو گی۔ اُس کی محبت ہر روز ایک جیسی ہونی چاہیے، نہ کہ آج جوش و جذبے سے اور کل سرد مہری سے، آج فراخ دِلی سے اور کل بخل سے یا آج خوش دِلی سے اور کل ناپسندیدگی سے۔

اُس کی محبت ایسی ہونی چاہیے جو کسی بھی اِشتعال انگیزی سے مُتاثر نہ ہو، جو اُس کی بیوی کی تمام کمزوریوں کو صبر، سمجھ بوجھ اور ہمدردی سے برداشت کرے۔ محبت میں کوشش کرتے ہوئے پہلے بُرائی کا جواب نیکی سے دے، پھر جو کچھ دُرست کیا جا سکتا ہے اُسے دُرست کرے اور جو دُرست نہ ہو سکے اُسے محبت میں قبول کرے۔[۴۲۴]

---

[424] . Ambrose, 235.

آخر میں، آیت ۲۹ کے مطابق، مسیح اپنی کلیسیا سے ثمر بار ہونے والی محبت کرتا ہے، کیوں کہ وہ اُس کی پرورِش کرتا اور اُس کا خیال رکھتا ہے۔ وہ اُس کی ضرورتوں کو جانتا ہے اور اپنے خزانے سے اُنہیں پُورا کرتا ہے (فلپیوں ۴:۱۹)۔ وہ اُس کی مصیبت کو جانتا ہے اور یا تو اُسے اُس سے نجات دِلاتا ہے یا پھر اُس میں اُس کی حفاظت کرتا ہے (مرقس ۴:۳۸-۳۹)۔ وہ جانتا ہے کہ جب وہ مصیبت کے بوجھ تلے دَب کر ڈوبنے والی ہوتی ہے تو وہ اپنے نام کی خاطر اُسے ہلاکت سے بچالیتا ہے (یسعیاہ ۴۳:۱-۵)۔ اُس کی محبت ایسی محبت ہے جو اُس کی موجودہ ضروریات کو پورا کرتی ہے، ایسی محبت جو اپنی کلیسیا کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتی اور نہ ہی شکوک و شبہات میں چھوڑتی ہے۔ شوہر کی محبت بھی ایسی ہی ہونی چاہیے۔ اُسے اپنی بیوی کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہیے اور جہاں تک ممکن ہو اُنہیں پُورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اُس کے دُکھوں کا احساس کرنا چاہیے، اُنہیں دُور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اُس کی فکروں کا لحاظ کرنا چاہیے اور اُنہیں حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جب اُسے سہارے اور حوصلہ اَفزائی کی ضرورت ہو تو اُسے اپنی بیوی کا ایک دوست سے بڑھ کر ساتھ دینا چاہیے، جب وہ بیماری میں بستر پر ہو تو ایک نرس سے بڑھ کر اُس کی خدمت اور دیکھ بھال کرنی چاہیے۔ اُس کی محبت کو اُس کے لئے عملی طور پر فائدہ مند ہونا چاہیے، اِس طرح اُس کی ترقی کا باعث بنے کہ وہ اُس محبت کی وجہ سے بہتر محسوس کرے اور اگر وہ محبت نہ ہو تو وہ کچھ کمی محسوس کرے۔ اُسے بحیثیتِ بیوی جو کچھ خوشیاں یا نعمتیں حاصل ہوں، وہ یہ کہنے کے قابل ہو کہ یہ سب اُس کے شوہر کی محبت کی نشانیاں ہیں۔

لیکن شوہر کی محبت دو پہلوؤں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اُسے اپنی بیوی سے نہ صرف ایسی محبت کرنی ہے جیسی محبت مسیح کلیسیا سے کرتا ہے بلکہ اُسے اپنی بیوی سے اپنے بدن کی مانند محبت کرنی ہے۔ پولُس رسول فرماتا ہے "اِسی طرح شوہروں کو لازِم ہے کہ اپنی بیویوں سے اپنے بدن کی مانند محبت رکھیں۔ جو اپنی بیوی سے محبت رکھتا ہے وہ اپنے آپ سے محبت رکھتا ہے۔ کیوں کہ کبھی کسی نے اپنے جسم سے دُشمنی نہیں کی بلکہ اُسے پالتا اور پرورِش کرتا ہے جیسے کہ مسیح کلیسیا کو" (آیات ۲۸، ۲۹)۔

مسیح یسوع کی مثال، ہر لحاظ سے اِس قدر کامل ہے کہ اِس میں اَور کسی بھی بات کا اِضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ ایک شوہر اِس سے بہتر اَور کچھ نہیں کر سکتا، اور عملی طور پر اُسے کسی اَور چیز کی ضرورت بھی نہیں،

سوائے اِس کے کہ وُہ اپنی بیوی سے ایسے محبت کرے جیسے مسیح اپنی کلیسیا سے کرتا ہے۔ تاہم گاوَج نے اِس بات کی نشان دہی کی ہے کہ اپنی بیوی سے ویسی ہی محبت کرنے کا نمونہ جیسی کہ اِنسان اپنے آپ سے کرتا ہے، اِس لئے شامل کیا گیا ہے کیوں کہ ہمیں مسیح کی مثال کو مکمل طور پر سمجھنے اور اُس کی مناسب طور پر پیروی کرنے میں دُشواری پیش آتی ہے۔[۴۲۵]

یعنی جب ہم پولُس رسول کے خط میں پڑھتے ہیں کہ شوہر کو اپنی بیوی سے ایسی محبت رکھنی چاہیے جیسی کہ مسیح نے کلیسیا سے محبت رکھی تو ہمیں مسیح کی محبت کی بُلندی، گہرائی، چوڑائی اور لمبائی پر غور کرنا پڑتا ہے تاکہ ہم اپنی محبت کو اُس کے نمونے پر قائم کر سکیں۔ لیکن جب پولُس رسول کہتا ہے کہ مرد کو اپنی بیوی سے ایسی محبت رکھنی چاہیے جیسی وہ اپنے آپ سے کرتا ہے، تو پھر اِس بات کی مزید وضاحت کی ضرورت نہیں، ہم سب جانتے ہیں کہ ہم اپنے آپ سے کس قدر فطری طور پر، گہری اور مُخلصانہ محبت کرتے ہیں۔

اِس مثال سے دو باتیں اَخذ کی جا سکتی ہیں جن کی ایک شوہر کو تقلید کرنے کی ضرورت ہے: نرم مزاجی، اور خوش دِلی۔[۴۲۶] ایک اِنسان اپنے ساتھ نرمی سے پیش آتا ہے۔ اگر وہ زخمی ہو جائے یا تکلیف میں ہو تو خود اُس سے زیادہ کوئی بھی اَور اُس کی پرواہ نہیں کر سکتا۔ وہ اِنتہائی نرمی اور شفقت سے اپنے زخموں کی دیکھ بھال کرتا ہے، خود کو ہر اُس چیز سے بچاتا ہے جو اُسے مزید تکلیف دے اور اپنی تکلیف دُور کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ جیسا کہ پولُس رسول فرماتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو پالتا اور عزیز رکھتا ہے۔ وہ اپنی کمزوریوں اور خامیوں کو صبر کے ساتھ برداشت کرتا ہے۔ وہ ایک نئی مہارت سیکھنے کے لئے محنت کرتا ہے یا اپنی کسی قابلیت کو بہتر بنانے کے لئے لگن سے کوشش کرتا ہے۔ وہ ناکامیوں کے باوجود ثابت قدم رہتا ہے، بلکہ بار بار کوشش کرتا ہے اور شکایت بھی نہیں کرتا۔ کون شخص ہے جو خود سے سختی سے بات کرتا ہو، اپنے آپ سے لڑتا ہو، خود سے مایوس ہو جائے، یا خود کو چھوڑ دے؟ اور اگر وہ کبھی خود سے مایوس

---

425 . Gouge, 303.
426 . Gouge, 303–4; Steele, *Puritan Sermons*, 2:285–86.

بھی ہو جائے تو بہت جلد وہ خود سے صلح کر لیتا ہے اور دوبارہ کوشش کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ شوہر کو اپنی بیوی سے اِس نرمی اور محبت سے پیش آنا چاہیے جیسے وہ اپنے آپ سے محبت کرتا ہے۔

دوم: وہ اپنے آپ سے خوش دِلی سے محبت کرتا ہے۔ ایک شخص کو اِس بات پر قائل کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا خیال رکھے اور اپنی ضروریات کو پُورا کرے۔ وہ اپنی خدمت کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہے۔ حتیٰ کہ سب سے مشکل یا خطرناک حالات میں بھی، وہ فوراً بوجھ اُٹھانے کو تیار ہو جاتا ہے اور اپنے مفادات کی خاطر خود کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ ایک شوہر کو بھی اپنی بیوی سے ایسی ہی محبت کرنی چاہیے۔ اُس کے کان، ہاتھ اور دِل، اپنی بیوی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بھی اُتنی ہی بے تکلفی، کشادگی اور تیاری سے کُھلے رہنے چاہییں جتنی بے تکلفی سے وہ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے وقت رہتے ہیں۔[۴۲۷] اُسے اپنی بیوی کی خدمت اپنے والدین، دوستوں اور اولاد کی خدمت سے بھی زیادہ خوش دِلی سے کرنی چاہیے، کیوں کہ وہ اُس کی خدمت اُس خوش دِلی سے کرتا ہے جس خوش دِلی سے وہ اپنی خدمت کرتا ہے۔ اُسے چاہیے کہ جیسے وہ اپنے لئے کچھ کرنے میں پُرجوش، مستعد اور فکر مند ہوتا ہے، ویسے ہی وہ اُس کے لئے کچھ کرنے میں بھی ہو۔ اِس طرح ایک مرد کی اپنی ذات میں فطری دِلچسپی ہر لحاظ سے اُس کی بیوی میں دِلچسپی کی راہ نُمائی کرے، کیوں کہ اِزدِواجی بندھن میں بندھنے کے بعد بیوی اُس کی ذات کا حصہ بن جاتی ہے۔ چناں چہ، شوہر کی محبت کے دو پہلو یہ ہیں، ایک تو مسیح کی کلیسیا سے بھرپُور محبت اور دُوسرا وہ فطری محبت جو ایک مرد کو اپنے جسم سے ہوتی ہے۔

شوہر کی محبت کا آخری پہلو اُس کی ثمر آوری (پھل دینے والی خاصیت) ہے۔ سٹیل (Steele) نے کہا کہ شوہر کی اپنی بیوی سے محبت اُس کی تمام ذِمے داریوں کی بنیاد ہے، وہ اُن سب کے ساتھ مربُوط ہے اور اُن سب کا خلاصہ بھی ہے۔ اُس نے کہا کہ اگر یہ محبت دِل میں جاگزین ہو جائے "تو یہ ایک مرد کو سکھا دے گی، بلکہ اُسے پابند کرے گی کہ وہ اپنی بیوی سے وہ نزاکت، عزت، نگہداشت اور شفقت برتے جو اُس پر لازم ہے، یہ سب اُس سورج کی کرنیں ہیں۔۔۔ اُس حقیقی محبت سے پیدا ہونے والے پھل ہیں جو

---

[427] . Steele, *Puritan Sermons*, 2:286. 25. Steele, *Puritan Sermons*, 2:282

دِل میں بسی ہوئی ہے"۔ سوِنک(Swinnock) نے کہا"محبت وہ چابی ہے جو ہر فرض کے دروازے کو کھولتی ہے اور محبت ہی پوری شریعت کی تکمیل ہے"۔[۴۲۸]

جب ایک شوہر اپنی بیوی سے محبت رکھتا ہے تو اُس کے نتیجے میں کون سے پھل پیدا ہوتے ہیں؟

سب سے پہلے، یہ محبت ایک مرد کو اپنی بیوی میں بڑی خوشی اور مُسرت پانے کا باعث بنتی ہے (اَمثال ۵:۱۸-۱۹)۔ جس طرح سے محبت کے باعث، مسیح اپنی کلیسیا میں تسلی پاتا ہے (یسعیاہ ۵۳:۱۱) وُہ اُس میں خوشی پاتا ہے (اَمثال ۸:۳۱) اور اُس سے وابستہ رہتا ہے (یوحنا ۱۰:۲۸) اُسی طرح محبت ایک شوہر کو بھی اُس کی بیوی میں تسلی بخشتی ہے، وہ اُس میں مسرُور رہتا ہے اور اُس سے وابستہ رہتا ہے۔ وہ اپنی بیوی کی صحبت میں دُوسروں کی نسبت زیادہ خوشی محسوس کرے گا، وہ ماسوائے ضرورت کے، اُس سے الگ ہونے کی خواہش نہیں کرے گا، کیوں کہ وہ اُس کے ساتھ وقت گزارنے سے لُطف اندوز ہوتا ہے (واعظ ۹:۹)۔ جب وہ اُس سے دوُر ہوتا ہے تو اُسے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اُس کا آدھا وجود کھو گیا ہو اور جب وہ اُس کے پاس واپس آتی ہے تو وہ خود کو پھر سے مکمل محسوس کرتا ہے۔ محبت میں وہ اُسے اپنی سب سے عزیز محرِم راز اور قریب ترین دوست سمجھتا ہے۔ وہ اُس میں سب سے زیادہ خوشی محسوس کرتا ہے، اُس کی مسکراہٹ سے اُس کا دِل گرم ہو جاتا ہے، وہ اُس کی ہنسی میں خوشی محسوس کرتا ہے، اُس کے ساتھ مکمل طور پر مطمئن رہتا ہے، اُس کی صحبت سے سرشار اور اُس کے ساتھ جسمانی قربت میں مکمل طور پر تسکین پاتا ہے۔ اُس کی تمام تر محبتیں، ہمیشہ کے لئے اور شدید جوش کے ساتھ، صرف اور صرف اُس کی بیوی کے لئے ہیں۔ جو محبت وہ اپنی بیوی سے کرتا ہے اور جو خوشی اور راحت وہ اُس میں پاتا ہے، اُس کی وجہ سے باقی تمام عورتیں اُس کے لئے اجنبی ہیں اور اُس کے جذبات کو اپنی طرف مائل نہیں کر سکتیں (اَمثال ۵:۲۰) "کیوں کہ پاک دامن شوہر ہونے کا راز صرف بیوی رکھنے میں نہیں، بلکہ صرف بیوی سے محبت کرنے میں ہے"۔[۴۲۹]

---

428 . Swinnock, 1:489.
429 . Swinnock, 1:492.

دوم: یہ اُسے اپنی بیوی سے شفقت سے بات کرنے پر آمادہ کرے گا (کلسیوں ۳:۱۹)۔ یعقوب فرماتا ہے کہ زُبان ایک بے قابو بُرائی ہے، بدی کی دُنیا ہے، جو اکثر جہنم کی آگ سے بھڑکائی جاتی ہے (یعقوب ۳:۶-۸) ہمیں اِس پر قابو پانے کے لئے خدا کے اُس خاص فضل کی سخت ضرورت ہے جو رُوح کو مارنے والا اور پاک کرنے والا خُدا ہے۔ ایک شوہر کی زبان بھی کچھ مختلف نہیں ہوتی۔ دراصل ہم جتنا کسی کے قریب ہوتے ہیں، ہماری باتیں اُتنی ہی گہرائی تک اُس کے دِل میں اُتر سکتی ہیں اور اُتنی ہی زیادہ تکلیف بھی پہنچا سکتی ہیں۔ ایک شریکِ حیات کی تلخ کلامی یا بدزبانی شاید سب سے زیادہ تکلیف دہ ہو سکتی ہے۔ زبور ۵۵ کا مصنف (داؤد) آیات ۱۲-۱۴ میں پیش گوئی کے ذریعے سے رنج و غم کا اِظہار کرتا ہے کہ یہوداہ کی طرف سے مسیح یسوع کو دیا جانے والا زخم اُس کی دوستی اور قربت کی وجہ سے اَور بھی زیادہ دردناک ہو گیا (متی ۲۶:۴۹-۵۰)۔

ایک نرم دِل اور حساس بیوی کے لئے جو اپنے شوہر کی محبت بھری اور نرم گفتگو سے پگھل جاتی ہے، اُس کے لئے اُن ہونٹوں سے نکلنے والے تلخ اَلفاظ کس قدر دِل شکن ہوتے ہیں، جن پر وہ بوسہ کرنا پسند کرتی ہے؟ جب وہ اُسے سخت اور چبھتے ہوئے اَلفاظ میں ڈانٹ دے تو یہ بات کتنی اَذیّت ناک ہوتی ہے؟ اپنے ہی ہم خواب اور محبوب ترین ساتھی کے تلخ و تحقیر آمیز اَلفاظ کو صبر اور خاموشی سے برداشت کرنا کس قدر دُشوار ہوتا ہے۔ اُس کے سخت گیر تقاضوں اور جلد باز طبیعت کا محبت آمیز جواب دینا کس قدر مشکل ہوتا ہے۔ وہ محبت کرنے والا شخص کہاں ہے جس سے اُس نے شادی کی تھی؟ (یعنی وہ بدل چکا ہے)

محبت اِنسان کو ہر طرح کی تلخی اور بدگوئی کو چھوڑنے پر مجبور کر دیتی ہے (اِفسیوں ۴:۳۱؛ کلسیوں ۳:۱۹) اور اُسے اپنی بیوی سے نرمی اور محبت سے بات کرنے پر مائل کرتی ہے، کیوں کہ تلخی محبت کی سب سے بڑی دُشمن ہے۔ محبت ایک مرد کے دِل کو اُس کی بیوی کے لئے نرم کر دیتی ہے اور یہی نرمی اُس کی باتوں میں مٹھاس لے آتی ہے (متی ۱۹:۱۵)۔ اپنی عزیز بیوی کو تکلیف نہ پہنچانے کی خاطر، شوہر کی محبت اُسے مجبور کرے گی کہ وہ اُسے نرمی سے تنبیہ کرے، ہمدردی کے ساتھ اُسے نصیحت کرے اور شیریں لہجے اور نرم دِلی سے اُس کی اِصلاح کرے، اِن تمام باتوں کا خاص خیال رکھتے ہوئے اور بالکل ویسے ہی جیسا کہ وہ چاہتا ہے کہ دُوسرے لوگ اُس کے ساتھ برتاؤ کریں۔ اِس کے علاوہ، اُس کی محبت اُس کی آنکھیں کھول

دے گی تاکہ وہ اُس کے نیک اَعمال کو دیکھ سکے اور اُس کا دِل کھول دے گی تاکہ وہ اُن کی قدر کر سکے اور اُس کے ہاتھ کھول دے گی تاکہ وہ اُن سے لطف اُٹھا سکے، تو محبت اُس کے لب بھی آسانی سے کھول دے گی تاکہ وہ اُن کی تعریف کر سکے (اَمثال ۲۸:۳۱)۔

ہاپکنز (Hopkins) نے شوہر کی نازیبا گفتگو کے بارے میں ایک اہم مُشاہدہ پیش کیا: "وہ خاندان واقعی بدبخت ہے جہاں میاں بیوی جو ایک ہی جوئے میں جُتے ہوئے ہیں، ایک دُوسرے کو ٹھوکر مارتے اور دھکیلتے ہیں۔ اگر بیوی اپنی ذِمے داریوں کو بخوبی اَنجام دے رہی ہو تو اُسے محبت بھرے انداز میں سراہا جانا چاہیے اور اُس کی تعریف ہونی چاہیے۔ اور اگر کبھی وہ کسی کوتاہی کی مرتکب ہو بھی جائے تو اُسے سختی یا تلخی سے نہیں ڈانٹنا چاہیے بلکہ نرمی سے اور ایسے انداز میں جس سے غصے کی بجائے دُکھ کا اِظہار ہو۔ لیکن اگر گھر میں مسلسل لڑائیاں اور جھگڑے ہوتے رہیں، تو یہ نہ صرف اِزدِواجی زِندگی کا ذائقہ ختم کر دیتے ہیں، بلکہ اُن سے کسی بہتری کی اُمید کے بجائے مزید بگاڑ پیدا ہوتا ہے"۔[430]

لہٰذا، خلاصہ یہ ہے کہ ایک محبت کرنے والا شوہر اپنی بیوی سے ایسے انداز میں بات کرے گا کہ بیوی کو کبھی اُس کی محبت پر شک نہ ہو۔ بلکہ وہ ہمیشہ یہ محسوس کرے گی کہ شوہر کی باتیں محبت کی زمین سے اُگتی ہیں، محبت کی چھلنی سے چھن کر اُس تک پہنچتی ہیں، اور محبت کی ندی کی مانند اُس کے دِل تک بہہ کر آتی ہیں۔ یہ اندازِ محبت ہی اُسے بھی ترغیب دے گا کہ وہ جواباً اپنے شوہر سے محبت کرے۔

تیسرا نقطہ یہ ہے کہ محبت شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ کُھلے دِل کے ساتھ زِندگی گزارنے پر آمادہ کرے گی (غزل الغزلات ۷:۱)۔ وہ اُس کے ساتھ ایک اجنبی کی طرح پیش نہیں آئے گا، نہ اُس سے کوئی راز چھپائے گا، نہ اُس پر ہمیشہ تک شک کرے گا، بلکہ وہ اپنا دِل اُس کے دِل میں اُنڈیل دے گا اور دونوں ایک دُوسرے کے ہم راز بن کر رہیں گے جو اپنی سوچیں، اُمیدیں، خوف، خواہشات اور خواب ایک دُوسرے کے ساتھ بانٹیں گے۔ وہ اپنی بیوی کو اپنے دِل و دِماغ میں جگہ دے گا اور خوشی سے اُس کے

---

[430] . Hopkins, 1:417–18.

احساسات وجذبات کو جانے گا۔ وہ فیصلہ سازی اور منصوبہ بندی میں اُس کی بصیرت اور حکمت سے راہ نُمائی حاصل کرے گا۔

چہارم: محبت اُسے اپنی بیوی کی کمزوریوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے پر آمادہ کرے گی (ا۔پطرس ۷:۳)۔ سٹیل (Steele) نے کہا "اُس کا اپنی بیوی کے ساتھ رویہ نرمی سے لبریز ہونا چاہیے اور محبت ورحم پر مبنی ہونا چاہیے"۔[431] لہٰذا، وہ اُس سے ایسی توقع نہیں رکھے گا جسے وہ کبھی پورا نہیں کر سکتی، اور اُس چیز کے لئے صبر سے اِنتظار کرے گا جسے وہ فی الحال دینے سے قاصر ہو۔ جب وہ سارا دن گھر، بچوں اور خریداری میں مصروف ہو تو وہ اِس بات کا خیال رکھے گا کہ اُسے ضروری آرام، سہارا اور مدد ملے، وہ یوں برتاؤ نہیں کرے گا جیسے اُس کا کام کوئی کام ہی نہ ہو بلکہ اُس کے ساتھ فہم وفراست سے زِندگی بسر کرے گا
۔

مزید برآں، محبت اُسے اپنی بیوی کے تمام دُکھوں میں اُس کے لئے باعثِ تسلی بنائے گی۔ کوئی اَور اُس کے اِتنا قریب نہیں جتنا اُس کا شوہر ہے اِس لئے اُس کی موجودگی سب سے زیادہ خوش آئند، اُس کا لمس سب سے زیادہ سکون بخش، اُس کے اَلفاظ سب سے زیادہ خوشگوار، اُس کی مدد سب سے زیادہ موثر اور تسلی بخش ہوگی۔ لہٰذا، شوہر کی محبت اُسے اُس کی آزمائشوں میں تسلی دے گی، اُس کے دُکھوں میں اُس کے ساتھ اِظہارِ ہمدردی کرے گی اور ہر مشکل میں جہاں تک ممکن ہو، اُسے کی حوصلہ اَفزائی کرے گی۔[432]

مختصر یہ کہ اپنی بیوی کی محبت میں، شوہر وہی نرمی ظاہر کرے گا جس کی وہ خود بھی مسیح سے اُمید رکھتا ہے اور جو وہ ہمیشہ مسیح سے حاصل کرتا ہے۔ شوہر کے طور پر مسیح کی نرمی اُس کے لئے نمونہ اور معیار ہوگی کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کرے۔[433]

پنجم: محبت شوہر کو اِس بات پر آمادہ کرے گی کہ وہ اپنی بیوی کو ہر اُس خطرے اور نقصان سے محفوظ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرے جو اُس پر منڈلا رہا ہو۔ جب عمالیقیوں نے داؤد کی بیویوں کو قید کر لیا(

---

431 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:288. Emphasis added.
432 . Swinnock, 1:489.
433 . Rogers, 221.

۱۔ سموئیل ۳۰) تو اُس نے اِس قدر گریہ وزاری کی کہ اُس میں رونے کی طاقت بھی نہ رہی (آیت ۴) اور پھر اُس نے چھ سو آدمیوں کے ساتھ دُشمن کا پیچھا کیا اور سب کو چھڑا لایا (آیت ۱۸)۔ اِسی طرح شوہر کی محبت اُس کی طاقت کو بھڑکائے گی اور اُسے اِس مقام پر لے آئے گی جہاں وہ اپنی بیوی اور خطرے کے درمیان کھڑا ہو جائے گا۔ وہ اپنی بیوی پر حفاظت کی چادر تان دے گا، جیسے بوعز نے رُوت کے لئے کیا (رُوت ۳:۹) اور جیسے خداوند اپنے لوگوں کے لئے کرتا ہے (رُوت ۲:۱۲؛ حزقی ایل ۱۶:۸)۔ وہ اپنی بیوی کی عزت و آبرُو کی حفاظت کرے گا اور اُس کی پاکیزگی اور اَخلاص کی نگہبانی کرے گا (رُوت ۳:۱۴)۔ وہ اُس کے گرد حفاظت کی باڑ بن جائے گا تاکہ جس چیز کا بھی اُسے نشانہ بنایا جائے وہ پہلے اُسے لگے۔

بیوی کو کلامِ مقدس میں ایک پھل دار بیل سے تشبیہ دی گئی ہے جو کہ گھر کی دِیوار سے لپٹی ہوتی ہے تاکہ اُسے سہارا اور حفاظت ملے (زبور ۱۲۸:۳)۔ ہاپکنز (Hopkins) نے لکھا "بیل ایک کمزور اور نازک پودا ہے اور اُسے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے اور شوہر کو اُس کے لئے گھر کی دِیوار کی مانند سہارا بننا چاہیے، اِسی لئے عورت کو اِبتدا میں مرد کی پسلی سے پیدا کیا گیا، جو اُس کے بازُو کے نیچے ہوتی ہے اور بازُو کا کام یہ ہے کہ وہ چوٹوں اور حملوں سے حفاظت کرے، جو ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ شوہر کو اپنی بیوی کو ہر قسم کی زیادتی اور نقصان سے بچانا چاہیے جس کا اُسے سامنا ہو سکتا ہے"۔[۴۳۴]

اِسی لئے اپنی بیوی سے محبت کرتے ہوئے شوہر کو چاہیے کہ وہ: "اُس کی جان کو گُناہ کی آزمایش سے، اُس کے بدن کو ضرر سے، اُس کے نام کو بدنامی سے اور اُس کی شخصیت کو بچوں، نوکروں یا دُوسروں کی نظر میں ذِلت سے بچائے، کیوں کہ اُس عورت نے اپنے تمام رِشتے داروں کو چھوڑ کر اپنے شوہر پر بھروسا کیا ہے اور یہ اُس کی مہربانی اور حفاظت کی طلب گار ہے۔ پس اگر شوہر اُسے تنہا چھوڑ دے یا اُس سے بے وفائی کرے تو یہ ناقابلِ معافی ظلم ہو گا"۔[۴۳۵]

---

[434] . Hopkins, 1:416.
[435] . Steele, *Puritan Sermons*, 2:288.

ششم: محبت اُسے اِس بات پر آمادہ کرے گی کہ وہ وفاداری سے اپنی بیوی کی ضروریات پوری کرے (خروج ۱۰:۲۱)۔ مینٹن (Manton) نے لکھا کہ "شوہروں کو چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں کو تمام ضروری چیزیں مہیا کریں، جو صحت، خوراک اور لباس کے لئے لازم ہوں، وہ بھی اُن کے معاشرتی مرتبے اور حیثیت کے مطابق شائستگی اور وفاداری کے ساتھ دی جانی چاہییں، کیوں کہ اِس میں وہ مسیح کی دیکھ بھال اور کفالت کی پیروی کرتے ہیں، جس نے اپنی دُلہن (کلیسیا) کے لئے سب کچھ مہیا کیا، رُوح کی خوراک، نجات کا لباس تا کہ اُن کی برہنگی کو ڈھانپا جا سکے اور شفا بخشنے والا فضل تا کہ اُن کی بیماریوں کو دُور کیا جا سکے۔ شوہر کو بھی اپنی بیوی کے لئے یہی کچھ کرنا چاہیے"۔[۴۳۶] اگر کوئی شخص اپنی بوڑھی ماں کی ضروریات کو پورا نہیں کرتا، تو پولس رسول فرماتا ہے کہ وہ بے ایمان سے بھی بدتر ہے (۱۔ تیمتھیس ۵:۸)۔ تو پھر ایک مسیحی شوہر جو اپنی بیوی کے لئے مہیا نہیں کرتا، اُس کے خلاف کتنی زیادہ مذمت واجب ہے۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ اُسے ایک شوہر کی محبت، ایک مسیحی کے ایمان اور ایک اِنسان کی فطرت سے محروم نہ سمجھا جائے، تو اُس پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کی کفالت کرے، اُسے نہ صرف وہ محبت، پرورِش اور توجہ، جو اُسے درکار ہے، دینی چاہیے، بلکہ وہ بنیادی ضروریات بھی فراہم کرنی چاہییں جو وہ جائز طور پر مہیا کر سکے اور اُسے زِندگی کا آرام بخش سکون بھی مہیا کرنا چاہیے (اِفسیوں ۵:۲۹)۔

جب ایک عورت اپنے شوہر سے شادی کرتی ہے تو وہ اپنے باپ کی کفالت، ماں کی پرورِش اور اپنے دوستوں کا تمام سکون پیچھے چھوڑ کر آتی ہے۔ کیا پھر اُس کا شوہر اُس کے لئے یہ چیزیں مہیا نہیں کرے گا؟ اگر اُس کا شوہر اُسے یہ چیزیں مہیا نہیں کرتا تو وہ اَور کس کی طرف رُجوع کرے؟ کیا اُسے مکمل حق حاصل نہیں کہ وہ یہ سب کچھ اپنے شوہر سے طلب کرے؟ (پیدایش ۲:۲۴؛ خروج ۱۰:۲۱؛ رُوت ۱:۹)۔ ایک محبت کرنے والا شوہر اپنی بیوی کو وہ مدد اور توجہ فراہم کرے گا جو اُس کے شایانِ شان ہے، جو اُس کے لئے جینے اور سب کچھ کرنے کا اِنتخاب کرتی ہے۔[۴۳۷] مزید برآں، جیسے جیسے خدا اُسے توفیق دے، وہ اپنی بیوی کے لئے ایسا مُناسب اِنتظام کرے گا کہ اُس کے بعد اُس کی کفالت ہو سکے۔ "شوہر کی محبت کو اُس کی

---

[436]. Manton 19:472.
[437]. Rogers, 227.

زِندگی کے بعد بھی قائم رہنی چاہیے۔ جب وہ مرنے کے قریب ہو، تو اُسے صرف یہ یاد نہیں رکھنا چاہیے کہ وہ ایک باپ ہے اور اِس بات کو بھولنا نہیں چاہیے کہ وہ ایک شوہر بھی ہے، اُسے شاخوں سے پہلے جڑ کا خیال رکھنا چاہیے"۔[۴۳۸]

آخر کار محبت، ایک شوہر کو اِس بات پر آمادہ کرے گی کہ وہ اپنی بیوی کی رُوحانی ترقی اور بھلائی کا باعث بنے (۱۔کرنتھیوں ۱۶:۷؛ ۱۔پطرس ۱:۳)۔[۴۳۹] اگرچہ، اِس کا ذِکر آخر میں کیا گیا ہے، لیکن یہ خواہش شوہر کی اوّلین اور بنیادی خواہش ہونی چاہیے، کیوں کہ اگر یہ خواہش نہ رہے تو سب کچھ بیکار ہے، لیکن اگر یہ خواہش حاصل ہو جائے یا کم از کم خلوصِ نیت اور دُعا کے ساتھ اِس کی کوشش کی جائے، تو مذکورہ بالا تمام چیزیں قابلِ حصول ہیں اور خدا کے فضل سے حاصل ہو جائیں گی۔ پولُس رسول فرماتا ہے "مسیح یسوع، کلیسیا کو مقدّس بنانے اور صاف کرنے کے لئے آیا تاکہ اُسے ایک ایسی جلال والی کلیسیا بنا کر اپنے پاس حاضر کرے جس کے بدن میں داغ یا جُھری یا کوئی اَور ایسی چیز نہ ہو بلکہ پاک اور بے عیب ہو" (اِفسیوں ۵: ۲۶-۲۷)۔ چونکہ، یہ مسیح یسوع کا بنیادی مقصد تھا، اِس لئے ایک شوہر کا بھی یہی مقصد ہونا چاہیے (آیت ۲۸)۔

اپنے شادی کے وعظ میں گرینہم (Greenham) نے دُولہا کو درج ذیل ذِمے داری کو نبھانے کی تلقین کی:

"اَے بھائی! تمہیں یہ سیکھنا چاہیے کہ اپنی بیوی سے ویسے ہی محبت کرو جیسے مسیح یسوع نے اپنی دُلہن، یعنی کلیسیا سے محبت کی۔ یعنی جس طرح ہمارا نجات دِہندہ مسیح اپنی کلیسیا کے ساتھ بڑے صبر سے پیش آتا ہے اور آہستہ آہستہ اُس کی ناپاکی کو دُور کرتا، دھوتا اور پاک کرتا ہے، اُسی طرح تمہیں بھی حکمت کے ساتھ مُناسب طریقے اِختیار کرنے چاہئیں (اور صبر و تحمل کے ساتھ اپنی بیوی میں پائی جانے والی کسی بھی خامی کی اِصلاح کا اِنتظار کرنا چاہیے) تاکہ خدا کے رُوح کی نعمتیں اُس میں روز بروز بڑھتی جائیں۔ پس، مَیں تمہیں خدا اور اُس کے فرشتوں کے روبرو اور اُس دِن کے لحاظ سے جب تم مجھے اور میری بہن کے

---

438 . Swinnock, 1:496.
439 . Cf. chapter 5.

والدین کو مسیح یسوع کی عدالت میں جواب دوگے، تاکید کرتا ہوں کہ جس طرح تم اُسے کنواری حالت میں اُس کے والدین سے لے رہے ہو، اُسی طرح تم کوئی بھی ایسی ذِمے داری نظر انداز نہ کرنا جس سے اُس کی نجات میں ترقی ہو، تاکہ جب مسیح یسوع تمہیں حساب دینے کے لئے بُلائے، تو تم اُسے اپنی تمام تر کوشش کے ساتھ پاک اور بے عیب حالت میں خدا کے حضور پیش کر سکو"۔[440]

ایک شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کی رُوحانی ترقی کو اپنے دِل و دِماغ میں ایسے رکھے جیسے ایک قطب نُما، جو اُس کے ہر عمل کے لئے ایک اُصول اور راہ نُما ہو۔ یہی قطب نُما اُس کی باقی تمام ذِمے داریوں کے لئے محفوظ ترین راہ نُمائی فراہم کرتا ہے اور اِسی مقصد کو سب سے مقدّم رکھنا، اِزدِواجی زِندگی کی عزت و تکریم کو قائم رکھنے اور کسی بھی فرض میں کوتاہی سے بچنے کا یقینی ذریعہ ہے۔

پس، محبت کرنے والا شوہر کوشش کرے گا کہ اُس کی شادی ایک مسیحی شادی کے طور پر پہچانی جائے، جس میں وہ اَور اُس کی بیوی مِل کر نجات کے وارثوں کے طور پر اِکٹھے چلیں جن کا بنیادی اور اَبدی مقصد خدا کی تعظیم کو اپنی اِزدِواجی زِندگی میں ظاہر کرنا ہو۔ وہ کوشش کرے گا کہ وہ دونوں (میاں و بیوی) زِندگی میں فضل کے شریک کے طور پر چلیں تاکہ بعد میں جلال کے وارثوں کے طور پر اَبدی زِندگی میں بھی ساتھ چل سکیں۔[441] اِس سلسلے میں، محبت کرنے والا شوہر اِس بات کو مدِ نظر رکھے گا کہ وہ اپنی بیوی کے لئے ایک نیک نمونہ ہو (اَمثال ۲:۱۷)۔ وہ خدا پرستی، رحم دِلی، حکمت اور نیکی میں اُس کی راہ نُمائی کرے گا اور یہی اُس کی طرف سے دائمی اور سب سے موثر تعلیم ہو گی۔ اُس کا اندازِ گفتگو اُس کی بیوی کو راہ دِکھائے گا، جیسا کہ سٹیل (Steele) نے لکھا "اُس کی دُعائیں، اُسے دُعا کرنا سکھائیں گی، اُس کا عدل، پرہیز گاری اور محبت اُس کے لئے ایک قانون، ایک اُصول اور ایک محرک بنیں گے تاکہ وہ بھی عادِل، باوقار، اور محبت کرنے والی بنے۔ اگر شوہر ایک مُلحد ہو، یا فقط لذت پرست، یا رِیاکار فریسی ہو، تو یہ سب کچھ اُس کی بیوی کو

440 . Greenham, 281.
441 . Gataker, 208.

بھی بِگاڑ سکتا ہے، شوہر کو اپنی بیوی کے آگے آگے چلنا ہے اور عموماً وہ اُس کے پیچھے پیچھے یا تو جہنم کی طرف جاتی ہے یا جنت کی طرف"۔[442]

اگر شوہر کی محبت کی بنیاد، اُس کا طریقہ کار اور اُس کے ثمرات ویسے ہی ہیں جیسے ہم نے بیان کیے ہیں، اور اگر شادی ایک مرد پر اِتنی بھرپور ذِمے داری عائد کرتی ہے جیسی کہ محبت کے تقاضے ظاہر کرتے ہیں، تو بلاشُبہ کوئی بھی مرد اپنے آپ میں اِن سب چیزوں کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ جو شخص بھی شادی کرنے کا اِرادہ رکھتا ہو، اُسے پہلے یہ یقین کر لینا چاہیے کہ وہ خود خدا سے رُوحانی طور پر وابستہ ہے (یوحنا ۱۵: ۵)، کیوں کہ صرف اُسی (خدا) میں شوہر کی کفالت ہے (حزقی ایل ۲۷:۳۶؛ فلپیوں ۱۳:۲؛ ۱۹:۴) اور صرف اُسی (خدا) سے وہ اُسے حاصل کر سکتا ہے، اور اُسی کی برکت پر وہ اپنی زِندگی کی ثمر آوری اور تاثیر کے لئے مکمل طور پر اِنحصار کرتا ہے (اِستثنا ۲۸:۸-۱۴)۔[443] لہٰذا، ہر وہ شخص جو اِزدِواجی زندگی کی حُرمت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے، اُسے چاہیے کہ وہ اُس وقت تک اِزدِواجی بندھن میں نہ بندھے، جب تک وہ خدا کے حضور مکمل یقین کے ساتھ قائل نہ ہو جائے کہ وہ اُس عورت سے، جسے وہ اپنی بیوی کے طور پر چُنے گا، پاکیزگی سے، مکمل طور پر، خلوص دِل سے، شدت سے اور ہمیشہ کے لئے محبت کر سکتا ہے۔ ہر وہ شخص جو کسی عورت سے شادی کرے، اُسے چاہیے کہ وہ اپنی تمام تر محبت صرف اُسی ایک شخص یعنی اپنی بیوی پر مرکوز کرے، کیوں کہ شوہر سے جو محبت مطلوب ہے، وہ اِتنی عظیم اور گہری ہوتی ہے کہ وہ ایک سے زیادہ کو دی ہی نہیں جا سکتی۔ اور ہر وہ مرد جس کے پاس بیوی ہے اُسے چاہیے کہ وہ اُس سے ویسے محبت نہ کرے، جیسے عام لوگ کرتے ہیں، جو خدا کے مقرر کردہ معیار سے بہت کم ہے، بلکہ ویسے محبت کرے جس طرح مسیحیوں کو کرنی چاہیے اور جیسے وہ خدا کے فضل سے کرنے کے قابل بنائے گئے ہیں۔ کیوں کہ ایک نیک ضمیر کی گواہی، اِیمان کے اِقرار کی سچائی، اِزدِواجی زندگی کی لذتیں اور سکون (جو دُنیا کی لذتوں اور راحتوں

---

[442] . Steele, *Puritan Sermons*, 2:288.

[443] . Cf. chapter 3.

سے کہیں بڑھ کر ہے)اِزدِواجی زِندگی کی تعظیم اور اُس کی اَبدی فلاح ،اِن تمام باتوں کا اِنحصار اِسی پر ہوتا ہے
۔

مطالعاتی سوالات

۱۔ شوہر کی دوبنیادی ذِمے داریاں کون سی ہیں ؟ اُنہیں کلامِ مقدس میں سے ثابت کریں۔

۲۔ شوہر کی محبت کی پانچ وجوہات کون سی ہیں ؟

۳۔ اِن میں سے کون سی وجہ آپ کے لئے سب سے زیادہ موثر ہے ؟ اور کیوں ہے ؟

۴۔ مسیح کی محبت، شوہر کی محبت کے لئے کس طرح سے ایک نمونہ ہے ؟

۵۔ ہم پیوریٹنز (Puritans) کے نظریات کا خلاصہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک شوہر کو اپنی بیوی کی رُوحانی ترقی کے لئے، مسیح کے ہاتھ میں ایک وسیلہ بننے کی کوشش کرنی چاہیے، وہ ایسا وسیلہ کیسے بن سکتا ہے ؟

۶۔ شوہر اپنے آپ سے محبت کرنے کے انداز سے کیا سیکھ سکتا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے کیسے محبت کرے ؟

۷۔ ایک شوہر کی طرف سے ادا کیے جانے والے تلخ اَلفاظ ،بیوی کے لئے تکلیف دہ کیوں ہوتے ہیں ؟

۸۔ شوہر کی محبت کے ثمرات کیا ہوتے ہیں ؟

۹۔ شوہر کی محبت کے ثمرات میں سے کون سا پھل آپ کی زِندگی میں سب سے زیادہ نمایاں ہے ؟

۱۰۔ شوہر کی محبت کے پھلوں میں سے کون سا ایسا ہے جس میں سب سے زیادہ بہتری کی ضرورت ہے ؟

نواں باب

شوہر کی خاندان کے سربراہ کے طور پر ذِمے داری

یہ بات واضح ہے کہ شوہر کو بیوی پر اِختیار حاصل ہے، جیسے کہ پولُس رسول کے اِفسیوں کے نام خط (۵:۲۲-۲۴) میں درج بیویوں کے لئے ہدایت میں بیان کیا گیا ہے "اَے بیویو! اپنے شوہروں کی ایسی تابع رہو، جیسے خداوند کی۔ کیوں کہ شوہر بیوی کا سَر ہے جیسے کہ مسیح کلیسیا کا سَر ہے۔ اور وہ خود بدن کا بچانے والا ہے۔ لیکن جیسے کلیسیا مسیح کے تابع ہے ویسے ہی بیویاں بھی ہر بات میں اپنے شوہروں کے تابع ہوں"۔ بیویوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے شوہروں کے تابع رہیں، کیوں کہ خدا نے اُنہیں اُن پر اِختیار بخشا ہے۔ شوہروں کو خدا کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیویوں پر اِختیار کو ایک ذِمے داری اور امانت کے طور پر اِستعمال کریں۔

تاہم، افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ امانت یعنی قیادت کی ذِمے داری جو شوہروں کو سونپی گئی ہے، عرصہِ دراز سے نظر انداز ہوتی چلی آ رہی ہے۔ ایک طرف تو یہ (ذِمے داری) ناجائز اِستعمال کا شکار ہوتی ہے۔ بعض شوہر اپنے اِختیار کو جابرانہ آمریّت میں بدل دیتے ہیں، اپنی بیویوں پر سخت اور ظالمانہ اَلفاظ،

ڈانٹ ڈپٹ اور گالیوں کے ساتھ چیختے چلاتے اور یہاں تک کہ جسمانی تشدد سے بھی اِختیار جتاتے ہیں۔ خدا ، شوہر کو یہ اِختیار اپنی بیوی کے ساتھ بھلائی کرنے کے لئے دیتا ہے، لیکن بعض شوہر اِس اِختیار کو بگاڑ کر اپنی بیویوں کے ساتھ بُرائی کرتے ہیں۔ دُوسری طرف، سربراہی کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ کچھ شوہر اپنی ذِمے داریوں سے دست بردار ہو جاتے ہیں، اور اپنی سربراہی کی ذِمے داری کو نظر انداز کرتے ہیں، یوں اپنی بیویوں کو بغیر محبت، بغیر حفاظت اور بغیر راہ نُمائی کے چھوڑ دیتے ہیں، جیسے کہ ایک جسم کو بغیر سر کے چھوڑ دیا جائے۔ اُنہیں اپنے اُوپر واجب ذِمے داری کا علم تو ہوتا ہے، مگر وہ یہ اِختیار اپنی بیوی کو دے دیتے ہیں اور اپنے اِس بڑے اِستحقاق کو نظر انداز کرتے ہیں۔ لہٰذا، ہماری اِزدِواجی زِندگی کی فلاح کے لئے اور اُس ذات (خدا) کے جلال کے لئے جو مرد و عورت کو بطور شوہر اور بیوی ایک کرتا ہے، یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم شوہر کی سربراہی کے بارے میں بائبلی نقطہ نظر کو دوبارہ سمجھیں اور اُسے بحال کریں۔ اِس بحالی میں بہتری تب آئے گی جب ہم شوہر کے اِختیار سے متعلق چار باتوں کو سمجھیں گے: یہ اِختیار ہے کیا، اِسے کیسے قائم رکھا جائے، اِس کا مقصد کیا ہے اور اِسے کس طرح اِستعمال کیا جائے؟۔

شوہر کو کون سا اِختیار سونپا گیا ہے؟

یہ قابلِ غور بات ہے کہ اِفسیوں ۵ میں کہیں یہ نہیں کہا گیا کہ شوہر کو اپنی بیوی پر اِختیار حاصل کرنا چاہیے۔ اُس کی سربراہی اُس کے شوہر ہونے کی حیثیت سے جُدا نہیں کی جا سکتی۔ جیسے ہی وہ شادی کے عہد میں داخل ہوتا ہے اور شوہر ہونے کی حیثیت کو قبول کرتا ہے، تو وہ اپنی بیوی کا سربراہ بن جاتا ہے۔

لہٰذا، سربراہی شادی سے ناگزیر طور پر ہم آہنگ ہے، لیکن اِس وجہ سے نہیں کہ وہ (سربراہی) اِسی (نکاح) سے وجود میں آئی ہو۔ بلکہ اِزدِواجی تعلق میں حاصل سربراہی خدا کی طرف سے ہے، جس نے اِس رِشتے کو قائم کیا اور شوہر اور بیوی دونوں کو اُن کے متعلقہ کردار اور ذِمے داریاں سونپیں۔ بے شک، سارا اِختیار خدا کی طرف سے ہے اور کوئی مخلوق اُسے ہرگز خود سے حاصل نہیں کر سکتی جب تک کہ خدا خود اُسے یہ اِختیار سونپ نہ دے۔ رومیوں ۱۳:۱-۲، ۷ میں پولُس رسول فرماتا ہے "ہر شخص اعلیٰ حکومتوں کا تابع دار رہے کیوں کہ کوئی حکومت ایسی نہیں جو خدا کی طرف سے نہ ہو اور جو حکومتیں موجود ہیں وہ خدا کی

طرف سے مقرر ہیں۔ پس جو کوئی حکومت کا سامنا کرتا ہے وہ خدا کے اِنتظام کا مُخالف ہے اور جو مخالف ہیں وہ سزا پائیں گے۔۔۔ سب کا حق ادا کرو۔ جس کو خراج چاہیے خِراج دو، جس کو محصول چاہیے محصول۔ جس سے ڈرنا چاہیے اُس سے ڈرو۔ جس کی عزت کرنا چاہیے اُس کی عزت کرو"۔

پس، شوہر کا اپنی بیوی پر اِختیار دراصل، خدا کا اِختیار ہی ہے جو خدا نے شوہر کو اپنے نائب کی حیثیت سے سونپا ہے۔ بیوی کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے شوہر کی ایسی تابع رہے جیسی کہ "خداوند کی" کیوں کہ بیوی کی اپنے شوہر کی تابع داری دراصل اُس کی اپنے خدا کی تابع داری کا حصہ ہے۔ اگر بیوی اپنے شوہر کے جائز اِختیار کو ردّ کرتی ہے تو وہ دراصل خدا کے اِختیار کو ردّ کرتی ہے۔

شوہر اپنے اِختیار سے دست بردار ہو سکتا ہے، اُسے نظر انداز کر سکتا ہے، اُس کا غلط اِستعمال کر سکتا ہے، یا اُسے ناپاک کر سکتا ہے، لیکن وہ خود کو آزاد کرنے کی بالکل طاقت نہیں رکھتا، کیوں کہ یہ شوہر ہونے کا لازمی جزو ہے۔ اُسے وفاداری کے ساتھ اِس اِختیار کو اِستعمال کرنا ہو گا، وگرنہ وہ خدا کے سامنے اپنی بے وفائی کے لئے جواب دہ ہو گا، کیوں کہ خدا نے اُسے اپنی بیوی کے بارے میں جواب دہ ٹھہرایا ہے، جو اُس کے سپُرد کی گئی ہے۔

یہ امانت (ذِمے داری) جو خدا کی طرف سے شوہر کو سونپی گئی ہے، شوہر کے اِختیار کو سمجھنے کے لئے کئی اہم نکات پر روشنی ڈالتی ہے۔ اوّل، یہ اِختیار ایک امانت ہے اور شوہر کو اِس اِختیار کو اپنی مرضی سے اِستعمال کرنے کی آزادی نہیں دی گئی۔ جس طرح خدا ہی وہ واحد ذات ہے جو یہ اِختیار تفویض کر سکتی ہے، اُسی طرح خدا ہی اِس بات کا فیصلہ کرنے کا حق رکھتا ہے کہ یہ اِختیار کیسا ہو گا، اِس کا دائرہ کار کیا ہو گا، اور اِسے کس انداز میں بروئے کار لایا جائے گا۔ اُسے خدا کی طرف سے بُلایا گیا ہے اور اُسے خدا کے تابع رہ کر ہی اپنی ذِمے داری کو ادا کرنا ہے، اپنے اِختیار کو اِس طرح سے اِستعمال کرنا ہے کہ اُس کی بیوی پر یہ بات واضح ہو جائے کہ وہ خود بھی کسی اعلیٰ اِختیار کے تابع ہے۔ دوم، اُس کا اِختیار ایک ذِمے داری ہے اور اُس سے جواب طلب کیا جائے گا کہ اُس نے اِسے کیسے نبھایا۔ وٹیلی (Whately) نے لکھا "خدا نے اپنے کلام میں اُسے سر کا لقب دیا ہے، لہٰذا، وہ کندھوں سے نیچے نہیں آ سکتا، بے شک یہ مرد کے لئے ایک گُناہ ہے

کہ وہ اُس مقام سے نیچے گر جائے جو خدا نے اُس کے لئے مقرر کیا ہے"۔[444] قیامت کے دن، جب ایک شوہر خدا کے سامنے کھڑا ہو گا کہ اُن نعمتوں اور صلاحیتوں کا حساب دے جو کہ اُسے عطا کی گئی تھیں، تو اُس کے حساب کا ایک بڑا حصہ یہ ہو گا (بلکہ شاید سب سے بڑا) کہ اُس نے سربراہ ہونے کہ حیثیت سے اپنی بیوی سے کیسا برتاؤ کیا۔

سوم، اُس کا اِختیار، خود خدا کی طرف سے ایک امانت ہے۔ خدا نے اپنے بچوں میں سے ایک بیٹی بطور بیوی اُسے سونپی ہے اور اُسے اُس کی حفاظت کرنے، اُس کی کفالت کرنے اور اُس کی راہ نُمائی کرنے کا اِختیار دیا ہے۔ خدا نے اُسے (شوہر کو) اِس لئے (بیوی کو) دیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کی تقدیس کے لئے، خدا کے ہاتھ میں وسیلہ بنے۔ اُسے مسیح کی مانند اُس کی دیکھ بھال کرنی چاہیے، اُسے اپنی بیوی کا ایسا سر (سربراہ) بننا چاہیے کہ بیوی مسیح کی سربراہی کو زیادہ بہتر طور پر سمجھ اور سراہ سکے۔

کتنا زیادہ اِعتماد ہے۔ پس شوہر کا اپنی بیوی پر اِختیار ایک امانت، ذِمے داری اور اِعتماد ہے جو کہ اُن کو اُس خدا کی طرف سے عطا کیا گیا ہے جو اِس اِختیار کا اصل سرچشمہ اور اعلیٰ ترین نمونہ بھی ہے اور جس کے سامنے شوہر براہِ راست اپنی اِس ذِمے داری کے لئے جواب دہ ہے۔

شوہر اپنے اِختیار کو کیسے برقرار رکھے؟

اگر شوہر کو اپنی بیوی پر اِختیار حاصل ہے اور وہ اُسے اِیمان داری اور عزت کے ساتھ اِستعمال کرنے کا پابند ہے تو لازم ہے کہ وہ اپنا رویہ ایسا رکھے کہ اِس اِختیار کو کھونے سے بچ جائے، ایسا نہیں کہ وہ خدا کے حضور یہ اِختیار کھو سکتا ہے، بلکہ وہ اپنی بیوی کی نظر میں اِسے کھو سکتا ہے، جب وہ (اپنے رویے سے) اُسے اپنی بیوی کی نگاہ میں قابل نفرت بنا دے۔

اگر شوہر ویسا برتاؤ نہیں کرتا جیسا اُسے کرنا چاہیے، تو وہ اپنی بیوی کی طرف سے اُس کے لئے عزت واحترام اور اُس کی سربراہی کو تسلیم کرنے کی آمادگی کھو سکتا ہے۔ اگر وہ بے وقوفی سے پیش آتا ہے، تو بیوی اُس سے نفرت کرے گی اور خود کو اُس سے زیادہ عقل مند اور بہتر سمجھے گی۔ اگر وہ ظالمانہ رویہ

---

444 . Whately, *A Bride-Bush*, 98.

اِختیار کرتا ہے تو بھی وہ اُسے حقیر جانے گی، اگرچہ وہ اُس کی موجودگی میں دبک کر رہ سکتی ہے، لیکن یہ غُلامانہ خوف نہ تو وہ فرماں برداری ہے جو اُس سے مطلوب ہے اور نہ ہی شوہر کے لئے فائدہ مند ہے۔ یہ سمجھنا نہایت ضروری ہے کہ شوہر کو بطور سربراہ کیسا روِیہ اِختیار کرنا چاہیے تاکہ اُسے تفوِیض کیا گیا اِختیار برقرار رہے۔ کیوں کہ صرف اُسی صورت میں وہ اپنے اِختیار کے اِستعمال کے سلسلے میں خُدا کے سامنے پاک ضمیر رکھ سکتا ہے اور اپنی بیوی کی طرف سے تابع داری، جو وہ خداوند کی خاطر کرتی ہے، کو پُرسکون اور مفید طریقے سے محسوس کر سکتا ہے۔ جیسا کہ راجرزؔ نے کہا "ایک شوہر جو اپنی عزت کی لاج رکھنا چاہتا ہے اُسے یہ اُصول اپنا لینا چاہیے: اپنی بیوی کو اپنے لئے نفرت کا موقع نہ دو، کیوں کہ اگر ایک بار عورت کے دِل میں اپنے شوہر کے لئے نفرت پیدا ہو جائے تو پورے اِزدِواجی نظام کی بنیاد ہِل جاتی ہے"۔[445] ۱۔ پطرس ۳:۷ کے مطابق شوہر کے اِختیار کو برقرار رکھنے کی بنیاد اِس بات پر ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ ایک سمجھ دار اِنسان کے طور پر "عقل مندی سے بسر کرے" جو اِس فرماں برداری کے فرض کا جواب ہے جو بیوی سے مطلوب ہے۔ جس طرح بیوی کو اپنے شوہر کی تابع داری میں رہنا چاہیے (اِفسیوں ۵:۲۲)، اُسی طرح شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ سمجھ داری اور علم و فہم کے ساتھ زِندگی بسر کرنی چاہیے۔ راجرزؔ نے کہا کہ "شوہر کو ایسا برتاؤ کرنا چاہیے کہ وہ نرمی اور محبت کے ساتھ اپنی بیوی کے دِل میں اپنے مرتبے اور سربراہی کے لئے ایک موزُوں تعظیم اور عزت پیدا کرے، بطور شوہر ایسی خوبیوں کا حامل ہو کہ بیوی کے دِل کو یہ اِطمینان ہو کہ وہ واقعی اُس کی زِندگی کی صحیح راہ نُمائی کے قابل ہے۔ اُس کا وقار، سنجیدگی اور حکمت بھرا روِیہ ہونا چاہیے کہ بیوی اپنے دِل میں یہ کہنے پر مجبور ہو جائے کہ میرا شوہر واقعی ایک سمجھ دار اور دانا اِنسان ہے"۔[446] اگر وہ اپنے دِل کے تکبر میں چلتا ہے اور تحقیر آمیز اور حاکمانہ روِیہ اِختیار کرتا ہے، تو وہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ خود اپنی زِندگی پر حکمرانی کرنے کی حکمت سے محروم ہے اور بیوی یہ نتیجہ اَخذ کرے گی کہ وہ اُس (بیوی) کی راہ نُمائی کے قابل نہیں۔

---

445 . Rogers, 186.

446. Rogers, 186.

لٰہذا، شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ اِس انداز سے زِندگی گزارے کہ وہ خوشی اور رضا مندی کے ساتھ اُس کی راہ نُمائی، تعلیم اور قیادت کو قبول کرے (اَمثال ۲۷:۱۷)۔[447] اوّل، اُسے اپنی ذاتی دانش و حکمت سے دست بردار ہو کر خُدا کے سامنے عاجزی اِختیار کرنی چاہیے اور اِس بات کا اِعتراف کرنا چاہیے کہ وہ اپنی فطری نااہلی کی وجہ سے خُدا کے حضور عزت و احترام کے ساتھ اپنی اِزدِواجی زِندگی کی ذِمے داریاں پوری کرنے سے قاصر ہے۔ اُسے چاہیے کہ وہ اپنی حکمت کی محرومی (اَمثال ۳۰:۲) اور بطور شوہر اُس کی صلاحیتوں میں پائے جانے والے نقائص اور کمزوریوں کو تسلیم کرنا چاہیے اور اپنی حکمت پر اِنحصار کرنے کی بجائے خداوند کی طرف رُجوع کرنا چاہیے۔

سوچیں کہ یہ طرزِ عمل اُس کی بیوی کو اُس کے کس قدر قریب لا سکتا ہے۔ کیا وہ ایسے شوہر کی دِل سے فرماں بردار نہیں ہو گی، جو اپنی بیوی کی قیادت کے لئے مکمل طور پر خُدا پر اِنحصار کرتا ہے؟ کیا وہ اپنے آپ کو اَور زیادہ اہم نہیں سمجھے گی جب وہ یہ دیکھے گی کہ اُس کا شوہر اپنی اِزدِواجی زِندگی میں اپنی حکمت پر اِنحصار نہیں کرتا، بلکہ اُس کو تفویض کردہ اس بڑی ذِمے داری کی ادائیگی کے لئے خدا سے فضل مانگتا ہے؟ دوم، اُسے مسیح یسوع کے حضور تابع دار رہنا چاہیے۔ اُسے اِس بات کو سمجھنا چاہیے کہ وہ خود بھی ایک اِختیار کے تابع ہے اور اُسے اپنی بیوی پر اپنی سربراہی کے بارے میں اُس ذات کو حساب دینا ہو گا جو اُس پر حاکم ہے۔ اگرچہ وہ اپنی بیوی کا سربراہ ہے، لیکن وہ خود مسیح کا خادِم بھی ہے۔ اُس کی بیوی بھی اُس کی طرح خدا کی شبیہ پر تخلیق کی گئی ہے اور زِندگی کے فضل اور نجات کی وارث ہونے میں اُس کی برابر کی شریک ہے (۱۔ پطرس ۳:۷)۔ کیا یہ حقیقت اُس کی بیوی کے لئے اِزدِواجی جوئے کو آسان نہیں بنا دے گی، جب وہ یہ دیکھے گی کہ اُس کا شوہر بھی مسیح کی تابع فرمانی کے اُسی جوئے کو اُٹھائے ہوئے ہے؟

سوم، اُسے اِزدِواجی زِندگی کے فوائد پر، اِس کی ذِمے داریوں کو قربان نہیں کرنا چاہیے۔ اُسے اِزدِواجی زِندگی کی برکات، اِس کی عزت و تعظیم اور آرام و سکون کے لئے خدا کا شکر گزار ہونا چاہیے، لیکن ساتھ ہی ساتھ اُسے اُن ذِمے داریوں کو بھی بھرپور انداز میں نبھانا چاہیے جو کہ اُسے تفویض کی گئی ہیں

447 . Rogers, 189–90.

تا کہ وہ اپنی بیوی کی رُوحانی ترقی کو فروغ دے سکے۔ اُسے چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کی مسیح کی طرف رُجوع کرنے میں راہ نُمائی کرے جو کہ واحد ایسی ہستی ہے جو کہ تقدیس کا اِختیار رکھتی ہے (زبور ۳:۱۱۰)۔ کون سی بیوی خوشی سے اپنے شوہر کی پیروی نہیں کرے گی جب وہ دیکھے گی کہ اُس کی رُوحانی بھلائی اُس کے شوہر کی سب سے بڑی ترجیح ہے اور جب وہ دیکھے گی کہ اِس عظیم خدمت میں وہ دِل وجان سے مشغول ہے؟

چہارم، اُسے ہر لحاظ سے مردِ خدا بننا چاہیے، اُسے خدا کے کلام سے راہ نُمائی حاصل کر کے اور رُوح القدس سے معمور ہو کر پاکیزگی کا مظاہرہ کرنا ہو گا۔ ”ایسا شخص سب سے پہلے اپنی شخصی دِین داری، اپنے دِل، ضمیر، گفتگو، معاملات اور لوگوں کے سامنے اپنے چال چلن کو دُرست کرتا ہے۔ پھر وہ اپنی بیوی کے سامنے اِس حکمت کے ساتھ چلتا ہے جو ایک دانا مرد کو زیب دیتی ہے۔ اور وہ دُوسروں کی راہ نُمائی کرنے سے پہلے خود اپنے آپ پر قابو پاتا ہے لیکن جب وہ اپنی ذات پر عمل کر کے نتائج دیکھ لیتا ہے (جیسے کوئی طبیب پہلے خود پر تجربہ کر کے دُوسروں کا علاج کرتا ہے) تب وہ دُوسروں کو بھی راہ نُمائی فراہم کرتا ہے“۔[۴۴۸]

اِس معاملے میں وٹیلی (Whately) کی نصیحت بہت کار آمد ہے۔ وٹیلی نے شوہر کی گھر میں قیادت سے متعلق دو اہم باتوں کی نشان دِہی کی: پہلی یہ کہ شوہر کو اپنی قیادت کو دُرست طریقے سے برقرار رکھنا چاہیے اور دُوسری یہ کہ اُسے چاہیے کہ اِس اِختیار کو عزت و وقار کے ساتھ اِستعمال کرے۔[۴۴۹] شوہر کی اُس عام روِش کی حوصلہ شکنی کے لئے جو کہ ”زیادہ چِلانے“ یا سختی سے حکم چلانے پر مشتمل ہوتی ہے، وٹیلی نے پہلے تو شوہروں کو ہر قسم کے جبر یا تشدّد سے منع کیا، پھر اُنہیں حکمت اور مہارت کے ساتھ معاملات چلانے کی تلقین کی۔ اُس نے لکھا: ”پس اَے شوہرو! یہ جان لو کہ اِزدِواجی زندگی کے اِس رِشتے میں اِختیار کو قائم رکھنے کا طریقہ طاقت یا تشدد نہیں، بلکہ مہارت ہے۔ ایک شوہر کو اپنی بیوی کی نافرمانی کا مقابلہ زور زبردستی اور طاقت کے بَل بُوتے پر نہیں کرنا چاہیے، بلکہ نرمی، شفقت اور دانائی سے کام لینا چاہیے۔ یہاں ہم سلیمان کے اَلفاظ کو اپناتے ہیں: ”کسی بھی چیز کی اصل خوبی حکمت ہے“۔ ہم نہیں چاہتے

---

448 . Rogers, 190.
449 . Whately, *A Bride-Bush*, 97.

کہ کوئی شخص تحکمانہ روِیہ اپنائے، بڑے بُول بولے اور درِندہ صفت روِیہ اِختیار کرے (جیسے کوئی بڑا خون خوار کُتا، کسی چھوٹے کمزور کُتے پر دھاوا بولے، بلکہ ہم تمہیں ایک آسان، یقینی اور مہارت سے بھرپور راستہ اپنانے کا مشورہ دیتے ہیں"۔[450] وِٹیلی (Whately) نے شوہروں کو اَور زیادہ فضل حاصل کرنے اور تین بڑی خامیوں سے بچنے کی نصیحت کی۔

اوّل، ایک شوہر کو چاہیے کہ وہ تمام قابلِ تعریف خوبیوں سے آراستہ ہونے کی بھرپور کوشش کرے اور نیکی و اَخلاق میں اپنی بیوی سے اِسی طرح بڑھ کر ہو جیسے مرتبے (سربراہی) اور مقام میں ہے۔[451] ہاپکنز (Hopkins) نے اِسے اِس طرح سے بیان کیا "یہ اِختیار قائم رکھنے کا دُرست اور موثر ترین طریقہ دانائی اور سنجیدگی، متانت اور پرہیز گاری اور ایک قابلِ احترام، مثالی اور باوقار زندگی گزارنا ہے۔یہ طریقہ بیوی اور پورے خاندان کے دِل میں عزت و احترام اور تعظیم پیدا کرے گا"۔[452] وِٹیلی کا یہ اِستدلال قائل کرنے والا ہے:

یہ دُعا ہے کہ اُس کی بیوی اُس میں ایسی فروتنی، دِین داری اور حکمت دیکھے کہ اُس کا دِل خود گواہی دے کہ اُس میں کچھ قدر و منزلت ہے، کچھ ایسی عظمت ہے جس کے آگے جھکنا بنتا ہے۔اُسے چاہیے کہ وہ اپنے گھرانے میں راستی، مسیحی چال چلن، سنجیدگی اور دِین داری کے ساتھ زِندگی گزارے اور گھر کے تمام اَفراد کے لئے ایک اچھا نمونہ بنے۔تب بیوی خوشی سے اُسے بہتر مقام دے گی جب وہ دیکھے گی کہ وہ واقعی ایک بہتر اِنسان ہے۔ایک کمتر شخص اپنے دِل میں اُس اعلیٰ شخص کے آگے نہ چاہتے ہوئے بھی جھک جاتا ہے جس میں اُس کے مرتبے کے مطابق فضل اور خدا کی شبیہ نظر آتی ہو۔ایک نیک اور باکردار آدمی کو بدترین عورت بھی دِل میں قدر کی نگاہ سے دیکھے گی، بلکہ ہر وہ عورت جو بالکل بے حس نہ ہو اور عورت ہونے کی تمام خوبیوں سے محروم نہ ہو، اپنے روِیے اور اَعمال سے اُس نیک مرد کی عزت کرے گی۔ قابلِ عزت ہونا ہی اِنسان کو عزت دِلانے کا سبب بنتا ہے۔ایسے شخص کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا جو واضح طور پر

---

450 . Whately, *A Bride-Bush*, 99–100.
451 . Whately, *A Bride-Bush*, 100.
452 . Hopkins, 1:419.

آپ سے بہتر ہو، کسی بھی شخص کے لئے بوجھ نہیں ہوتا۔ دِین دارانہ اور دانش مندانہ روِیہ لوگوں کو تعظیم کرنے پر مجبور کرتا ہے اور دُوسروں کو خوش دِلی سے فرماں برداری کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ کوئی بھی شخص ایسے شوہر کی مثال پیش نہیں کر سکتا جو اِن تمام اوصاف سے مُتصف ہو پھر بھی اپنی بیوی کی طرف سے حقارت کا شکار ہو۔ اگر ایک شہزادہ ایک بُزدِل شخص کو کپتان کے عہدے پر فائز کر دے، تو اُس کے فوجی جلد ہی اِس بُزدِلی کو بھانپ لیتے ہیں اور اُس کی تحقیر کرتے ہیں لیکن اگر اُس میں اِس ذِمے داری کو ادا کرنے کے لئے ضروری حوصلہ ہو تو چاہے فوجی سرکش ہی کیوں نہ ہوں پھر بھی وہ کپتان اُن کی نظروں میں اپنی عزت برقرار رکھے گا۔ یقیناً یہ بات سچ ہے کہ کبھی کبھار ایک بہترین شوہر کی بیوی کسی جنونی کیفیت میں نافرمان ہو سکتی ہے اور گھر سے نکل سکتی ہے، لیکن جب وہ کیفیت ختم ہو جائے گی اور وہ اپنے ہوش میں واپس آئے گی تو وہ خود کو ملامت کرے گی اور اپنے شوہر کو دُرُست سمجھے گی اور اِس طرح اُس کا وقار کھونے کے بجائے، نہ صرف بحال ہوتا ہے بلکہ اَور بھی بڑھ جاتا ہے۔ لہٰذا، آپ سب یقین رکھیں کہ نیک سیرت اور اچھے اَخلاق ہی عزت و وقار کو قائم رکھنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ یہ صِفات دِل پر رعب طاری کرتی ہیں، یہ (لوگوں سے) تکریم کا تقاضا کرتی ہیں، یہ باوقار سنجیدگی کے ساتھ ذہن کے سامنے جلوہ گر ہوتی ہیں اور جس شخص میں یہ موجود ہوں، اُسے طویل عرصے تک نظر انداز نہیں ہونے دیتیں۔ خود کو دِین دار بنانے کی بھرپور کوشش کرو اور یہی چیز آپ کو سب سے زیادہ باوقار بنائے گی۔[۴۵۳]

پس شوہر سے سب سے پہلی چیز جو مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ وہ خدا سے مزید فضل حاصل کرے تاکہ ایک وفادار شوہر کے طور پر چلے اور اِس طرح اپنی بیوی کی عزت اور فرماں برداری کے لائق ہو۔ بلاشُبہ، خداوند بیوی سے فرماں برداری کا تقاضا کرتا ہے، قطع نظر اِس سے کہ شوہر بحیثیت سربراہ کتنا اچھا یا وفادار ہے۔[۴۵۴] لیکن شوہر کی یہ خواہش ہونی چاہیے کہ وہ اپنی زِندگی اور کردار سے بیوی کی فرماں برداری کو آسان بنائے اور خود کو اِس لائق ثابت کرے۔ اُسے یہ کوشش کرنی چاہیے کہ اُس کی بیوی نہ صرف ظاہری طور پر بلکہ دِل سے اور پورے اِطمینان کے ساتھ اُس کے تابع رہے، جس طرح کلیسیا مسیح کے تابع

---

453 . Whately, *A Bride-Bush*, 100–1.
454 . Cf. chapter 7.

رہتی ہے۔بولٹن(Bolton) نے کہا" شوہر کے رُتبے، اِختیار اور وقار کو کسی بھی چیز سے اُتنا جلدی ختم یا کمزور نہیں کیا جا سکتا جتنا کہ ہلکے پن کے روِیے، ذاتی نااہلی یا اپنے منصب میں غیر مناسب برتاؤ سے۔جب کہ سچا کردار، بھلائی اور اندر سے جگمگانے والا فضل ایسا محبت آمیز احترام پیدا کرتا ہے جو کسی ظاہری شان و شوکت، جاہ و جلال یا سخت لب ولہجہ سے ہر گز پیدا نہیں ہو سکتا"۔[455] اور ہاپکنز نے مزید کہا: "جہاں دانائی اور پرہیز گاری کا بہترین اِمتزاج موجود ہو، ایک راہ نُمائی کے لئے اور دُوسری نمونہ بننے کے لئے، تو یہ چیزیں ایک شخص کو واقعی باوقار اور قابلِ احترام بناتی ہیں اور بیوی اور پورے خاندان کو اُس کی عزت کرنے اور اُس کی پیروی کرنے پر آمادہ کرتی ہیں"۔[456]

دوم، جیسا کہ وٹیلی (Whately) نے کہا کہ شوہر کو تین ذِلت آمیز برائیوں سے بچنا اور اُنہیں ترک کرنا چاہیے جو اُسے دُوسروں کی نگاہوں میں گھٹیا اور حقیر بنا دیتی ہیں۔[457] یہ وہ تین بُرائیاں ہیں: تلخ مزاجی، فضول خرچی اور ہلکا پن۔شوہر کو اُن گُناہوں کو ترک کرنا چاہیے جو بیوی کی نظر میں اُسے اُس کے مقام سے گِرا دیتے ہیں اور اُس کی عزت کو پامال کرتے ہیں، اِس کے بجائے اُسے وہ مسیحی خُوبیاں اپنانی چاہییں جو بیوی کو خوش دِلی اور رُغبت سے اُس کے تابع ہونے پر آمادہ کرتی ہیں، اِس طرح کہ وہ خوشی سے اُس کی سربراہی کو قبول کرے اور اپنی محافظت اور ضروریات کے لئے اُس پر بھروسا کر سکے۔

اِن برائیوں میں سب سے پہلی بُرائی، جس کا ذِکر کلسیوں ۱۹:۳ میں کیا گیا ہے، تلخ مزاجی ہے۔پولُس رسول شوہروں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنی بیویوں سے "تلخ مزاجی" سے پیش نہ آئیں کیوں کہ یہ اُن سے مطلوب محبت کے بالکل خلاف ہے۔"اُسے کبھی یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ بد تمیزی، گُستاخی یا مستقل تلخی اُس کے اِختیار کو قائم رکھنے یا اُسے دُرست اِستعمال کرنے کا صحیح طریقہ ہے"۔[458] تلخ مزاجی کی پہچان سخت، کڑواہٹ بھرے اور نقصان دہ رویے سے ہوتی ہے، جیسے کہ طعنہ زنی، گالی گلوچ، بے جا ڈانٹ اور

---

455 . Bolton, 270.
456 . Hopkins, 1:419.
457 . Whately, *A Bride-Bush*, 101.

458 . Steele, *Puritan Sermons*, 2:290.

غصیلے جارحانہ کلمات۔ تلخ اَلفاظ دِل کو زخمی کر دیتے ہیں، تلخ اَلفاظ غصے اور نفرت کو جنم دیتے ہیں، تلخ مزاجی تعلقات میں کڑواہٹ بھر دیتی ہے جس سے محبت کا اِظہار بھی ناراضی کا احساس دِلاتا ہے اور تلخی دوستوں کو دُشمن بنا دیتی ہے۔ یہ تلخ مزاجی نہ صرف اُس کی ذات بلکہ اُس کی سربراہی کے خلاف بھی نفرت کو جنم دے گی اور اُس کے اِختیار کو کمزور کر دے گی، کیوں کہ اُس کی بیوی اُس کی تکلیف دہ قیادت سے اُکتا جائے گی ۔[459] شوہر کی حاکمیت ناقابلِ برداشت بن جاتی ہے۔[460] لہٰذا، شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کے لئے ہر طرح کی تلخ مزاجی کو ترک کرے اور یاد رکھے کہ وہ اُس کے اپنے وجود کی مانند ہے اور کوئی بھی کبھی اپنے جسم سے دُشمنی نہیں کرتا (اِفسیوں ۲۸:۵-۲۹)۔

دُوسری بُرائی جس سے بچنا ضروری ہے وہ فضول خرچی یا اسراف ہے۔ وِئٹیلی کے ذہن میں وہ قابلِ مذمت بُراتی تھی جو اَمثال کی کتاب میں بیان ہونے والے احمق میں پائی جاتی ہے جو اِنسان کو اُس کے سپرد کی گئی چیزوں کو ضائع کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ یہ عادت کسی بھی اِنسان کے لئے بُری ہے، لیکن خاص طور پر ایک شوہر کے لئے اِنتہائی بُری ہے جس کی دانش مندانہ سربراہی اور کفایت شعاری پر اُس کے خاندان کا اِنحصار ہوتا ہے۔ وہ اسراف جس سے ایک شوہر کو اِجتناب کرنا چاہیے اُس میں شراب نوشی، جُوا اور بُری صحبت شامل ہیں۔ شراب نوشی کے ذریعے ایک شوہر اپنی عقل کو غرق کر دیتا ہے اور اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے۔ وہ اپنی ذہانت کو ابر آلُود کر لیتا ہے اور اُس راستے کو نہیں دیکھ پاتا جو کلامِ مقدس نے اُس کے لئے مقرر کیا ہے۔ ایک شوہر کیسے عزت اور وفاداری سے اپنی بیوی کی راہ نُمائی کر سکتا ہے جب وہ عقل سے ہی محروم ہو جائے؟ جوئے بازی کے ذریعے ایک شوہر اپنی دولت کو ضائع کر دیتا اور اپنے معاشی وسائل کو ختم کر دیتا ہے۔ وہ اُن وسائل کو برباد کرتا ہے جو خدا نے اُسے اُس کی بیوی اور خاندان کی بھلائی کے لئے دیے تھے، جیسے کہ نافرمان بیٹے نے کیا تھا (لوقا ۱۵)۔ ایک شوہر اپنی بیوی کو نقصان اور محتاجی سے کیسے بچا سکتا ہے اور اُس کی کفالت اِزدِواجی عہد کے مطابق کیسے کر سکتا ہے جب وہ اپنی دولت اور جائیداد سے ہی محروم ہو جائے؟ بُری صحبت اِختیار کرنے سے ایک شوہر اپنی نیک نامی کھو بیٹھتا ہے اور اپنے اچھے

---

[459] . Whately, *A Bride-Bush*, 102.
[460] . Whately, *A Bride-Bush*, 102.

کردار کو داغ دار کر لیتا ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۵:۳۳)۔ مزید بر آں، جب ایک مرد اُن (شریروں) کی صلاح کو اپنے دِل و دِماغ میں جگہ دیتا ہے، تو وہ جلد ہی اُن کے طریقوں اور اَقدار کا اِس قدر قائل ہو جاتا ہے اور آخر کار اُنہی کی راہوں کو اپنا لیتا ہے (زبور ۱:۱)۔ جب ایک شوہر کی عقل اندھی ہو چکی ہو، اُس کا ضمیر مُردہ ہو چکا ہو، اُس کی شخصیت بدنام ہو چکی ہو اور وہ خود نصیحت و اِصلاح کا محتاج ہو، تو وہ اپنی بیوی کو نیکی کی تعلیم کیسے دے سکتا ہے یا اُس کے بُرے اَعمال کی اِصلاح کیسے کر سکتا ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۴:۳۵؛ عبرانیوں ۱۲:۵)؟

اِس لئے وٹیلی (Whately) نے لکھا "جو شخص اِس بُرائی کے پیچھے جاتا ہے، اُسے لازماً اپنی عقل، اپنا مال و متاع اور اپنی عزت تینوں کو ایک ساتھ کھونا پڑتا ہے۔ ذِلت اُس پر اُسی تیزی اور بے رحمی سے ٹوٹ پڑے گی جس طرح افلاس جو رُوح، جسم، پہچان، خاندان اور نسل کو تباہ کر دیتا ہے، کیوں کہ وہ اپنی بے لگام خواہش کو خوش کرنے کی کوشش میں اپنی عقل کو شہوت میں دفن کر دیتا ہے۔ کبھی بھی کوئی فضول خرچ اپنی عزت یا اپنا مال و متاع برقرار نہیں رکھ سکا۔ عزت اور دولت دونوں ایک ساتھ اُس سے دُور ہو جاتی ہیں، کیوں کہ کون اُس شخص کو عزت دے گا جو خود کو بے وُقعت بنانا چاہتا ہے؟ ہماری انگریزی میں کفایت شعاری کو (اچھی گلہ بانی / خوش اسلوبی) کہا جاتا ہے اور کفایت شعار شوہر کو (اچھا شوہر) سمجھا جاتا ہے، گویا ایک اچھے شوہر کا اہم ترین فریضہ کفایت شعاری ہے۔ لہٰذا، اگر تم اپنے گھر والوں، پڑوسیوں اور یہاں تک کہ اپنی بیوی کے دِل سے یکدم اُترنا نہیں چاہتے، تو شراب نوشی، جُوا اور عیاش دوستوں کی صحبت کو ترک کر دو۔"[461]

شوہر کو جس تیسری اور آخری بُرائی سے بچنا چاہیے وہ ہے، بے وقوفانہ ہلکا پن۔ وٹیلی کے ذہن میں وہ بچگانہ رویہ تھا جو ہر وقت کھیل کود چاہتا ہے اور کام اور ذاتی ذِمے داریوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ یقیناً تفریح کا جواز کلامِ مقدس میں موجود ہے تاکہ جسم اور دِماغ کو تازگی دی جا سکے۔ ہم سب کو آرام اور تازگی حاصل کرنے کے لئے وقت درکار ہوتا ہے، لیکن جب تفریح ہمارے روزمرہ کے کام اور "اچھے طریقے سے گھر سنبھالنے کی ذِمے داری" (اِفسیوں ۵:۱۵-۱۶) پر اَثر انداز ہونے لگے، تو ہم سنجیدگی سے

---

461 . Whately, *A Bride-Bush*, 103–4.

اپنی ذِمے داریوں کو نہ لینے کے گناہ، یعنی ہلکے پن کے مرتکب ہوتے ہیں۔ وٹیلی نے تلخ مزاجی، فضول خرچی اور ہلکے پن کے خلاف اپنی تنبیہ کا اِختتام اِن اَلفاظ کے ساتھ کیا: "ایسے لوگ خود بخود اپنے مقام سے گر جاتے ہیں، اگرچہ کوئی اُن کے خلاف سازش نہ بھی کرے۔ لیکن ہر دِین دار شخص کو چاہیے کہ وہ اُن تمام گھٹیا بُرائیوں سے نفرت کرے اور اُنہیں اپنے آپ سے دُور رکھے، اور پاکیزگی اور سنجیدگی کے ساتھ زِندگی گزارنے کی کوشش کرے، تاکہ وہ حقیقی معنوں میں راہ نُما بن سکے تاکہ اُس کی برتری (جو ایسے ستونوں پر قائم ہو) مضبوطی سے قائم رہے اور ذلت و بے عزتی کی خاک میں غرق نہ ہو جائے"۔[462]

شوہر کے اِختیار کا مقصد کیا ہے؟

خدا نے شوہر کو اپنی بیوی پر اِختیار کیوں سونپا ہے؟ کیا بیوی خود کو سنبھالنے کے قابل نہیں؟ اِس نکتے کو سمجھنا نہایت ضروری ہے، کیوں کہ شوہر کے اِختیار کے دُرُست اِستعمال اور بیوی کی طرف سے اُس کی تابع داری کا زیادہ تر اِنحصار اِنہی سوالات کے جوابات پر ہے۔

مختصراً، شوہر کا اِختیار بیوی کی بھلائی کے لئے ہے، نہ کہ اُس میں موجود کسی کمی کی وجہ سے۔ عورت کوئی کمتر یا ادنیٰ اِنسان نہیں ہے۔ وہ بھی مرد کی طرح خدا کی شبیہ پر پیدا کی گئی ہے (پیدایش ۱:۲۷) اور اَبدی زِندگی کی میراث میں اُس کی شریک ہے (۱۔ پطرس ۳:۷)۔ مینٹن (Manton) کہتے ہیں: "اگرچہ مسیحیت اِن اِمتیازات کو ختم نہیں کرتی جو مالک اور خادِم یا مرد و عورت کے درمیان پائے جاتے ہیں، پھر بھی وہ سب مسیح کے فضل اور اُس کی نجات کی برکات میں برابر شریک ہیں۔ وہ دونوں مِل کر ایک رُوحانی جسم بناتے ہیں جس کا سر اور شوہر مسیح خود ہے کیوں کہ وہ زِندگی کے ایک ہی فضل کے وارث ہیں (۱۔ پطرس ۳:۷)۔ "کیوں کہ رُوحانی اور اَبدی برکات میں برابر شریک ہونے کہ وجہ سے، بیویاں خدا کے نزدیک شوہروں سے کسی طور کم عزیز نہیں ہیں"۔[463] یقیناً ہم شوہر کی قیادت کے حق میں دُرُست طور پر دلیل دے سکتے ہیں: تخلیق کا ترتیب وار طریقہ کار (کیوں کہ پہلے آدم بنایا گیا: ۱۔ تیمتھیس ۲:۱۳) اور تخلیق

---

[462]. Whately, *A Bride-Bush*, 104.

[463]. Manton, 19:469.

کا ذریعہ (کہ عورت مرد سے بنائی گئی :ا۔ کرنتھیوں ۱۱:۸) تخلیق کا وقت (عورت مرد سے پیدا کی گئی :پیدائش ۲:۱۸؛ا۔ کرنتھیوں ۱۱:۹) اور حوّا کے فریب میں آ کر گُناہ میں گِرنے کا واقعہ، جب اُس نے اپنے خدا اور اپنے شوہر دونوں سے الگ ہو کر خود مختارانہ طریقے سے عمل کیا(پیدائش ۳:۴-۵؛ا۔ تیمتھیس ۲: ۱۴) کیوں کہ یہ تمام باتیں بیوی پر شوہر کی سربراہی کی بائبلی وجوہات ہیں(جو کہ پہلے بیان ہوئیں)۔ لیکن ہم مرد اور عورت کے درمیان کسی قسم کی عدم مساوات کی بنا پر شوہر کی سربراہی کی دلیل نہیں دے سکتے۔ لہٰذا، ہم تمام اِعتراضات کا مناسب جواب اور ہر قسم کی بغاوت کا سدِباب اِس سادہ حقیقت سے کر سکتے ہیں کہ خدا کو یہ پسند آیا کہ شوہر کو بیوی پر سربراہ مقرر کرے(پیدائش ۳:۱۶؛ا۔ کرنتھیوں ۱۱:۳)۔ جب خدا کو یہ پسند ہے کہ شوہر اپنی بیوی پر اُس کے سربراہ کی حیثیت سے اِختیار کے ساتھ حکمرانی کرے، تو پھر اُس شوہر اور بیوی کو یہ بات کیسے ناگوار ہو سکتی ہے جو اِس سے زیادہ کچھ نہیں چاہتے کہ خدا کی مرضی پوری کریں اور اُس خوشی سے لطف اندوز ہوں جسے خدا نے اپنی فرماں برداری کے ساتھ لازم وملزوم کر دیا ہے اور اُس عزت سے بہرہ مند ہوں جو اُس نے اِزدواجی زِندگی میں رکھی ہے؟

لیکن ہمارے مہربان خدا کو یہ پسند آیا کہ وہ اپنے طریقوں سے اپنی حکمت سے پردہ اُٹھاتے ہوئے ہمیں یہ بتائے کہ یہ اُسے کیوں پسند ہے اور یہ ہمیں کیوں پسند آنا چاہیے: کیوں کہ یہ بیوی کی بھلائی کے لئے ہے۔ جب خدا نے اپنی لامحدود حکمت اور بے پایاں شفقت کے ساتھ یہ اِرادہ فرمایا کہ وہ بیوی کے ساتھ بھلائی کرے، تو اُس نے اُسے شوہر کے اِختیار کے تابع کر دیا کہ وہ ہر بات میں اپنے شوہر کے تابع ہو، جیسے کہ خداوند کے تابع ہوتی ہے(اِفسیوں ۵:۲۴)، شوہر کے اِختیار کا مقصد یا اَنجام جیسا کہ وٹیلی نے کہا، یہ ہے ”اپنی بیوی کی بھلائی۔۔۔ اُس کی بہتری اور اِس دُنیا میں اُسے آرام وسکون اور آخرت میں اَبدی نجات حاصل کرنے میں اُس کی مدد کرنا ہے اور یہ سب کچھ اِس انداز سے کرنا کہ جیسے وہ اِس کو شوہر کی مدد کے بغیر حاصل نہیں کر سکتی تھی“۔[۴۶۴]

---

464 . Whately, *A Bride-Bush*, 109.

ہمارے اِبتدائی سوال کے حوالے سے اِس کا مطلب نہایت سادہ ہے: جس طرح مسیح اپنی کلیسیا کا نجات دِہندہ اور سربراہ ہونے کے ناطے اُس کی اَبدی بھلائی کے لئے کام کرتا ہے، اُسی طرح شوہر کو بھی چاہیے کہ وہ مسیح جیسے اِختیار کو اِستعمال کرتے ہوئے اپنی بیوی کی بھرپور بھلائی کے لئے کوشاں رہے۔

مزید بر آں، اِفسیوں ۵:۲۵-۲۹ میں شوہر کو جو ذِمے داری خدا کی طرف سے سونپی گئی ہے، اُس کے مطابق شوہر کا اِختیار محبت کی حدُود میں مقید ہے اور اُسی سے متعین ہوتا ہے۔ پولُس رسول شوہر کو بیوی پر حکومت کرنے کا نہیں بلکہ اُس سے محبت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ وہ شوہر کے اِختیار کو محبت کی لگام سے قابو میں رکھتا ہے تا کہ وہ گُناہ کی سرکشی میں اپنی حد سے تجاوز نہ کرے اور یہ واضح کرتا ہے کہ اِس میں ظلم، جبر یا سختی کی کوئی گنجایش نہیں ہے۔ شوہر کا اِختیار بیوی کی بھلائی کے لئے ہے اور اُس اِختیار کے عملی اِظہار کے ذریعے (نہ کہ اُس کے اِنکار کے ذریعے) اپنی محبت کا ثبوت دیتا ہے۔ چناں چہ بیوی کو شوہر کی سربراہی اور قیادت سے فائدہ پہنچنا چاہیے، نقصان نہیں۔ راجرز (Rogers) لکھتے ہیں کہ "مرد کو سربراہی اِس لئے نہیں دی گئی کہ وہ بیوی کو مایوس یا تباہ کرے بلکہ اُس کی راہ نُمائی، بھلائی اور تعمیر و ترقی کے لئے دی گئی ہے"۔[۴۶۵] شوہر کو سونپا گیا اِختیار اور طاقت وہ ہے جسے مینٹن (Manton) نے "ایک بڑی خدمت گزاری" کہا[۴۶۶] کیوں کہ یہ اُس کی بیوی کے لئے بہت بڑی بھلائی اور فائدے کا باعث ہے۔

وِٹیکر نے شوہر کی سربراہی کے عظیم فائدے پر تبصرہ کیا:

تمام حکمرانوں کو اِختیار خدا کی طرف سے ملتا ہے اور یہ اِختیار اُن کے اپنے آرام، خوشی، فائدے یا خواہشات کی تکمیل کے لئے نہیں، بلکہ اُن لوگوں کی بھلائی کے لئے ہوتا ہے جن کی وہ نگہبانی کرتے ہیں ۔ بادشاہ اِس لئے حکمرانی کرتا ہے تا کہ لوگ اُس کے اِقتدار کے ذریعے اُس سے زیادہ خوشی حاصل کریں جتنی وہ اِس کے بغیر حاصل کر سکتے تھے۔ جس طرح ہر حاکم / مجسٹریٹ اپنی جگہ پر اِس لئے موجود ہوتا ہے تا کہ اپنے ماتحت لوگوں کی حفاظت اور فلاح کو یقینی بنائے، اُسی طرح خادِم (پادری) رُوحانی اِختیار کو اِستعمال

---

[465] . Rogers, 218–19.
[466] . Manton, 19:430.

کرتا ہے تاکہ اپنے گلّہ کی رُوحانی بھلائی حاصل کرے اور جب لوگ یہ نہیں جانتے کہ اُنہیں حکومت کیوں دی گئی ہے تو شوہر بھی غلط طریقے سے حکمرانی کرتے ہیں، اور یوں خود اپنے لئے اور اپنی بیویوں کے لئے بوجھ بن جاتے ہیں۔ جو شخص غلط نشانہ لگاتا ہے وہ لازمی طور پر صحیح نشانے سے چُوک جائے گا اور جو مسافر اُس شہر ہی کو بھول جائے جس کی طرف جانا ہے، وہ یقیناً غلط راستہ اِختیار کرے گا۔ لہٰذا، ایک شوہر کو اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہیے کہ مَیں اِس گھرانے کا سربراہ کیوں ہوں؟ اور سربراہی کرنے کی ذِمے داری میرے کندھوں پر کیوں رکھی گئی ہے؟ کیا اِس لئے کہ مجھے اپنے گھر کے باقی تمام اَفراد سے زیادہ آرام سکون حاصل ہو؟ تاکہ مَیں اپنی خواہشات پوری کروں؟ جو چاہوں وہ مجھے ملے؟ اور ہر کوئی میری فِکر کرے جب کہ مَیں کسی کی پرواہ نہ کروں؟ نہیں؛ کیوں کہ جسم میں سر کو اُس کی اپنی خاطر ہی پیدا نہیں کیا گیا تھا، اور مَیں اُس حاکم / مجسٹریٹ یا خادِم (پادری) کو بُرا حاکم اور خادِم شُمار کروں گا، جو اپنے منصب پر ایسا گھمنڈ کرے۔ اور یہاں مَیں اِس لئے سربراہ ہوں کہ میرے باعث سب کی حالت بہتر ہو اور مَیں اور زیادہ حکمت سے کام لوں، زیادہ محنت کروں اور اپنے خاندان کے باقی تمام اَفراد سے زیادہ خوبیاں ظاہر کروں، تاکہ میرے گھرانے کے تمام اَفراد (بالخصوص میری بیوی) زیادہ خوش اسلوبی اور سکون سے رہ سکیں اور زیادہ فضیلت حاصل کر سکیں، جو میرے بغیر ممکن نہ ہوتی۔ میری حکمرانی کا پھل میری بیوی کے آرام اور خوشی کی صورت میں نکلنا چاہیے۔ اور مَیں اپنی کسی بھی خوشی کو حقیقی نہ سمجھوں جس میں اُس کا بھی حصہ نہ ہو۔ اُسے خود کو بار بار یہ بات یاد دِلاتے رہنا چاہیے کہ اُس کی سربراہی کا مقصد کیا ہے؟ اُس کا یہ عمل اُسے بہتر طور پر سربراہی کرنے میں مدد کرے گا۔[467]

شوہر کا بیوی کے سربراہ کی حیثیت سے یہ فائدہ مند کردار، جو شوہر کی محبت کے نمونے اور ثمرات کے تحت پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے، اِس لئے یہاں اُس کی تفصیلات دُہرانے کی ضرورت نہیں۔ کیوں کہ محبت اور اِختیار اِس قدر باہم مربوط ہیں کہ شوہر کی محبت ایک حکمرانی کرنے والی محبت ہے اور

---

[467]. Whately, *A Bride-Bush*, 109–11.

اُس کا اِختیار ایک محبت بھری حکمرانی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہے کہ ہم شوہر کی محبت کی حدُود کی بات کریں یا اُس کے اِختیار کی وُسعت اور نتائج کی، ہم دونوں صورتوں میں ایک ہی نقطے پر پہنچتے ہیں۔

چناں چہ ہم اِس بات پر غور کرتے ہیں: جہاں شوہر کی محبت اُسے مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ بھلائی کرے، وہاں اُس کا اِختیار اُسے یہ بھلائی کرنے کے قابل بناتا ہے۔ ایک طرح سے، اُس کی سربراہی اُس کی محبت کو تقویت دیتی ہے۔ یہ گویا اُس محبت کو ہاتھ پاؤں فراہم کرتی ہے جو وہ اپنی بیوی کے لئے رکھتا ہے۔ اِس لئے گاوَج نے شوہر کے اِختیار کو اُس کی محبت کی ایک شاخ قرار دیا ہے۔[۴۶۸] چناں چہ اُس نے لکھا: "اگر شوہر اپنا اِختیار ترک کر دے، تو وہ اپنے آپ کو اِس بھلائی سے محروم کر دیتا ہے جو وہ کر سکتا تھا اور اُن محبت کے پھلوں کو ظاہر کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے جو بصورت دِیگر ممکن تھے۔ اور اگر وہ اپنے اِختیار کا غلط اِستعمال کرتا ہے، تو وہ اپنی تلوار کی دھار اور نوک کو غلط سمت مُوڑ دیتا ہے، بجائے اِس کے کہ وہ اِسے اپنی بیوی کے تحفظ کے لئے اُس کے اُوپر تھامے، وہ اُسے اُس کی تباہی کے لئے اُس کے پیٹ میں گھونپ دیتا ہے اور یوں وہ اُس سے محبت کی بجائے نفرت کا اِظہار کرتا ہے"۔[۴۶۹] شوہر کی بااِختیار سربراہی وہ ذرِیعہ ہے جس کے وسیلہ سے خدا اُسے اِس قابل بناتا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے ویسے محبت کرے جیسے خدا نے حکم دیا ہے۔ اِسی لئے، جب خدا نے شوہر کو بیوی کا سربراہ مقرر کیا (اِفسیوں ۵:۲۴) تو اُس کے بعد ہی کلامِ مقدّس میں شوہر کو بیوی سے محبت رکھنے کا حکم دیا گیا ہے (آیت ۲۵)۔ اگر شوہر کو اپنی بیوی پر اِختیار حاصل نہ ہو، تو وہ اُن ذِمے داریوں کو وفاداری سے ادا نہیں کر سکتا جو اُس پر ایک شوہر ہونے کے ناطے لازم ہیں، وہ ذِمے داریاں جو اُس حکم میں بیان کی گئی ہیں کہ وہ اپنی بیوی سے ویسی محبت کرے جیسے مسیح نے اپنی کلیسیا سے کی۔ شکر ہے کہ خُدا نے اِختیار اور محبت کو آپس میں مربوط کیا ہے اور فضل سے اِس قابل بنانے والی قوت (اِختیار) اور بلانے والی پکار (محبت) دونوں کو ایک ہی شوہر میں یکجا کر دیا ہے۔

---

468 . Gouge, 254.
469 . Gouge, 254.

ایک شوہر کو اپنے اِختیار کا اِستعمال کیسے کرنا چاہیے ؟

اب تک جو کچھ بیان کیا جا چکا ہے اِس کے علاوہ، پیوریٹنز (Puritans) نے شوہر کے اِختیار کے ایک اور پہلو کو بھی عالم گیر طور پر تسلیم کیا۔ ایک ایسا پہلو جسے سمجھنا ضروری ہے تاکہ شوہر خدا کے حضور اپنی ذِمے داریوں میں وفادار رہیں اور یوں اپنی اِزدِواجی زندگی کے وقار کو برقرار رکھ سکیں۔ وہ پہلو یہ تھا کہ شوہر کو اپنے اِختیار کو محبت اور وفاداری کے ساتھ بیوی پر کیسے اِستعمال کرنا چاہیے۔ بلاشُبہ، بیوی کو نہ تو بچے کی طرح برتاؤ کا نشانہ بنایا جائے اور نہ ہی خادِمہ سمجھا جائے، لیکن اِس کے باوجود شوہر کے پاس، خدا کے حضور ایک سربراہ ہونے کے ناطے اُس (بیوی) کی ذِمے داری ہے۔

اگر شوہر کو اپنی بیوی سے ویسی محبت کرنی ہے جیسی محبت مسیح یسوع اپنی کلیسیا سے کرتا ہے، تو اُس میں لازماً یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ اُس (بیوی) کی راہ نُمائی راست بازی کی راہوں کی طرف کرے اور اُسے بدی کی راہوں سے باز رکھے۔ لیکن یہ کام کیسے کیا جائے ؟ پیوریٹنز (Puritans) کے مطابق اِس سوال کا جواب دوہری ذِمے داری ہے، یعنی راہ نُمائی اور جزا دینا۔

اِس ذِمے داری کو واضح کرنے سے پہلے یہ بات سمجھنا اہم ہے کہ یہ معاملہ شوہر کی ذِمے داریوں میں اِس لئے شامل کیا گیا ہے تاکہ بیوی کی اُس ذِمے داری کا توازن قائم رکھا جا سکے جو اُس پر خدا کے سامنے لازم ہے کہ وہ ہر بات میں اپنے شوہر کے تابع رہے (اِفسیوں ۵:۲۴؛ کلسیوں ۳:۱۸)۔ اگر بیوی کو ہر بات میں تابع داری کرنی ہے تو شوہر کا اِختیار ہر چیز کا اِحاطہ کرتا ہے۔ لیکن کیا اِس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر خداوند کے احکامات کو نظر انداز کرتے ہوئے جو چاہے حکم دے سکتا ہے اور کیا بیوی پر یہ لازم ہو گا کہ وہ ایسے احکام کی بھی تابع داری کرے؟ کیا شوہر کا منصب اُسے یہ آزاد اِختیار دیتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اپنے دِل کی خواہش کے مطابق بغیر کسی لحاظ کے خداوند کی سربراہی سے ہٹ کر ہدایت دے؟ اِس کے برعکس، اگر شوہر کی قیادت میں بیوی کی رُوحانی بھلائی بھی شامل ہے، تو وہ خاموش تماشائی بن کر نہیں بیٹھ سکتا، جب وہ راہِ راست سے بھٹک رہی ہو؟ اگر خدا شوہر سے اُس ذِمے داری کا حساب لے گا کہ اُس نے اپنے ماتحت لوگوں کو خدا کے راستے پر چلانے کے لئے کیا کوشش کی، تو کیا اُسے خاموش رہنا چاہیے جب اُس کی بیوی

گُناہ کی طرف مائل ہو اور کیا اُسے محبت سے اُس کی اِصلاح نہیں کرنی چاہیے۔اور پھر جب وہ نیکی کرے، تو کیا اُسے سراہنا اور محبت کے ساتھ اُس کی حوصلہ اَفزائی بھی نہیں کرنی چاہیے؟

یہ اِس قسم کے دقیق اور گہرے سوالات ہیں جن کا پیوریٹنز (Puritans) نے نہایت ذِمے داری سے جائزہ لیا۔ ایک طرف تو وہ شوہر کے اِختیار کے غلط اِستعمال سے بچاؤ چاہتے تھے۔ اگر شوہر کو اپنی بیوی کو حکم دینے کا اِختیار حاصل ہے، تو اُسے یہ اِختیار، خدا کے جلال کے لئے اِستعمال کرنا چاہیے۔

دُوسری طرف، وہ شوہر کو اِس قابل بنانا چاہتے تھے کہ وہ ایسا گھریلو سربراہ اور راہ نُما بنے جو حقیقت میں اپنی بیوی کو فائدہ پہنچائے، یعنی تمام نیکیوں کے عمل میں اُس کی راہ نُمائی کرے، اُسے اُن میں مضبوط کرے اور برائیوں سے دُور رہنے میں اُس کی اِصلاح اور مدد کرے۔

وِٹیلی نے اِس معاملے پر دِیگر تمام پیوریٹنز کی نسبت زیادہ تفصیل سے لکھا۔ اُس نے جب یہ لکھا تو اِس ذِمے داری کے پیچھے پیوریٹنز (Puritans) کے مقصد کو یوں بیان کیا: "ہم شوہروں کی اِس طرح راہ نُمائی کریں گے کہ وہ کس طرح سربراہی کریں تاکہ اپنی بیویوں میں پائی جانے والی ہر بُرائی کو کمزور کریں اور ہر نیکی کو مضبوط بنائیں۔ اور اُن کی زِندگیوں کو دس گُنا زیادہ مقدّس اور خوش حال بنا دیں جتنی وہ بصورتِ دِیگر ہو سکتیں، اور اُنہیں اِس بات کا موقع دیں (جو کہ سربراہی میں سب سے زیادہ مطلوب چیز ہے) کہ وہ دِل سے خدا کا شکر کریں کہ اُنہیں اِزدِواجی زِندگی میں ایک دُوسرے کا ساتھ ملا۔ اگر ہم آئندہ باتوں میں اِس قابلِ تعریف اِرادے کو ذہن میں رکھیں، تو نہ صرف ہم شوہر کی ذِمے داریوں کے بارے میں پیوریٹنز کی اِس کاوِش کی قدر کر سکیں گے، بلکہ ہم خود کو اِس بہتر مقام پر بھی پائیں گے جہاں ہم اُن کی نصیحتوں کو اپنی اِزدِواجی زِندگیوں پر لاگو کر سکیں اور اُن فوائد سے لطف اندوز ہوں جو ہم سے پہلے بے شمار شادی شُدہ جوڑوں نے اُٹھائے ہیں۔

لہٰذا، اِس ذِمے داری کے پہلے حصہ پر غور کریں یعنی ہدایت دینا یا حکم دینا۔ شوہر کے اِختیار سے متعلق تین باتیں اہم ہیں جو اُسے اپنی بیوی کو ہدایت دیتے وقت مدِ نظر رکھنی چاہئیں۔ اوّل، شوہر کو سیکھنا چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو اِس طرح ہدایت نہ کرے جیسے وہ اُس پر اعلیٰ ترین حاکم اور مطلق العنان ہو، بلکہ ایسے جیسے وہ خود خدا کی قدرت کے ماتحت ہے، ایک ایسی قدرت جس کے آگے اُس کی فرماں برداری اُس

کی بیوی کی فرماں برداری سے کہیں زیادہ لازم ہے۔ لہٰذا، اُسے یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو ایسے کاموں کا حکم دے جو خدا کی حاکمیت کے خلاف ہوں، کیوں کہ ایسا کرنا اُس کے اِختیار کا غلط اِستعمال ہو گا۔ جس چیز کا خدا حکم دے، شوہر اُسے منع نہ کرے اور جس چیز کو خدا منع کرے، شوہر اُس کا حکم نہ دے۔ اگر وہ اپنے دائرہِ اِختیار سے تجاوز کرتے ہوئے بیوی سے خدا کی نافرمانی کا مطالبہ کرے، تو اُسے یہ توقع نہیں رکھنی چاہیے کہ بیوی اُس کی بات مانے۔ ایسا کرنے سے وہ اپنی بیوی کے لئے بے وقوف شوہر اور باغی سربراہ ثابت ہوتا ہے۔ کوئی شوہر یہ نہ بھولے کہ آسمان پر خدا اور زمین پر عوامی حاکم، دونوں اُس سے اور اُس کی بیوی سے بالاتر ہیں اور دونوں (شوہر اور بیوی) کو یکساں طور پر اُن دونوں اِختیارات کے تابع رہنا چاہیے، لہٰذا شوہر کو کبھی بھی اپنے ذاتی اِختیار کو اُن زیادہ طاقتور اِختیارات کے خلاف نہیں لانا چاہیے اور نہ ہی اپنی بیوی کو اُن کے فرائض سے غافل کرنے کے لئے اپنی غلط مطابقت کا مطالبہ کرنا چاہیے۔

اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو یہ حکم دے کہ وہ اُس کی عزت بچانے کے لئے جھوٹ بولے، یا مالی فائدے کے لئے خداوند کے دِن (اِتوار) کی بے حُرمتی کرے، یا کسی مالی ترقی کے لئے دھوکہ دہی اور فریب میں شامل ہو تو وہ اپنے منصب کی حدُود سے تجاوز کرتا ہے۔ اور اگر اُس کی بیوی اُس کے ایسے حکم کی تابع داری کرتی ہے، تو وہ اُس کے گُناہ میں شریک ہو جاتی ہے۔ اِسی طرح اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو دُعا کرنے سے، خداوند کے دِن کلام اور مقدّس رسموں (ساکرامنٹس) میں شریک ہونے سے، یا بائبل پڑھنے سے روکتا ہے تو وہ اُس پر اپنے اِختیار کا غلط اِستعمال کرتا ہے۔ وٹیلی (Whately) نے اِس پہلے نکتے کو درج ذیل ہدایت کے ساتھ مکمل کیا: "سُنو (اَے تمام شوہرو) اِس بات کو دھیان میں رکھو کہ تمہاری اپنی بیویوں سے کی جانے والی گفتگو، خدا کے قانون کے مطابق ہو۔۔۔ ورنہ تم حکمرانی نہیں کرتے بلکہ ظلم کرتے ہو۔ اور تمہاری نافرمانی سب سے بہتر فرماں برداری ہے، بلکہ تمہاری غلط اور بے راہ ہدایات کی پیروی سے کنارہ کشی اِختیار کرنا تمہاری ذات، مقام یا اِختیار کے تابع نہ ہونے کا اِظہار نہیں، بلکہ تمہارے گناہوں، خواہشات اور فساد سے اِنکار ہے"۔[470]

---

470 . Whately, , 116.

دوم، شوہر کو اپنا اِختیار اُوپر (خدا) سے ملنے والی حکمت کے ساتھ اِستعمال کرنا چاہیے، جس کا ایک اہم حصہ یہ ہے کہ وہ اپنے اِختیار کے اِستعمال کو اپنی بیوی کے مزاج کے مطابق ڈھالے۔ اُس کے لئے شوہر کو اپنی بیوی کے مزاج اور طبیعت سے پوری طرح واقف ہونا ضروری ہے (۱۔ پطرس ۳:۷)۔ مثال کے طور پر، اگر بیوی جلد مشتعل ہو جاتی ہے اور غصے میں آسانی سے مغلوب ہو جاتی ہے، تو شوہر کو چاہیے کہ وہ ہر ممکن کوشش کرے کہ اُسے اِشتعال نہ دِلائے۔ اگر بیوی ہفتہ بھر گھر کے کاموں اور بچوں کی ذِمے داریوں کے بوجھ تلے دَب جاتی ہے تو یہ دانش مندی ہو گی کہ شوہر ہفتے کے آخر میں اپنی بیوی کے بوجھ کو ہلکا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ مجموعی طور پر مقصد یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اِس قدر اچھی طرح سمجھے کہ وہ اُس کے ساتھ فہم و فراست کے ساتھ زِندگی گزارے اور اپنی قیادت کو اُس کی فطرت کے مطابق ڈھالے اور اُس میں نرمی پیدا کرے۔ جبکہ زیادہ تر مرد وہی کرتے ہیں جو اُن کے پڑوسی کرتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ اُن کی بیویاں بھی وہی کریں جو اُن کے پڑوسیوں کی بیویاں کرتی ہیں، تو وہ اپنے گھروں کو جھگڑوں سے بھر دیتے ہیں۔ بلکہ بہت سے مرد جب اپنی خواہشات کی پیروی کرتے اور اپنے مزاج کے مطابق چلتے ہیں، تو وہ اپنے گھروں کا سکون بالکل برباد کر دیتے ہیں، کیوں کہ وہ اپنی بیویوں کی حالت کے مطابق نہیں بلکہ اپنی خواہشات کے مطابق بات کرتے اور عمل کرتے ہیں۔[471]

اِسی لئے بولٹن (Bolton) نے شوہروں کو نصیحت کی کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ دانش مندی کے ساتھ زِندگی گزاریں "یعنی اِبتدا ہی سے عقل مندی کے ساتھ اُن کی طبیعت، جذبات، کمزوریوں، مزاج اور خامیوں کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش کی"۔[472]

سوم، شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنے اِختیار کو تکلیف دہ یا نقصان دہ طریقے سے اِستعمال نہ کرے۔ اوّل، اُسے معمولی اور غیر اہم باتوں میں ہر گز مداخلت نہیں کرنی چاہیے، گویا گھر کے ہر معاملے میں صرف اُس کا ہی حکم چلنا ضروری ہو۔ بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں جنہیں بیوی کی دیکھ بھال اور ذِمے داری میں دینا زیادہ مُناسب اور بہتر ہوتا ہے۔ اُسے شوہر کی مددگار بننے کے لئے دیا گیا ہے (پیدایش ۲:۱۸) اور اگر شوہر

---

471 . Whately, , 132.
472 . Bolton, 273.

اُسے یہ کردار ادا نہیں کرنے دے گا خاص طور پر گھر کے اندرونی معاملات میں جہاں اُس کی صلاحیتیں خوبصورتی سے پھلتی پھولتی ہیں تو یہ نہ صرف بیوی کی توہین ہے بلکہ شوہر کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔ وئٹیلی (Whately) نے کہا "اگر شوہر خود ہی شوہر بھی بنے اور بیوی کا کردار بھی ادا کرے، اور اگر وہ خود ہی شراب بنانے، کھانا پکانے، کپڑے دھونے اور اِس قسم کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں اُلجھ جائے گا، تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ اُس کی بیوی کسی چیز میں بھی اُس کی مددگار نہیں بن پائے گی، کیوں کہ وہ ہر چیز کو اپنے ہاتھ میں لے لے گا"۔ وئٹیلی (Whately) نے مزید کہا کہ "لہٰذا، اِن معاملات میں شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو اپنی ماتحتی میں حکمرانی کرنے دے اور اُسے یہ اِجازت دے کہ وہ اُن اُمور میں اُس (شوہر) سے زیادہ علم رکھے، جبکہ اُس کے ذِمے گھرانے کی بھلائی سے متعلق زیادہ اہم معاملات ہیں جن میں وہ اپنی سمجھ بُوجھ کو اِستعمال کرے۔ اور اگر اُن معاملات میں کسی بد اِنتظامی کا سامنا ہو، تو دانش مندی یہی ہو گی کہ وہ حکم دینے یا اِلزام لگانے کے بجائے مشورہ دے اور راہ نُمائی کرے۔

دُوسری بات یہ ہے کہ شوہر کو ایسے احکامات نہیں دینے چاہئیں جو غیر معقول یا مضحکہ خیز ہوں، بلکہ اُسے اپنے اِختیار کو ایسے انداز میں اِستعمال کرنا چاہیے جو اُس کی سمجھ داری اور فہم و فراست کو ظاہر کرے۔

یہ بات سچ ہے کہ بیوی کی یہ خواہش کہ وہ ہر بات میں اپنے شوہر کی ایسی تابع ہو جیسی کہ خداوند کی (اِفسیوں ۵:۲۲-۲۴)، اُسے اِس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ وہ ہر وہ کام کرے جو اُس کے شوہر کو خوش کرے، بشرطیکہ وہ کام خدا کے حضور جائز ہو، لیکن یہ بھی سچ ہے کہ شوہر کو ایسے کاموں کا حکم نہیں دینا چاہیے جن کا مقصد صرف یہ ثابت کرنا ہو کہ وہ اُس کا سربراہ ہے۔ اِس طرح اپنی بالا دستی جتانا ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے دِل کو حاصل کرنے کی پرواہ نہیں کرتا، بلکہ صرف اُس کے جسم پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ دُوسری طرف، اگر شوہر جو کچھ کہتا ہے وہ نہ صرف بیوی کے لئے معقول ہو بلکہ اِس میں خدا کا اِختیار بھی شامل ہو، جس کے وہ دونوں ماتحت ہیں، تو بیوی بخوشی اُس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گی۔

تا کہ اُس نصیحت کو غلط نہ سمجھا جائے، دو باتوں کی وضاحت اور اِحتیاط ضروری ہے۔ وئٹیلی نے کہا کہ پہلی احتیاط یہ ہے کہ شوہر کے حکم کی صُورت میں اِختیار کا اِستعمال بہت ہی کم کیا جانا چاہیے۔ ایک

لباس جو روزانہ پہنا جائے جلد ہی گھِس جاتا ہے، اُسی طرح اگر کوئی شخص اپنے اِختیار کا حد سے زیادہ اِستعمال کرے، تو اُس کا رُعب و دبدبہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا، اُسے محفوظ رکھیں جب تک کہ اُس کے اِستعمال کا صحیح موقع نہ آئے۔ مزید برآں، جب شوہر کو یہ محسوس ہو کہ اُسے کام کا حکم دینا یا کسی عمل سے منع کرنا ضروری ہے، تو اُسے چاہیے کہ وہ اپنا اِختیار ایسے انداز میں اِستعمال کرے کہ اُس کی محبت پر سوال نہ اُٹھے، بلکہ اُس کا طریقہ ایسا ہو کہ اُس کی محبت سب سے زیادہ نمایاں ہو، چاہے بیوی اُس وقت نہ سمجھے، مگر بعد میں جب اُس کا ذہن پُر سکون ہو تو اُسے شوہر کی محبت کا اندازہ ہو جائے۔ اپنی بیوی کو کوئی حکم دینے سے حتی الامکان گریز کریں سکڈر نے کہا: "بیوی اور شوہر کے درمیان صرف یہ اِشارہ دینا کہ آپ نے کیا کیا ہے، کافی ہوتا ہے، بیوی سے نرمی سے درخواست کرنا شوہر کے شان کے خلاف نہیں۔۔۔ بلکہ اکثر اوقات نرمی سے کی گئی درخواستیں سخت احکام سے زیادہ موثر ہوتی ہیں۔ اُس شخص کو سختی سے اور کثرت کے ساتھ حکم دینا جو مرتبے میں آپ کے بہت قریب ہے (یعنی آپ کی بیوی)، آپ کے اِختیار کو اُس کے لئے بُوجھ اور تکلیف دہ بنا دے گا، اور چاہے وہ جتنی بھی کوشش کرے، اُس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اُس کے دِل میں آپ کے لئے وہ عزت واحترام کم ہو جائے گا جو وہ آپ کو دینا چاہتی ہے"۔[473]

دُوسری احتیاط یہ ہے کہ: شوہر کو اپنے حکم دینے کے انداز میں ہر قسم کی سختی اور تُند خوئی سے پرہیز کرنا چاہیے اور ہمیشہ اپنے احکام کو مسیحائی نرمی کے ساتھ ہم آہنگ کرنا چاہیے۔ وٹیلی نے کہا کہ "نرمی یا حلیمی اُس سربراہی کی میٹھی چٹنی ہے، جو اِس بات کو یقینی بناتی ہے کہ بیوی کے ذائقے کے لئے زیادہ کڑوی یا ترش نہ ہو جائے۔ یہ اُس جوئے (یعنی بوجھ یا بندھن) کی نرم تہہ ہے، جو اُس کی سختی کا احساس نہیں ہونے دیتی اور جس کے بغیر یہ (سختی) نا قابلِ برداشت ہو جائے گی۔ اگر اِس میں حلیمی شامل نہ ہو تو کوئی بھی بیوی اپنے شوہر کی حکمرانی کو خوشی سے برداشت نہیں کر سکتی"۔[474] اگر پادریوں کو اپنے مخالفین کو حلیمی سے تادِیب کرنی چاہیے (۲۔ تیمتھیس ۲:۲۴-۲۵)، تو پھر یقیناً شوہروں کو اپنی بیویوں کے ساتھ، جن کے

473 . Scudder, 94–95.
474 . Whately, 156.

ساتھ وہ ایک جسم ہیں حلیمی سے پیش آنا چاہیے۔ اگر ہمیں سب اِنسانوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے (طِطُس ۲:۳) تو پھر شوہروں کو اپنی بیویوں کے ساتھ کس قدر زیادہ نرمی سے پیش آنا چاہیے؟

غور کریں کہ یہ نرمی شوہر کے حکم دینے کے انداز و مواد دونوں سے کس طرح تعلق رکھتی ہے ۔ جہاں تک مواد کا تعلق ہے تو شوہر کی نرمی دو طرح سے ہونی چاہیے۔ اوّل، اُسے اپنے اِختیار کے اِستعمال میں حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ اپنی بیوی کی صلاحیتوں، خوبیوں اور اُس کی محبت پر اِعتماد کرتے ہوئے، شوہر کو چاہیے کہ وہ خود کو ایک نرم دِل اور کُشادہ طبیعت رکھنے والا شخص ظاہر کرے، ایسا نہیں کہ وہ ہر اُس بات میں سختی سے حکم چلائے جس پر وہ اِختیار رکھتا ہے، بلکہ اُسے چاہیے کہ وہ بہت سی باتوں میں، بلکہ زیادہ تر باتوں میں خوشی سے اپنی بیوی کی خواہش کو ترجیح دے، تاکہ وہ باقی معاملات کو بے رغبتی کے ساتھ نہیں، بلکہ زیادہ خوش دِلی، آمادگی اور فرماں برداری کے ساتھ ادا کرے۔[475]

وہ (شوہر) جتنی زیادہ رضامندی سے اُن معاملات میں بیوی کو خود مُختاری دے گا جو اُس کے سپُرد کیے گئے ہیں، وہ (بیوی) اُتنی ہی زیادہ رضامندی سے اُن معاملات میں اُس کے تابع ہوگی جو بطور شوہر اُس کے ذِمے لگائے گئے ہیں۔ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی سے نرمی سے اور آسانی سے فرائض کا تقاضا کرے، تو وہ اُسے دس گُنا زیادہ فرماں بردار پائے گا، بہ نسبت اِس کے کہ وہ سختی اِختیار کرے۔ اور وہ (بیوی) کہیں زیادہ اِطمینان اور خوشی سے فرماں برداری کرے گی، جب وہ دیکھے گی کہ اُس پر بے پناہ فرماں برداری کا بوجھ نہیں ڈالا جا رہا، بہ نسبت اِس کے کہ سختی سے اُس کا دِل زبردستی اِطاعت پر آمادہ کیا جائے۔[476] آخر میں وٹیلی (Whately) نے کہا: ”شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ سخت دِل اور بد اَخلاق نابال کی طرح نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اُسے بحیثیتِ شوہر نرمی اور رحم دِلی کی مقدّس مثالوں کی پیروی کرنی چاہیے، جو کہ بیک وقت ، محبت اور احترام دونوں کو جنم دیتی اور نہ صرف مہربانی کو ظاہر کرتی ہے بلکہ اُسے حاصل بھی کرتی ہیں۔ جو

---

475 . Whately, , 157–58.
476 . Whately, *A Bride-Bush*, 158.

شخص ہر چیز میں حاکم بننے کی کوشش کرتا ہے، وہ اپنے اِختیار کی رسّی کو اِتنا کھینچ دیتا ہے کہ وہ ٹوٹنے کے خطرے میں پڑ جاتی ہے اور آخر میں ایسا ہوتا ہے کہ وہ کسی چیز میں بھی حاکم نہیں رہتا۔[477]

دُوسرا، شوہر کو نرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی بیوی سے اُن کاموں کا تقاضا نہیں کرنا چاہیے جنہیں وہ جانتا ہے کہ وہ اُس کے لئے مشکل اور شاق ہیں، وہ خود بھی یہ محسوس کرتا ہے کہ کچھ ایسے کام ہوتے ہیں جنہیں وہ خوشی سے اور آسانی کے ساتھ سرانجام دیتا ہے کیوں کہ وہ اُس کی طبیعت کے موافق ہوتے ہیں۔ لیکن کچھ کام ایسے بھی ہوتے ہیں جو اُس کے لئے نہایت مشکل اور تکلیف دہ ہوتے ہیں، یہاں تک کہ وہ اُنہیں کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا اور بعض اوقات اُن سے اِستثنا کی درخواست بھی کرتا ہے ۔اسی طرح کچھ کام ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں وہ سرے سے کر ہی نہیں سکتا، اور اُس کے لئے اُسے دُوسروں کی مدد درکار ہوتی ہے۔اِس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، اگر وہ اپنی بیوی پر اپنا اِختیار شفقت اور نرمی سے اِستعمال کرنا چاہتا ہے تو اُسے چاہیے کہ وُہ اُن چیزوں کا مطالبہ کرنے یا اُن پر اصرار کرنے سے گریز کرے، جنہیں وہ جانتا ہے کہ اُس کے لئے اِنتہائی مشکل ہیں یا جو وہ سرانجام نہیں دے سکتی۔

سکڈرؔ نے تاکید کرتے ہوئے کہا" تمہیں اُس پر کوئی ایسا بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے جو اُس کی طاقت اور صلاحیتوں سے باہر ہو۔ تمہیں اپنی طاقت سے اُس کی کمزوری کو سہارا دینا چاہیے اور اپنی دانش مندی سے اُس کی کمزوریوں کو پورا کرنا چاہیے "۔[478] ایک اچھے شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی سے ایسے مشکل کاموں کا مطالبہ کرکے جنہیں وہ بہت مشکل سے ہی سرانجام دے سکتی ہے، اُس کی فرماں برداری کی کمر نہ توڑ دے ۔[479]

جہاں تک بیوی کو حکم دینے کے انداز کا تعلق ہے، شوہر کو چاہیے کہ اگر کبھی اُسے بیوی سے کوئی کام لینا ہو، تو وہ یہ کام غرور اور تحکمانہ انداز میں نہ کرے، بلکہ نرمی اور محبت سے، درخواست کے انداز میں کرے۔اُسے چاہیے کہ وہ اِتنی محبت اور شفقت سے اپنی بیوی کو ہدایت دے کہ وہ اِن ہدایات کا بوجھ اپنے

---

477 . Whately, *A Bride-Bush*, 159.
478 . Scudder, 91.
479 . Whately, , 160.

کندھے پر محسوس نہ کرے، بلکہ صرف اُن کی نرمی کو اپنے دِل پر ایک محبت بھرے کھچاؤ کی صورت میں محسوس کرے۔ وئیٹلی نے کہا کہ "جب کبھی کوئی حکم دینے کی ضرورت پیش آئے تو اُسے سختی اور زبردستی کے انداز میں، غصے اور دباؤ کے ساتھ نہ دیا جائے، بلکہ نرمی، محبت اور خلوص سے، شفقت بھرے انداز میں، محبت آمیز ترغیب اور مانوس درخواستوں کے ساتھ دیا جائے۔[۴۸۰]

اب ہو سکتا ہے کہ اُس کی بیوی ضدی اور نافرمان مزاج کی ہو، اور جو باتیں وہ اُس سے ضروری طور پر چاہتا ہے، اُنہیں وہ بادِلِ نخواستہ اور ناگواری سے قبول کرے۔ ایسے موقع پر شوہر کی یہ خواہش ہو سکتی ہے کہ وہ اپنا اِختیار جتانے کے لئے "اَور زیادہ زور سے چِلائے" اَور زیادہ زور سے دروازے کو بِھینچے۔ تاہم، غالب اِمکان یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کے غصے اور مزاحمت پر نرمی اور شفقت سے بھرپور اِختیار کے ذریعے قابو پا کر زیادہ خوشی اور بہتر نتائج حاصل کرے گا، "کیوں کہ پُر سکون طریقہ اُس (بیوی) کے لئے زیادہ آرام دہ ہوتا ہے اور شوہر کے شایانِ شان بھی ہوتا ہے"۔[۴۸۱] وئیٹلی نے کہا "جب شوہر کسی بات کا حکم دینے کی بجائے نرمی سے درخواست کرتا ہے، تو اِس سے بیوی کی مزاحمت ختم ہو جاتی ہے"۔ یوں کہہ لیجیے، کہ جب کوئی مرد اپنے اِختیار کا رُعب جھاڑنے کی بجائے محبت سے راہ نُمائی کرے، تو کسی بات پر جھگڑنے کی کوئی گنجایش ہی نہیں رہتی اور کام بھی تب ہی بہتر انداز میں ہوتے ہیں جب جسم کو مجبور کرنے کی بجائے دِل ودِماغ کو محبت سے مائل کیا جائے۔ اگر آپ سختی سے اپنی بات پر اڑ جائیں اور کہیں کہ "تمہیں یہ کرنا ہی ہو گا، مَیں تم سے کراؤں گا" اور ایسے ہی دھمکی آمیز اَلفاظ اِستعمال کریں تو ہاتھ تو وہ کام کر دے گا مگر دِل اُس کے خلاف ہو جائے گا۔ اور ظاہری طور پر تو آپ کی بات مان لی جائے گی، لیکن دِل میں آپ سے ناراضی اور ناپسندیدگی رہے گی۔ اگر اُس کی فرماں برداری دِل سے نہ ہو تو یہ زیادہ دیر تک کیسے برقرار رہ سکتی ہے؟ وہ راستہ جو بیوی پر کم سے کم بوجھ ڈالے اور شوہر کے لئے کم سے کم تکلیف کا باعث ہو، وہ یہ ہے کہ کسی بات کو سخت اور حاکمانہ لہجے میں حکم دینے کی بجائے نرمی سے اور محبت بھرے اَلفاظ میں خواہش کے طور پر

---

[480] . Whately, *A Bride-Bush*, 161.
[481] . Whately, *A Bride-Bush*, 162.

بیان کیا جائے۔[482] جب تک کسی بات پر اِصرار کرنا، اِنتہائی ضروری نہ ہو، اُس وقت تک شوہر کو چاہیے کہ اپنے احکام میں نرمی اِختیار کرے اور اِس طرح کے اَلفاظ ادا کرے، جیسے کہ "پیاری بیوی، مَیں آپ سے اِلتماس کرتا ہوں، مہربانی فرما کر ایسا کر دیں، آپ سے گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر میرے لئے یہ کام کر دیں"۔[483] کیوں کہ یہی انداز اُسے ایک زیادہ خوش حال گھر، خوشگوار اِزدِواجی زِندگی اور محبت کرنے والی بیوی عطا کرے گا۔

اِس اہم ذِمے داری کا دُوسرا حصہ جزا اور سزا سے متعلق ہے۔ اِس کے دو پہلو ہیں: ایک مثبت پہلو جس میں شوہر اپنی بیوی کو اُس کے اچھے کاموں پر سراہتا اور شکرگزار ہوتا ہے اور دُوسرا منفی پہلو، جس میں شوہر اپنی بیوی کو اگر وہ کسی خطا کی مرتکب ہوتی ہے تو محبت بھرے اَنداز میں نرمی سے سمجھاتا ہے۔

سب سے پہلے شوہر کو چاہیے کہ جب بیوی کوئی اچھا کام کرے تو وہ اُس کی تعریف اور شکرگزاری کے ساتھ اُس کا بدلہ دے۔ اَمثال ۳۱ میں ہم پڑھتے ہیں کہ نیک بیوی کو نہ صرف اُس کا شوہر اُس کے اچھے کاموں پر سراہتا ہے (آیات ۲۸-۲۹)، بلکہ شہر کے دروازوں پر بھی جہاں لوگ جمع ہو کر بات چیت کرتے ہیں، اُس کی تعریف ہوتی ہے (آیت ۳۱)۔ یقیناً اُس کے اچھے کاموں کا جلال خدا کے نام کو دیا جانا چاہیے، جو اُس میں کام کرتا ہے تاکہ وہ (بیوی) اُس کی خوشنودی کے لئے نیک کام کرے (فلپیوں ۲:۱۳؛ افسیوں ۲:۱۰) لیکن جب شوہر اُس کی وفاداری اور مہربانی کو سراہتا ہے، تو اُس سے خدا کی عزت کم نہیں ہوتی، کیوں کہ وہ بیوی خدا ہی کی طرف سے اُسے دی گئی ہے تاکہ وہ اُس کے لئے بھلائی کا باعث ہو (پیدایش ۲:۱۸)۔

اگر شوہر کبھی اُس کی تعریف نہ کرے اور اُس کی قدر نہ کرے تو وہ (بیوی) کیسے جانے گی کہ آیا کہ وہ اُسے خوش رکھتی ہے یا نہیں؟ اگر وہ کبھی خوشی سے اُس کے اچھے کاموں کو تسلیم نہ کرے تو وہ کیسے جانے گی کہ وہ اُس سے کون سے اچھے کاموں کی توقع رکھتا ہے؟ اِس لئے شوہر کو چاہیے کہ بیوی جب بھی کوئی اچھا کام کرے جو اُسے خوشی دے تو وہ (شوہر) اُس کی تعریف کرے۔ یہ تعریف نہ صرف بیوی کے

---

482 . Whately, , 162–63.
483 . Whately, , 163.

لئے باعث برکت ہو گی کیوں کہ اِس سے وہ جان لے گی کہ وہ اپنے شوہر کے لئے اُس بھلائی کا باعث بن رہی ہے جو خدا نے اُس کے لئے مقرر کی ہے، بلکہ یہ اُسے مزید بھلائی کرنے کی ترغیب بھی دے گی۔ دراصل، وہ خود ہی ایسے طریقے دریافت کرنے لگے گی جن سے وہ اپنے شوہر کے لئے اُس سے بھی بڑھ کر بھلائی کرے جس کا اُس نے کبھی مطالبہ یا تصوّر بھی نہ کیا ہو۔

شوہر کی طرف سے کی جانے والی تعریف اُس کی بیوی کی خدمت، فرماں برداری اور خداوند کے حضور اُس کی فرماں برداری کو مزید تقویت بخشے گی اور اُسے ایک بہترین بیوی بننے کی ترغیب دے گی جو خدا کے خوف کی وجہ سے دُوسروں سے ممتاز ہو (اَمثال ۲۹:۳۱-۳۰)۔

وٹیلی نے اِس ذِمے داری کو کچھ یوں بیان کیا: "ایک مرد کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو محبت بھرے، تسلی بخش اَلفاظ کے ذریعے یہ باور کرائے کہ اُس کا نیک اور فرماں برداری کا روِیہ اُس کے لئے باعثِ مُسرت ہے۔ اُسے چاہیے کہ وہ خاص محبت بھرے اَقدامات، جیسے کہ تحفے یا دِیگر طریقے جن سے وہ جانتا ہے کہ وہ خوش ہو گی، کے ذرِیعے اُسے مستقل طور پر خوش اور وفادار رہنے کی ترغیب دے۔ کیوں کہ شوہر کا خوش مزاجی کا روِیہ، خوش اَخلاقی، خندہ پیشانی اور فیاضی ایک بیوی کے لئے دُنیا کی کسی بھی چیز سے بڑھ (ماسوائے خدا کے فضل کے) کر اِطمینان کا باعث ہوتا ہے"۔[۴۸۴]

مزید برآں، جب شوہر اپنی بیوی کے اچھے کاموں کا بدلہ دینا چاہے تو اُسے یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ وہ اپنے تحفے کی قدر اِس کو دینے کے انداز سے نہ گھٹا دے۔ مثال کے طور پر، اگر وہ سرد مہری سے تعریف کرے یا بخل کے ساتھ تحفہ دے تو بیوی کو اُس کی مہربانی سے زیادہ اُس کی بے رُخی محسوس ہو گی۔ اِس تحفہ دینے کے عمل سے اُن کے تعلقات کی بہتری میں جتنا فائدہ ہو سکتا تھا وہ سب ضائع ہو جائے گا بلکہ اُس کا اُلٹا اَثر ہو گا۔ اِسی لئے وٹیلی نے شوہروں کو خبر دار کیا: "اپنے جذبات کی بے راہ روی سے اپنی مہربانی کے پھل کو ضائع نہ ہونے دیں، میٹھی چیزوں کو اپنی تلخی اور بداَخلاقی سے کڑوا مت بنائیں"۔[۴۸۵]

---

[484] . Whately, , 125.
[485] . Whately, , 164.

شوہر کی "جزاوسزا" کی ذِمے داری کے منفی پہلو میں یہ بات شامل ہے کہ جب بیوی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو وہ پیار سے اُسے سمجھائے۔ اِبتدائی طور پر یہ بات شاید غیر مناسب یا خلافِ معمول محسوس ہو سکتی ہے کہ کیا اِزدِواجی زِندگی میں ایسا کرنا دُرست اور صحت مندانہ روِیہ ہے؟

کیا اُسے اپنی بیوی سے اپنی گہری محبت کے باعث اُس کی تمام خامیوں کو نظر انداز نہیں کر دینا چاہیے اور کیا اُسے خدا کے سپُرد نہیں کر دینا چاہیے اور صرف وہی اُس کے دِل میں کام کر سکتا ہے اور اُس میں تبدیلی لا سکتا ہے؟ یہ اعتراضات بظاہر معقول لگتے ہیں، لیکن وہ شوہر کی محبت کے ایک اہم پہلو کو نظر انداز کر دیتے ہیں، جس کی وہ خود حمایت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بمطابق متی ۱۸، یہ مسیح کی اپنے لوگوں سے محبت ہی ہے جس کی وجہ سے وہ ننانوے کو چھوڑ کر اُس ایک کے پیچھے جاتا ہے جو بھٹک گیا ہے (آیات ۱۰-۱۴) اور یہ ہمارے بھائی سے ہماری محبت ہی ہے جو ہمیں مجبور کرتی ہے کہ جب وہ ہمارا قصور وار ہو تو ہم اُس کے پاس جائیں اور اُسے اُس کی غلطی سے آگاہ کریں تاکہ وہ توبہ کرے اور ہماری رفاقت بحال ہو جائے (آیت ۱۵)۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ: محبت کبھی بھی بھائی کو گُناہ میں نہیں چھوڑتی۔ محبت معافی کے جذبے کے ساتھ اُس کی تلاش کرتی ہے، محبت بحالی، شفا اور نجات کی طالب ہوتی ہے۔

کسی بھائی کو گُناہ میں چھوڑ دینا، کسی بھائی کو بھٹکتے دیکھ کر خاموش رہنا، کسی بھائی کو گُناہ کی وجہ سے نقصان اُٹھاتے دیکھ کر اُسے بچانے کی کوشش نہ کرنا، یا کسی بھائی کو گُناہ کے باعث خطرے میں دیکھنا اور اُسے روکنے کی کوشش نہ کرنا، یہ اُس سے محبت نہیں بلکہ نفرت ہے۔

یوحنا رسول (۱۔یوحنا ۳:۱۴-۱۸) میں فرماتا ہے "ہم جانتے ہیں کہ موت سے نکل کر زِندگی میں داخل ہو گئے کیوں کہ ہم بھائیوں سے محبت رکھتے ہیں۔ جو محبت نہیں رکھتا وہ موت کی حالت میں رہتا ہے۔ جو کوئی اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہے وہ خونی ہے اور تم جانتے ہو کہ کسی خونی میں ہمیشہ کی زِندگی موجود نہیں رہتی۔ ہم نے محبت کو اِسی سے جانا ہے کہ اُس نے ہمارے واسطے اپنی جان دے دی اور ہم پر بھی بھائیوں کے واسطے جان دینا فرض ہے۔ جس کسی کے پاس دُنیا کا مال ہو اور وہ اپنے بھائی کو مُحتاج دیکھ کر رحم کرنے میں دریغ کرے تو اُس میں خدا کی محبت کیونکر قائم رہ سکتی ہے؟ اَے بچو! ہم کلام اور زبان ہی سے نہیں بلکہ کام اور سچائی کے ذریعہ سے بھی محبت کریں"۔ مسیحی محبت جو کسی گُناہ میں گرفتار بھائی کے لئے

ظاہر کی جاتی ہے ، وہ مسیح کی اُس محبت کی عکاسی کرتی ہے جو اُس نے ایک اچھے چرواہے اور نیک سامری کی طرح اپنی گنہگار بھیڑوں کے ساتھ ظاہر کی۔ محبت گُناہ میں گرفتار شخص کا تعاقب کرتی ہے۔ یہ اُس کی مدد کے لئے ہاتھ بڑھاتی ہے تا کہ اُسے گُناہ سے نکالے (یہوداہ ۲۳)۔ یہ گُناہ میں گرے ہوئے کو چھوڑ دینے سے اِنکار کرتی ہے۔ محبت بھائی کے گُناہ کو گُناہ ہی سمجھتی ہے اور اُسے واضح طور پر گُناہ ہی قرار دیتی ہے ، اُسے ترغیب دیتی ہے کہ وہ گُناہ کو ترک کرے، لیکن ساتھ ہی ساتھ محبت بھائی کے ساتھ بھی بھائی جیسا سلوک ہی کرتی ہے، اُس کی بحالی اور واپسی کے لئے جو کچھ بھی ممکن ہو، وہ کرتی ہے اور اِس عمل میں ایک ذریعہ بننے کی کوشش کرتی ہے (متی ۱۸:۱۵-۱۷، ۲۱-۲۲)۔

اب اگر یہ معاملہ بھائیوں کے درمیان اِس طرح ہونا چاہیے، تو شوہر اور بیوی کے درمیان، جو بھائیوں سے بھی بڑھ کر ایک دُوسرے کے قریب ہوتے ہیں یہ بات کتنی زیادہ ہونی چاہیے؟ وہ دونوں ایک بدن بن چکے ہیں۔ اِس لئے جب کوئی شوہر اپنی بیوی سے محبت کرتا ہے تو وہ دراصل اپنے آپ سے محبت کرتا ہے (افسیوں ۵:۲۸-۲۹)۔ اگر ایک بھائی اپنے بھائی کو بھٹکنے نہیں دے سکتا تو پھر ایک شوہر بھی اپنی بیوی کو گمراہ نہیں ہونے دیتا۔ بلکہ اُسے اُس سے ایسی محبت کرنی چاہیے جیسی محبت مسیح یسوع اپنی کلیسیا سے کرتا ہے جسے وہ مسلسل اور بغیر تھکے ڈھونڈتا ہے جب وہ بھٹک جاتی ہے (ہوسیع ۲:۵-۱۴، ۷-۱۵)۔

لہٰذا، سوال یہ نہیں کہ آیا شوہر کے پاس یہ اِختیار اور ذِمے داری ہے یا نہیں، بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ اُسے اِس اِختیار کو کیسے اِستعمال کرنا چاہیے۔ اِسی لئے بولٹن (Bolton) نے شوہر کو یہ نصیحت کی کہ وہ: "تمام پاکیزہ فہم اور حکمت کے ساتھ، وہ نرمی اور محبت سے خود کو اِس بات پر آمادہ کرے کہ جہاں تک ممکن ہو، اِصلاح اور دُرستی کی کوشش کرے، باقی خامیوں کو صبر سے برداشت کرے اور بغیر غصے اور بے صبری کے اُنہیں نظر انداز کرتے ہوئے، دُعا کے ذریعے خدا پر بھروسا رکھے کہ وہ مناسب وقت پر مکمل تبدیلی اور ہم آہنگی عطا کرے گا"۔[۴۸۶]

---

486 . Bolton, 273.

پیوریٹن(Puritans)اِس ذِمے داری کے دُرُست اِستعمال کے بارے میں بہت محتاط تھے اور اُنہوں نے اِس کے لئے پانچ راہ نُما اُصول پیش کیے۔سب سے پہلا اُصول یہ تھا کہ شوہر کو وہاں سرزنش نہیں کرنی چاہیے جہاں کوئی غلطی نہ ہو۔اِصلاح کا مقصد یہ ہے کہ خطا کرنے والے کو اُس کی غلطی دِکھائی جائے تاکہ وہ توبہ کرے اور اپنی اِصلاح کرے، کوئی بھی اچھا سرجن کبھی بھی جسم کے صحت مند حصے پر پٹی نہیں کرتا، یہ ہمیشہ ایک فضول مشقت ہوتی ہے اور اکثر خطرناک بھی، کیوں کہ بعض دوائیں صحت مند گوشت کو بھی زخم لگا دیتی ہیں۔جیسا کہ وٹیلی نے کہا کہ ”اِس لئے شوہر کو بھی وہاں نقص نہیں نکالنا چاہیے جہاں پر کوئی غلطی ہے ہی نہیں، کیوں کہ ایسا کرنے سے ایک نیا مسئلہ پیدا ہو جائے گا“۔[۴۸۷] وہ یقیناً تنبیہ کر سکتا ہے جہاں پر خدا کی بے حُرمتی ہوئی ہو لیکن جہاں کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی، وہاں اُسے تنبیہ کرنے کا کوئی اِختیار نہیں۔سکڈر نے شوہروں کو سختی سے نصیحت کی کہ:”یقین کرلو کہ بیوی میں واقعی کوئی خامی ہے اور وہ بھی بہت بڑی خامی، ورنہ اُسے ملامت نہ کرو۔چھوٹی چھوٹی کوتاہیاں تو وقت کے ساتھ خود بخود یا محض نرمی سے یاد دِہانی سے بھی دُرُست ہو سکتی ہیں، بہت سی خامیوں کو تمہیں نظر انداز کرنا چاہیے اور اُن پر صبر کرنا چاہیے جیسے کہ اُسے بھی تمہاری خامیوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے“۔[۴۸۸]

دوم، شوہر کو چاہیے کہ اپنی بیوی کو ایسی بات پر تنبیہ نہ کرے جسے وہ پہلے ہی دُرُست کر چکی ہو۔ایک غلطی جس کی اِصلاح ہو چکی ہو، اُسے معاف کر دینا چاہیے اور اُسے گویا غلطی نہ سمجھا جائے کیوں کہ وہ اب ٹھیک ہو گئی ہے اور ختم ہو چکی ہے۔اگر شوہر اُس وقت ملامت کرے جب بیوی پہلے ہی توبہ، اِصلاح اور ندامت سے اُس غلطی کو چھوڑ چکی ہو تو یہ اِزدِواجی رِشتے کے لئے نقصان دہ ہو گا۔وٹیلی نے وضاحت کی کہ جب کسی گُناہ کو ترک کر دیا جائے اور اُس پر توبہ کرلی جائے تو: وہ (گناہ) مر چکا ہوتا ہے اور دفن ہو چکا ہوتا ہے۔پھر کیوں کوئی شخص اپنی اور دُوسروں کی زِندگی کو تباہ کرنے کے لئے مُردہ لاش کو قبر سے نکالنے کی کوشش کرے؟ درحقیقت، پچھلی غلطیوں کا ذِکر صرف اُسی صُورت میں کرنا جائز ہے اگر وہ غلطی دوبارہ کی جائے تاکہ اُس کی سنگینی واضح ہو، لیکن اگر بیوی اُس گُناہ کو دوبارہ نہیں دُہراتی تو شوہر کی طرف سے ماضی

---

487 . Whately, *A Bride-Bush*, 120.
488 . Scudder, 95–96.

کی غلطی کی بنیاد پر ملامت، اِنتہائی نااِنصافی ہو گی، خداوند کا وعدہ ہے کہ اگر گنہگار شخص اپنے گناہوں کو ترک کر دے، تو وہ بھی اُنہیں ایسے فراموش کر دے گا جیسے کہ سمندر کی تہہ میں دفن کر دیا گیا ہو۔ جب خدا نے گناہوں کو فراموش کر دیا ہے تو اِنسان کیوں یاد رکھے؟ بے شک یہ ایک بُری یادداشت ہے جو اُن چیزوں کو دوبارہ ذہن میں لائے جنہیں خدا نے گہری خاموشی میں دفن کر دیا ہے اور اُن چیزوں کو دُہرائے جنہیں وہ کبھی یاد نہ کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ توبہ کرنے والے گنہگار کو ماضی کے گناہوں کا طعنہ دینا صریح نااِنصافی ہے۔[۴۸۹]

سوم، اُسے تنبیہ، گناہ کی نوعیت کے مطابق ہی کرنی چاہیے۔ جو شخص اپنے مزاج، غصے، ہونے والے نقصان یا تکلیف کی بنیاد پر تنبیہ کرتا ہے وہ اپنی بیوی پر ظلم کرتا ہے اور تنبیہ کے اصل مقصد کو فراموش کر دیتا ہے۔ جس طرح پٹی، زخم کے مطابق باندھی جاتی ہے اور دوا بیماری کے مطابق دی جاتی ہے، اُسی طرح شوہر کی سرزنش اور اِصلاح بھی اُس گُناہ کے مطابق ہونی چاہیے جو سرزد ہوا ہو۔ لاعلمی میں کیے گئے گناہ کی ملامت، بغاوت کے گناہ کی طرح نہیں ہونی چاہیے۔ کمزوری کے سبب سے ہونے والے گناہ کے لئے ملامت ایسی نہیں ہونی چاہیے جیسے وہ ضد یا مزاحمت کا نتیجہ ہو۔ بعض اوقات کسی گناہ کو نظر انداز کر دینا ہی بہتر ہوتا ہے۔ لیکن تکبر اور بغاوت کے گناہ کو ایسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے جیسے کہ وہ کسی اِنسانی کمزوری کے نتیجے میں کیا گیا گناہ ہو۔

اِس سلسلے میں وٹیلی نے درج ذیل نصیحت کی کہ: "اگر کوئی شخص اِس دوا (تنبیہ) کی ترکیب کا صحیح طریقہ جانتا ہے تو اُسے یہ اُصول یاد رکھنا چاہیے۔۔۔ ایک معمولی گناہ کو نظر انداز کر دینا چاہیے، چاہے اُس کے نتیجے میں کتنا ہی بڑا نقصان کیوں نہ ہوا ہو، لیکن ایک بڑے گناہ پر سخت ردِ عمل ہونا چاہیے، چاہے اُس کے نتیجے میں نقصان کی بجائے فائدہ ہی کیوں نہ ہوا ہو۔ کیوں کہ تنبیہ کا سبب خدا کے حکم کی خلاف ورزی ہونا چاہیے، نہ کہ شوہر کی خوشی یا فائدے کی مخالفت، اِسی طرح تنبیہ میں جو سنجیدگی اور سختی اِختیار کی جائے اُس کی نوعیت اُس گناہ کی شدت کے مطابق ہونی چاہیے جو خدا کے خلاف کیا گیا ہو"۔[۴۹۰] بیکسٹر نے

---

[489] . Whately, , 121–22.
[490] . Whately, *A Bride-Bush*, 124.

اِسے کچھ یوں بیان کیا: ”شوہر کو گھرانے میں سب سے زیادہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے ،بیوی کی کمزوریوں اور جذبات پر برداشت سے کام لینا چاہیے ،اِس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ خدا کے خلاف کسی گناہ کو معمولی سمجھا جائے ، بلکہ اِس سے مُراد یہ ہے کہ بیوی کی طرف سے اپنے خلاف کسی کمزوری یا لغزش کو بڑا مسئلہ نہ بنایا جائے ، تاکہ اُس محبت اور سکون کو برقرار رکھا جائے جو اِس رِشتے کی فطری خصوصیت ہے “۔ [۴۹۱]

مختصراً ، جہاں کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو ، وہاں سرزنش نہیں ہونی چاہیے ، لیکن جہاں گناہ سرزد ہوا ہو اور تنبیہ ضروری ہو ، وہاں وہ تنبیہ اِنسان کے نہیں بلکہ خدا کے معیار کے مطابق ہونی چاہیے ۔[۴۹۲]

چوتھا اُصول یہ ہے کہ جب شوہر محسوس کرے کہ اُسے اپنی بیوی کو تنبیہ کرنی ہے اور اُسے راستی اور سچائی کی طرف واپس لانا ہے ، تو اُسے دانش مندی اور احتیاط سے موزُوں وقت اور مُناسب جگہ کا اِنتخاب کرنا چاہیے ۔ بعض اوقات تنبیہ کرنا نامناسب اور بے موقع ہوتا ہے ۔ ہم سب نے کبھی نہ کبھی اُس والد یا بھائی کی محبت کو سراہا ہو گا جس نے دانش مندی سے صحیح وقت کا اِنتظار کیا اور صبر سے صحیح موقع کی تلاش کی تاکہ ہماری غلطیوں پر سرزنش کر سکے ۔ اِسی طرح ہمیں وہ تکلیف بھی یاد ہے جو کسی نامناسب وقت پر کی گئی سرزنش کی وجہ سے ہمیں ہوئی ہو ، خواہ وہ ہم نے کسی کو پہنچائی ہو یا کسی نے ہمیں پہنچائی ہو ۔

لہٰذا ، شوہر کو چاہیے کہ دُعا اور احتیاط کے ساتھ ایسا وقت اور ایسی جگہ تلاش کرے جو تنبیہ کے لئے موزوں ہو ، تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ زخم کو بھرنے کی کوشش میں ، اُسے اَور زیادہ گہرا کر دے ۔ یہ وقت ایسا ہونا چاہیے ، جب وہ خود تنبیہ کرنے کے لئے تیار ہو اور جب بیوی اُس تنبیہ کو سُننے کے لئے آمادہ ہو ۔

وٹیلی نے ایسے موزُوں وقت کے تعین کے لئے دو اُصول پیش کئے ہیں :

پہلا اُصول : شوہر کو پُرسکون ، اور غصے ، رَنج یا کسی ایسے جذبے سے پاک ہونا چاہیے جو اُس کی سوچ یا بولنے کے انداز کو متاثر کر سکتا ہو ۔ جب تک شوہر کے دِل میں غصہ بھرا ہوا ہے ، اُسے اپنی بیوی کو ملامت

---

[491] . Baxter, 154.
[492] . Cf. Westminster Shorter Catechism, Q. 83.

کرنے سے باز رہنا چاہیے "کیوں کہ جو شخص غصے کی شدت سے بھڑک رہا ہو۔۔۔ وہ اُس بات پر بھی ملامت کرے گا جس پر بعد میں اُس کا اپنا دِل گواہی دے گا کہ اِس پر ملامت کی کوئی ضرورت نہ تھی اور وہ یہ سب کچھ ایسے ناشائشتہ، ناگوار اَلفاظ و انداز کے ساتھ کرے گا جو اُس کے تمام اَعمال کو بے اَثر کر دیں گے"۔[۴۹۳] وٹیلی نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ "غصے میں آدمی وہ نہیں بولتا جو موقع کے لئے مناسب ہو، بلکہ وہ بولتا ہے جو اُس کے جذبے کے مطابق ہو، وہ معاملے کی ضرورت نہیں بلکہ اپنے متاثرہ دِل کی ترجمانی کرتا ہے۔۔۔ یہ دانش مندی نہیں ہو سکتی کہ آدمی ایسے وقت میں کوئی ناصحانہ یا اِصلاحی کام شروع کرے جب وہ خود اپنی دانائی سے محروم ہو چکا ہو۔۔۔ غصہ ایک وقتی جنون ہے اور ایک دِیوانہ شخص کس طرح سے کسی کی راہ نُمائی حکمت سے کر سکتا ہے؟"۔[۴۹۴] پس جب کبھی شوہر محسوس کرے کہ اُس کے دِل میں غصے کی آگ بھڑک رہی ہے تو وہ اِس حالت میں کسی کو ملامت کرنے کے قابل نہیں۔ اُسے چاہیے کہ پہلے خود کو الگ کر لے اور خدا کے حضور توبہ اور ضبطِ نفس کے ذرِیعے اپنے دِل کے غصہ کو بجھائے اور پھر اپنی بیوی کو کسی غلطی پر سرزنش کرنے کی کوشش کرے (اَمثال ۱۴:۲۹)۔ اُسے اپنے غصے، تلخ مزاجی، معاف نہ کر پانے جیسے جذبات سے لڑنا چاہیے ورنہ یہی چیزیں اُس کی عقل پر پردہ ڈال دیں گی، پھر وہ وہاں ملامت کرے کے جہاں کوئی خطا نہ ہو یا اپنی بیوی کو اُس کی آنکھ کے تنکے پر ملامت کرے کے جبکہ اُس کی اپنی آنکھ میں گناہ کا شہتیر موجود ہو، اُس کے اِختیار کو رُسوا کرنے کا سبب بن سکتی ہیں (متی ۷:۱-۵)۔

دُوسرا اُصول: شوہر کو ایسا وقت مُنتخب کرنا چاہیے جب اُس کی بیوی نصیحت کو قبول کرنے کے قابل ہو اور جب وہ خود بھی پُرسکون ہو، اور غصے، غم یا اِس طرح کے جذبات سے آزاد ہو، اگر غصہ شوہر کی نصیحت کرنے کی صلاحیت کو متاثر کرتا ہے تو یقیناً یہ بیوی کی نصیحت کو سُننے کی صلاحیت کو بھی متاثر کرتا ہے۔ جیسے شوہر کو غلطی پر بات کرنے کے لئے صاف اور پُرسکون دِل درکار ہے، ویسے ہی بیوی کو اپنی غلطی ماننے کے لئے صاف اور پُرسکون دِل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب آپ اپنی بیوی کو ملامت یا نصیحت کریں تو مناسب وقت اور جگہ کا خیال رکھنا چاہیے۔ آپ کو ایسا اُس وقت نہیں کرنا چاہیے جب آپ خود یا آپ کی

---

[493] . Whately, *A Bride-Bush*, 135.
[494] . Whately, , 136.

بیوی غصے یا جذبات کی شدت میں ہوں، کیوں کہ اُس وقت نہ آپ نصیحت کرنے کے لائق ہوتے ہیں اور نہ وہ نصیحت سُننے کے قابل۔۔۔جب مرد و عورت جذبات کے زیرِ اثر ہوتے ہیں تو وہ اپنے آپ میں نہیں رہتے۔[۴۹۵]

لیکن اگر بیوی شوہر کی اِصلاح کو قبول نہ کرے بلکہ غصے اور تلخ کلامی سے اُس کا جواب دے، تو شوہر کو کیا کرنا چاہیے؟ وٹیلی نے اِس بارے میں یہ مشورہ دیا کہ: "یہ بہتر ہے کہ بیوی اپنی بات کو ختم کر لے، بجائے اِس کے کہ دونوں بے وقوفوں کی طرح باتیں کریں، بہتر ہے کہ وہ اکیلی ہی بولتی رہے، بجائے اِس کے کہ تم بھی بول کر اُسی جذباتی جنون کا شکار ہو جاؤ۔ کیوں کہ غصے والے اِنسان کے ساتھ معاملہ کر کے، خود بھی غصے میں نہ آنا، اِنتہائی مشکل کام ہے۔ سلیمان نے فرمایا: غُصہ ور آدمی سے دوستی نہ کر اور غضب ناک شخص کے ساتھ نہ جا۔ مُبادا تو اُس کی روِشیں سیکھے اور اپنی جان کو پھندے میں پھنسائے (امثال ۲۲:۲۴-۲۵)۔[۴۹۶]

جس طرح حکمت شوہر کو تنبیہ کا مناسب وقت منتخب کرنا سکھاتی ہے، اُسی طرح اُسے یہ بھی سکھاتی ہے کہ کب خاموش رہنا ہے، چاہے وہ بیوی کی تلخ باتوں کا نشانہ بن رہا ہو، تب بھی اُسے خاموش رہنا چاہیے، اُسے خاموش رہنا چاہیے جب تک کہ وہ بے موقع بول کر خود کو بے وقوف نہ بنانا چاہے، اُسے صبر کرنا چاہیے اور بیوی کی کمزوری کو برداشت کرنا چاہیے، تاکہ مناسب موقع پر اُس کی مدد کر سکے۔

پس جس طرح تم چاہتے ہو کہ ہر چیز اپنے مقصد کے لئے موزُوں ہو، جیسے مشروب کے لئے برتن، بیج کے لئے زمین، کپڑوں کے لئے صندوق، مہمان کے لئے مکان، اُسی طرح خیال رکھو کہ تمہاری بیوی کا دِل تمہاری نصیحت یا ہدایت کو قبول کرنے کے قابل ہو اور اُس کا ذہن اُن تمام باتوں کے لئے تیار ہو جو آپ اُس میں ڈالنے والے ہو، اِس بات کو دھیان میں رکھو کہ وہ پُر سکون ہو، خوش ہو، مطمئن ہو اور غصے سے بھری ہوئی نہ ہو۔ جب دِل غصے، دُکھ یا بے چینی سے بھرا ہوا ہو تو ایسی حالت میں نصیحت کرنا بے کار ہے۔ ہر اِنسان اپنے غصے کی حالت میں بے وقوف بن جاتا ہے۔ اور سلیمان نے اِس بارے میں فیصلہ کُن

---

495 . Scudder, 96–97.
496 . Whately, *A Bride-Bush*, 142.

بات کر دی ہے: "اپنی باتیں احمق کو نہ سُنا، کیوں کہ وہ تیرے دانائی کے کلام کی تحقیر کرے گا"۔(اَمثال ۲۳:۹)۔[497]

شوہر کو بہترین جگہ کا اِنتخاب کرنا چاہیے۔اور اُصولاً، بہترین جگہ وہ ہوتی ہے جو پوشیدہ ہو، یعنی نجی اور تنہائی والی جگہ۔ متی ۱۸:۱۵، میں ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح یسوع کا اپنا اُصول بھی یہی ہے کہ "اگر تیرا بھائی تیرا گُناہ کرے تو جا اور خلوت میں بات چیت کر کے اُسے سمجھا"۔ جب شوہر صبر سے اِنتظار کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی بیوی کو علیحدگی میں لے جا کر اُس سے دِل سے، آزادانہ طور پر اور نرمی سے بات کر سکے، تو یہ انداز اُسے توبہ کی طرف مائل کرنے میں کہیں زیادہ موثر ہوتا ہے بہ نسبت اِس کے کہ وہ اُسے دُوسروں کے سامنے علانیہ ڈانٹے اور ملامت کرے (اَمثال ۱۶:۲۱)۔اگر شوہر سب کے سامنے بیوی کو ملامت کرے گا تو بیوی کے لئے یہ یقین کرنا مشکل ہو گا کہ وہ واقعی اُس کی اِصلاح چاہتا ہے، بلکہ وہ یہی سمجھے گی کہ شوہر نے اُسے شرمندہ کرنے کے لئے ایسا کیا ہے۔لیکن اگر وہ اُسے علیحدگی میں پیار اور نرمی سے سمجھائے گا تو بیوی کی توبہ کے اِمکانات بڑھ جائیں گے، کیوں کہ یہ ظاہر کرے گا کہ شوہر کو اُس کی عزت کی فکر ہے اور وہ واقعی اُس کی اِصلاح چاہتا ہے۔جیسا کہ ایمبروز (Ambrose) نے لکھا کہ "اگر اُسے اپنی بیوی کو ملامت کرنے کی ضرورت پیش آئے، تو وہ اَلفاظ کو مناسب وقت تک موئخر کرے، دُوسروں کی موجودگی میں کچھ نہ کہے اور جب کہے تو نرمی اور محبت کے جذبے سے کہے"۔[498]

.بیکسٹر نے بھی اِس سلسلے میں ایک اُصول بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ شوہر کو یہ بات یقینی بنانی چاہیے کہ "اُن کے ذاتی معاملات جو کہ اُن کے درمیان ہی رہنے چاہئیں، دُوسروں پر ظاہر نہ ہوں۔ اُس کی اِصلاح اور تنبیہ زیادہ تر پوشیدگی میں ہونی چاہیے"۔[499]

پنجم، ایک اور راہ نُما اُصول نرم مزاجی کی خوبی سے متعلق ہے۔ہم نے پہلے ذِکر کیا تھا کہ شوہر کو اپنی بیوی کی راہ نُمائی کرتے وقت نرمی اِختیار کرنی چاہیے، لیکن یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ جب شوہر اپنی

---

497 . Whately, , 143–44.
498 . Ambrose, 235.
499 . Baxter, 154.

بیوی کی اِصلاح یا ملامت کرے، تب بھی اُسے نرمی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ نہ صرف ملامت کے اَلفاظ بلکہ اُس کا انداز بھی نرمی سے عبارت ہونا چاہیے۔ اِس معاملے کے حوالے سے اُس کی نرمی کا اِظہار اِس طرح ہونا چاہیے کہ ہر چھوٹی چھوٹی بات میں عیب نہ ڈھونڈے۔ جیسے ایک تنگ راستے میں دو اَفراد کندھے ٹکرائے بغیر یا ایک دُوسرے کو دِیوار سے لگائے بغیر بمشکل سے گُزر پاتے ہیں، ویسے ہی شادی جیسے گہرے اور مضبوط رِشتے میں چھوٹی چھوٹی لغزشیں اور کوتاہیاں لازماً پیش آئیں گی، نہ صرف ہر ایک کی اپنی زِندگی میں، بلکہ ایک دُوسرے کے ساتھ بھی۔ اُن میں سے اکثر چھوٹی چھوٹی کوتاہیاں، معمولی خراش یا چبھن کی طرح خود بخود ٹھیک ہو جاتی ہیں اور اُنہیں آسانی سے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا، جب تک کوئی بڑا گُناہ نہ ہو یا ایسا گُناہ نہ ہو جو تکبر اور دیدہ دلیری کے ساتھ کیا گیا ہو، شوہر کو چاہیے کہ وہ محبت کے ساتھ اُسے نظر انداز کرے (۱۔ کرنتھیوں ۷:۱۳)۔ جہاں پر شوہر کے لئے اپنی بیوی کو ملامت کرنا ضروری ہو، وہاں اُسے دِلی ناگواری کے ساتھ ایسا کرنا چاہیے، یوں کہ جیسے کہ وہ خود ملامت کرنے کا خواہاں نہ ہو بلکہ اُس کو صرف اُس غلطی نے مجبور کیا ہو نہ کہ اُس کی اپنی مرضی نے (نوحہ ۳:۳۳)۔ جیسے ماں کی محبت بھری نرمی اُسے اِس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ وہ اپنے بچے کی کئی چھوٹی چھوٹی کمزوریوں اور خامیوں کو نظر انداز کر دیتی ہے، اُسی طرح تمہارا اپنی بیوی کے ساتھ بھی ایسا ہی رویہ ہونا چاہیے۔ اُس کی خامیوں کے خلاف خدا سے دُعا کرو اور اُس کی خوبیوں کو دیکھو اور سراہو، لیکن معمولی خامیوں اور فطری کمزوریوں کا نہ کبھی ذِکر کرو اور نہ ہی اُن پر ملامت کرو۔۔۔ کیوں کہ تمہارا خامیوں کو نہ دیکھنے اور ملامت نہ کرنے کا رویہ، اُسے اپنی غلطیوں کو دیکھنے اور اُن کی اِصلاح کرنے کے لئے زیادہ آمادہ کرے گا"۔[500]

جہاں تک شوہر کی ملامت کے انداز کا تعلق ہے، اُسے چاہیے کہ اُس کی ملامت نہایت نرمی سے ہو۔ وہٹیلی (Whately) کی نصیحت اِس بات کو سب سے زیادہ خوبصورتی سے بیان کرتی ہے: "بیوی کے ضمیر پر کسی غلطی کو واضح کرنے کے لئے جو اَلفاظ اور اَنداز اِختیار کیے جائیں، وہ نرم اور خوش اَخلاق ہوں، ایسے کہ اُن میں ایک ساتھ محبت اور ہمدردی جھلکتی ہو۔ تنبیہ ایسے کی جانی چاہیے جیسے زخم پر پٹی باندھی جاتی

---

[500] . Whately,166–67.

ہے ، ڈانٹ ڈپٹ سے نہیں بلکہ دردمندی کے ساتھ ۔۔۔شوہر کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اپنی بیوی پر صرف اُتنی ہی سختی کرے جتنی سختی وُہ اپنی ذات پر گوارا کرتا ہے۔ تنبیہ خود ہی طبیعت پر گراں گُزرتی ہے، ہمیں اپنی تلخ مزاجی سے اُسے اَور زیادہ ناگوار بنانے کی ضرورت نہیں"۔[۵۰۱] کیا ایک بیمار مریض کو اِس بات پر آمادہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایسی دوا پی لے جو اُبلتی ہوئی گرم ہو ؟اُسی طرح ایک بیوی بھی اُس تنبیہ کو برداشت نہیں کر سکتی جو تکلیف دہ اور کڑوی باتوں سے اُس کے کانوں کو جلا ڈالے اور جو کہ آتش مزاجی ، غصہ سے بھرپور آنکھوں اور دھمکی آمیز اِشاروں کے ساتھ کی جائے۔ایسی تنبیہ کبھی اُس کے دِل تک نہیں پہنچے گی بلکہ اِس (تنبیہ) کے مطلوبہ مقاصد کے برعکس اِس کا اُلٹا اثر ہوگا (اَمثال ۱۵:۴)۔ تنبیہ کرتے وقت سخت زُبان اور حد سے زیادہ تلخ مزاجی (چاہے وجہ کتنی ہی جائز کیوں نہ ہو) ایسے ہی ہے جیسے ایک مفید دوا کو اُبلتی ہوئی حالت میں پلایا جائے۔نہ تو یہ زبردستی پلائی جا سکے گی اور نہ ہی وہ اِتنی گرم دوائی کو برداشت کر پائے گی، بلکہ اِسے پلانے والے کے مُنہ پر ہی اُگل دے گی اور اُس کی تمام تاثیر ضائع ہو جائے گی۔[۵۰۲] لہٰذا ، اگر شوہر اپنی بیوی کو کسی گُناہ پر تنبیہ کرنے کی ضرورت محسوس کرے تو اُسے چاہیے کہ وہ اُس محبت اور نرمی کے ساتھ کرے جس کے ساتھ اُسے اپنی بیوی سے پیش آنا چاہیے (اَمثال ۱۵:۱-۲؛۱۶: ۲۳-۲۴)۔اِس نقطے کو پوری طرح واضح کرنے کے لئے ہم دو پیوریٹنز (Puritans) مصنفین کے نظریات کا حتمی اور جامع خُلاصہ پیش کرتے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اُن کی طوالت اُن کے نفع بخش ہونے کی بنا پر بالکل بجا اور قابلِ قبول ہے۔

پہلے ، سٹیل (Steele) کی طرف سے دی جانے والی نصیحت پر غور کرتے ہیں: "جب بیوی کوئی غلطی کرتی ہے تو شوہر اپنی محبت کا اِظہار نرمی سے کی جانے والی تنبیہ کے ذریعے کرتا ہے۔شوہر کو واقعی میں بیوی کی بہت سی کمزوریوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے کیوں کہ 'محبت بہت سے گناہوں پر پردہ ڈال دیتی ہے' ۔ جیسے کسی چیز کو بار بار رگڑنے سے وہ کُند ہو جاتی ہے، اُسی طرح جو شخص مسلسل تنبیہ کرتا رہتا ہے اُس کی

---

501 . Whately, *A Bride-Bush*, 167.
502 . Scudder, 96.

تنبیہ کو کم اہمیت دی جانے لگتی ہے۔ لیکن اگر شوہر ضرورت کے وقت بیوی کو تنبیہ نہ کرے، تو وہ اُس سے حقیقی محبت نہیں رکھتا، تاہم، جب وہ تنبیہ کرے تو وہ ہر ممکن حکمت اور نرمی کے ساتھ ہونی چاہیے، نہ تو کسی اجنبی کے سامنے، اور نہ ہی اکثر خاندان والوں کی موجودگی میں، نہ تو فطری کمزوریوں پر اور نہ ہی چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر۔ اور جب وہ تنبیہ کرے تو پہلے اُس کی کسی اچھی بات کی تعریف کرے تاکہ تنبیہ کا اَثر دِل میں اُترے اور جب وہ تنبیہ کر چکے، تو اُس تنبیہ کے ساتھ کوئی معقول دلیل بھی دے۔ اُس کے لئے لازم ہے کہ تنبیہ کی تلخی میں مہربانی کی مٹھاس ضرور شامل کرے، کیوں کہ اگر وہ اُسے یہ دوا بہت گرم دے گا تو اُس (دوا) کی تاثیر جاتی رہے گی اور اُس کی محنت ضائع ہی نہیں بلکہ نقصان دہ ہو جائے گی۔ ایوب کا طرزِ عمل اُس موقع پر قابلِ تحسین تھا، جب اُن کی بیوی نے اپنی باتوں سے اُنہیں دِق کیا، مگر دیکھیں کہ وہ کتنی نرمی سے اُسے تنبیہ کرتا ہے۔۔۔ "اُس نے اُس سے کہا تو نادان عورتوں کی سی باتیں کرتی ہے" (ایوب ۲: ۱۰)۔ اگر وہ بالکل سنگ دِل نہ ہو تو جلد یا بدیر وہ شکر گزار ہو گی اور اپنی اِصلاح کر لے گی۔ [۵۰۳]

سٹیل (Steele) نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے مزید کہا:

شوہر کی محبت کے اَثرات میں یہ بات نمایاں ہونی چاہیے کہ وہ اپنے اِختیار کا اِستعمال نرمی اور شائستگی سے کرے۔ خدا نے اپنی حکمت سے یہ اِختیار اُس کی تخلیق کے وقت عطا کیا (پیدائش ۲: ۲۳) اور اُس کے گُناہ میں گِرنے کے بعد بھی یہ اِختیار اُس سے سلب نہیں کیا گیا (پیدائش ۳: ۱۶)۔ شوہر کا اِختیار فطرتِ اِنسانی کا عطیہ ہے (آستر ۱: ۲۲) اور اناجیل میں کبھی اِس بات کو ردّ نہیں کیا گیا بلکہ اِس کی تصدیق کی گئی ہے (۱۔ کرنتھیوں ۱۱: ۳)۔ اور صرف مُتکبر اور جاہل عورتیں ہی اِس اِختیار پر اِعتراض کریں گی۔ لیکن شوہر کی محبت کا ایک مظہر یہ ہے کہ: ۱۔ وہ اس اِختیار کو دانائی سے سنبھالے رکھے؛ ۲۔ اور نرمی سے اِستعمال کرے ۳۔ اُسے اِس اِختیار و دِین داری، متانت اور مردانگی سے سنبھالے رکھنا چاہیے۔ یہی طرزِ عمل اُس کے اِختیار کو سنبھالنے کا سب سے مضبوط سہارا اور پشت پناہ ہو گا۔ اگرچہ شوہر کا احترام بیوی پر فرض ہے لیکن بیوی کے لئے اُس شوہر کا احترام کرنا مشکل ہو جاتا ہے جو خود خدا شناسی بھول چکا ہو۔ اگر اُس کا رویہ

---

[503] . Steele, *Puritan Sermons*, 2:287.

غیر سنجیدہ ہو تو بیوی بھی اُس کی بات کو سنجیدگی سے نہیں لے گی۔ اگر وہ کمزور اور زنانہ مزاج ہو تو اپنا وقار کھو بیٹھے گا۔ اُسے فیصلہ سازی میں سربراہی کرنے والا، رُوحانی طور پر پختہ کردار کا مالک اور ایک مخلص دِین دار شخص ہوتے ہوئے، اپنے "سر" ہونے کا حق ادا کرنا چاہیے۔ اِن تمام اُوصاف کی بدولت اُس کا اِختیار برقرار رہے گا۔ لیکن یہاں اُس کی محبت اِس بات میں ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اِسی اِختیار کو پوری نرمی اور محبت کے ساتھ اِستعمال کرے، یہ یاد رکھتے ہوئے کہ اگرچہ وہ اپنی بیوی سے برتر ہے، مگر اُن دونوں کی رُوحیں برابر ہیں اور یہ کہ اُس کی بیوی اُس کی ساتھی ہے، اور اُسے اپنی بیوی پر ایسے حکمرانی نہیں کرنی جیسے کوئی بادشاہ اپنی رعایا پر کرتا ہے، بلکہ جیسے ایک سر اپنے جسم کی راہ نُمائی کرتا ہے۔ کیوں کہ بیوی نہ تو آدم کے سر سے نکالی گئی کہ اُس پر حکمرانی کرے اور نہ اُس کے پاؤں سے کہ زیرِ دست رہے، بلکہ اُس کی پسلی سے، جو اُس کے دِل کے قریب ہے۔ اِس لئے اُس کا رویہ دوستانہ ہونا چاہیے اُس کی گفتگو نرم مزاجی پر مبنی اور شیریں ہونی چاہیے، اُس کا رویہ خوشگوار اور اُسے اپنے احکامات میں کفایت شعاری اپنانی چاہیے اور رویہ نرم رکھنا چاہیے اور نرمی سے تنبیہ کرنی چاہیے۔ اُس کا رویہ نہ تو حد سے زیادہ عاجزانہ ہونا چاہیے اور نہ ہی آمرانہ ۔ اگر اُس کی حکمرانی حد سے زیادہ سخت اور آمرانہ ہو گی تو اُس کی محبت ختم ہو جائے گی اور اگر اُس کی محبت میں دانائی نہ ہو تو اُس کا اِختیار جاتا رہتا ہے اور پھر نہ تو وہ خدا کی خدمت کے قابل رہتا ہے اور نہ ہی اپنے گھرانے کی بھلائی کے لئے موثر ہوتا ہے۔ اُسے کبھی یہ گمان نہیں کرنا چاہیے کہ بدتمیزی یا مسلسل تلخ مزاجی ہی اُس کے اِختیار کو قائم رکھنے یا دُرست طریقے سے اِستعمال کرنے کا صحیح طریقہ ہے۔

رُوح القدس نے واضح طور پر فرمایا "اَے شوہرو! اپنی بیویوں سے محبت رکھو اور اُن سے تلخ مزاجی نہ کرو" (کُلسیوں ۳:۱۹)۔ اگر شوہر کی حلیمی اور حکمت بھی بیوی کو متاثر نہ کرے، تو شوہر اِس دُنیا میں برباد ہے اور بیوی آخرت میں برباد ہو جائے گی۔[504] اب وٹیلی (Whately) کی آخری نصیحت پر غور کریں:

---

[504] . Steele, *Puritan Sermons*, 2:289–90.

شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی دائیں آنکھ (نرمی اور محبت) کے ساتھ بائیں آنکھ (اِنصاف پسندی) بھی اِستعمال کرے، یعنی اُسے نیکی کی حوصلہ اَفزائی کرنی چاہیے، جس طرح وہ گُناہ وخطا کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ بُری باتوں کی اِصلاح کی طرح اچھی باتوں کی تعریف بھی ضروری ہے اور جس طرح بُرائی کو روکا جاتا ہے اُسی طرح نیکی کو فروغ بھی دینا چاہیے۔ کیا ہمارے ساتھ گُناہ سے خوفزدہ کرنے والی وعید کے ساتھ ساتھ راست بازی اور وفاداری کی ترغیب دینے والے وعدے نہیں کیے گئے؟ کیا مسیح کلام مقدّس اور رُوح کی تسلیوں سے اپنی کلیسیا کی حوصلہ اَفزائی نہیں کرتا جس طرح وہ ضرورت پڑنے پر مختلف سزاؤں کے ذرِیعے سے اُس کو تادِیب کرتا ہے؟ اگر مرد خوش حالی سے حکمرانی کرنا چاہتے ہیں تو اُنہیں مسیح کی طرزِ حکمرانی کی پیروی کرنی چاہیے۔ اور جو ایسا نہیں کرتا وہ کبھی بھی اپنی بیوی کے ساتھ پُرسکون زِندگی نہیں گُزار سکتا، بلکہ اپنی زِندگی کو بھی اور اپنی بیوی کی زِندگی کو بھی دُشوار بنادے گا۔ کیوں کہ ہر وقت ڈانٹنا بھی اُتنا ہی تکلیف دہ ہے جتنا کہ ہر وقت ڈانٹ سہنا۔ اور اگر کوئی شخص دانستہ طور پر یک طرفہ اور کج نظر ہو جائے اور بیوی کی کسی بُرائی سے خفا ہو کر اُس کی خُوبیوں کو دیکھنے اور محسوس کرنے سے قاصر رہے یا اگر وہ جان بُوجھ کر بیوی کی خُوبیوں کو نظر انداز کرے اور اُن کو نہ سراہے، صرف اِس لئے کہ بعض اوقات بیوی کی کچھ خامیاں اُسے ناگوار گزرتی ہیں اور اگر اُس کے پاس بیوی کی اچھی باتوں کو دیکھنے کی فرصت ہی نہ ہو اور اُس کی توجہ صرف اُس کی خامیوں پر ہی مرکوز رہے، تو یہ طرزِ عمل دونوں کے دِلوں کو بے چینی سے بھر دے گا، اِس سے اُس کی محبت ماند پڑ جائے گی اور جب وہ خود محبت کرنا چھوڑ دے گا تو محبت پانے سے بھی محروم ہو جائے گا۔ یہ چیز اُسے تُرش مزاج اور چڑچڑا بنادے گی اور اِس کے ساتھ ہی وہ اپنے اِس رویے کو جائز بھی سمجھنے لگے گا۔

یہ طرزِ عمل بیوی کو پہلے تو نیکی کرنے سے دِل برداشتہ کر دے گا، کیوں کہ اُس کے اچھے اَعمال کو بھی بُری نگاہ سے ہی دیکھا جاتا ہے اور آخر کار وہ مایوسی کے ساتھ بُرائی کی طرف مائل ہو جائے گی، کیوں کہ چاہے وہ اچھا کرے یا بُرا، اَنجام ایک ہی ہوتا ہے، اُسے ڈانٹ ہی پڑتی ہے اور چہرے پر تیوری ہی دیکھنے کو ملتی ہے۔ چناں چہ دونوں اِزدِواجی زِندگی کی کڑواہٹ کو ہی چاٹتے رہتے ہیں اور اِس کی مِٹھاس کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور یہی چیز دونوں طرف سے محبت کے زوال کا سبب بنتی ہے، جس سے ہمیشہ کے لئے جھگڑے

، دِلوں کی اندرونی خَلش، دِلوں میں چھپے ناپسندیدگی کے جذبات، بالآخر کھلے عام لڑائیاں اور ایک ایسا ناقابل تلافی فاصلہ پیدا ہوتا ہے جو اُن کے درمیان جُدائی کا باعث بن جاتا ہے۔ لہٰذا، اگر تم چاہتے ہو کہ اِزدِواجی زِندگی خوشی سے گُزرے، تو نیکی کو فروغ دو، فرماں برداری کو پروان چڑھاؤ، تمام اچھی صفات کو تقویت دو اور اچھی صفات کی جو کونپلیں، جیسے کفایت شعاری، فرض شناسی اور دِیگر اَخلاقی خُوبیاں، ابھی زمین سے نمودار ہوئی ہیں، اُنہیں پانی دو اور تازگی بخشو تاکہ وہ پنپ سکیں۔ بیوی سے ملنے والی تکالیف کے ساتھ ساتھ اُس سے حاصل ہونے والے فوائد پر بھی غور کرو، اِس بات پر غور کرنے کے ساتھ ساتھ کہ وہ آپ پر کس قدر بوجھ بنتی ہے یہ بھی سوچو کہ وہ آپ کو کس قدر سکون و راحت مہیا کرتی ہے، جیسے وہ کون کون سی خوبیاں ظاہر کرتی ہے ویسے ہی یہ بھی دیکھو کہ اُس میں کون کون سی خامیاں ہیں، اُس کی برائیوں کے ساتھ ساتھ اُس کی اچھائیوں کو بھی ملحوظِ خاطر رکھو، تاکہ تم نیکی کو فروغ دے سکو اور بدی کو زائل کر سکو۔ بے شک اپنی بیوی کو یہ احساس دِلاؤ کہ تم اُس کی اچھی باتوں کو زیادہ خوشی سے دیکھتے اور یاد رکھتے ہو اور یہ کہ تمہیں اُس کی خوبیوں کا ذِکر کرنا اُس کی خامیوں کی نشان دِہی کرنے سے کہیں زیادہ پسند ہے اور تمہیں اُس کی قدر کرنا اُس پر نکتہ چینی کرنے سے زیادہ عزیز ہے۔

کیوں کہ بلاشُبہ، یہ تجربہ ثابت کرے گا کہ میٹھی خوش بُو والی جڑی بوٹیاں دُھوپ میں ہی سب سے اچھی اور محفوظ طریقے سے اُگتی ہیں اور واقعی میں بہت سی بیویوں کی اِصلاح ہو سکتی تھی، اگر شوہر اِبتدا ہی میں اُن کی تھوڑی بہت نیکی کو پہچان کر اُسے پروان چڑھاتا۔[۵۰۵]

مطالعاتی سوالات

۱۔ وہ کون سے دو اہم طریقے ہیں جن سے شوہر پاک اِختیار کے اِستعمال میں ناکام ہوتے ہیں؟

۲۔ شوہر کے اِختیار کی نوعیت ایک نگران کی سی ہے، اِس سے کیا مُراد ہے؟

۳۔ ولیم وٹیلی (William Whately) نے شوہر کو اپنی سربراہی کو دُرُست طریقے سے برقرار رکھنے اور اُسے باعزت طور پر اِستعمال کرنے کے لئے کیا مثبت مشورہ دیا؟

---

[505] . Whately, *A Bride-Bush*, 126–28.

۴۔ شوہر کو اپنی بیوی کی عزت کو قائم رکھنے کے لئے کن منفی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے؟

۵۔ شوہر کے اِختیار کا کیا مقصد ہے؟ اور یہ مقصد اُس کے اِستعمال پر کس طرح اَثر انداز ہونا چاہیے؟

۶۔ گاؤج (Gouge) نے شوہر کے اِختیار کو ایک تلوار سے تشبیہ دی جو اُسے اپنی بیوی کی حفاظت کے لئے دی گئی ہے۔ وہ کس طرح اِس تلوار کو گرا سکتا ہے اور کس طرح، گویا، اِسی تلوار سے اپنی بیوی کو زخمی کر سکتا ہے؟

۷۔ شوہر کو اپنے اِختیار کو حکمت سے اِستعمال کرنے کے لئے کون سی عملی ہدایات پر عمل کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنی بیوی کو بھڑکانے، مغلوب کرنے یا اُس کی تحقیر کرنے سے بچ سکے؟

۸۔ وٹیلی (Whately) نے اپنی بیوی پر حد سے زیادہ نگرانی رکھنے، ضرورت سے زیادہ حکم چلانے، یا اِنتہائی سخت اور بے جا روِیہ اِختیار کرنے کے خلاف کیا تنبیہ کی؟

۹۔ (اَمثال ۲۸:۳۱-۳۱-۱۰) کا مطالعہ کریں۔ یہ آیات شوہر کی ذِمے داری کے بارے میں کیا ظاہر کرتی ہیں؟ اور یہ بات آپ کی بیوی، آپ کے خاندان اور پوری معاشرے کے لئے کیوں اہم ہے؟

۱۰۔ پیوریٹنز (Puritans) نے اِس بارے میں کیا ہدایات دی تھیں کہ شوہر کو اپنی بیوی کی کمزوریوں کی اِصلاح کیسے کرنی چاہیے اور کیسے نہیں کرنی چاہیے؟ اور اِزدِواجی زندگی میں اِصلاح کرنے یا اُسے قبول کرنے کے انداز میں آپ کو کن تبدیلیوں کی ضرورت ہے؟

دسواں باب

اِختتامی نصیحت

ہم نے اِس کتاب کا آغاز اِس بات کی نشان دہی سے کیا تھا کہ شادی ایک اِلٰہی اِنتظام ہے، یہ آج کل کے معاشرے میں زبوں حالی کا شکار ہے اور یہ کہ کچھ نہ کچھ ضرور کیا جانا چاہیے تا کہ شادی کو ہمارے ذہنوں، دِلوں اور عملی زِندگی میں اِس کا بابرکت اور دُرُست مقام دوبارہ دِلایا جا سکے۔ پھر ہم نے اپنے اِس یقینِ کامل کا اِظہار کیا ہے کہ اِس کا واحد حل یہ ہے کہ دِل و جان سے مکمل طور پر خدا کے کلام یعنی بائبل مقدّس کی اِزدِواجی زِندگی سے متعلق تعلیمات کی طرف رُجوع کیا جائے۔ چونکہ خدا نے شادی کو اپنے جلال اور اِنسانیت کی بھلائی کے لئے تخلیق کیا ہے، اِس لئے صرف وہی اِزدِواجی زِندگی کو عزت و برکت کے ساتھ سرفراز کر سکتا ہے اور شوہر اور بیوی کو اُس (خدا) کی طرف سے ملنے والی عزت اور برکت کا پُورا لُطف اُٹھانے کے لئے اُن کی راہ نُمائی کر سکتا ہے۔

اِس عقیدے کے دِفاع میں ہم نے بائبل اور پیوریٹن مصنفین کی تحریروں سے یہ ظاہر کیا کہ اِزدِواجی زِندگی خدا کی تخلیق کا وہ حصہ ہے جسے اُس نے خاص عزت بخشی ہے۔ پھر ہم نے اِزدِواجی زِندگی کے متعدد مقاصد اور فوائد بیان کیے اور یہ واضح کیا کہ شادی نہ صرف ایک قابلِ عزت قانون ہے بلکہ یہ بہت پسندیدہ اور فائدہ مند بندھن بھی ہے۔ ہم نے اِس بات کی وضاحت کی کہ اِزدِواجی زِندگی میں حقیقی عزت اور وقار صرف اُسی صورت حاصل کیا جا سکتا ہے جب اُس کا آغاز دُرُست طریقے سے کیا جائے ۔اِنسان کو خداوند میں رہتے ہوئے شادی کرنی چاہیے، یعنی پہلے خود مسیح کے ساتھ نجات کے رِشتے میں

مُنسلک ہونا چاہیے اور پھر اِسی طرح کے رفیقِ حیات کے ساتھ شادی کرنی چاہیے جو خود بھی مسیح کی طرف سے ملنے والی نجات کا تجربہ رکھتا ہو۔

لیکن اگر کوئی خزانہ حاصل کر کے جلد ہی کھو دیا جائے، تو اُس پر خوشی منانا بے فائدہ ہے، جبکہ وہ دولت جو سمجھ داری سے کمائی گئی ہو اور جس سے اِنسان بار آور اور پائیدار زِندگی گزارے، حقیقی خزانہ ہے۔ اِس لئے ہم نے یہ واضح کیا کہ شادی کے ذرِیعے سے حاصل ہونے والی عزت، جو صرف خداوند میں رہتے ہوئے بیاہ کرنے سے حاصل کی جاتی ہے، اُسے محفوظ رکھنے کے لئے شوہر اور بیوی دونوں کو اپنے فرائض میں وفاداری سے چلنا چاہیے۔ چونکہ شادی خدا کے حضور ایک عہد ہے جس میں ذِمے داریاں بھی شامل ہیں، اِس لئے اُس کی برکات سے بھرپور چشمے صرف اُنہی زِندگیوں میں آزادانہ بہتے ہیں جو اِن فرائض کو وفاداری سے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم نے اِن فرائض کو واضح کرنے میں کافی وقت صرف کیا ہے، ہم نے کافی وقت یہ بتانے میں صرف کیا ہے کہ شوہر اور بیوی دونوں کے مشترکہ فرائض کیا ہیں۔ اب ہماری خواہش یہ ہے کہ کچھ اِختتامی نصیحتیں پیش کریں، پہلے اُن کے لئے جو غیر شادی شُدہ ہیں، اور پھر اُن کے لئے جو شادی شُدہ ہیں۔

غیر شادی شُدہ لوگوں کے لئے

غیر شادی شُدہ اَفراد یا تو شادی کے بارے میں حد سے زیادہ فکر مند ہوتے ہیں یا بالکل ہی لاپرواہ، جس کی وجہ سے وہ خود کو اِس کے لئے تیار کرنے میں بہت کم محنت کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اِس وقت اپنی اِزدِواجی زِندگی کے لئے بہترین بنیاد رکھ سکتے ہیں، لیکن وہ اُس سے غافل رہتے ہیں اور اپنی زِندگی میں ایسے مسائل کو دعوت دیتے ہیں جنہیں اگر کچھ پہلے تیاری کر لی جاتی تو آسانی سے جڑ سے ختم کیا جا سکتا تھا۔ لہٰذا، اگر آپ غیر شادی شُدہ ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ خداوند آپ کی شادی کا اِرادہ رکھتا ہے، تو ہم آپ کو چھ اہم ہدایات پر عمل کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ اگر آپ اِن ہدایات پر عمل کریں گے تو آپ باعزت طریقے سے اِزدِواجی زِندگی میں داخل ہو سکیں گے اور اِس کے ساتھ وابستہ ذِمے داریوں کے لئے بخوبی تیار ہوں گے۔

سب سے پہلے، پولُس رسول کی نصیحت پر غور کریں، جو اُس نے ۱۔ تھِسلُنیکیوں ۴:۴ میں کی، یعنی کہ اپنی غیر شادی شُدہ حالت میں پاکیزگی اور عزت کے ساتھ زِندگی گزارنا۔[506] شادی ایک ایسا اِعزاز ہے جس میں شوہر اور بیوی خدا کے حضور ایک دُوسرے سے جنسی تسکین حاصل کر سکتے ہیں (عبرانیوں ۴:۱۳؛ اَمثال ۱۸:۵-۱۹) اور خداوند کی مہربانی سے یہ اعزاز شہوت پرستی سے بچنے کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے (۱۔ کرنتھیوں ۲:۷) لیکن اگر آپ نے اپنی غیر شادی شُدہ حالت میں شہوت پرستی کے گُناہ کو زیر کرنا نہ سیکھا، تو شادی کا بستر اُسے اَور بھی بھڑکا سکتا ہے اور یہاں تک کہ آخر کار وہ شادی کے بستر کو ناپاک کر دے گا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ شہوت میں گرے ہوئے شخص کو اکثر اپنی بیوی سے بھی تسکین نہیں ملتی۔ ایسی صُورت میں بیوی اُس کے لئے صرف ایک ذرِیعہ بن جاتی ہے، نہ کہ ایک محبوب ساتھی۔ ایسا مرد جلد ہی اپنی بیوی سے اُکتا جاتا ہے اور کسی اَور کی خواہش کرنے لگتا ہے۔ اِس بات کو سمجھ لیں کہ خدا نے اِزدِواجی زِندگی کو اِس لئے قائم نہیں کیا کہ شہوت کے بھرے دِل کو پاک کرے، بلکہ اِزدِواجی زِندگی ایک پاکیزہ دِل کو محفوظ رکھنے اور اُسے تسکین دینے کے لئے قائم کی گئی ہے۔ اگر آپ شادی سے پہلے شہوت پرستی کو کھلی چھوٹ دیتے ہیں، تو یہ شادی کے بعد بھی بے لگام رہے گی اور بالآخر تباہ کُن ثابت ہو گی۔ شہوت کے اسباب (جیسے بے حیائی کی صحبت، اِشتعال انگیز میڈیا اور کاہلی) سے بچیں اور اپنے ذہن اور خواہشات کو عالمِ بالا کی چیزوں پر مرکُوز کر کے پاک خیالات اور پاکیزہ خواہشات کو پروان چڑھائیں (کُلسیوں ۱:۳-۳؛ فلپیوں ۸:۴)۔ ایک سچے اِیمان دار کی حیثیت سے، مسیح کی پاک دُلہن کی مانند زِندگی گزارو (یسعیاہ ۵:۵۴)، اور اِسی پاکیزگی کو اپنی اِزدِواجی زِندگی میں بھی لے کر آؤ، جہاں یہ نہ صرف محفوظ رہ سکتی ہے بلکہ تمہاری جوانی کے شریکِ حیات کے ذریعے پوری بھی کی جا سکتی ہے۔

دوم، ایک نیک اور موزُوں شریکِ حیات کے لئے خداوند کے اِنتظام کا اِنتظار کرو۔ بے قراری نے بہت سے لوگوں کو جلد بازی میں شادی کرنے پر مجبور کیا، جس کا نتیجہ اکثر پریشانیوں اور پچھتاوے کی صُورت میں نکلا۔ کیوں کہ اِزدِواجی زِندگی کی ذِمے داریاں اُن کی توقع سے کہیں زیادہ نکلیں اور جس شخص

---

[506] . Steele, *Puritan Sermons*, 2:299.

سے اُنہوں نے شادی کی وہ اُن کی اُمیدوں سے کہیں کم نکلا۔ کاش وہ تھوڑا سا وقت نکالتے، عقل مندانہ مشاورت اور مناسب جانچ پڑتال کے ذریعے یہ یقینی بناتے کہ جنہیں وہ اپنے جیون ساتھی چُن رہے ہیں، وہ نہ صرف اِیمان میں خداوند کے ساتھ مُنسلک ہو بلکہ خدا کی پاک مرضی کے مطابق اُن کے لئے مُناسب بھی ہو۔ صبر کے لئے دُعا کرو تاکہ تم خداوند کے وقت کا اِنتظار کر سکو جب وہ اپنی مرضی سے تمہیں ایک نیک اور موزُوں شریکِ حیات کے ساتھ اِزدواجی رِشتے میں مُنسلک کرے۔ وہ جانتا ہے کہ تم کب تیار ہو، اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ کون ہے جسے وہ تمہارے لئے تیار کر رہا ہے۔ اِس لئے اپنے آپ کو اُس کے نیک اور دانا ہاتھوں میں سونپ دو اور اِنتظار کرو، یہاں تک کہ وہ تمہیں اور تمہارے شریکِ حیات کو اِکٹھا کر دے۔ اُس وقت تک خود کو دو چیزوں میں مصروف رکھیں: اُس شخص کے لئے دُعا کریں جسے خدا آپ کے لئے تیار کر رہا ہے، تاکہ وہ جسم و رُوح دونوں میں پاک ہو اور فضل کے ذرائع کو محنت سے اِستعمال کرتے ہوئے اُس شخص میں تبدیل ہونے کی کوشش کریں جس کے لئے کوئی دُوسرا دُعا اور اِنتظار کر رہا ہے۔

سوم، وقت آنے پر اپنے شریکِ حیات کا اِنتخاب دانش مندی سے کرنا چاہیے۔[507] اگر مسیح کے ساتھ آپ کا رِشتہ مضبوط ہے تو یہ یقیناً سب سے اہم نصیحت ہو سکتی ہے جو ہم آپ کو دے سکتے ہیں۔ اگر شروع میں عقل مندی سے اِنتخاب کر لیا جائے تو اِزدواجی زِندگی میں پیش آنے والے بہت سے مسائل سے بچا جا سکتا ہے۔ جو لوگ دولت، خُوبصورتی یا ظاہری خوش اَخلاقی کو بنیاد بنا کر شریکِ حیات کا اِنتخاب کرتے، دِین داری کو آخر میں رکھتے یا بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں، وہ گاڑی کو گھوڑے کے آگے جوڑنے جیسا اُلٹ کام کرتے ہیں اور جلد ہی اُنہیں آزمائشوں کا اور حیرت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آپ کو اپنے جذبات پر قابو رکھنا چاہیے اور کسی کی ظاہری کشش اور دُنیوی دِلکشی پر فریفتہ ہونے سے پہلے اُس شخص کے خدا کے ساتھ تعلق اور مسیح کے ساتھ اُس کی زِندگی کے چلن پر غور کرنا چاہیے۔ اگر آپ دِین داری کو اپنا پہلا معیار بناتے ہیں تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے اِنتخاب میں خدا کو شامل کرتے ہیں اور اگر آپ اِس توکل سے اُس

---

507 . Whately, *A Care-Cloth*, 71f.

کے تابع ہو جائیں، تو وہ آپ کی راہوں کو سیدھا کرے گا (اَمثال ۵:۳-۶)۔ اگر آپ پہلے کسی دِین دار شخص کو چُنتے ہیں، تو پھر آپ اپنی پسند سے آزادانہ محبت کر سکیں گے۔

لہٰذا، یہ اِنتہائی ضروری ہے کہ آپ ایک مسیحی سے شادی کریں (۱۔کرنتھیوں ۳۹:۷) جو خدا کے کلام اور فضل کے عقیدوں کو مانتا ہو، جس کی دِین داری آپ کے لئے واضح ہو، جس کے نیک اَعمال اُس کے آگے آگے چلتے ہوں، جس کی زِندگی میں رُوح کے پھل نظر آتے ہوں اور جس کا خاندان اور دوست احباب بھی اُس کی گواہی دیں۔ ایک ایسا مسیحی جو خود اِنکاری کا فضل سیکھ چکا ہو، صرف وہی اِزدِواجی زِندگی میں محبت اور خدمت کے لئے تیار ہو گا۔ ایک سچا مسیحی، مسیح کی معموری میں عاجزی سے جیتا ہے اور مسیح سے ہی طاقت، اِطمینان اور فضل حاصل کرتا ہے۔ ایک مسیحی شادی کے فرائض کے بارے میں فرض شناس ہوتا ہے، وہ کلامِ مقدس کی نصیحت، ملامت اور اِصلاح کو دِل سے قبول کرتا ہے، اِزدِواجی زِندگی میں اپنی کوتاہیوں پر توبہ کرتا ہے اور اُس فضل کی پرورِش کرتا ہے جو خدا ایک دین دار اِزدِواجی زِندگی کے لئے عطا کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک مسیحی میں ایک غیر اِیمان دار کی نسبت کسی چیز کی کمی پائی جا سکتی ہے، لیکن اُس کے پاس وہ اَنمول نعمت ضرور ہے جو کسی اَور کے پاس نہیں: مسیح کا فضل، جو روزانہ اُسے اپنی خودی کو مارنے اور خدا کے لئے زندگی بسر کرنے کی توفیق دیتا ہے اور یہ سب اُس کی سرگرم محبت کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر کوئی مسیحی بطور شوہر یا بیوی بہترین ثابت نہیں ہوتا، تو اُس کی وجہ دِین داری نہیں بلکہ دِین داری کی کمی ہوتی ہے اور یہ کمی توبہ اور فضل کے ذریعے سے پوری کی جا سکتی ہے۔ اِس لئے مسیحی وہ ہے جسے وٹیلی نے "قابلِ اِصلاح رفیق"[۵۰۸] کہا، کیوں کہ اُس میں کوئی ایسی خامی نہیں جو اِیمان اور توبہ سے دُرُست نہ کی جا سکے۔

چہارم، آپ کو اِزدِواجی زِندگی کے متعلق حقیقت پسندانہ نظریہ رکھنا چاہیے۔ بہت سے لوگ غلطی سے یہ تصوّر کرتے ہیں کہ اِزدِواجی زِندگی ایک ایسی حالت ہے جو ہر طرح کی مشکلات سے پاک اور مکمل طور پر خوشی سے بھرپور ہوتی ہے اور جب وہ اِزدِواجی زِندگی کی مشکلات اور آزمائشوں کا سامنا کرتے

---

[508] . Whately, *A Care-Cloth*, 72.

ہیں تو اُنہیں برداشت نہیں کر پاتے۔ جیسا کہ ہم شروع سے اِس بات پر زور دیتے آئے ہیں، کہ شادی ایک معزز حالت ہے اور وہ لوگ جو خداوند میں بیاہ کرتے اور اِزدِواجی زِندگی کے فرائض کو وفاداری سے پورا کرتے ہیں، وہ واقعی میں اِس حالت کی برکات، خوشی اور بڑی مُسرت سے آشنا ہوتے ہیں۔ تاہم، اِزدِواجی زِندگی میں راحت کے ساتھ ساتھ مشکلات بھی ہیں اور خوشیوں کے ساتھ ساتھ غم بھی ہیں (۱۔کرنتھیوں ۲۸:۷)۔ رینر (Reyner) کے مطابق، اِزدِواجی زِندگی صرف شہد نہیں ہے بلکہ اِس میں کچھ کڑواہٹ بھی مِلی ہوئی ہے۔[509] اِس کی وجہ بہت سادہ ہے۔ چاہے ایک مرد اور عورت اپنی اِزدِواجی زِندگی میں کتنا ہی زیادہ دِین داری کا مظاہرہ کریں، یہ پھر بھی ایک دُنیاوی چیز ہی رہتی ہے جو اُن ہی باطنی بگاڑوں اور رُوحانی اُلجھنوں کے تابع ہے جو دُنیا کی باقی تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہیں (واعظ ۱۳:۱-۱۴؛ ۹:۹)۔ دُوسرے اَلفاظ میں، شادی ایک دُنیوی اِدارہ ہے جو موجودہ زمانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور اِس کی راحتیں اور خوشیاں ہمیشہ اُن دُکھوں اور آزمائشوں کے ساتھ مِلی رہیں گی جو اِس دُنیا کی ہر چیز کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ہر دُنیاوی چشمہ ایک دِن خشک ہو جائے گا، ہر دُنیاوی گلاب کے ساتھ کانٹے بھی ہوں گے، ہر دُنیاوی دِن کے بعد رات آتی ہے اور ایسا ہونا ضروری ہے، وگرنہ کون ہے جو اَبدی زِندگی کی خواہش کرے گا؟ اگر اِس زِندگی کی برکتیں مصیبتوں سے پاک اور مکمل ہوتیں، تو کوئی بھی نہ تو آنے والی زِندگی کی خواہش رکھتا اور نہ ہی خداوند کی جو اپنی آمدِ ثانی کے موقع پر اِس کو مکمل کرے گا۔ اِس لئے اِزدِواجی زِندگی کی حالت کے بارے میں حقیقت پسندانہ انداز میں سوچیں، نہ تو اُس سے اُتنی مصیبتوں کی توقع کرو جو فضل سنبھال نہ سکے اور نہ ہی اِس سے ایسی خوشی کی اُمید رکھو جو زمین دے ہی نہ سکے۔

پنجم، اِزدِواجی زِندگی کو حقیقت پسندانہ نظریے سے دیکھتے ہوئے، اُس مصیبت کے لئے خود کو تیار کرو جو گُناہ ناگزیر طور پر اِس میں لے آتا ہے۔[510] اپنے دِل میں اِس طرح سے خیال کرو: ”مَیں سمجھتا ہوں کہ خدا چاہتا ہے کہ مَیں شادی کروں اور مَیں اُس کی مرضی میں خوش ہوں، لیکن مَیں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ خدا مجھے پہلے ہی خبردار کرتا ہے کہ اِزدِواجی زِندگی میں مشکلات بھی ہوں گی اور مَیں اُس کے کلام

---

509 . Reyner, 49.
510 . Cf. Whately, *A Care-Cloth*, 74–78; Reyner, 49–72.

پر یقین رکھنے میں بھی خوش ہوں۔ خدا کی مدد سے میں اِزدواجی زِندگی کی مشکلات کو خاموشی سے برداشت کروں گا اور اُن کے ساتھ فضل سے پیش آؤں گا اور اُنہیں مسیح میں اپنی ترقی اور آسمان کی جانب پیش رفت کا ذریعہ سمجھوں گا۔ مَیں اُس سے قوت مانگوں گا، اُس پر بھروسا کروں گا اور اُس کی مرضی میں تسلی حاصل کروں گا، کیوں کہ صرف تب ہی میں اُس کی برکات کا یقین کر سکتا ہوں"۔ جو شخص اِس طرح سے خود سے ہم کلام ہوتا اور کلام مقدس کی روشنی میں شوچتا ہے، کیا وہ ازدِواجی زِندگی کی آزمائشوں سے حیران ہو سکتا ہے؟ یا جب وہ (آزمایشیں) آئیں تو خدا کے جلال اور اپنی بھلائی کے لئے اُن سے فائدہ اُٹھانے میں کیسے ناکام ہو سکتا ہے؟

آخر میں، جب آپ کو یقین ہو جائے کہ خُدا آپ کو اِزدِواجی زِندگی میں داخل ہونے کے لئے بُلاتا ہے تو آپ اِس بندھن میں بغیر سوچے سمجھے داخل نہ ہوں۔ جلد ہی آپ پر بہت سی ذِمے داریاں عائد کر دی جائیں گی اور اگر آپ کا دِل پہلے سے خدا کے فضل سے لبریز اور آپ کا ذہن اُس کی حکمت سے معمور نہ ہو تو یہ سب کچھ آپ کے لئے ناقابل برداشت ہو جائے گا۔[511] کیا آپ کے پاس وہ فضل ہے کہ آپ ایک بیوی اور بچوں کی تربیت اور راہ نُمائی خدا کی راہوں پر کر سکیں؟ کیا آپ کے پاس وہ فضل ہے کہ آپ شوہر کے اِختیار کے تابع رہ کر خداوند کی تابع فرمانی کے لئے اپنے بچوں کی پرورِش کر سکیں؟ آپ کو مسیح سے یہ فضل پہلے سے حاصل کرنا ہو گا اور اُس کو بار آور ہونے تک سنبھالنا ہو گا، وگرنہ اِزدِواجی زِندگی اُس سے زیادہ تقاضا کرے گی جتنا آپ دے سکتے ہیں اور آپ کو اُتنا اِطمینان اور خوشی نہیں دے گی جتنی آپ کو اُمید تھی۔ وٹیلی (Whately) نے کہا "جو شخص ایک چھوٹی سی لاٹھی کے ساتھ ایک چوڑی کھائی میں چھلانگ لگاتا ہے، وہ درمیان میں گر جائے گا اور جو شخص عظیم فضل حاصل کیے بغیر اِزدواجی بندھن میں داخل ہوتا ہے، وہ مصیبتوں میں دھنس جاتا ہے"۔[512] لہٰذا، تم اپنے خالی پن کو پہچانو اور مسیح کی معموری میں جینا سیکھتے ہوئے اِس حالت کے تقاضوں کے لئے تیاری کرو، کیوں کہ صرف اُس کا فضل ہی آپ کو اِزدِواجی زِندگی کے فرائض ادا کرنے اور اُس کی خوشیوں سے لُطف اندوز ہونے کے قابل بنا سکتا ہے۔ صرف تب ہی آپ

---

511 . Whately, *A Bride-Bush*, 216–17.
512 . Whately, *A Bride-Bush*, 217.

اِزدِواجی زِندگی کے عہد میں پوری سمجھ، سوچ بچار، دِل کی آمادگی، خدا کے خوف، اپنے فرض کے واضح اِدراک اور اُسے خدا کی فرماں برداری و جلال کے لئے ادا کرنے کے پختہ اِرادے سے شامل ہو سکیں گے [۵۱۳]۔

شادی شُدہ لوگوں کے لئے

مسیح یسوع میں خدا کے بھرپور اور وافر فضل کے باعث، شادی شُدہ لوگ اِس دُنیا میں سب سے زیادہ مُبارک حالت میں ہوتے ہیں، کیوں کہ وہ اُس بندھن میں بندھے ہوتے ہیں جسے خدا نے خود قائم کیا ہے تا کہ مسیح اور اُس کی کلیسیا کے درمیان تعلق کو ظاہر کیا جا سکے۔ اِس حالت میں، وہ نہ صرف اپنی بلاہٹ کے لئے کافی فضل پاتے ہیں، بلکہ یہ بلاہٹ اِس قدر عظیم ہے کہ اُنہیں اِسے پورا کرنے کے لئے مکمل طور پر خدا کے فضل پر اِنحصار کرنا سیکھنا پڑتا ہے۔ اگر آپ شادی شُدہ ہیں اور اپنی اِزدِواجی زِندگی کے ذریعے خدا کے نام کو جلال دینے کا پختہ اِرادہ رکھتے ہیں، تو آپ کو چھے باتوں پر عمل کرنا چاہیے۔ اگر آپ اِن ہدایات پر عمل کریں گے تو نہ صرف آپ اپنی اِزدِواجی زِندگی کی عزت کو برقرار رکھ سکیں گے بلکہ اِس اِزدِواجی زِندگی کے اِختتام پر ندامت یا شرمندگی کے بجائے بے پناہ خوشی اور اِطمینان حاصل کریں گے۔

اوّل، اِزدِواجی زِندگی کے لئے خدا کی شُکر گُزاری کریں۔ اگر آپ کو ایک بابرکت اور محبت کرنے والا شریکِ حیات مِلا ہے تو آپ کس کا شکر ادا کرنے کے پابند ہیں؟ کیا آپ کو خدا کا شکر ادا نہیں کرنا چاہیے؟ اگر آپ کو اِزدِواجی زِندگی میں دُوسروں کی نسبت زیادہ آرام اور راحت میسر ہے اور آپ کو نسبتاً کم مسائل اور پریشانیاں درپیش ہیں، تو کیا آپ کو خدا کا شکر ادا نہیں کرنا چاہیے؟ اگر آپ کا شریکِ حیات خدمت کرنے کے لئے تیار ہے، توبہ کے ذریعے اِصلاح پر آمادہ ہے اور ہر آزمایش کو بہتری کا ذریعہ بنانے کی کوشش کرتا ہے، تو کیا آپ کو اُس نیک ہستی کا شکر ادا نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ ایک اچھا شریکِ حیات صرف اُس کی طرف سے ہی ملتا ہے؟ (اَمثال ۱۸:۲۲؛ ۱۹:۱۴)۔ اگر آپ کا شریکِ حیات آپ سے محبت

[513]. Baxter, 47.

کرتا ہے، آپ کو خوش رکھتا ہے، آپ کی حوصلہ اَفزائی کرتا ہے اور آپ کو اَبدی زِندگی کی طرف لے جانے میں مدد کرتا ہے تو کیا آپ کو خُدا کی مسلسل حمد اور شکر گزاری نہیں کرنی چاہیے؟ خدا کی برکتیں، اکثر ہماری ناشکری کی وجہ سے چھِن جاتی ہیں، نہ کہ اُن کے ختم ہو جانے کی وجہ سے۔ یقیناً خدا کی برکتیں، مسیح یسوع کے صلیب پر دیے جانے والے فدیہ سے جاری ہوتی ہیں اور یہ کبھی ختم نہیں ہوتیں، لیکن جب ہم اُن کا شکر ادا کرنا چھوڑ دیتے ہیں، تو یہ بالکل بجا ہے کہ خدا اُنہیں وقتی طور پر روک لیتا ہے تاکہ ہمیں شکر گزاری کرنا سکھائے۔ پس اگر آپ کی اِزدِواجی زِندگی خوش حال اور بابرکت ہے تو خدا کا شکر ادا کریں۔

تمہاری زبان پر اُس کی حمد ہو، اور تمہاری شکر گزاری اِس بات میں ظاہر ہو کہ تم ہر اچھی اور کامل نعمت کے دینے والے کے طور پر اُس کو خوشی سے تسلیم کرو (یعقوب ۱۷:۱)۔

دوم، اپنی ساری محبت اور توجہ اپنے شریکِ حیات پر مرکوز کریں۔ بے شمار آزمایشیں تمہارے دِل کو تمہارے شریکِ حیات سے ہٹا کر دُوسری طرف مائل کرنے کی کوشش کریں گی۔ چونکہ مسیح اور اُس کی دُلہن (یعنی کلیسیا) کو جُدا نہیں کیا جا سکتا، اِسی لئے شیطان شوہروں اور بیویوں کو جُدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ لوگوں کے درمیان مسیح کے رشتۂ اِزدواج (یعنی کلیسیا کے ساتھ تعلق) کی ساکھ کو خراب کر سکے۔ پس، تمہیں اُن آزمایشوں کے خلاف چوکنّا رہنا ہے اور اپنے شریکِ حیات سے پورے دِل سے محبت کرنی ہے۔ اگر تم اپنے شریکِ حیات سے دِل سے محبت کرو گے تو تم کو نہ صرف اُن کی کمزوریوں کو برداشت کرنے میں آسانی ہو گی، بلکہ تم معاف کرنے میں بھی جلدی کرو گے اور تم اُن میں پائی جانے والی بُرائی کی نسبت اچھائی پر زیادہ توجہ دو گے اور اُن کے فرائض کی بجائے اپنے فرائض پر زیادہ توجہ دو گے۔ غیر مستحکم محبت اِنسان کو "دوراہے" پر کھڑا کر دیتی ہے، جہاں وہ اپنے شریکِ حیات کے اِرادوں اور اَفعال پر شک کرتا ہے، نقصان اور دھوکے کی توقع رکھتا ہے، اِنتقام لینے کو تیار رہتا ہے اور بوقت ضرورت کسی اَور کی طرف مائل ہونے پر آمادہ ہوتا ہے۔ لیکن اپنی تمام تر محبت اپنے شریکِ حیات پر مرکوز کر کے، آپ نہ صرف اپنے خلاف ہونے والی نااِنصافیوں کے دروازے بند کر دو گے بلکہ اُن تمام بھلائیوں کے راستے کھول دیتے ہو جو تم اپنے شریکِ حیات سے کر سکتے ہو۔ یوں تم اپنے لئے ایک خوش حال اور پائیدار اِزدِواجی زِندگی کی مضبوط بنیاد رکھتے ہو۔

سوم، اِزدِواجی زِندگی کے فرائض کو اچھی طرح سمجھو اور اُن کو مسیح کی خاطر دِل سے بجالاؤ۔[514] تمہارا شریکِ حیات اُن فرائض کے لائق نہیں، لیکن خُدا لائق ہے اور اُسی نے یہ ذِمے داریاں تم پر عائد کی ہیں۔ پس اگر تمہاری طبعیت اُن کے خلاف بغاوت بھی کرے تو بھی اُن کو خدا کے اچھے احکام سمجھ کر قبول کرو اور اُن کو اَنجام دینے کا پکا اِرادہ کرو۔

بہت سے شوہر اپنی بیوی کے فرائض میں دخل اندازی کر کے یہ جاننے میں مصروف رہتے ہیں کہ کہیں وہ اپنے حق سے محروم نہ رہ جائیں۔ اِسی طرح سے بہت سی بیویاں اپنے شوہر کے فرائض کو سمجھنے میں اِس لئے مشغول رہتی ہیں کہ کہیں وہ اپنے حق سے محروم نہ ہو جائیں۔ اِس کا نتیجہ صرف جھگڑوں، شکایتوں، خود غرضی، اور دونوں کی طرف سے اپنے اپنے فرائض میں کوتاہی کی صورت میں نکلتا ہے۔ اِس لئے اپنے شریکِ حیات کے فرائض سے زیادہ اپنے اِزدِواجی فرائض کی فکر کریں۔

صرف اپنے فرائض کا علم ہی کافی نہیں بلکہ اُن پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ جب تک آپ اپنے فرائض کو مخلصانہ طور پر اَدا نہیں کرتے، نہ تو آپ خدا کی خوشنودی حاصل کر سکیں گے اور نہ ہی آپ اپنے ساتھی کے لئے باعثِ برکت بن سکیں گے۔ اِن فرائض کے خلاف بغاوت کرنا درحقیقت، خدا کے خلاف سرکشی ہے، جو آپ کے لئے اور آپ کے شریکِ حیات کے لئے بے حد رنج و غم کا سبب بنتی ہے۔ اِسی طرح جب تک آپ اپنے شریکِ حیات کے لئے اپنے فرائض کا بوجھ پوری طرح سے نہیں اُٹھاتے، آپ اِزدِواجی زِندگی کی برکات اور عزت و تکریم سے ناواقف رہیں گے۔ ممکن ہے کہ ایک مرد اور عورت اِزدِواجی بندھن کو بظاہر شرافت اور سکون سے گزاریں، لیکن کیا یہ خدا کی برکات اور اُس کی نظر میں مقبول ہونے کے برابر ہو سکتا ہے؟ کیا دو گنہگار جو ایک ہی چھت کے نیچے پُرسکون طریقے سے رہتے ہیں اور ایک ہی بستر پر آرام سے سوتے ہیں، اُن کی زِندگی کا موازنہ ایک ایسی مسیحی اِزدِواجی زِندگی سے کیا جا سکتا ہے جس میں خدا کا رُوح سکونت کرتا ہے، جس پر مسیح کی برکتیں، راہ نُمائی اور حفاظت کے لئے سایہ فگن ہوتی ہیں اور جس کے ذریعے خدا کی تمجید اور جلال ظاہر ہوتا ہے؟ پس اپنے فرائض کو بخوبی پہچانیں اور دِل و جان سے اُن

---

514 .. Steele, *Puritan Sermons*, 2:301.

کی اَدائیگی کے لئے خود کو وقف کر دیں۔ اِس حقیقت سے تسلی پائیں کہ وہی خدا جو آپ پر یہ ذِمے داریاں عائد کرتا ہے، وہی آپ کے مانگنے پر، آپ کے دِل کو اپنے جلال کے لئے اُن کو نبھانے کی توفیق اور فضل سے بھر دے گا۔

چہارم، اپنے شریکِ حیات کی خامیوں کی نسبت اپنی خامیوں پر زیادہ نظر رکھیں اور اُن کی اِصلاح کریں۔ جس طرح سے بہت سے شوہر اور بیویاں اپنے فرائض سے زیادہ اپنے شریکِ حیات کے فرائض جاننے میں دِلچسپی رکھتے ہیں، اُسی طرح سے وہ اپنے ساتھی کی کوتاہیاں گنوانے میں اپنی کوتاہیوں سے زیادہ مستعد ہوتے ہیں۔ وہ دُوسروں سے اپنے شریکِ حیات کی کوتاہیوں کا شکوہ تو کرتے ہیں، لیکن خود کہاں غلط ہیں اِس بات پر غور نہیں کرتے۔ وٹیلی (Whately) نے کہا کہ "اِس رویے سے شوہر اور بیوی ایک دُوسرے کے لئے بُرے قرض دار بن جاتے ہیں کیوں کہ وہ اکثر یہ دیکھتے ہیں کہ اُن کا کون سا حق ادا نہیں ہو رہا اور یہ نہیں دیکھتے کہ اُنہیں کیا کچھ ادا کرنا تھا"۔[515] وٹیلی نے مزید کہا کہ "یہ کتنی بڑی حماقت ہے! اَے بے وقوف مرد اور عورت سمجھ لو، کہ دُوسروں سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے اُنہیں حاصل کرنے سے نہیں، بلکہ اپنے فرائض کو پہچاننے اور اُنہیں پورا کرنے سے ہی تم سچے مسیحی ثابت ہو گے، آزمایشوں میں تسلی پاؤ گے، موت کے وقت خوش ہو گے اور یہی چیز عدالت کے دِن آپ کے حق میں گواہی دے گی"۔[516]

پنجم، جہاں تک ممکن ہو، اِزدِواجی زِندگی میں پیش آنے والی مشکلات کو پہلے سے روکنے کی کوشش کریں۔[517] اِس سلسلے میں پانچ اہم ہدایات درج ذیل ہیں:

ا۔ خدا سے ڈریں اور اُس کی راہوں پر چلیں۔ کیوں کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے اور اُس کے احکام پر دِل سے عمل کرتے ہیں، اُن پر ہمیشہ اُس کی برکت رہتی ہے (اَمثال ۷:۲؛ ۱۴:۲۶؛ ۲۲:۴)۔ پولُس رسول فرماتا ہے کہ، اگر دِین داری ہر چیز کے لئے فائدہ مند ہے (۱۔ تیمتھیس ۴:۸) تو یہ اِزدِواجی زِندگی کے لئے بھی فائدہ مند ہے اور لازماً آپ پر خدا کی برکات کو نازل کرے گی۔ اگر ہم اِس حقیقت کو سمجھیں کہ خدا

---

515 . Whately, *A Bride-Bush*, 218.
516 . Whately, *A Bride-Bush*, 219.
517 . Whately, *A Care-Cloth*, 77–85.

اکثر مشکلات اِسی لئے بھیجتا ہے تاکہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور پاکیزگی میں اُس کے قریب آئیں، تو پھر کیا خدا کا خوف، جو اِنسان کو بدی سے دُور کرتا ہے اور وفاداری کی راہ پر چلاتا ہے، ہماری اِزدِواجی زِندگی کی بہت سی غیر ضروری مشکلات کو دُور نہیں رکھے گا؟ دِین داری اِزدِواجی زِندگی کی بہت سی مشکلات کو دُور کر دیتی ہے کیوں کہ یہ اُن کے اسباب کو ختم کر دیتی ہے۔

۲۔ اپنے خاندان کو خدا کے خوف کی تعلیم دو۔ اگر تم دِین دارانہ تعلیم اور عملی مثال کے ذریعے اپنے بچوں کو خداوند کے خوف میں چلنا سکھانے کی کوشش کرو گے، تو بفضلِ رُوح القدس، گھر میں بہت سی خوشیاں لانے کا سبب بنیں گے۔ جب وہ خدا سے ڈرنا اور اُس کی فرماں برداری کرنا سیکھیں گے تو وہ اُسی کی خاطر تمہاری بھی فرماں برداری اور عزت کرنا سیکھیں گے۔ لیکن اگر تمہاری اولاد تمہاری نصیحت کو ٹھکرا دے، تمہارے عملی نمونے کو نظر انداز کرے اور خداوند کے خلاف چلنے کا اِنتخاب کرے تو کم از کم، فرض کی ادائیگی کے حوالے سے تمہارا ضمیر مطمئن ہو گا۔ تمہاری وفاداری تمہاری اُمید کی بنیاد بنے گی، جس پر تم مسلسل اور پُرجوش دُعائیں کر سکتے ہو کہ خدا اُنہیں راہِ راست پر لے آئے اور اپنی برکت عطا فرمائے۔

۳۔ اکثر ایک ساتھ مِل کر دُعا کریں اور ایک دُوسرے کے لئے دُعا کریں۔ ایک ساتھ مِل کر دُعا کرنا اور ایک دُوسرے کے لئے دُعا کرنا، تمہاری خدا کے ساتھ رفاقت و شراکت کو برقرار رکھے گا اور تمہیں اِزدِواجی زِندگی کی مشکلات اور آزمائشوں کے مقابلے میں تقوِیت پہنچائے گا۔ بہت سے شادی شُدہ جوڑے یہ خیال کرتے ہیں کہ مستقبل کی مشکلات سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ بینک میں جمع شُدہ رقم ہے، لیکن اگر وہ مشکل ایسی ہو جو پیسے سے ٹھیک نہ ہو سکے؟ اگر نقصان ایسا ہو جس کی تلافی دولت سے ممکن نہ ہو؟ آئندہ غیر متوقع حالات کے لئے مناسب تیاری اور ضروری بچت کی اہمیت کو نظر انداز کیے بغیر یہ جان لو کہ تمام مشکلات کے خلاف تمہاری سب سے بڑی حفاظت خداوند میں ہے۔ اُس کے پاس وہ طاقت ہے جو آزمائشوں کا مقابلہ کرنے کے لئے درکار ہے، اُس کے پاس وہ حکمت ہے جو مشکلات سے نکلنے کے لئے چاہیے، اُس کے پاس وہ فضل ہے جو آپ کو دُکھ اور تکلیف میں اِس انداز سے جواب دینے کے قابل بناتا ہے جو اُس کے جلال کا باعث بنے۔ خدا کے ساتھ گہری رفاقت و شراکت، اِزدِواجی زِندگی کی آزمائشوں کو ختم تو نہیں کرتی، لیکن اِس بات کو یقینی بناتی ہے کہ آپ اُن کا سامنا بغیر کسی شرمندگی یا بے عزتی کے کر سکیں۔

۴۔ دُنیاوی چیزوں کے متعلق میانہ روی اِختیار کریں اور اپنے ہاتھوں کو محنت کرنے میں مصروف رکھیں۔ دُنیا کی چیزوں کو ڈھیلے ہاتھوں سے تھامے رکھو کیوں کہ دو میں سے ایک بات ضرور اور جلد واقع ہو گی: یا تو یہ چیزیں کسی نقصان کے باعث آپ سے چِھن جائیں گی یا آپ موت کے ذریعے سے اُن سے جدا ہو جاؤ گے۔ آپ کو اِس دُنیا کی کسی بھی چیز سے دِل لگا کر اُسے بُت کی مانند نہیں چاہنا چاہیے۔ آپ اُن چیزوں کو ایک نعمت سمجھ کر اور اُن سے حاصل ہونے والی خوشی کے سبب محبت تو کر سکتے ہو، مگر ہمیشہ یاد رکھیں کہ خدا نے آپ کو اپنے بیٹے کے سِوا، جو آپ کا نجات دِہندہ ہے، آپ کو کچھ بھی "ملکیت" کے طور پر نہیں دیا بلکہ جو کچھ آپ کے پاس ہے وہ سب اُدھار کا ہے۔ خدا کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی محبت میں کسی بھی وقت وہ چیزیں واپس لے لے جو اُس نے عطا کی ہیں اور اگر وہ سمجھے گا کہ آپ کے لئے اِس چیز کے بغیر رہنا بہتر ہے، تو وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ دُنیا کی چیزوں کے ساتھ اِعتدال پسندی اِختیار کرنے آپ کو یہ فائدہ ہو گا کہ جب آپ کو اُنہیں چھوڑنا پڑے گا تو یہ عمل آپ کے لئے آسان اور کم تکلیف دہ ہو گا۔ اور آپ بھی پولُس رسُول کے ساتھ یہ کہہ سکو گے "کیوں کہ مَیں نے یہ سیکھا ہے کہ جس حالت میں ہوں اُسی پر راضی رہوں۔ مَیں پست ہونا بھی جانتا ہوں اور بڑھنا بھی جانتا ہوں۔ ہر ایک بات اور سب حالتوں میں مَیں نے سیر ہونا بھوکا رہنا اور بڑھنا گھٹنا سیکھا ہے (فلپیوں ۴:۱۱-۱۲)۔

علاوہ ازیں، اگر اِعتدال پسند دِل ہر حالت میں قناعت کرتا ہے تو محنتی ہاتھ ہر حالت میں آسودگی کا سبب بنتے ہیں۔ کتابِ مقدّس اور تجربہ دونوں ہمیں سکھاتے ہیں کہ سُستی اور غفلت کی بہت سی مشکلات کا سبب بنتی ہیں (اَمثال ۴:۱۳)۔ اگر یہی سُستی اِزدِواجی زِندگی میں داخل ہو جائے جہاں ایک مرد اپنی بیوی اور بچوں کی کفالت کا ذِمے دار ہوتا ہے تو لازمی طور پر اُس کی مشکلات میں اِضافہ ہو گا۔ اِس لئے محنت بہت سی غیر ضروری پریشانیوں سے بچاتی ہے جنہیں سُستی دعوت دیتی ہے، کیوں کہ اپنے کام میں لگن کے ساتھ مشغول رہ کر تم نہ صرف اپنی محنت کا پھل پاؤ گے بلکہ خداوند کی برکت بھی حاصل کرو گے (اَمثال ۴:۱۰؛ ۲۔ پطرس ۱۴:۳)۔

۵۔ اِزدِواجی زندگی میں پیش آنے والی مشکلات کو صبر سے برداشت کریں۔ اگر آپ خداوند اور اپنے گھرانے کے سامنے خدا کے خوف میں چلتے ہو اور اگر آپ اپنے بچوں کو بھی یہی تعلیم دیتے ہو، اگر

آپ اپنی شریکِ حیات کے ساتھ مِل کر دُعا کرتے ہو، اگر آپ خدا کے ساتھ رفاقت میں رہتے ہو جو آپ کی قوت ہے اور اگر آپ دُنیاوی چیزوں کے ساتھ اِعتدال پسند دِل اور محنت کش ہاتھوں سے کام لیتے ہو، تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ اپنی اِزدِواجی زِندگی میں پیش آنے والی مشکلات کے سامنے گھبرا جائیں؟ کیا آپ مایوسی کا شکار ہونے اور اُمید کا دامن چھوڑ دینے کی کوئی ایک بھی وجہ بیان کر سکتے ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ آپ خداوند کی خوشی کو ترک کر دیں اور غم سے مغلوب ہو جائیں؟ کیا آپ کے خدا نے اِن مشکلات کو مقرر نہیں کیا اور کیا وہ نہیں جانتا کہ تمہارے لئے کیا بہتر ہے؟ کیا اُس کا فضل، آپ کے اِس بوجھ کو اُٹھانے میں مدد کرنے، اُسے برداشت کرنے اور آپ کی تقدیس کے لئے فائدہ مند بنانے کے لئے کافی نہیں ہے؟ پھر آپ کو چاہیے کہ صبر کے ساتھ اپنی مصیبت کو برداشت کریں اور اُس (خدا) کے حضور اِنتظار کریں کہ وہ آپ کو ایسا فضل دے کہ آپ اِس آزمایش میں قائم رہ سکیں، اِس سے اِستفادہ کریں اور آخر اُس (خدا) کے نام کی تمجید کریں۔

آخر کار اپنے شریک حیات سے ہونے والی جُدائی کو ہمیشہ ذہن میں رکھیں۔[518] تمہارا ایک دُوسرے کے ساتھ بطور شوہر اور بیوی گزارہ ہوا وقت ناگزیر طور پر مختصر ہی ہو گا، کیوں کہ زندگی خود بھی بخارات کی مانند ہے اور بہترین حالت میں بھی صرف چند دنوں کی مہمان ہے (یعقوب ۴:۱۴؛ ایوب ۱۴: ۱)۔ سکڈر کے مطابق، یہ نقطہ نظر آپ کو وقت کو غنیمت جاننے پر آمادہ کرے گا کہ جب تک موقع ہے، ایک دُوسرے سے لُطف اندوز ہوں، ایک دُوسرے کے ساتھ بھلائی کریں اور ایک دُوسرے سے بھلائی حاصل کریں، کہیں ایسا نہ ہو کہ جب اُن میں سے کوئی ایک رُخصت ہو جائے تو دُوسرے کے دِل میں شدید ملال رہ جائے کہ اُس نے وہ اچھا موقع ضائع کر دیا جو خدا نے اُسے دیا تھا۔[519]

پس آپ کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ آپ کی اِزدِواجی زِندگی کا اَنجام قریب ہے، ایک دِن موت آپ دونوں کو ایک دُوسرے سے جُدا کر دے گی اور آپ کو خدا کے حضور اِس بات کا حساب دینا ہو

---

[518] . Baxter, 47–48.
[519] . Scudder, 108.

گا کہ آپ نے ایک دُوسرے سے کیسا سلوک کیا۔ آپ دونوں اُس راستے پر گامزن ہیں جو موت کی طرف جاتا ہے اور جلد ہی آپ ایک ایسی اَبدی حالت میں داخل ہو جائیں گے جہاں شادی کا وجود نہ ہو گا (متی ۲۲:۳۰)۔ آپ جلد ہی خدا کے حضور کھڑے ہوں گے اور اپنی اِزدِواجی زندگی کے عہد اور اُن وعدوں کا حساب دیں گے جو آپ نے شادی کے وقت کیے تھے۔ بہت جلد آپ سے پوچھا جائے گا کہ آپ نے اپنی اِزدواجی ذِمے داریوں کو، چاہے وہ باہمی ہوں یا اِنفرادی، کیسے نبھایا۔ آپ کو جلد ہی اُس عظیم اعزاز کا حساب دینا ہو گا جو آپ کو دُنیا کے سامنے مسیح اور اُس کی کلیسیا کے رِشتے کی نمائندگی کرنے کے لئے ملا تھا۔ پس، اِس راستے پر ایک دُوسرے کی مدد کرو جیسی کہ شوہر اور بیوی کو کرنی چاہیے اور ایک جسم کی مانند ایک دُوسرے کی خدمت اور حمایت کرتے رہو۔ اور اپنے سفر کو آسان بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں: اپنی رُوح کی بھلائی کے لئے اِیمان کے ساتھ مسیح سے وابستہ رہیں، اپنی بلاہٹ کی بھلائی کے لئے ایک دُوسرے سے دِلی محبت رکھیں اور اپنے ضمیر کی بھلائی کے لئے ایک دُوسرے کی وفاداری سے خدمت کریں۔ تب ہی، جیسا کہ وٹیلی نے کہا "تمہاری محبت یقینی ہو گی، تمہارے دِل آسودہ، تمہاری مثال قابلِ تعریف، تمہارے گھر پُر امن، تم خود بھی خوش و خُرم رہو گے، تمہاری زِندگیاں پُر مُسرت، تمہاری موت مُبارک اور تمہاری یادیں ہمیشہ کے لئے خوش گوار ہوں گی"۔[۵۲۰]

اِختتامیہ

ہو سکتا ہے کہ اب تک اِزدِواجی زِندگی کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے اور سترھویں صدی کے انگریز پیوریٹن (Puritans) علماء کی راہ نُمائی میں ہمارے کچھ قارئین کو ایسا لگے کہ اِزدِواجی زِندگی کا معیار بہت بلند رکھ دیا گیا ہے، اِتنا بُلند کہ وہ یا تو اپنی اِزدِواجی زِندگی میں خود کو شکست خوردہ محسوس کرتے ہیں یا پھر شادی کا اِرادہ ہی ترک کر دینے کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔

---

[520] . Whately, *A Bride-Bush*, 220.

لیکن درج ذیل باتوں پر غور کریں:

پہلی بات ہمیں یہ سمجھ لینی چاہیے کہ اگرچہ یہ ہمارا یقین ہے کہ پیوریٹنز (Puritans) سے بڑھ کر کسی نے بائبل کے نظریہ اِزدواج کو اتنا جامع اور عملی انداز میں پیش نہیں کیا، لیکن ہم نے مسیحی اِزدِواجی زِندگی کا یہ مثالی تصوّر صرف اِس لئے پیش نہیں کیا ہے کہ یہ "پیوریٹنز (Puritans) کا نظریہ" تھا، بلکہ اِس لئے کہ پیوریٹنز (Puritans) نے بڑے وثوق سے اِس بات کو واضح کیا کہ یہ بائبلی نظریہ ہے۔ پیوریٹنز اُس زمانہ میں موجود تھے جب کلیسیا کی اِصلاح کا عمل زوروں پر تھا اور جب کئی عملی سوالات کے واضح جوابات کی ضرورت تھی۔ کلیسیا مخصوص سوالات کے مخصوص جوابات کی شدید بھوکی اور مُحتاج تھی۔ پیوریٹن پادریوں نے دُعا کے ذریعے اور بائبل کو سامنے رکھ کر اِن سوالات کے جوابات تلاش کیے۔ جب شادی کا معاملہ آیا تو اُنہوں نے پیوریٹن روایت کے مطابق ہر پہلو پر روشنی ڈالنے اور ہر ذِمے داری کی وضاحت کرنے کی کوشش کی اور یہ سب کچھ اُنہوں نے صرف اور صرف بائبل کی روشنی میں کیا۔ اُنہوں نے جو مواد بھی اِکٹھا کیا وہ بائبلی اِزدِواجی زِندگی کی ایسی بنیادیں فراہم کرتا ہے جو صرف اُس دَور تک محدود نہیں بلکہ آج کے دَور میں بھی غور و فکر کے لائق ہے۔

پس، ہم آپ کے سامنے صرف "پیوریٹنز کا نظریہ اِزدواج" پیش کرنے کی بجائے، اُن کی تحریروں سے ایک ایسا نقطۂ نظر پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو مکمل طور پر کلامِ مقدس پر مبنی اور جو ہمارے موجودہ مشکل دَور کے تقاضوں کا مُناسب جواب دینے کی صلاحیت رکھتا ہے، جبکہ اِزدِواجی زِندگی کو بائبلی اِصلاح کی اَشد ضرورت ہے۔ بہت کچھ پہلے ہی ضائع ہو چکا ہے اور ہر گزرتے دِن کے ساتھ مزید ضائع ہو رہا ہے۔ مرد اور عورت، اِزدِواجی زِندگی کے صحیح اور واضح تصوّر اور اِس بندھن میں عائد ہونے والی ذِمے داریوں کو جانے بغیر ہی اِس بندھن میں بندھ جاتے ہیں۔ وہ اُس شرف اور اُن برکتوں سے ناواقف ہوتے ہیں جنہیں وہ خداوند میں بیاہ کر کے اور خداوند کے لئے اِزدِواجی زِندگی گزار کر حاصل کر سکتے ہیں، اُن سے لُطف اندوز ہو سکتے ہیں اور زِندگی کے آخری دِن تک محفوظ رہ سکتے ہیں، اگر وہ صرف خداوند میں بیاہ کریں اور بیاہ کے بعد خداوند کے لئے اپنی اِزدِواجی زِندگی کو گزاریں۔ ہم اِس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ جو

لوگ خدا کے حضور ہماری پیش کردہ نصیحتوں پر عمل پیرا ہونے کی سنجیدہ کوشش کرتے ہیں، وہ مسیح کی خاطر اُن بے شمار برکتوں سے لُطف اندوز ہوں گے جو مسیحی اِزدِواجی زِندگی کے ساتھ وابستہ ہیں۔

دُوسری بات یہ کہ آپ کو اِس بات سے دِل برداشتہ ہونے کی ضرورت نہیں کہ آپ کی اِزدِواجی زِندگی اُس معیار پر پوری نہیں اُترتی جو آپ نے اِس کتاب میں سیکھا ہے، اور نہ ہی آپ کو مایوس ہو کر ہار مان لینی چاہیے کہ چُونکہ آپ کبھی اِس بلند معیار کو حاصل نہیں کر پائیں گے، اِس لئے آپ کو شادی ہی نہیں کرنی چاہیے۔ آپ کے لئے جو معیار مقرر کیا گیا ہے وہ دراصل اِزدِواجی زِندگی سے متعلق بائبلی تصوّر ہے۔ اگر ہم اِس معیار کو گرا دیں تو گویا ہم خدا کے کلام کی سچائی کو کم کریں گے یا بدل دیں گے، جو ہمارے لئے نقصان دہ ہو گا۔ اِس معیار کو اِزدِواجی زِندگی کے لئے بطور آئیڈیل (مثالی نمونہ) آپ کے سامنے رکھنا محبت میں سچ بولنا ہے، تاکہ ہمارا اپنا ضمیر مطمئن ہو اور آپ کا بھلا ہو۔ مزید برآں، اِس خیال سے سچائی آپ کے سامنے رکھنا کہ آپ اِس میں اپنی کوتاہیاں دیکھیں گے، دراصل محبت سے آپ کو مسیح کی طرف رجوع کرنے پر آمادہ کرنا ہے، جس (مسیح) میں آپ کی ناکامیوں کے لئے معافی ہے، آپ کے بُلاوے کے لئے فضل اور اُس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے، آپ کی مخلصانہ اور بھرپور کوششوں کے لئے اَجر ہے۔ اور یہی سوچ کر ہم نے اِزدِواجی زِندگی کا یہ معیار اِن صفحات اور اَبواب میں آپ کے سامنے رکھا ہے۔ اَے پیارے اِیمان دار! یہ کبھی نہ بھولو کہ تمہاری نجات مسیح یسوع کے ساتھ خدا میں پوشیدہ ہے۔ جیسے آپ اپنی راست بازی کے لئے اُس کی فرماں برداری کے کمال کی طرف دیکھتے ہیں، ویسے ہی آپ کو اپنی تقدیس کے لئے اُس کی رُوح کے کام کی طرف بھی دیکھنا چاہیے (فلپیوں ۲:۱۲-۱۳؛ ۱۔ تھسلنیکیوں ۵: ۲۳-۲۴)۔

ہم اُس نصیحت پر بات ختم کرتے ہیں جس پر ڈینئیل راجرز (Daniel Rogers) نے اپنی کتاب اِزدِواجی عزت و وقار (Matrimonial Honor) کا اِختتام کیا۔ راجرز کا اِزدِواجی زِندگی کا شاندار تجربہ وہ مرکزی موضوع فراہم کرتی ہے جو ہماری اِس کتاب میں بھی نمایاں طور پر موجود رہا ہے: یعنی اِزدِواجی عزت و وقار کا حُصُول اور اُسے برقرار رکھنا۔ خدا کرے کہ راجرز کی یہ نصیحت، خدا کی طرف رُجوع لانے میں آپ کی حوصلہ اَفزائی کرے تاکہ آپ اِزدِواجی زِندگی میں وفاداری کے ساتھ زِندگی گزار سکیں۔

میری تفصیلی گفتگو بعض لوگوں کو اِس لئے خوف زدہ کر سکتی ہے کہ وہ عملی لحاظ سے اِس سے بہت پیچھے ہیں۔ خداوند سے اِلتجا کریں کہ وہ آپ کی کمزوریوں کو رحمت بھری نگاہ سے دیکھے اور آپ کی فرماں برداری کی ادُھوری سطروں کو مسیح یسوع کے فضل بھرے آئینے اور مہربان نقطہِ نظر سے بار بار پڑھے تاکہ آپ کی اِیمان دارانہ کوشش کو وہ اپنے وسیع مفہوم اور بار بار دیکھنے کے باعث مکمل اور جامع فرماں برداری شمار کرے۔ خدا مدد کرے! ہماری اِن معاملات پر گفتگو زیادہ تر لوگوں کے عمل سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ہم جو لکھتے ہیں اور ہمارے جیسے دُوسرے لوگ بھی کمزور ہیں اور اکثر اپنے ہی اُصولوں پر نہیں چل پاتے۔ تاہم، ہم اِن اُصولوں سے اِنکار نہیں کرتے اور نہ ہی دانستہ طور پر اِن کی مخالفت کرتے ہیں، اور جہاں پر صرف کوشش بھی ہو تو خدا اُسے قبول کرتا ہے۔ اَے خداوند! تُو ہمیں توفیق دے کہ ہم تیری پاک مرضی کو پورا کرتے ہوئے، تیرے حکم کی تعمیل کریں!

تُو بے دھڑک بول، اور اِن شرائط پر کوئی رِعایت نہ کر: کیوں کہ تیرے بندے اور لونڈیاں (اپنے بہرے کانوں اور مُردہ دِلوں پر افسوس کرتے ہوئے) سُننے اور فرماں برداری کرنے کی تمنار کھتے ہیں۔ ہماری طرف مت دیکھ، کیوں کہ جو کچھ ہمارا ہے وہ ناقص ہے، بلکہ جو کچھ تو نے ہم میں رکھا ہے، وہی قیمتی ہے![521]

مطالعاتی سوالات

ا۔ غیر شادی شُدہ اَفراد جو شادی کے خواہاں ہیں وہ کس طرح درج ذیل چیزوں کی تربیت حاصل کرسکتے ہیں؟

- جنسی پاکیزگی؟
- صبر اور خدا کی مرضی پر قناعت؟
- ایک اچھے رفیقِ حیات کے اِنتخاب کی سمجھ بُوجھ؟

---

521 . Rogers, 299.

- ازدواجی زندگی میں سختیوں کو جھیلنے کے لئے تیاری؟
- ۲۔ شادی شُدہ اَفراد اپنی اِزدِواجی زِندگیوں میں درج ذیل خُوبیوں کو کیسے فروغ دے سکتے ہیں؟
- اپنے رفیقِ حیات کے لئے شکر گزاری اور محبت؟
- عاجزی، تاکہ اپنے رفیقِ حیات کی نسبت خود کو زیادہ تنقیدی نگاہ سے دیکھ سکیں؟
- دُعا، بائبلی تعلیم اور اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ مِل کر گھر میں عبادت کرنا؟
- دُنیاوی خواہشات میں اِعتدال اور دُکھوں میں صبر

۳۔ یہ بات کیوں اہم ہے کہ "اپنی ذِمے داریوں کو صرف جاننا ہی کافی نہیں بلکہ اُن پر عمل کرنا بھی ضروری ہے؟" اور اگر ہم اِس کتاب کو پڑھنے کے بعد بھی اپنی زندگی میں کوئی تبدیلی نہ لائیں تو کیا ہو گا؟

۴۔ اِس کتاب سے آپ کو اِزدواجی زِندگی کی کون سی تین ذِمے داریاں خاص طور پر مُتاثر کُن لگیں؟ اُن میں سے کس پر آپ خدا کے فضل سے سب سے پہلے عمل کرنا چاہیں گے؟

۵۔ جب ہم بائبلی اِزدِواجی زندگی کے بُلند معیار سے شرمندہ یا مایوس ہوں تو ہمارا ردِعمل کیا ہونا چاہیے؟

ضمیمہ: شوہروں اور بیویوں کے لئے جارج سونک کی دُعائیں

جارج سونک نے اپنی مشہور تصنیف "ایک مسیحی کی بُلاہٹ" (The Christian Man's Calling) میں ۱۔ خاوند اور بیوی کے باہمی فرائض، ۲۔ بیوی کے فرائض، ۳۔ اور خاوند کے فرائض کے ہر حصے کے آخر میں ایک تفصیلی نمونہ دُعا شامل کی ہے۔ اگرچہ یہ دُعائیں بعض مقامات پر طویل اور قدیم طرزِ بیان کی حامل ہیں، لیکن ہم نے اُنہیں یہاں ضمیمے کے طور پر شامل کیا ہے کیوں کہ یہ شوہروں اور بیویوں کے لئے بے حد مفید ثابت ہو سکتی ہیں تا کہ وہ اپنی اپنی ذِمے داریوں کے لئے خدا سے دُعا کرتے وقت اُن سے راہ نُمائی حاصل کریں اور اپنی دُعاؤں کو مزید موثر، پُر جوش اور بامعنی بنا سکیں۔

اِزدِواجی زِندگی کے باہمی فرائض کے لئے دُعا

اَے خداوند تو جو ہر رِشتے کا راہ نُما اور ہر طرح کے فضل کا دینے والا ہے، ہم پر مہربانی فرما کر ہمیں ہمارے حالات کے مطابق مناسب جذبات عطا کر تا کہ اِس رشتہ میں ہمارا طرزِ عمل ایسا ہو جو کہ

مسیحیوں کے شایانِ شان ہوتا ہے، اور اُن کے لائق ہوتا ہے جو خداوند مسیح کے ساتھ وابستہ ہیں، جیسے کہ اَبرہام اور سارہ اِیمان کے لئے مشہور تھے، ویسے ہی ہم بھی اِیمان میں مضبوط ہوں، جیسے اِضحاق اور رِبقہ نے گہری محبت میں ایک ساتھ زِندگی گزاری، ویسے ہی ہم بھی محبت میں زِندگی بسر کریں اور جیسے زکریاہ اور الیشبع ایک نیک جوڑا، خداوند کے تمام احکام اور آئین پر بے عیب طریقے سے چلتے تھے، ویسے ہی ہم بھی مِل کر اُس راستے پر چلیں جو ہمیشہ کی زِندگی کی طرف جاتا ہے، اور ساتھ چلتے ہوئے خوشی سے اُس راہ میں آگے بڑھتے رہیں۔

ہم یہ خواہش کرتے ہیں کہ ہم اِس حقیقت پر غور کریں کہ اگرچہ شادی ایک اِنسانی ملاپ ہے، لیکن یہ خدا باپ کی طرف سے مُقرر کردہ ایک مقدّس بندھن بھی ہے۔ باپ نے اِسے فردوس میں ہی مقرر فرمایا؛ بیٹے نے اپنی جلالی موجودگی میں اِس کی تصدیق کی، پس ہم دُعا کرتے ہیں کہ رُوح القدس اپنی فضل بھری روشنی سے ہماری جانوں پر سایہ کرے، تاکہ ہماری اِزدِواجی زِندگی کا نتیجہ بہت سے برناباس (یعنی تسلی کے بیٹے) ہوں۔ کاش! ہم اُس خدا کے نام کی خاطر، اِس سنہری رِشتے کی تعظیم کریں جس کی مُہر اور تصویر اِس پر ثبت ہے اور اپنے ناشائستہ اور ناپاک رویوں سے کبھی اِسے داغ دار نہ ہونے دیں! جو لوگ کسی بادشاہ کی طرف سے عزت پاتے ہیں تو وہ بھی اپنی راست بازی سے بادشاہ کی عزت بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لوگوں کا طرزِ عمل اُن کے حالات کے مطابق مختلف ہوتا ہے! اَے خداوند چونکہ تُو نے ہمیں سرفرازی بخشی ہے ہمیں یہ توفیق بھی عطا کر کہ ہم کبھی تیری تحقیر نہ کریں، اگرچہ اَور لوگ، جنہیں تُو نے سرفراز کیا، وہ تیرے نام کی تکفیر کرنے میں لگے رہتے ہیں اور جتنے وسائل تو اُنہیں مہیا کرتا ہے تاکہ اُن کا سفر خوش گوار ہو، اُتنا ہی وہ بے دِینی میں بڑھتے جاتے ہیں، تو بھی اَے خداوند! تُو جو ہم پر مہربان ہوا ہے ہماری یہی دُعا ہے کہ ہم تیری مہربانی کو تیرے جلال کے لئے اِستعمال کریں اور جیسے تُو پاک ہے جس نے ہمیں اِس رِشتے کے لئے بُلایا، ویسے ہی ہم بھی ہر طرز کی زِندگی میں پاک ہوں۔

کاش! ہم ایک دُوسرے کی کمزوریوں پر غور کر کے اپنی وفاداری کو اَور زیادہ بڑھائیں، خاص کر اَبدی زِندگی کے معاملے میں۔ موت کا اگلا تیر ہم میں سے کسی ایک کو الگ کر سکتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی ہماری یہ رفاقت ختم ہو جائے گی، اگرچہ فی الحال ہمارے لئے یہ رِشتہ خوشی کا باعث ہے اور اپنی گرم جوشی

سے ہمیں تازگی بخشتا ہے، لیکن عنقریب یہ سورج غروب ہو جائے گا اور پھر کبھی طلوع نہ ہو گا اور تب ہمارے پاس ایک دُوسرے کی رُوحوں کو فائدہ پہنچانے اور ایک دُوسرے کی نجات کو فروغ دینے کا ذرابرابر بھی موقع نہ ملے گا۔ کاش، یہ بھاری اور سنجیدہ باتیں ہمارے دِلوں میں اِتنی گہرائی سے اُتر جائیں کہ ہم ایک دُوسرے کے لئے اور ایک دُوسرے کے ساتھ زیادہ کثرت سے اَور زیادہ جوش وخروش سے دُعا کریں، کیوں کہ چند ہی دِنوں بعد ہم کبھی دُعا نہ کر سکیں گے اور ہم ایک دُوسرے کو زیادہ سنجیدگی اور زیادہ محبت کے ساتھ نصیحت اور تلقین کریں، کیوں کہ چند ہی دِنوں میں ہم ایسا کرنے کے قابل نہ رہیں گے۔ اِس لئے جب تک دن ہے، ہم اپنے اپنے مقام پر اُس کے کام کو پورے دِل سے اَنجام دیں جس نے ہمیں اِس دُنیا میں بھیجا ہے، کیوں کہ وہ رات آنے والی ہے جس میں ہم میں سے کوئی بھی کام نہ کر سکے گا۔ اَے خداوند ہمیں ہماری موت کو یاد کرنے والا بنا، تا کہ ہم اپنے فرائض میں زیادہ وفادار ہوں اور جو کچھ ہمارے ہاتھوں کو تیرے جلال اور ہماری اَبدی سلامتی کے تعلق سے کرنا نصیب ہو، ہم اُسے پوری قوت اور دِل جمعی سے اَنجام دیں، کیوں کہ اُس قبر میں جہاں ہم دونوں جارہے ہیں، نہ کوئی علم ہے، نہ حکمت، نہ تدبیر۔

ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ عہد جو ہم نے ایک دُوسرے کے ساتھ خدا، فرشتوں اور اِنسانوں کے سامنے سنجیدگی سے باندھا ہے، اُس عہد کی مانند ہو جو بنی اِسرائیل نے خدا کے ساتھ باندھا تھا (۵:۵۰) "ایسا اَبدی عہد جو کبھی نہ بھلایا جائے"۔ اگر ہم اپنے خدا کو بھُلا دیں اور اُس کے عہد میں بے وفائی کریں، تو وہ اُسے ضرور ظاہر کرے گا، کیوں کہ وہ دِلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ ہم کیوں اُن لاپرواہ نوجوانوں کی طرح ایسے بندھن میں داخل ہوں، جسے بعد میں کبھی یاد نہ رکھ سکیں، یہاں تک کہ اَدائیگی کا وقت گُزر جائے اور موت کا سپاہی ہمیں گرفتار کرنے کو آ پہنچے تا کہ ہمیں جہنم کے قید خانہ میں ڈال دے! کیا ہمیں ایک بدکار عورت کی مانند اپنے خدا کے عہد کو بھول جانا چاہیے، لیکن وہ اِسے ہماری ہلاکت اور بربادی کے لئے ضرور یاد رکھے گا، اگر اِنسان کے ساتھ کیے گئے عہد کو توڑنا خطرناک ہے (جس سے آسمانی اِنتقام اکثر لوگوں کے سروں پر نازل ہوا ہے) تو خدا کے ساتھ کیے گئے عہد کو توڑنا کتنا خوف ناک ہو گا! اُس کے عہد کو توڑنے کے باعث بہت سے جوڑوں پر اُس کی لعنت نازل ہو چکی ہے۔ کاش کہ اِس رِشتے میں ہمارے تمام اَعمال اِنجیل کے مطابق ہوں، تا کہ ہمارا خدا کبھی ہم سے شکایت نہ کرے، جیسے اُس نے ایک بار اِسرائیل سے کی تھی

"تجھے میرے عہد کا ذِکر کرنے کا کیا حق ہے، جب کہ تو نصیحت سے نفرت کرتا ہے اور میرے کلام کو پیٹھ پیچھے پھینک دیتا ہے؟"۔ اَے خداوند ہماری مدد فرما، تاکہ جیسے کوئی دیانت دار مقروض اپنے قرض کے معاہدے کو یاد رکھتا ہے، ویسے ہی ہم بھی اپنے عہد کو یاد رکھیں اور اُن شرائط کو پورا کرنے کی پوری کوشش کریں۔ اور یہی فکر ہمارے لئے ایک ناقابلِ شکست قلعہ بن جائے جو ہمیں اُن تمام حملوں سے محفوظ رکھے جو نفس یا دُنیا کی طرف سے ہمیں فرائض سے برگشتہ کرنے کے لئے کیے جاتے ہیں۔

چوں کہ ہم اِزدِواجی بندھن میں بندھ کر اپنے والدین کی اُس دیکھ بھال سے دُور ہو گئے ہیں جو پہلے ہمارے لئے ایک پناہ گاہ تھی اور اب ہم دُنیا کے سمندر میں اُتر چکے ہیں، جہاں ہمیں سمندروں اور جھکڑوں میں ہچکولے کھانے کی توقع رکھنی چاہیے، اِس لئے ہم یہ خواہش کرتے ہیں کہ ہم خدا کو اپنا راہ نُما اور کلامِ مقدّس کو اپنا قُطب نما بنائیں، تاکہ ہلاکت سے بچ سکیں۔ جو لوگ جسمانی مُصائب میں گِھرے ہوئے ہیں اُنہیں رُوحانی زِندگی گزارنی چاہیے۔ اگر زمین پر کیچڑ ہو تو سفر مشکل ہو جاتا ہے، لیکن اگر آسمان بھی اَبر آلود ہو تو پھر تو راستہ بالکل ہی دُشوار گزار ہو جاتا ہے۔ اگر ہمارے سروں پر طوفان ہو اور کوئی سایہ بھی نہ ہو تو یہ کس قدر الم ناک ہوگا! دِلوں پر گھبراہٹ طاری ہو اور کوئی تسلی دینے والا نہ ہو۔ گھر میں بیماری، مصیبت بلکہ موت بھی آجائے، مگر ساری تسلیوں کے مالک خدا اور زِندگی کے رب سے ہمارا گھر خالی ہو، تو یہ کتنی بڑی محرومی ہوگی!

اَے پروردگار! چاہے تقدِیر ہمیں زمین پر پتھریلے یا کیچڑ بھرے راستوں پر ہی کیوں نہ چلائے، ہم تیرے اُصولوں کے مطابق چلیں، تاکہ آسمان کی تسلی بخش روشنی ہم پر برستی رہے! اَے خدا، ہمیں توفیق بخش دے کہ ہم خوش حالی میں تیرے فرماں بردار بنیں تاکہ تُو ہمیں ہماری مصیبت میں اپنا سکے، بخش دے کہ ہم اپنے ضمیر کو پاک رکھیں، تاکہ ہر حالت میں تُو ہی ہمارا تسلی دینے والا ہو، دِن کو بادل کے ستُون کی طرح ہمارا رہ نُما اور رات کو آگ کے ستُون کی طرح ہمارا نُور بن کر ہمیں اِس بیابان میں راستہ دِکھاتا اور ہماری ہمت بندھاتا رہے، یہاں تک کہ ہم اپنی منزلِ مقصود (کنعان) تک پہنچ جائیں۔

ہم یہ آرزُو کرتے ہیں کہ ہمارے جذبات اُتنے ہی گہرے ہوں جتنی کہ ہماری باہمی وابستگی ہے، اور چونکہ ہمارا خدا اپنے مُبارک ہاتھوں سے ہمارے درمیان یہ بندھن باندھ چُکا ہے، تو ہم کبھی بھی غصے کے

جذبات اور لڑائی جھگڑوں کے ذریعے اِس بندھن کو کمزور نہ کریں۔ ہم ایک بدن ہیں تو کیا ہم میں ایک ہی رُوح نہیں ہونا چاہیے ؟جب کوئی گھر آگ کی لپیٹ میں آ جاتا ہے تو یہ کتنا خوف ناک اور الم ناک منظر ہوتا ہے، جبکہ محبت رکھنے والے گھرانے کا نظارہ کتنا ہی مُبارک اور خوش کُن ہوتا ہے۔ جب گھنٹیاں بے ترتیب بجتی ہیں تو اُن کی آواز کس قدر ناگوار محسوس ہوتی ہے، لیکن جب وہ سُر اور تال کے ساتھ بجتی ہیں تو اُن کی آواز کتنی خوشگوار اور دِل کو لُبھانے والی ہوتی ہے۔ کاش کے ہمارا گھر ایک کلیسیا ہو اور اُس کا نام فلاڈیلفیا" بھائی چارے کی محبت" ہو اور خصوصاً ہم، جو اُس گھر کے سربراہ ہیں، یروشلیم کی مانند ہوں، جو کامل طور پر ایک دُوسرے سے مربوط اور اندرونی طور پر متحد ہے، تاکہ ایک دُوسرے کے بارے میں ہمارے خیالات محبت سے بھرپور ہوں اور ہمارے کلمات محبت کی خُوشبو سے معطر ہوں اور ہمارے سب اَعمال میں ایک دُوسرے کے لئے محبت غالب صِفت کے طور پر ہر کام کو ایک خاص ذائقہ اور خُوشبو بخشے۔ ہمارا نجات دِہندہ جو ہمیں یہ حکم دیتا اور ہمارے لئے ایک نمونہ بنتا ہے، اُس کا نام محبت ہے، اُس کی فطرت میں محبت ہے، اُس کی پاک رسمیں محبت کی مُہریں ہیں، اُس کا رُوح محبت کی ضمانت ہے، اُس کی کتابِ مقدّس محبت کا خط ہے، اُس کی پروردگاری محبت کی تحریروں میں لکھی ہوئی ہے اور اُس کے احکام محبت کے ضیافت خانے ہیں، جہاں پر اُس کی محبت کا جھنڈا ہمارے اُوپر لہراتا ہے۔

اُس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم (اِفسیوں ۱:۵-۲) کے مطابق "عزیز فرزندوں کی طرح خدا کی مانند بنو اور محبت سے چلو۔ جیسے مسیح نے تم سے محبت کی"۔ تو پھر ہمیں ایک دُوسرے سے کیسی محبت رکھنی چاہیے ؟ ہمیں ایک دُوسرے سے کتنی گہری محبت رکھنی چاہیے جنہیں خود خدا نے نہ صرف دِینی رِشتے میں بلکہ خاندانی لحاظ سے بھی ایک بندھن میں باندھا ہے اور جنہیں ایسے محبت بھرے احکام اور ایسا زِندہ نمونہ دیا گیا ہے، تو یقیناً ایسے مضبوط بندھن کو آسانی سے نہیں ٹوٹنا چاہیے۔ محبت کامل بندھن ہے اور یہ تمام بندھنوں کی تکمیل ہے۔ یہ ایک ایسا کامل رِشتہ ہے جو ہماری تمام ذِمے داریوں اور رُوحانی خُوبیوں کو آپس میں جوڑ دیتا ہے اور اگر محبت نہ ہو تو یہ سب بکھر جاتے ہیں۔ "دیکھو، شوہر اور بیوی کا اِتفاق سے ساتھ رہنا کس قدر اچھا اور خوشگوار ہے۔ یہ اُس بیش قیمت تیل کی مانند ہے جو سر پر لگایا گیا اور بہتا ہوا داڑھی پر یعنی ہارُون کی داڑھی پر آ گیا بلکہ اُس کے پیراہن کے دامن تک جا پہنچا۔ یا حرمُون کی اوس کی مانند ہے جو صیون

کے پہاڑوں پر ہوتی ہے کیوں کہ وہی خداوند نے برکت کا یعنی ہمیشہ کی زِندگی کا حکم فرمایا" (زبور ۱۳۳)۔ کاش! محبت ہی ہماری قوت ہو، جس کے وسیلہ سے ہم ایک دُوسرے کے بُوجھ اُٹھا سکیں، محبت ہی ہماری چادر ہو، جس سے ہم ایک دُوسرے کی کمزوریوں کو ڈھانپ سکیں اور محبت، ایلیاہ کی کھائی میں جلتی ہوئی آگ کی مانند، ہمارے درمیان پیدا ہونے والے ہر اختلاف کے پانی کو پی جائے! اَے خدا! تُو جو محبت کا خدا ہے تُو اپنے رُوح سے ہمارے دِلوں میں اِس آسمانی شعلے کو ایسا بھڑکا دے اور بڑھا دے، تا کہ ہم ہمیشہ تجھ سے محبت کی خواہش میں اُوپر اُٹھتے رہیں اور تیری خاطر ایک دُوسرے کی طرف بے ساختہ اور پائیدار محبت سے مائل ہوں۔ اگرچہ، دُوسرے لوگ جو ہمیشہ جھگڑتے رہتے ہیں، اپنے نکاح کے دِن کو ایوب کے یومِ پیدایش سے بھی زیادہ کُوستے ہیں اور طلاق کے اُتنے ہی آرزُومند ہوتے ہیں جتنا کہ وہ موت کا تھا، لیکن ہماری زِندگی محبت سے ایسی شیریں ہو جائے کہ اُسی تسلی سے ہم آسمان پر تیرے اور مُقدّسین کے ساتھ ملنے کی اَور بھی زیادہ آرزُو کریں۔

ہم چاہتے ہیں کہ وفاداری ہماری کمر کا وہ پٹکا ہو جو ہمیں نہ صرف ایک دُوسرے کے ساتھ بلکہ ہماری ذِمے داریوں سے بھی مضبوطی سے باندھے رکھے، باوجود اِس کے کہ چاہے نفس اور شیطان ہمیں جُدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ ہمارے مُفادات ایک ہیں، ہم نفع و نقصان دونوں میں برابر کے شریک ہیں، کوئی بھی دُوسرے کے نقصان سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا، بلکہ ہم اِکٹھے کھڑے ہوتے ہیں اور اِکٹھے گرتے ہیں۔ کاش! ہمارے خداوند خدا نے جو مال ومتاع ہمیں دیا ہے وہ ہماری فضول خرچی سے ضائع نہ ہو، بلکہ جس طرح سے ایک ہی کاروبار میں شریک اَفراد مِل کر محنت کرتے ہیں، ویسے ہی ہم اُس کی حفاظت اور بڑھوتری کے لئے جائز ذرائع کو برُوئے کار لا کر فکر مند اور محنتی بنیں۔ ہم کیوں اِتنے نادان بنیں کہ اپنے ہی مال یا نیک نامی کو چوری کریں، جب کہ ہم دونوں کا خزانہ ایک ہی کشتی میں سوار ہیں؟ یقیناً ہمیں چاہیے کہ ہم محنت اور کوشش میں ایک دُوسرے کا ساتھ دیں، عام چور دُوسروں کا نقصان کر کے ناراست (گنہگار) ہوتے ہیں، لیکن اگر ہم بے وفا ہوں تو ہم خود اپنے آپ کو لُوٹ کر ایک غیر فطری حرکت کرتے ہیں۔ اَے خدا! ہمیں ناراست (دُنیاوی) دولت کے معاملے اِس قدر وفادار بنا کہ تُو ہمیں حقیقی دولت (آسمانی برکات اور رُوحانی نعمتیں) سونپنے کے لائق سمجھے، لیکن ہم ایک دُوسرے کی عزت کو اپنی

آنکھ کی پُتلی سے بھی زیادہ عزیز رکھیں اور تیری پیروی کرتے ہوئے ایک دُوسرے کی کمزوریوں کو ڈھانپنے اور معاف کرنے والے ہوں۔ ہمارے جسم ناپاکی کے گڑھے نہیں بلکہ پاکیزگی کی ہیکل بنیں، ہمیں سکھا کہ ہم اپنے جسموں کو تقدیس اور عزت کے ساتھ رکھیں تاکہ بدکاری کا خیال بھی ہمیں موت سے زیادہ خوف ناک محسوس ہو۔ ہم تیرے گھر (یعنی اپنے جسم کو) شیطان کا کوٹھا (عصمت فروشی کا اڈا) کیوں بنائیں؟ کیا ہم یہ سمجھیں کہ ہمارے نجات دِہندہ نے ایک مرتبہ اپنے جسمانی وجود کے ساتھ ایک ناپاک اصطبل میں قیام فرمایا تھا، اِس لئے وہ اپنے رُوحانی وجود کے ساتھ ناپاک بدن میں بسنے کو بھی پسند فرمائے گا؟ کیا ہم یہ اُمید نہیں رکھتے کہ قیامت کے روز ہمارے بدن سورج سے بھی زیادہ جلال اور پاکیزگی میں چمکیں گے؟ تو پھر آج یہ بدن گندگی اور نجاست کے گڑھے کیوں بنیں؟ کاش! ہم کبھی زانی مرد اور زانی عورت کی مانند، رُوحانی یا جسمانی طور پر، تجھ سے بے وفائی نہ کریں بلکہ ہمارے جسم کے تمام اعضاء راست بازی کے اوزار بنیں اور ہماری رُوح کی تمام صلاحیتیں تیری خدمت کے لئے مخصوص ہوں، تاکہ آگے چل کر رُوح اور جسم دونوں ، تیری نجات سے پوری طرح آسودہ ہوں۔

ہم چاہتے ہیں کہ جس طرح سر اور جسم ایک دُوسرے کی بھلائی کے لئے متفقہ طور پر کام کرتے ہیں، ویسے ہی ہم ایک دُوسرے کی حقیقی تسلی اور جائز آرام کی کوشش میں ایک رُوح ہو جائیں، کیوں کہ ہم ایک جسم ہیں۔ گھریلو بوجھ زیادہ قابل برداشت ہوں گے اگر ہم دونوں مِل کر اُنہیں اُٹھائیں، ذاتی مشکلات ہمارے لئے زیادہ قابل قبول ہوں گی اگر ہم ایک دُوسرے کی مدد کریں، سب سے کڑوا گھونٹ بھی اگر ہم آدھا آدھا پی لیں تو زیادہ آسانی سے اُتر جائے گا۔ کاش! ہم شریک دستر خوان کی طرح، ہمیشہ ایک ہی برتن سے کھائیں، خواہ وہ میٹھا ہو یا کڑوا، اور چونکہ ہم ہم سفر ہیں تو ایک دُوسرے کا حوصلہ بڑھائیں، تاکہ یہ سفر خوشگوار ہو جائے اور ہم اصل فردوس میں پہنچ جائیں۔ سر اور جسم ایک دُوسرے کے خلاف بغاوت نہیں کرتے۔ مسیح اور اُس کی کلیسیا جنگ کے انداز میں ایک دُوسرے کے خلاف ہتھیار نہیں اُٹھاتے۔ اَے خدا! ہماری گھریلو زِندگی میں ہمیں ایسے جینا سکھا جیسے ایک ہی جوئے میں جُتے ہوئے بیل ہوتے ہیں اور دُنیاوی اور فطری معاملات میں ہمیں ایک دُوسرے کا بوجھ اُٹھانے والا بنا، تاکہ ہم مسیح کی شریعت کو پورا کریں۔

ہم سب چیزوں سے بڑھ کر یہ چاہتے ہیں کہ ہم پوری وفاداری کے ساتھ ایک دُوسرے کی رُوحوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہوں، اور جب دُنیا کے لوگ آپس میں مِل کر اپنی خواہشاتِ نفس کو پورا کرنے کی سازشیں کرتے اور حننیاہ اور سفیرہ کی مانند خدا کو آزمانے کی کوشش کرتے ہیں، تو ہم اُس کے برعکس رُوح کے مطابق جینے کی کوشش کریں اور پوری دِلجمعی سے دِین داری میں مشغول رہیں، تاکہ ہم دونوں کروبیوں کی مانند ایک دُوسرے کی طرف بھی دیکھیں اور تیرے رحم کے تخت کی طرف بھی متوجہ رہیں۔ اَے خدا تو جو کروبیوں کے درمیان براجمان ہے، ہمارے ساتھ مِل اور ہم سے بات چیت کر، تاکہ آخرکار ہم تیرے رحم کے تخت پر مِل سکیں۔ ابھی تھوڑی دیر روشنی ہمارے ساتھ ہے، ابھی تھوڑا سا وقت ہے کہ ہم مِل کر دُعا کر سکتے، روزہ رکھ سکتے اور خدا کا کلام پڑھ سکتے ہیں، چند ہی دِنوں میں شام کے سائے ہم پر پھیل جائیں گے اور پھر ہمارے لئے دِن باقی نہیں رہے گا۔ کاش! ہم اُن جانوروں کی مانند زندگی گزارنے سے باز رہیں جو صرف کھانے پینے اور آرام کرنے کے سِوا کچھ نہیں سوچتے، بلکہ ہم اُن فرشتوں کی مانند تیرے حضور کھڑے رہیں اور تیری لامحدود صفات کی تعریف و تمجید میں شریک ہوں! اَے خداوند! ہمیں ہرگز ہیرودیس اور ہیرودیاس کی مانند تیرے مقدّسوں کے خلاف متحد نہ ہونے دینا اور نہ ہی ہم ہیرودیس اور پیلاطُس کی مانند اپنے نجات دِہندہ کے خلاف ایک رائے پر متفق ہوں، مُبادا ہم آخرکار اُس نہ بجھنے والی آگ میں اِکٹھے جلیں۔

بلکہ ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم مِل کر شیریں مشورے کریں اور بار بار تیرے گھر اور تیرے فضل کے تخت پر ایک ساتھ جائیں، ہماری مدد فرما کہ ہمارا گھر اب تیرے لئے تیری حضوری کا گھر، بیت ایل بن جائے اور جب دہشت کا بادشاہ ہمارے درمیان اِس مضبوط بندھن کو کھول دے، تو ہم مقدّسین کے بادشاہ کے ساتھ اُس مقام پر اَور بھی زیادہ گہرے تعلق میں بندھ جائیں، جہاں نہ شادی ہوتی ہے نہ بیاہ، بلکہ سب فرشتوں کی مانند ہوتے ہیں، جو تیری نعمتوں کی ندیوں میں خود کو غسل دیتے ہیں اور تیرے قُرب اور محبت سے اپنے دِلوں کو گرماتے ہیں۔ اگر ایک موزُوں شریکِ حیات سے اِتنی مدد مِل سکتی ہے، تو تیرے بیٹے کے ساتھ رُوحانی تعلق میں کیسا عظیم آسمانی جلال ہو گا! اگر اِنسان کے ساتھ رفاقت اِتنی تسلی بخش ہو

سکتی ہے، تو تیری بابرکت ذات کے ساتھ براہِ راست بِلا رکاوٹ اور اَبدی رفاقت سے کیسا بے پایاں سرور اور نا قابلِ بیان تسلی حاصل ہو گی! مُبارک ہیں وہ لوگ جو برّہ کی شادی کی ضیافت کے لئے بُلائے گئے ہیں!

اَے خداوند! ہمیں (شوہر اور بیوی) یہ توفیق عطا فرما کہ ہم سورج اور چاند کی مانند چمکیں اور ہمارے بچے اور خادِم ستاروں کی مانند، پاکیزگی کے نُور سے اِتنے جلالی اور طور پر روشن ہوں کہ ہمارا گھر تیرا ایک چھوٹا سا آسمان بن جائے۔ اور جب ہم اپنے اپنے کردار میں تیری تمجید بیان کر کے اور اپنی ساری زِندگی میں تیری رُوحانی کاریگری کو ظاہر کر کے، اپنے سفرِ حیات کو مکمل کر لیں، تو تُو ہمیں اُن بلند آسمانی اَجرام اور آسمانی مکانوں میں لے جا، جہاں نہ کبھی ہم غروب ہوں گے اور نہ ہمیں گرہن لگے گا، نہ ہی بادل چھائیں گے؛ جہاں چاند کا نور سورج کے نور کی مانند ہو گا اور سورج کی روشنی سات دنوں کی روشنی کے برابر ہو گی، جہاں تمام رِشتوں کے دُکھ اور بُوجھ ختم ہو جائیں گے اور صرف اُن سب کی حقیقی تسلی باقی رہے گی، اور جہاں پر تمام رِشتوں کا نُور ایسے نگل لیا جائے گا جیسے چھوٹے آسمانی اَجسام کا نُور سورج کی روشنی میں فنا ہو جاتا ہے، یوں ہم مسیح کے ساتھ اپنے اُس عظیم رِشتے میں قائم ہوں گے جو ہمیں مسیح کے وسیلے سے حاصل ہے۔ کیوں کہ "وہاں نہ سُورج دِن کو ہمارا نُور ہو گا، نہ چاند رات کو ہمیں روشن کرے گا، بلکہ خداوند ہمارا اَبدی نُور اور ہمارا اجلال ہو گا"۔ آمین![۵۲۲]

اِزدِواجی زِندگی میں بیوی کے فرائض کے لئے دُعا

اَے ابدی اور زندہ خدا! جس نے اپنی بے مثال اور متنوع حکمت سے نظم وضبط کو پسند فرمایا اور (اپنی تمام مخلوقات کو اُن کے مخصوص مقامات عطا کیے، کچھ کو ادنیٰ اور کچھ کو اعلیٰ بنایا تا کہ وہ اُس کی مرضی کے مطابق اُسی ترتیب میں قائم رہیں اور فرماں برداری کریں۔ اُس نے مجھے کمزور جنس یعنی عورت بنایا اور بیوی کے رِشتے کے لئے بُلایا۔ اِن دونوں حیثیتوں سے، مَیں تیرے کلام کے مطابق، فرماں برداری کرنے کی پابند ہوں۔ میری خواہش ہے کہ مَیں کبھی بھی اُس مقام سے ہٹنے کی کوشش نہ کروں جہاں تُو نے مجھے رکھا ہے، نہ تیری حکمت پر سوال اُٹھاؤں، نہ تیری پروردگاری پر اِعتراض کروں اور نہ ہی تخلیق کے

---

522 . Swinnock, 1:481–87.

تیرے مقصد اور جلال کو بگاڑوں، بلکہ مَیں اپنے آپ کو ایسے طریقے سے سنواروں کہ میرے ذریعے سے خدا کی زِینت ظاہر ہو، نہ کہ بال گُوندھنے اور سونے اور موتیوں اور قیمتی پوشاک سے بلکہ نیک کاموں سے جیسا کہ خداپرستی کا اِقرار کرنے والی عورتوں کو مُناسب ہے یعنی شرم و حیا اور پرہیزگاری کے ساتھ، بلکہ تمہاری باطنی اور پوشیدہ اِنسانیت حِلم اور مِزاج کی غُربت کی غیر فانی آرایش سے آراستہ رہے کیوں کہ خدا کے نزدیک اِس کی بڑی قدر ہے (۱۔ تیمتھیس ۲:۹-۱۰؛ ۱۔ پطرس ۴:۳-۵)۔ اَے خداوند! میرا دِل لُدِیہ کے دِل کی مانند تیرے کلام کے لئے کھلا ہو، میرے ہاتھ تبیتا (ہرنی) کے ہاتھوں کی مانند نیک اَعمال سے بھرے ہوں اور یوں اِس تعلق میں میری ساری روِش تیرے کلام کے مطابق ہو، تا کہ آخر کار مَیں اپنے خداوند یسوع مسیح کے حضور پاک دامن کنواری کی مانند حاضر کی جاؤں۔

میری یہ خواہش ہے کہ اِس حالت سے وابستہ مُشکلات مجھے اُس کی خُوشنودی کی طلب میں اور زیادہ محتاط بنائیں، جو ہر طرح کی تسلی دینے والا خدا ہے۔ صرف دِین داری ہی وہ نمک ہے جو اُن کڑوے پانیوں کو شیریں بنا سکتی ہے، جنہیں ہر اُس شخص کو پینا ہے جو اِس حالت میں ہو۔ مَیں کبھی بھی خوش دِلی سے اُس کانٹوں اور پتھروں سے بھرے راستے پر نہیں چل سکتی جب تک کہ میرے پاؤں میں صُلح کی خوش خبری کی تیاری کے جوتے نہ ہوں۔ کتنی ہی مصیبتیں ہیں جن میں سے مجھے گُزرنا ہو گا۔ جب مَیں اپنے بیٹے کو جنم دیتی ہوں تو غم کو بھی اپنے دِل میں تصوّر کرتی ہوں، مَیں اپنی تکلیف کو اپنے پیٹ میں اُٹھائے پھرتی ہوں، مَیں اپنے قریب آتے ہوئے وضع حمل کے تصوّر سے کتنی خوف زدہ ہوں۔ اُن سخت تکلیفوں کا تصوّر ہی مجھے ہِلا دیتا ہے۔ اگر مَیں اپنے مقررہ وقت تک پہنچ بھی جاؤں، تو بھی یہ اندیشہ ہے کہ مَیں اپنے بچے کو جنم دیتے ہوئے خود اپنی جان نہ کھو بیٹھوں، اور جب اِن تکلیفوں میں سے گُزر کر مَیں اپنے بچے کو جنم دے لوں تو اُس کی پرورِش میں کتنے ہی خوف اور اَندیشے در پیش ہوں گے۔ ممکن ہے کہ بچے نافرمان، اور خادِم بے وفا ثابت ہوں، بلکہ میرا شوہر جسے میرا سب سے بڑا سہارا ہونا چاہیے تھا میرے لئے سب سے بڑا صدمہ بن جائے۔ مجھے کس قدر شخصی، گھریلو، معاشرتی اور جسمانی بیماریوں کا سامنا کرنا پڑے گا، اور مَیں اِن سب کا مقابلہ کیسے کر سکوں گی جب تک دِین داری میری طاقت اور تسلی نہ ہو؟ اور ایسے تمام حالات میں اگر مَیں اپنے خدا کے پاس نہ جاؤں تو کہاں جاؤں؟ اگر مَیں اجنبی اور گُناہ کی عامل بنی رہوں تو کیا وہ مجھے پہچانے گا؟

مجھے اُس گھر کو جاننے اور اُس میں پہچانے جانے کی ضرورت ہے، کیوں کہ طوفانی موسم میں مَیں صرف وہاں پر ہی پناہ لینے کی اُمید رکھ سکتی ہوں۔اَے خداوند! مجھے ایسی پاکیزگی سے چلنے کی توفیق دے کہ اگرچہ دُنیا میں مجھے مصیبتیں بھی درپیش ہوں، تو بھی تجھ میں مجھے سلامتی حاصل ہو، مَیں مصیبت میں بھی خوش رہ سکوں، اپنا دِل تیرے حضور اُنڈیل کر ہلکا کر سکوں اور سختیوں میں آسمان کی زندہ اُمید سے تقویت پاؤں۔ کیوں کہ مجھے یقین ہے کہ مَیں کبھی بھی اُن پانیوں میں اِتنی گہرائی تک نہیں ڈوبوں گی کہ تیرے مہربان اور قادِر ہاتھ کی پہنچ سے باہر ہو جاؤں۔

مَیں یہ دُعا کرتی ہوں کہ مَیں کسی بدکار عورت کی مانند اپنی جوانی کے راہ نُما کو ترک نہ کروں اور اپنے خدا کے عہد کو فراموش نہ کر بیٹھوں (زبور ۷۸:۵۷) اور اگر میرا دِل دغاباز کمان کی طرح مُڑ جائے اور بنی اِسرائیل کی طرح راستے سے بھٹک جائے تو پھر میرے مقدّس وعدوں کے تیر بے ہدف اُڑیں گے اور اپنے نشانے سے چُوک جائیں گے اور یقیناً یہی تیر میرے اپنے سر پر گر کر میری تباہی کا سبب بنیں گے۔ اَفسوس! ایسے تیز دھار ہتھیاروں سے کھیلنا سخت خطرناک ہے۔ مَیں نے پڑھا ہے کہ جب یہودی کوئی مقدّس عہد کرتے تھے (یرمیاہ ۳۴:۱۸) تو وہ ایک جانور کو دو ٹکڑوں میں کاٹ دیتے تھے اور اُس کے درمیان سے گُزرتے تھے اور اِس رسم سے یہ ظاہر کرتے تھے کہ اگر وہ اپنے عہد کو توڑیں تو وہ بھی اِسی طرح کٹنے اور تقسیم ہونے کے لائق ہیں۔ اُنہوں نے ایک ہی وقت میں قسم اور لعنت دونوں کا عہد کیا (نحمیاہ ۱۰:۲۹) اور کیا مَیں یہ سوچ سکتی ہوں کہ مَیں اپنی قسم کے بندھن کو توڑ دوں اور لعنت کے وار کو محسوس نہ کروں۔ کیا میرے خدا نے مجھ سے یہ نہیں کہا ہے کہ اگر مَیں اپنا عہد توڑوں گی تو وہ مجھ پر رحم نہیں کرے گا (اِستثنا ۲۹:۲۰-۲۱) بلکہ اپنے قادِر بازُو سے مجھ پر پوری ضرب لگائے گا اور خداوند کا قہر اور اُس کی غیرت جو دوزخ کی آگ سے بھی شدید تر ہے، میرے خلاف بھڑک اُٹھے گی اور اِس کتاب میں مذکُور ساری لعنتیں جو سیسے کے پہاڑوں سے بھی بھاری ہیں، میرے اُوپر آ پڑیں گی اور خداوند زمین پر سے میرا نام مِٹا ڈالے گا، یہاں تک کہ میری یاد بھی بدبُودار لاش کی مانند گل جائے گی اور خداوند مجھے بُرائی کے لئے یوں الگ کر دے گا (جیسے ذِبح کرنے کے لئے کوئی جانور الگ کیا جاتا ہے، یا مُجرم کو پھانسی دینے کے

لئے مخصوص کیا جاتا ہے) شریعت کی کتاب میں لکھی ہوئی تمام لعنتوں کے مطابق (مجھے کوئی برکت نہیں ملے گی بلکہ لعنت ہی میرے حصہ میں آئے گی)۔

اَے میری جان! سچے خدا کی طرف سے تیرے خلاف عہد شکنی پر کیسی ہولناک آگ اور قہر، کیسی بھیانک موت اور ہلاکت کا اِعلان کیا گیا ہے۔ اَے میرے خدا! میرے دِل کو یکسوئی بخش تاکہ تیرے نام کا خوف مانوں اور تیرے جلال کا رُعب میری راہوں کو تیرے عہد سے بھٹکنے سے روکنے والی لگام بن جائے، تاکہ مَیں تیرے احکام کی راہ میں قائم رہوں۔

مَیں چاہتی ہوں کہ میرے دِل میں اپنے خدا کا یہ خوف میرے لئے اور دُوسروں کے لئے اِس بات کا ثبوت ہو کہ مَیں اپنے شوہر سے بھی ڈرتی ہوں، جیسے چاند، سورج کی غیر موجودگی میں آسمان پر حکومت کرتا ہے اور اپنی چمک میں ستاروں کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے، جیسے ہی سورج نمودار ہوتا ہے، وہ نقاب اوڑھ لیتا ہے اور خود کو سورج کے سامنے جھکا دیتا ہے، اِسی طرح، اگرچہ گھر میں بچوں اور نوکروں پر مجھے کچھ اِختیار حاصل ہے، لیکن مَیں ہمیشہ اپنے شوہر کے اِختیار اور مقام کو تسلیم کروں اور اُس کے سامنے عاجزی اِختیار کروں۔ اگر تمام ماتحت عہدے دار سربراہی کے لئے لڑنے لگیں تو سیاسی نظام میں کیسا فساد اور اِنتشار پیدا ہو گا؟ اگر اِنسانی جسم میں کندھے، سر کی سطح پر آ جائیں، تو کیسا بدنما منظر ہو گا؟ میرے خدا نے اپنے بلند آسمانوں میں بھی ترتیب قائم رکھی ہے، تو کیا جب وہ میرے گھر میں تشریف لائے، تو یہاں بے ترتیبی پائے؟ اَے خدا! مجھے اِس تابع داری کے رِشتے کو اپنا سب سے بڑا اعزاز سمجھنے کی توفیق عطا فرما، تاکہ جب دُوسری عورتیں اِس بات پر فخر کریں کہ وہ اپنے حاکموں پر غلبہ پا چکی ہیں، اُن کے سروں کو اپنے قدموں تلے روند چکی ہیں، اپنے مقام سے اِتنی بُلند ہو چکی ہیں کہ گرنے کے قریب ہیں اور اپنی رُوحوں کے نقصان کے خطرہ میں ہیں، مَیں اُس وقت بھی اپنے شوہر کا اَدب کروں، عاجزی کا لباس پہنوں اور اِس حالت پر قناعت کروں جس میں میرے خدا نے مجھے رکھا ہے۔ اَے میرے خدا! مجھے توفیق دے کہ مَیں اپنے شوہر کی ذات میں تیرے اِختیار کا عکس دیکھوں، اُس کے ساتھ ایسی خوش اَخلاقی کے ساتھ پیش آؤں کہ وہ یا تو تیری سچائی میں ثابت قدم ہو جائے یا وہ میرے پاکیزہ چال چلن اور خوف کو دیکھ کر خُدا کی طرف کھِنچ جائے (۱۔ پطرس ۳:۲)۔

اَے خداوند! مَیں نہ صرف اپنے شوہر کو اپنے سربراہ کے طور پر عزت دوں، بلکہ اُسے اپنے دِل کی گہرائیوں سے محبت بھی دوں، ایسا نہ ہو کہ اُس کے اِختیار کا خوف میرے دِل میں اُس کی محبت کو کم کر دے، بلکہ میرا دِل جو دُوسروں کے لئے بند ہو لیکن اُس کے لئے کھُلا رہے (یعنی میری جذباتی اور رُومانوی وابستگی صرف میرے شوہر کے لئے ہو) تاکہ مَیں اُسے اپنی محبت سے بھرپور طریقے سے گلے لگا سکوں، اور مَیں اُسے کبھی یہ شکایت کرنے کا موقع نہ دوں، جیسے کہ دلیلہ نے سمسُون سے کی "تُو کیونکر کہہ سکتا ہے کہ مَیں تجھے چاہتا ہوں جب کہ تیرا دِل مجھ سے لگا نہیں؟"۔ اگر مَیں اپنے دُشمن سے محبت نہ کروں تو نجات نہیں پا سکتی، تو پھر اگر مَیں اپنے شوہر سے محبت نہ کروں تو میرا کیا اَنجام ہو گا؟ جب محصُول لینے والے اور گنہگار، اپنے دوستوں سے محبت کرتے ہیں، جن کا اُن سے کوئی خُونی رِشتہ نہیں، تو کیا مَیں، جو اپنے آپ کو مسیحی کہتی ہوں، اپنے سب سے قریبی رفیق اور اِس زمین پر اپنے سب سے پیارے ساتھی سے محبت نہ کروں؟ اَے خداوند! ایسا کبھی نہ ہو کہ مَیں اپنی محبت میں سُستی دِکھاؤں اور نہ ہی ایسی دِیوانی عورت کی مانند بنا جو اپنے ہی جسم سے نفرت کرتی ہے۔ میرا خدا اپنے فرمان کے ذریعے، مجھے اُس سے محبت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ کیا اُس کا کلام میرے لئے کافی نہیں؟ کیا مَیں اُس فرمان کی نافرمانی کرنے کی جرات کر سکتی ہوں جس پر بادشاہوں کے بادشاہ کی مُہر لگی ہو؟ اگر مَیں اُس کے قانون کی مخالفت کرتی ہوں تو مَیں خود کو ایک بغاوت کرنے والی قرار دیتی ہوں۔ خدا اپنی پروردگاری کے ذریعے سے مجھے اُس کی طرف بُلاتا ہے۔ مَیں اُس کے ساتھ خُدا کے حکم سے وابستہ ہوں، تو کیا مجھے محبت میں اُس کے ساتھ ایک نہیں ہونا چاہیے؟ مَیں نے اپنی محبت کا اِنتخاب کیا ہے، تو کیا مَیں اپنے اِنتخاب سے محبت نہ کروں؟ چاہے خوشی ہو یا غم، مَیں اُس کے ساتھ ہر حال میں شریک ہوں، تو کیا مَیں جو ہر حالت میں اُس کی ساتھی ہوں، محبت میں اُس سے جُدا ہو جاؤں؟ اگر مَیں اپنی محبت سے اِنکار کروں، تو گویا خدا سے جھگڑا کرتی ہوں۔ میرا خدا ایک زندہ مثال سے اُس محبت کی تاکید کرتا ہے۔ کلیسیا یسوع مسیح سے کس قدر محبت کرتی ہے! وہ اُس کا محبوب ہے، جو کہ ہزاروں میں مُمتاز بلکہ اُس کی نظر میں سراپا محبت۔ وہ اپنے سب رِشتوں اور اپنی ساری دولت کو اُس کے مقابلے میں کچھ نہیں سمجھتی۔ یہ پوری دُنیا، اپنی شان و شوکت کے ساتھ، اُس کے لئے ایک چمکتا ہوا کوڑا کرکٹ ہے۔ کیا مَیں اپنے شوہر سے بیزار ہو جاؤں، جب کہ وہ (کلیسیا) اپنے محبوب (مسیح) کی محبت میں

پاگل ہے۔ اَے خدا! مجھے کبھی میری رُوحانی ماں، یعنی کلیسیا کے برعکس نہ بنا، مجھے کبھی بھی بطور مسیحی، اِتنا نہ گرنے دے کہ مَیں ایک غیر ایمان دار کی طرح اپنے شوہر سے اپنی والہانہ محبت کا اِنکار کروں، بلکہ مجھے یہ توفیق دے کہ مَیں اپنی قوم اور اپنے باپ کے گھرانے اور حتیٰ کہ اپنی ذات کو بھی اپنے جسم (یعنی شوہر) کے لئے فراموش کر دُوں۔ مَیں اِس بات کی آرزُو رکھتی ہوں کہ اپنی خوش دِلی سے فرماں برداری کے ذریعے اپنی محبت کو ظاہر کروں، تاکہ جس طرح کلیسیا مسیح کے تابع ہے، اُسی طرح مَیں بھی ہر بات میں اپنے شوہر کے تابع رہوں۔ اگر مَیں اُن تمام جائز باتوں میں اپنے شوہر کی فرماں برداری نہیں کرتی، تو مَیں دراصل، خداوند کی نافرمانی کرتی ہوں۔ فطرت کا قانون مجھے یہ سبق سکھاتا ہے کہ بدن، سر کے تابع ہوتا ہے۔ اَقوام کا قانون بھی یہی سکھاتا ہے کہ جو دُوسروں سے حفاظت حاصل کرتے ہیں وہ اُس کے تابع ہوتے ہیں۔ کاش! شیطان یا میرا ضدی دِل جو بھی بہانہ پیش کرے، مَیں کبھی بھی نافرمانی کو چھپانے کے لئے اُس کا سہارا نہ لوں۔ مَیں چاہے جتنے بھی اِنجیر کے پتے جوڑ کر اپنی ننگی حالت کو چھپانے کی کوشش کرُوں، میری یہ کوشش ناکام ثابت ہو گی۔ اگر اُس میں حکمت کی کمی ہے اور وہ اچھے طریقے سے راہ نُمائی نہیں کر سکتا، تو مَیں نے اُسے خود اپنی مرضی سے راہ نُما کیوں چُنا؟ اور اگر اُس میں واقعی حکمت ہے، تو پھر اُس کی راہ نُمائی کو کیوں ردّ کرتی ہوں؟ بہر حال، یہ گرہ مَیں نے اپنے ہی ہاتھوں سے لگائی ہے، تو اب مجھے خدا کے حکم کے مطابق فرماں برداری کرنی چاہیے۔ جب مَیں شکایت کرتی ہوں تو مَیں دراصل اپنے خالق سے جھگڑا کرتی ہوں۔ اگر وہ مجھ سے اپنی محبت اور ذِمے داری میں کوتاہی کرے تو یہ میری آزمایش ہے، لیکن اگر مَیں اپنی فرماں برداری اور ذِمے داری میں کوتاہی کروں تو یہ میرا گُناہ ہے۔ پہلی چیز کڑوی دوا کی مانند ہے لیکن جب اُس میں نافرمانی شامل ہو جائے تو وہ زہر بن جاتی ہے۔ اَے خدا! مجھے کبھی بھی اُن عورتوں کی طرح نہ بننے دے جو بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتی ہیں اور گالی کا جواب گالی سے دیتی ہیں اور اپنے گھروں کو پاگل خانہ یا ماتم کدہ بنا دیتی ہیں۔ میری یہ دِلی خواہش ہے کہ میرا شوہر، مجھے صرف وہی کام کرنے کا حکم دے جو ہمارے مقدّس رِشتے کے شایان شان ہو، وہ خدا کے حکم کے مطابق، اپنی طاقت کے اِظہار سے زیادہ، اپنی نیک فطرت کا مُظاہرہ کرے اور اپنی شفقت سے میری فرماں برداری کو تقویت بخشے، مگر اَے خداوند! چاہے میرے شوہر کی شخصیت یا اُس کا برتاؤ میرے ساتھ کیسا ہی کیوں نہ ہو، تیری خُوشنودی کے

بعد میری زِندگی کا مقصد یہ ہو کہ مَیں اُسے خوش رکھنے کی کوشش کروں۔ جو وقت دُوسری عورتیں اپنی مصیبت زدہ زِندگی کا رونا روتے گُزار دیتی ہیں، اُسی وقت کو مَیں اُس غلامی کی اصل وجہ، یعنی اُس اِبتدائی گُناہ یعنی بزرگ ماں حوّا کے گُناہ) پر اَفسوس کرنے اور آہ وزاری میں صرف کروں۔

میری یہ خواہش ہے کہ مَیں اپنے آپ کو اُس مقصد کے قابل ثابت کروں جس کے لئے میرے خدا نے مجھے مقرر کیا، کہ مَیں اپنے شوہر کے لئے ہر کام میں ایک موزُوں مددگار بنوں اور کسی بات میں اُس کے لئے رکاوٹ نہ بنوں، کہ مَیں اپنے گھرانے کے معاملات کے حوالے سے، لمک کی بیوی ضِلہ کی مانند نہ بنوں، ایک ایسی بیوی جو صرف نام کی ہی بیوی ہو، گویا اُس نے مجھے صرف اپنے ذاتی لُطف کے لئے بیاہا ہو اور میرے فائدے یا نفع کا کوئی خیال نہ رکھتا ہو، بلکہ مَیں ہر روز اپنی محنت، مُستعدی اور گھریلو معاملات میں چوکسی کے ذرِیعے اُس شاندار نمونے کی پیروی کرتی رہوں، جو ایک ایسی ملکہ نے قائم کیا، جس نے یہ مناسب جانا کہ جو تاج وہ پہنتی ہے، اُسے ایسا ہی طرزِ عمل اِختیار کرنا چاہیے (اَمثال ۳۱)۔ میری یہ آرزُو ہے کہ مَیں اپنے خدا کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے "گھر کی نگران" بنوں، تاکہ جب دُوسری عورتیں، دینہ کی مانند، باہر گھومنے پھرنے والی بن کر اپنی پاکیزگی کھو دیتی ہیں اور کھیل تماشوں یا شراب خانوں میں جانا اُن کا معمول بن جاتا ہے، مَیں سارہ کی طرح اپنے خیمہ سے وابستہ رہوں اور اپنے گھرانے کے معاملات کی ایسی نگرانی کروں کہ نہ تو میری کنجوسی کی وجہ سے کوئی کمی ہو اور نہ میری فضول خرچی کے باعث کوئی چیز ضائع ہو۔ اَے خداوند! جس طرح تو میری حفاظت کا خیال رکھتا ہے، اُسی طرح مَیں بھی اِس بات کا خیال رکھوں کہ تیری خوشنودی حاصل کروں، مجھے نہ تو اپنی پروردگاری پر بے اِعتمادی کرنے دے اور نہ اُن لوگوں کی نگہداشت میں کوتاہی کرنے دے، جنہیں تُو نے میرے سُپرد کیا ہے۔

میری یہ دِلی تمنا ہے کہ مَیں اپنے گھرانے کے تمام اَفراد سے زیادہ اپنے سر (شوہر) کے لئے محبت اور نرمی کا جذبہ رکھوں، جبکہ دُوسری عورتیں صفورہ کی طرح غمگین یا مارہ کی طرح اپنے شوہروں کے لئے تلخ ہوتی ہیں، مَیں نعومی کی طرح اپنے شوہر کے لئے خوشگوار اور دِل کش بنوں، میرے خدا نے مجھے راحت بخش تسلی کے طور پر بنایا، پس اگر مَیں اپنی تلخ کلامی یا سخت روِیے سے اَذیّت رساں بن جاؤں، تو یہ میرے خالق کے مقصد اور تخلیق دونوں کی صریح مخالفت ہے۔ ایک مسیحی ہونے کے ناطے میرا فرض ہے

کہ مسیح کے تمام اَعضاء کے ساتھ ہر طرح کی تلخ مزاجی، قہر، غصہ، شور وغُل، بد گوئی اور ہر قسم کی بدخواہی کو ترک کروں (اِفسیوں ۴: ۳۱-۳۲) اور نرم دِل و مہربان بنوں، تو بطور بیوی یہ فرض مزید بڑھ جاتا ہے کہ مَیں اپنے سر یعنی شوہر کے ساتھ ایسا برتاؤ رکھوں۔

اَے خداوند! میری مدد فرما کہ میں لُدیہ کی مانند تیرے شاگردوں کے لئے خوش اَخلاق بنوں، اور فیبے کی مانند تیرے تمام خادِموں کی خدمت گزار، لیکن خاص طور پر اپنے شوہر کی جسے تُونے میرے لئے سربراہ مقرر کیا ہے، بیماری، صحت، ہر حال اور ہر موقع پر خدمت گذار بنوں۔

میری خواہش ہے کہ مَیں پرہیز گاری میں مریم جیسی اور محنت میں مرتھا جیسی بنوں کہ مَیں دُنیاوی کاموں میں اِس قدر اُلجھ نہ جاؤں کہ اُس کی ایک ضروری چیز (خدا کی بادشاہی) کو نظر انداز کردوں بلکہ دُنیا کے تمام معاملات میں ایک خادِمہ نہیں بلکہ اُس کی مالکہ اور نگران کے طور پر برتاؤ کروں، کیوں کہ میری خوشی اور اُمید ایک بہتر دُنیا (آسمان) میں ہے۔ مجھے کبھی بھی میکال کی مانند نہ ہونے دینا کہ مَیں اپنے شوہر کی پرہیز گاری کا مذاق اُڑاوں اور نہ ہی ایزبل اور ایوب کی بیوی کی مانند کہ اپنے شوہر کو گناہ پر اُکساؤں ،بلکہ محبت کی رسیوں سے اُسے جلال کے خدا کی طرف کھینچنے کی کوشش کرتی رہوں۔ کاش، پرہیز گاری میرے دِل اور زِندگی میں ہمیشہ اَوّلیت رکھے، تاکہ مَیں اپنے بچوں اور نوکروں کے ساتھ مسیحیت کی خوشبو بکھیر سکوں اور خاص طور پر میرے شوہر کے لئے میری محبت دِن رات بھرپور انداز میں عمل پذیر ہو، تاکہ اُسے آسمان کی طرف متوجہ کرنے اور ترغیب دینے کا ذریعہ بنے۔ اَے خدا! آج کے دِن مَیں کس قدر بوجھل دِل کے ساتھ اپنے مادّیت پرست اور بے اِیمان شوہر کے بارے میں سوچتی ہوں اور اَے خدا، مَیں کس قدر دہشت اور خوف سے اُس دِن کے بارے میں سوچتی ہوں، جب مَیں آدھی جنت میں اور آدھی دوزخ میں ہوں گی۔ اَے خدا! تُو جو یہ وعدہ کر چکا ہے کہ تو اپنا رُوح ہر بشر پر اُنڈیلے گا، یہاں تک کہ اپنی لونڈیوں اور خادِموں پر بھی، اور تیرے بیٹے اور بیٹیاں نبوت کریں گے، تُو میرے اِس رِشتے میں ہونے والی تمام کوتاہیوں کو معاف فرما، اپنے اِس کمزور برتن میں اپنے فضل کا تیل اُنڈیل، تاکہ مَیں الیشبع کی طرح رُوح القدس سے معمُور ہو سکوں، مریم مگدلینی کی طرح تجھ سے گہری محبت رکھوں، یونیکے کی مانند اپنے بچوں کو تیرے خوف میں تعلیم دوں؛ اور پرسِکلہ کی مانند اپنے شوہر کو تیری رحمت کی مٹھاس سے روشناش

کرواؤں، تاکہ جب مرد عوامی طور پر مقرر کیے جانے کے بعد دُوسروں کو تبدیل اور مستحکم کرتے ہیں تو مَیں بھی اپنے پاکیزہ چال چلن کے ذریعے دُوسروں اور خاص طور پر اپنے شوہر کی رُوح کو موثر طور پر نصیحت کر سکوں۔

اَے خدا! جیسے ایک عورت، شیطان کی مکاری سے، سب سے پہلے گُناہ میں پڑی، اُسی طرح تیری بے پناہ رحمت سے، عورت ہی وہ پہلی شخصیت بنی جو تیرے بیٹے یسوع مسیح کی قیامت کی گواہ بنی۔ مَیں تجھ سے اِلتجا کرتی ہوں کہ تُو مجھے کبھی بھی، اُس پہلی عورت کی مانند، اپنے شوہر کے لئے ہلاکت کی پیامبر نہ بننے دینا، بلکہ مجھے اُس مشہور توبہ کرنے والی عورت کی مانند نجات کی پیامبر بنادے۔

اَے خدا! مَیں نے سُنا ہے کہ حقیقی موسیٰ، یعنی مبارک مسیح، گنہگار اِنسانوں (کلیسیا) سے شادی کرنے کو راضی ہیں۔ یقیناً، مَیں اِعتراف کرتی ہوں کہ تیرے مقدس جاہ و جلال کی اِس عجز و اِنکساری پر حیران ہوں کہ تو نے اِس قدر ادنیٰ، پست اور ناپاک خاندان سے رِشتہ جوڑنا پسند فرمایا۔ اگر تو بے عیب فرشتوں، جو تیری مخلوقات میں قدیم ترین اور معزز ترین ہیں، سے شادی کرتا تو وہ رِشتہ تیری ذات کے شایانِ شان ہوتا، تاہم پھر بھی وہ تیری عظمت سے بے حد کمتر ہی ہوتا۔ لیکن اَے خدا تیری بے اِنتہا عاجزی اور محبت کے سامنے کیا تعریف اور حیرت کا اِظہار کیا جاسکتا ہے کہ تُو نے ناپاک خاک اور راکھ کو اپنی آغوش میں جگہ دی؟ کہ تو اُس شخص سے اِزدِواجی عہد باندھے جس کی ذات سراپا بدصُورت اور بگاڑ ہے، جس کی نسبت پست اور کنگال خاندان سے ہے اور جس کا مقدر صرف بیماریاں اور مصیبتیں ہیں؟ لیکن چُونکہ ایسا ہے، اَے مقدس باپ، تیری نظر میں یہی پسندیدہ ہے، تو اپنی بندی کو اِجازت دے، اگرچہ یہ عورت کے شایانِ شان نہیں، کہ وہ تیرے پیارے بیٹے کو اپنے لئے مانگے، بجائے اِس کے کہ وہ اِتنے دولت مند، عظیم اور فائدہ مند رِشتے سے محروم رہے۔ مگر اَفسوس! مَیں یہ باتیں کیوں کر رہی ہوں؟ اُس نے تو اپنی مہربانی سے مجھے بہت سال پہلے ہی قبول کر لیا تھا۔ وہ کتنی محبت سے مجھے بُلاتا رہا ہے۔ اُس نے مجھے کتنے قیمتی اور بیش قیمت تحائف دیئے تاکہ میرے بے اِعتماد دِل کو یقین دِلا سکے کہ اُس کی اِزدِواجی تعلق کو قائم کرنے کی پیشکش سچی ہے۔ اَے خداوند! میری مدد فرما کہ مَیں اُس کو پورے دِل سے اپنا خداوند اور شوہر قبول کروں اور باقی تمام چاہنے والوں کو ہمیشہ کے لئے الوِداع کہہ کر صرف اُسی سے وفاداری نباؤں، تاکہ میری ساری

ضرورتیں، کمزوریاں، گُناہ اور غم اُس کے ہو جائیں اور اُس کی ساری رحمتیں، نیکی، دولت، خوبیاں اور زِندگی و موت میری ہو جائیں۔ اَے خداوند! مجھے اپنے فضل سے ایسا آراستہ فرما جیسے ایک دُلہن اپنے زیورات سے آراستہ ہوتی ہے تاکہ مَیں اِتنے حسین دُلہا کے لئے مناسب طور پر تیار ہو سکوں۔ اَے خدا وند! مجھے توفیق دے کہ مَیں اُسے سب سے بڑھ کر محبت کروں، عزت دوں، خوش رکھوں، اُس کی فرماں برداری کروں اور مَیں ہر چیز سے بڑھ کر یہاں تک کہ اپنے دُنیاوی خاوند سے بھی بڑھ کر اُس سے محبت رکھوں۔ مجھے ایسا بنا، جیسا کہ ایک پاک کنواری جو اِس گُناہ آلودہ دُنیا میں رہتے ہوئے بھی اپنے بستر کو بے داغ رکھتی ہے اور ایک عقل مند کنواری کی مانند بنادے جو اپنے خداوند کی آمد کے لئے، اپنے برتن میں تیل بھر کر رکھتی ہے، تاکہ جب موت میرے عزیز شوہر سے (جو زمین پر ہے)، مجھے جُدا کرے، تو مَیں آسمان پر اپنے اصل اور اَبدی شوہر کے اَور بھی قریب ہو جاؤں اور اُس کی قربت سے پورے طور پر مسرُور ہو سکوں، جہاں نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ کوئی دہشت، تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ میرے نجات دِہندہ اور میری رُوح کو جنہیں میرا خدا آپس میں جوڑ چکا ہے، کسی دھوکے باز دِل، فریبی دُنیا، یا مکار شیطان کے سبب سے الگ نہ کر سکیں، جہاں میری مصیبت کے چھیتھڑے، جلال کے لباس میں تبدیل ہو جائیں، میرے ننگے پن کو کامل راست بازی سے ڈھانپ دیا جائے، تاکہ میرا محبوب، مجھ سے خوشی سے یہ کہہ سکے "تُو نے میرا دل مُوہ لیا ہے، اَے میری بہن، میری دُلہن، دیکھ تو کتنی خوبصورت ہے، دیکھ تو سراپا خُوبصورتی ہے؛ تجھ میں کوئی داغ نہیں"۔ اور جیسے دُلہا، دُلہن سے خوش ہوتا ہے، ویسے ہی میرا خدا مجھ پر خوشی کرے گا اور مَیں بھی اُس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسرُور رہوں گی۔ آمین![۵۲۳]

شوہر کے اِزدِواجی فرائض کے لئے دُعا

اَے خداوند! شوہر ہونے کا رِشتہ جہاں میری عظمت کو ظاہر کرتا ہے، کہ مَیں اپنی بیوی کا سر ہوں، وہی یہ میری ذِمے داری بھی ظاہر کرتا ہے کہ جیسے سر، جسم کے لئے سوچتا اور منصوبہ سازی کرتا ہے

---

[523] . Swinnock, 1:522–28.

ویسے ہی مَیں اُس کی راحت اور بھلائی کے لئے کوشاں رہوں۔ مَیں عمومی طور پر یہ دُعا کرتا ہوں کہ کبھی بھی اپنی حکمرانی کو اِتنا یاد نہ رکھوں کہ اُن ذِمے داریوں کو ہی بھول جاؤں جو میرے خدا نے اِس رشتے کے ساتھ منسلک کی ہیں، بلکہ جیسے تُو نے مجھے عزت میں اُس سے بلند کیا ہے، ویسے ہی میں پاکیزگی اور دِیانت داری میں بھی اُس سے بڑھ کر ہوں تاکہ خوشی کے راستے پر راہ نُمائی اور تعلیم دینے کے قابل اور وفادار بن سکوں۔ اَے خداوند! مجھے اُن لوگوں میں شامل نہ ہونے دینا جو دُنیاوی معاملات میں تو اپنی بیویوں کے سامنے بڑھے نظر آتے ہیں، مگر آخرت کے معاملات میں صفر ثابت ہوتے ہیں، بلکہ مجھے توفیق دے کہ مَیں اپنے آپ کو ایک مسیحی شوہر کی طرح پیش کروں جو دُنیاوی معاملات میں بھی اپنی حیثیت اور طاقت کے مطابق اپنی بیوی کی مدد کر سکے اور خاص طور پر اُسے مقدّسین کی طرح، آسمانی میراث حاصل کرنے میں اپنی پوری کوشش اور تعاوُن فراہم کر سکے۔ مَیں یہ بھی دُعا کرتا ہوں کہ جیسے میرا خدا اپنے عہد میں ہمیشہ وفادار رہتا ہے، ویسے ہی میں بھی اُس کے ساتھ اپنے عہد کو ہمیشہ یاد رکھ سکوں۔ خدا کی ساری راہیں میرے لئے رحمت اور سچائی کی ہیں، اُس کی وفاداری ہمیشہ تک رہنے والی ہے۔ چاہے آسمان اور زمین ٹل جائیں لیکن اُس کے مُنہ کی باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی۔ اُس کے مُنہ کی باتیں، یقینی حلف کی مانند ہیں اور اُس کے سب وعدے داؤد پر کی گئی رحمتوں کی مانند ہیں۔ تو کیا مَیں اُس سے وفاداری کروں جو مجھ سے اپنی وفاداری میں قائم ہے؟ اگر کسی ایسے اِنسان کو دھوکہ دینا جو خود بھی دھوکہ دِہی کا مرتکب ہوا ہو، ناجائز ہے تو اُس خدا کے ساتھ بے وفائی کرنا، کتنا بڑا گناہ ہو گا، جو میرے ساتھ اِس قدر وفادار ہے؟ اگر جھوٹ بولنے والا ہرگز جنت میں داخل نہیں ہو سکتا، تو پھر مَیں بھی اگر اپنے عہد سے پھر جاؤں تو یقیناً جہنم میں ڈالنے کے لائق ہوں گا؟ اَے خداوند میری مدد فرما کہ مَیں یہ بات گہرائی سے سمجھوں کہ میری بیوی سے میرا اِزدِواجی رِشتہ تیرے حضور ایک عہد ہے، جس کا گواہ تو خود ہے اور جو آج بھی تیرے ہاتھ میں محفوظ ہے، ایسا نہ ہو کہ میری طرف سے اُس ساتھی کے ساتھ جو میری ہم سفر اور میرے عہد کی بیوی ہے مَیں دھوکہ دِہی سے پیش آؤں اور تُو میرے خلاف اپنے عدل کی عدالت میں میرا معاملہ پیش کر کے مجھے اُس بندھن سے محروم کر دے۔

میری یہ خواہش ہے کہ میری موت کا خیال مجھے اِس تعلق میں اور زیادہ پاکیزہ بنادے، اور چُونکہ مجھے جلد ہی مَر جانا ہے اور اُسے چھوڑ جانا ہے، اِس لئے مَیں اپنی زِندگی میں اُس کے ساتھ زیادہ بھلائی کروں اور اُس سے زیادہ بھلائی حاصل کروں اور جب تک مَیں زندہ ہوں اُس سے لُطف اندوز ہوتا رہوں ۔افسوس! میری زِندگی، وقت کا ایک چھوٹا سا لمحہ ہے، جس میں ابھی تو سیلاب کی طغیانی ہے اور پھر اُتار ہے ،اور پھر میں اَبدیت کے سمندر میں جا گرتا ہوں۔ آج مَیں زندہ ہوں، کل مر جاؤں گا اور تب مجھے اِس اِزدِواجی تعلق میں اپنے برتاؤ کا حساب دینا ہوگا۔ کاش! میرے ذاتی محاسبے کا خیال مجھے زیادہ دِین دار بنادے ، تاکہ مَیں اپنی بیوی کے ساتھ اپنی تمام گفتگو میں دُنیاوی کی بجائے آسمانی روِیہ اِختیار کروں کیوں کہ مجھے جلد ہی مر جانا ہے۔ اَے خداوند! چونکہ مجھے چند دِنوں میں اِس رِشتے کے لباس کو اُتارنا ہے جو اب میرا سکون اور زِینت ہے، تو اپنے رُوح کے ذرِیعے اُسے فضل سے مزین کر دے اور مجھے اِس قابل بنادے کہ مَیں اُسے مُر، عُود اور دار چینی سے مُعطر کر سکوں، تاکہ جب مَیں اِس لباس کو اُتاروں تو برہنہ نہ پایا جاؤں، بلکہ اپنے آسمانی لباس میں ملبوس پایا جاؤں۔

مَیں چاہتا ہوں کہ محبت اِس رِشتے کے ہر پہلو میں بھرپُور طریقے سے اپنا کردار اَدا کرے اور میرا دِل میرے ہاتھ میں نظر آئے، یعنی میری محبت اور جذبات میرے ہر عمل میں نُمایاں ہوں، تاکہ اگرچہ مَیں مسیح میں بڑی دلیری رکھتا ہوں (جیسا کہ پولُس رسول نے فلیمون کو لکھا، آیت ۸) کہ اُسے وہ کام کرنے کا حکم دوں جو مناسب ہے، پھر بھی محبت کی خاطر مَیں اُسے نرمی سے درخواست کرنا پسند کرتا ہوں۔ اُس کی حالت، گُناہ کی وجہ سے کس قدر اَفسوس ناک ہے! یقیناً، وہ حنّہ کے اَلفاظ دُہرا سکتی ہے "مَیں رنجیدہ دِل کی عورت ہوں"۔ وہ دُکھ سے حاملہ ہوتی ہے، شدید تکلیف سے جنم دیتی ہے اور اپنے بچوں کی پرورِش میں اکثر اپنی توقعات کی خوشی سے محروم رہتی ہے۔ اُس کے خوف راتوں کو اُسے بے چین رکھتے ہیں اور اُس کی فکریں دِن کو پریشان کرتی ہیں۔ اُس کے بیٹے شاید "بِنونی" (یعنی غم کے بیٹے) ہوں اور اُس کے خادِم "برابا" (یعنی اَبتری کے بیٹے) ہوں۔ ساری زِندگی اُس کے گلے میں تابع داری کا جُوا رہتا ہے، تو کیا مَیں اُس پر سختی سے حکومت کروُں (ملاکی ۲:۱۳) مصیبت زدہ پر اور زیادہ ظلم کروں، اور اُس کو مزید زخمی کروں جسے خدا نے پہلے ہی زخم دیا ہے؟ کیا مَیں اُسے اُس کی غلامی کے باعث آہیں بھرنے پر مجبور کروں اور وہ

خدا کے مذبح پر آنسو بہا بہا کر گریہ و زاری کرے، تو اُس کی فریاد آسمان تک پہنچے گی کیوں کہ خدا مظلوم بیویوں سے بھی ویسا ہی پیار کرتا ہے جیسا کہ دُکھی بیواؤں سے، اور وہ اپنے عہد کی خاطر مجھ سے بدلہ لے سکتا ہے۔ اَے خدا! مجھے کبھی نابال کی مانند نہ بنا کہ مَیں اپنی بیوی پر ظلم کروں اور اُسے پاؤں تلے روند ڈالوں، جیسے وہ میری ٹھوکر کھانے کی چیز ہو، جب کہ تُو نے اُسے میرا ساتھی بنایا ہے، اُس کی زِندگی کو مارہ میں اِسرائیلوں کے قیام کی مانند نہ بنا دوں، جہاں صرف رونا، غم اور شکایتیں ہوں، بلکہ وہ میرے لئے حزقی ایل کی بیوی کی مانند ہو، جو اُس کی آنکھوں کی رونق تھی اور جس طرح کلیسیا، مسیح کے لئے ہے (غزل الغزلات ۴:۹)، وہ ہمیشہ میرے دِل کو لبھانے والی ہو، تاکہ مَیں اُسے ہمیشہ محبت سے خوش رکھوں اور نرمی سے اُس کی دِل جوئی کرتا رہوں، جیسے خداوند اپنی کلیسیا کی کرتا ہے۔

میری زِندگی کے سکون کا زیادہ اِنحصار اُس محبت پر ہے جو مجھے اپنی بیوی سے ہے۔ اگر مَیں لمک کی طرح، شیر کی مانند سخت اور غضب ناک رویہ رکھوں اور وہ بَرّہ کی مانند حلیم ہو، تو میرا گھر مہذب اِنسانوں کی بستی سے بگڑ کر درندوں کی کمین گاہ بن سکتا ہے۔ اَفسوس کہ ایک جھگڑالو اور لعنت زدہ گھر، جہنم کی الم ناک تصویر پیش کرتا ہے۔ اگر میری بیوی پتھر کی مانند ٹھنڈی ہو اور مَیں فولاد کی مانند ہمیشہ اُس سے رگڑ کھاتا رہوں، تو آخر کار اُس رگڑ سے آگ نکلے گی اور اِس بات کو مدِ نظر رکھوں کہ ایک چھوٹی سی چنگاری سے کتنی بڑی آگ بھڑک اُٹھتی ہے! اگر وائل جیسے ساز کے اہم تار ہی بے سُر ہو جائیں، تو سارا نغمہ بگڑ جاتا ہے۔ پس، مَیں کیوں اپنے غصے سے اپنے گھر کو جسے بیت ایل (خدا کا گھر) ہونا چاہیے تھا، اُسے بابل (یعنی اِنتشار و فتنہ) میں تبدیل کر دُوں (۱۔ سلاطین ۱۹:۱۱) میرا خدا نہ تو طوفانی ہوا میں اور نہ ہی ہولناک زَلزلے میں ظاہر ہونے میں خوشی محسوس کرتا ہے، بلکہ ایک ہلکی اور نرم آواز میں۔ اگر میرے گھر میں آگ لگی ہو، تو مَیں اپنے سب سے عزیز دوست کو خود سے دُور کر کے، اپنی تباہی کا سبب بنتا ہوں، لیکن اگر میں محبت اور صُلح سے رہوں تو محبت اور صُلح کا خدا میرے ساتھ رہے گا۔ اَے خدا! تو جس نے اِس رِشتے کو مقرر فرمایا، جو آسمان کے نیچے سب سے پہلا بندھن تھا، تاکہ اُس پاک رفاقت کی ایک ہلکی سی جھلک ہو جو تیرے لوگوں کو آسمان میں ایک دُوسرے سے، اور تیری ذات سے اور تیرے بیٹے سے حاصل ہو گی، مجھے اُس محبت کی کچھ سمجھ عطا فرما جو تو مجھ سے رکھتا ہے اور اُس خوشی کی کچھ جھلک دِکھا، جو مجھے ایک دِن تجھ میں ملے گی، اُس

محبت اور خوشی کے ذرِیعے جو مَیں اُس عورت کے لئے محسوس کرتا ہوں جسے تُو نے میری آغوش میں دیا ہے۔ تُو نے مجھے حکم دیا ہے کہ مَیں اپنی بیوی سے ویسی ہی محبت رکھوں، جیسی محبت مسیح اپنی کلیسیا سے رکھتا ہے۔ میرے نجات دِہندہ کی محبت پاک ہے، اُس کے کسی بھی حکم میں ذرہ بھر بھی ناپاکی کا شائبہ نہیں۔ اُس کی محبت دائمی ہے۔ وہ اپنے لوگوں سے آخر تک محبت کرتا ہے۔ موت بھی اُس کی محبت کے بندھنوں کو توڑ نہ سکی۔ اُس کی محبت پُر خلوص ہے، وہ سراپا محبت ہے۔ اُس کی ساری رغبت، اُس کی دُلہن کی طرف ہے اور اُس کی مکمل خوشی اُسی میں ہے۔ وہ باقی سب کو جھاڑ جھنکار کی مانند، نظر انداز کرتا ہے، مگر وہ (محبوب) اُس کی نظر میں وہ شارُون کی نرگس اور وادِیوں کی سوسن ہے۔ کاش! میری رُوح اِن باتوں میں اپنے محبوب نجات دِہندہ کی پیروی کرے۔ میرے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ مَیں اپنی بیوی سے اپنی مانند محبت رکھوں۔ میری خود سے محبت، دُنیا کی ہر چیز سے زیادہ شدید ہے۔ جب مَیں بیمار ہوتا ہوں تو اپنے آپ پر کتنا نرم دِل ہوتا ہوں۔ جب مَیں کسی مصیبت میں ہوتا ہوں تو اپنے آپ پر کس قدر رحم کھاتا ہوں اور جب مَیں اپنی کمزوریوں کو دیکھتا ہوں تو مَیں اپنی ذات کے ساتھ کس قدر صابر ہوتا ہوں۔

مَیں اپنی ذات سے سچی محبت کرتا ہوں۔ کوئی بھی اپنی ذات کے ساتھ جھوٹی محبت نہیں کرتا، اگرچہ دُوسرے لوگوں کے ساتھ اکثر ظاہری محبت کی جاتی ہے۔ اَے خدا! میری مدد فرما کہ جسے مَیں اپنی محبوبہ کہتا ہوں، اُس کے ساتھ میری محبت کامل ہو، میرا دِل اُس سے جُڑا رہے اور مَیں اُسے اپنی جان کی مانند چاہوں اور چونکہ اُس نے میرے لئے اپنے ماں، باپ، بہن اور بھائی کو چھوڑا ہے تو وہ اُن تمام رِشتوں کی محبت، بلکہ اُس سے کہیں بڑھ کر محبت مجھ میں پائے۔ اور میری محبت ہمیشہ قائم رہے، وہ کبھی بخار زدہ جسم کی مانند نہ ہو، جو کبھی تپتا ہے اور کبھی سردی سے کانپتا ہے، بلکہ سورج کی مانند ہو، جو اپنی پوری آب و تاب سے چمکتا ہے اور کاش میری محبت پاک ہو، شہوت یا دُنیاوی لالچ کی نہیں، بلکہ جیسا کہ دُوسرے لوگ مال و متاع سے محبت کرتے ہیں، مَیں اپنی بیوی سے محبت کروں، جیسے لوگ جہیز اور ظاہری حُسن سے متاثر ہوتے ہیں، مَیں اُس کی شخصیت اور اُس کی دِین داری سے محبت کروں اور یہ سب اِس لئے کہ تُو جو ہزاروں میں سب سے زیادہ خوبصورت ہے اور جس کا حسین عکس اُس میں جلوہ گر ہے، تُو نے مجھے اُس محبت کا حکم بھی دیا ہے اور اُسے پسند بھی فرمایا ہے۔

مَیں چاہتا ہوں کہ میری بیوی سے میری محبت، مسیح کی اپنی کلیسیا سے محبت کی مانند ہو، نہ صرف عظمت میں بلکہ نیکی میں بھی، یعنی میری سب سے بڑی کوشش یہ ہو گی کہ وہ پاک ہو، صاف ہو اور آخر کار اُس بابرکت اور خوبصورت دُلہا کے حضور ایک مہربان اور جلالی دُلہن کے طور پر پیش کی جائے، جس میں نہ تو کوئی داغ ہو، نہ جُھری اور نہ ہی کوئی اَور عیب رکھتی ہو۔ میرے نجات دِہندہ نے کس قدر محنت سے اپنی کلیسیا کی پاکیزگی اور تجدید کے لئے کام کیا۔ وہ کتنی محبت سے اُسے پاک ہونے کی اِلتجا کرتا ہے۔ وہ کس قدر شدت سے اپنے باپ سے اِلتجا کرتا ہے کہ وہ اُسے پاک کر دے۔ کس قدر خوشی سے اُس نے اپنا دِل چھیدوایا اور اپنا خون بہایا تا کہ اُسے اُس کی ناپاکی سے پاک کرے۔ کتنی فراوانی سے وہ اپنا رُوح نازل کرتا ہے تا کہ اُسے پاکیزگی کی طرف مائل کرے۔ اُس کی پیدایش اِس لئے ہوئی تھی کہ وہ (کلیسیا) نئے سِرے سے پیدا ہو اور پاکیزہ بنے، اُس کی زِندگی اُس (کلیسیا) کے لئے پاکیزگی کی ایک مثال تھی اور اُس کی موت اُس کے لئے تقدیس کا ایک نیا خزانہ خریدنے کے لئے تھی۔ اُس نے "اپنے آپ کو اُس کے لئے دے دیا تا کہ اُسے ہر بدکاری سے چھڑا لے اور اپنے لئے ایک خاص قوم بنائے، جو نیک کاموں میں سرگرم ہو"۔ اُس کے احکام، اُس کی دُعائیں، اُس کے آنسو، اُس کا خون، اُس کی پیدایش، اُس کی زِندگی، اُس کی موت، اُس کا جی اُٹھنا اور اُس کی شفاعت، سب کچھ اُس کی پاکیزگی اور تقدیس کے لئے ہیں۔

اُس کا نام یسوع رکھا گیا، کیوں کہ وہ اپنے لوگوں کو اُن کے گُناہوں اور ناپاکی سے نجات دیتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو کامل نہیں سمجھتا جب تک اُس کا بدن (یعنی کلیسیا) آسمانی بادشاہی میں داخل نہ ہو۔ اَے میری رُوح! تُو کب اُس خُوبصورت اور زِندہ مثال کی پیروی کرے گی؟ کب تُو خدا کے حضور دُعا میں جاں فشانی کرے گی اور اپنی بیوی کو قائل کرنے میں دِل سے کوشش کرے گی کہ وہ پاکیزہ بن جائے؟ کیا تیرا دِل دُکھ سے نہیں تڑپتا کہ تیرا محبوب، جسے تُو نے سب سے زیادہ چاہا، وہ خدا کے شدید غضب اور نفرت کا شکار ہو، کہ تیری جوانی کی ساتھی، جو تیرے پہلو میں لیٹی رہی اور جسے تُو نے بارہا گلے لگایا، وہ خوف ناک شیاطین کی ساتھی بن جائے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگ اور گندھک کی جھیل میں پڑی رہے۔ کیا تُو اپنی بیوی کو ہلاکت کے راستے پر دوڑتے ہوئے اور جہنم کی طرف جاتے ہوئے دیکھ سکتا ہے اور کیا تُو اُسے کبھی خبردار نہ کرے گا، یا اُس سے نہ پوچھے کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہے؟ کیا یہی تیرے دوست کے ساتھ تیری

مہربانی ہے ؟ اَفسوس! کہاں ہے تیرا درد، کہاں ہے تیری محبت ؟ اَے خداوند، چونکہ تُونے مجھے گھر کا سربراہ مقرر کیا ہے، تو ہدایت دینے اور راہ دِکھانے میں میری مدد فرما تاکہ مَیں تیرے حضور عاجزانہ دُعا کے ساتھ حاضر ہو سکوں اور اپنی بیوی سے محبت و سنجیدگی کے ساتھ خیر خواہی و نصیحت کے کلمات کہہ سکوں، تاکہ مَیں اپنی خدمت میں وہ کچھ بن سکوں جو تیرا بیٹا اپنے کفارے سے بن چکا ہے، یعنی اپنے جسم (کلیسیا) کا نجات دِہندہ۔

میرے باپ کے گھر میں ایک عظیم اُلشان ضیافت چل رہی ہے اور وہ گھر ابھی بھرا نہیں ہے، اب بھی گنجایش ہے، وہاں پر کسی چیز کی کمی نہیں ہے سوائے، شریک ہونے والوں کے، تو کیا مَیں اپنے اِتنے قریبی ساتھی کو، اُس علم سے محروم رہنے دوں، جہاں زِندگی کی روٹی موجود ہے اور وہ بھوک سے مَر جائے ؟ اَے خدا! تُونے مجھ پر جو مہربانی کی ہے اُس مہربانی کے باعث، مجھے اُس کو سمجھانے کی توفیق عطا فرما اور وہ مہربانی جو تُو اُس پر کرنا چاہتا ہے اُس کے باعث، مجھے کامیابی عطا فرما، تاکہ وہ خود اِس بات کو محسوس کرے کہ تو کیسا مہربان اور رحیم ہے۔

مَیں چاہتا ہوں کہ فطری طور پر محبت اور مٹھاس کا شہد بانٹ سکوں، لیکن جب خدا کے خلاف گُناہ کو دیکھوں تو تنبیہ کا ڈنگ بھی مار سکوں، تاکہ مَیں اپنی بیوی کے ساتھ ہر بات میں تحمل سے پیش آؤں، سوائے گُناہ کے۔ اگر مَیں اُس کی جسمانی بیماریوں کو بڑھاوا دوں، تو مَیں اُس کے بدن کو ہلاک کر دیتا ہوں، اور اگر مَیں اُس کی رُوحانی بیماریوں کو سہارا دُوں، تو مَیں اُس کی رُوح کو ہلاک کر دیتا ہوں، تو کیا مَیں منحوس محبت کی وجہ سے اور اپنے خوش کُن اَلفاظ سے اُس نہ بجھنے والی آگ میں دھکیل دوں ؟ اَے خدا! مجھے نہ صرف اُس کی کمزوریوں پر چشم پوشی کرنے اور دُنیا کی نظر سے چھپانے کی توفیق دے، بلکہ اگر وہ کسی گُناہ کی مرتکب ہو، تو اِس گُناہ کو اُس کے سامنے رکھنے کی ہمت دے، تاکہ اَے خداوند تُو اُسے معاف کر سکے، اَے خداوند! مجھے توفیق دے کہ مَیں اُس کی پاکیزہ نصیحتوں کو سُنوں اور یہ سمجھوں کہ تُو میرے ساتھ اُس کے ذریعے بھی کلام کر رہا ہے، جیسے کہ مَیں بھی چاہتا ہوں کہ وہ بھی میری باتوں کو سُنے، لیکن مجھے توفیق دے کہ مَیں کبھی بھی کسی ناپاک مشورے کے آگے سر نہ جھکاؤں، تاکہ ایسا نہ ہو کہ تو مجھے بھی ویسے ہی عدالت میں کھڑا کرے، جیسے تُونے آدم کو اُس وقت کیا تھا، جب اُس نے اپنی بیوی کی بات مان کر گُناہ کیا۔

مَیں یہ نہیں چاہتا کہ میری حالت اُن شوہروں جیسی ہو، جو اپنی بیویوں کے ساتھ حیوانوں جیسا سلوک کرتے ہیں، جو کہ اِزدِواجی زِندگی کو شہوت پرستی اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کے علاوہ اَور کچھ نہیں سمجھتے، اپنی بیویوں کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کرتے اور اُنہیں اُن کی ظاہری ضرورت کی چیزیں بھی مہیا نہیں کرتے، لیکن یہ میری دِلی خواہش ہے کہ میرا وجود اور میرا مال، اُس کے لئے تندرستی کے وقت راحت اور بیماری میں تقوِیت کا باعث بنے اور ہر وقت اُس کی خدمت کے لئے حاضر ہو، اگرچہ یہ سب نہ تو اُس کے تکبر کو بڑھانے اور نہ ہی کسی گُناہ کو ہوا دینے کے لئے ہو بلکہ ایک متوازن انداز میں نیک نیتی کے ساتھ اُس کی بھلائی کے لئے ہو۔ جب خدا نے اپنی ذات کو میری رُوح کے لئے دے دیا، تو اپنا سب کچھ بھی دے دیا، میرے لئے کچھ بھی زیادہ نہ سمجھا، تو کیا مَیں، جس نے اپنے آپ کو اُس (بیوی) سے کبھی دریغ نہیں کیا، اُس کے لئے کسی چیز کو زیادہ سمجھوں گا؟ اور اگر وہ جہیز لائی تھی تو وہ کہاں گیا؟ کیا وہ اُس کی محرومی اور غربت خریدنے میں اِستعمال ہوا؟ اور اگر وہ کچھ بھی نہ لائی ہو، تب بھی وہ میری بیوی ہے اور فطرت بھی اور کلامِ مقدّس بھی مجھے یہ حکم دیتا ہے کہ مَیں اُس کی ضروریات کو اپنی اِستطاعت کے مطابق پورا کروں۔ کاش! مَیں اُس کے لئے اَلقانہ کی مانند بن جاؤں جو حنّہ کے لئے دس بیٹوں سے بہتر اور سب رِشتوں سے بڑھ کر تھا۔ اَے خداوند، جب تک مَیں زندہ ہوں، مجھے اِتنا محبت کرنے والا اور محنتی بنا دے کہ مَیں خود تو محرومی برداشت کر لوں، لیکن میری بیوی کو کسی چیز کی کمی نہ ہو۔ نہ تو اُس کے بدن کو کبھی خوراک یا لباس کی کمی نہ ہو اور نہ ہی اُس کی رُوح کو تیری خوش خبری کے دستر خوان کی یا تیرے بیٹے کی راست بازی کے لباس کی۔ اور جب میں مَر جاؤں، تو چاہے مَیں کسی کو بھی نظر انداز کروں، لیکن اگر تیری پروردگاری اور مہربانی سے مجھے یہ توفیق ملے تو میری یہ دُعا ہے کہ مَیں اُس کے لئے ایک آرام دہ گُزر بسر کا بندوبست کر جاؤں، تاکہ مَیں جب آسمان پر خوش ہوں، تو میری بیوی زمین پر میری نالائقی کے باعث بد حال نہ ہو۔ اور اگر تیری یہ مرضی ہے کہ مَیں مفلسی میں مَروں، کیوں کہ تیرے فضل سے، میری میراث اِس دُنیا میں نہیں، تو مجھ پر یہ رحم فرما کہ مَیں اپنے یتیم بچوں کو تیرے حوالے چھوڑ جاؤں، اور اپنی بیوہ بیوی سے کہہ سکوں کہ تُو خداوند پر بھروسا رکھ۔ اَے میرے خداوند! ناراض نہ ہونا، کیوں کہ مَیں اُس کے لئے تھوڑا اور عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مَیں جس حالت میں بھی یہ دُنیا چھوڑوں، میری یہ آرزُو ہے کہ مَیں اپنی

بیوی کو وہ حصہ چھوڑ کر جاؤں، جو بظاہر تو غریب، لیکن در حقیقت دولت مند لاوی کا حصہ تھا، یعنی اگرچہ اُسے زمین پر کوئی میراث یا جائیداد نہ بھی ملے (گنتی ۱۸:۲۰) تو بھی تُو اَے خداوند اُس کے پیالے کا حصہ اور اُس کی میراث کا بخرہ ٹھہرے۔ تب، اُس کے لئے قرعے خوشگوار جگہوں میں پڑیں گے اور وُہ ایک عمدہ میراث کی وارث ہو گی۔

دیکھو، مَیں نے خداوند سے بات کرنے کی جسارت کی ہے، حالانکہ مَیں صرف خاک اور راکھ ہوں۔ اَے میرے خداوند! ناراض نہ ہونا، مَیں بس ایک بار اور عرض کرتا ہوں: مجھے ایسے فضل سے آراستہ کر دے، جو اِس رِشتے (شوہر ہونے) کے لائق ہو، جیسے دُلہا زیوروں سے سجا ہوتا ہے، تاکہ جب مَیں شوہر نہ رہوں تو یہ جان سکوں کہ برّہ کی دُلہن ہونا کیا ہوتا ہے (ہوسیع ۲:۱۹) جیسا کہ مَیں اِس ناقص حالت میں نہیں کرتا، جہاں تُو نے مجھے صرف راست بازی، اِنصاف کے ساتھ اور محبت و رحمت سے اپنے ساتھ منسوب کیا ہے اور جب تک میں بدن کے وطن میں ہوں خدا کے ہاں سے جِلا وطن ہو، لیکن اُس اعلیٰ ترین مقام پر جہاں تُو ہمیشہ کے لئے مجھے اپنے ساتھ منسُوب کرے گا، ایسا نہیں ہو گا۔ مجھے اپنے شیریں ترین بوسوں سے بوسہ دے، رات بھر مجھے اپنے سینے سے لگائے رکھ، جہاں خوشی اور شادمانی کی آواز ہے، جو کہ ایک سچی دُلہن اور ایک سچے دُلہا کی آواز ہے، جہاں پر وہ لوگ پُکارتے اور گاتے ہیں، رب الافواج کی حمد کرو ، کیوں کہ خداوند بھلا ہے اور اُس کی شفقت اَبدی ہے۔ آمین![۵۲۴]

---

[524] . Swinnock, 1:497–502.

کتابیات

Primary Sources

Adams, Richard. “What Are the Duties of Parents and Children; and How Are They to Be Managed According to Scripture?” In Puritan Sermons, 1659–1689, 2:303–358. Wheaton, Ill.: Richard Owen Roberts, 1981.

Allestree, Richard. The Whole Duty of Man, 244–52, 258–64. London: W. Pickering,1842.

Ambrose, Isaac. “Family Duties.” In The Practice of Sanctification. In Works of Isaac Ambrose, 130–36. London: Thomas Tegg, 1829.

Ames, William. Conscience with the Power and Cases thereof, 156–59, 196–211. Book 5, Chapters 21–22, 35–38. 1639. Facsimile reprint, Norwood, N.J.: Walter J. Johnson, 1975.

B., D. An Antidote Against Discord Betwixt Man and Wife. 1685. Reprint, Warrenton, Virginia: Edification Press, 2013.

B., Ste. Counsel to the Husband; to the Wife Instruction: A Short and Pithy Treatise of Several and Joynt Duties, Belonging unto Man and Wife, as Counsels to the One, and Instructions to the Other; for Their More Perfect Happiness in This Present Life, and Their Eternal Glorie in the Life to Come. London: by Felix Kyngston, for Richard Boyle, 1608.

Baxter, Richard. A Christian Directory, Part II: Christian Economics, Chapters 1–22, in The Practical Works of Richard Baxter, 1:394–493. Morgan,Pa.: Soli Deo Gloria, 1996.

. The Godly Home, edited by Randall J. Pederson. Wheaton, Ill.: Crossway Books, 2010. (Modernized excerpt from A Christian Directory.).The Poor Man's Family Book, in The Practical Works of Richard Baxter, 4:165–289. Morgan, Pa.: Soli Deo Gloria, 1996.

Bayly, Lewis. The Practice of Piety: Directing a Christian How to Walk, that He May Please God, 143–49. Morgan, Pa.: Soli Deo Gloria, 1994.

Bayne, Paul. An Entire Commentary upon the Whole Epistle of St. Paul to the Ephesians, 337–64. 1866. Reprint, Stoke-on-Trent, U.K.: Tentmaker, 2001.

Bolton, Robert. General Directions for a Comfortable Walking with God, 262– 81. Morgan, Pa.: Soli Deo Gloria, 1995.

Boston, Thomas. "Duties of Husband and Wife." In The Works of Thomas Boston, edited by Samuel M'Millan, 4:209–218. Wheaton, Ill: Richard Owen Roberts, 1980.

Bourne, Immanuel. A Golden Chain of Directions, with Twenty Gold-links of Love, To Preserve Love Firm between Husband and Wife, During Their Lives. London: by J. Streater for George Sanbridge, 1669.

Bunyan, John. Christian Behaviour. In The Works of John Bunyan, edited by George Offor, 2:557–62. 1854. Reprint, Edinburgh: Banner of Truth, 1991.

Byfield, Nicholas. An Exposition Upon the Epistle to the Colossians, 346–61. 1866. Reprint, Stoke-on-Trent, U.K.: Tentmaker, 2007.

Cawdrey, Daniel. Family Reformation Promoted. In Anthology of Presbyterian and Reformed Literature, Volume 4, 54–73, edited by Christopher Coldwell. 1655. Reprint, Dallas: Naphtali Press, 1991. [Cooke, Edward.] The Batchelor's Directory: Being a Treatise of the Excellence of Marriage. London: Richard Cumberland and Benjamin Bragg, 1694.

Davenant, John. Colossians, translated by Josiah Allport, 2:151–95. A Geneva Series Commentary. 1831. Reprint, Edinburgh: Banner of Truth, 2005.

Dod, John. A Plain and Familiar Exposition of the Ten Commandments, 166–86, 199–209. London: Thomas Man, Paul Man, and Jonah Man, 1632.

Dod, John and Robert Cleaver. A Godly Form of Household Government. London: Thomas Man, 1612. (First published by Robert Cleaver in 1598, then revised by John Dod)

Doolittle, Thomas. "How May the Duty of Daily Family Prayer Be Best Managed for the Spiritual Benefit of Every One in the Family?" In Puritan Puritans on Marriage and Family: Bibliography 261 Sermons, 1659–1689, 2:194–272. Wheaton, Ill: Richard Owen Roberts,1981.

Durham, James. "Family Worship." In A Practical Exposition of the Ten Commandments, edited by Christopher Coldwell, 221–36. Dallas: Naphtali Press, 2002.

Durham, William. A Serious Exhortation to the Necessary Duties of Family and Personal Instruction. London: by Tho. Newcomb, 1659.

Gataker, Thomas. "A Marriage Prayer," "A Good Wife God's Gift," "A Wife in Deed," and "Marriage Duties," in Certain Sermons, 2:116–208. London: John Haviland, 1637.

Goodwin, Phillip. Religio Domestica Rediviva: Or, Family Religion Revived. London: by R. and W. Leybourn, for Andrew Kemb and Edward Brewster, 1655.

Gouge, Thomas. Christian Directions, Shewing How to Walk with God All the Day Long, 131–48. London: R. Ibbitson and M. Wright, 1661.

Gouge, William. Building a Godly Home, edited by Joel R. Beeke and Scott Brown. 3 vols. Grand Rapids: Reformation Heritage Books, 2013–2014. (Modernized version of Domestical Duties.). Of Domestical Duties, edited by Greg Fox. 1622. Reprint, Pensacola: Puritan Reprints, 2006.

Greenham, Richard. A Godlie Exhortation, and Fruitfull Admonition to Virtuous

Parents and Modest Matrons. Describing the Holie Life, and Blessed Institution of that Most Honorable State of Matrimonie, and the Increase of Godlie and Happy Children, in Training Them Up in Godly Education, and Household Discipline. London: N. Ling, 1584. "Of the Good Education of Children." In The Works of the Reverend and Faithfull Servant of Jesus Christ M. Richard Greenham, edited by

H. H., 159–68. 1599. Facsimile reprint, Amsterdam: Theatrum Orbis Terrarum, 1973. "A Treatise of a Contract before Marriage." In The Works of the Reverend and Faithfull Servant of Jesus Christ M.

Richard Greenham, edited by H. H., 288–99. 1599. Facsimile reprint, Amsterdam: Theatrum Orbis Terrarum, 1973.

Greenhill, William. An Exposition of Ezekiel, 441–43. Edinburgh: Banner of Truth, 1994.

Halyburton, Thomas. "The Christian's Duty, with Respect to Both Personal and

Family Religion." In The Great Concern of Salvation. In The Works of Thomas Halyburton, 2:368–403. Aberdeen: James Begg Society, 2001.

Hamond, George. The Case for Family Worship. Orlando: Soli Deo Gloria, 2005.

Henry, Matthew. Family Religion: Principles for Raising a Godly Family. Rossshire, Scotland: Christian Focus, 2008.

Heywood, Oliver. The Family Altar. In The Whole Works of the Rev. Oliver Heywood. Reprint, Morgan, Pa.: Soli Deo Gloria, 1997.

Hildersam, Arthur. Dealing with Sin in Our Children, edited by Don Kistler. Morgan, Pa.: Soli Deo Gloria, 2004.

Hopkins, Ezekiel. An Exposition upon the Commandments. In The Works of Ezekiel Hopkins, ed. Charles W. Quick, 1:413–26. 1874. Reprint, Morgan, Pa.: Soli Deo Gloria, 1995.

Koelman, Jacobus. The Duties of Parents, translated by John Vriend, edited by M. Eugene Osterhaven. Classics of Reformed Spirituality. Grand Rapids: Reformation Heritage Books, 2003.

Lawrence, Edward. Parent's Concerns for Their Unsaved Children, edited by

Don Kistler. Morgan, Pa.: Soli Deo Gloria, 2003.

Lye, Thomas. "What May Gracious Parents Best Do for the Conversion of Those Children Whose Wickedness Is Occasioned by Their Sinful Severity or Indulgence?" In Puritan Sermons, 1659–1689, 3:153–84. Wheaton, Ill.: Robert Owen Roberts, 1981.

Manton, Thomas. "Sermons Upon Ephesians V." In The Works of Thomas Manton, 19:436–76. 1870. Reprint, Birmingham: Solid Ground Christian Books, 2008."A Wedding Sermon." In The Works of Thomas Manton, 2:162–72.1870. Reprint, Birmingham: Solid Ground Christian Books, 2008.

Maynard, John. The Beauty and Order of the Creation. Together with Natural and Allegorical Meditations on the Six Dayes Works of the Creation,175–84. London: William Gearing, 1668.

Mather, Cotton. A Family Well-ordered: Or, An Essay to Render Parents and Children Happy in One Another, edited by Don Kistler. Morgan, Pa.: Soli Deo Gloria, 2001. (Previously reprinted Bellville, Tex.: Sower's Seed, 1995.) Puritans on Marriage and Family: Bibliography 263. Help for Distressed Parents, edited by Don Kistler. Morgan, Pa.: Soli Deo Gloria, 2004.

Norman, John. Family-governors Persuaded to Family-godliness. London: by A. Maxey, for Samuel Gellibrand, 1657.

Perkins, William. Christian Oeconomy. In The Work of William Perkins, edited by Ian Breward, 416–39. Appleford, England: Sutton Courtenay Press, 1970.

A Golden Chaine, in The Workes of that Famous and Worthie Minister

of Christ, in the Universitie of Cambridge, M. W. Perkins, 1:60–61.London: John Legate, 1608.

Petter, George. A Learned, Pious, and Practical Commentary Upon the Gospel

According to St. Mark, 703–713. London: Printed by F. Streater, 1661.

Reyner, Edward. Considerations Concerning Marriage: The Honor, Duties, Benefits, Troubles of it. Whereto are added, 1) Directions in two particulars: a. How they that have wives may be as if they had none. b. How to prepare for parting with a dear yoke-fellow by death or otherwise. Resolution of this Case of Conscience: Whether a man may lawfully marry his wive's sister? London: by J. T. for Thomas Newbery, 1657.

Robinson, John. "Of Marriage," and "Of Children and Their Education." In New Essays, Or Observations Divine and Moral. In The Works of John Robinson, edited by Robert Ashton, 1:236–50. 1851. Reprint, Harrisonburg, Va.: Sprinkle, 2009.

Rogers, Daniel. Matrimonial Honor. 1642. Reprint, Warrenton, Virginia: Edification Press, 2010.

Scudder, Henry. The Godly Man's Choice. London: Matthew Simmons for Henry Overton, 1644.

Secker, William. "The Wedding Ring, A Sermon," printed with The Nonsuch Professor in His Meridian Splendour; Or, The Singular Actions of Sanctified Christians, edited by Matthew Wilks, 245–69. Reprint, Harrisonburg, Va.: Sprinkle, 1997.

Smith, Henry. A Preparative to Marriage. In The Works of Henry Smith, 1:5–40. Reprint, Stoke-on-Trent, U.K.: Tentmaker Publications, 2002.

Steele, Richard. "What Are the Duties of Husbands and Wives towards Each Other?" In Puritan Sermons, 1659–1689, 2:272–303. Wheaton, Ill.:Richard Owen Roberts, 1981.264 Puritans on Marriage and Family: Stock, Richard. A Commentary Upon the Prophecy of Malachi, 168–91. In Richard Stock and Samuel Torshell on Malachi and Richard Bernard and Thomas Fuller on Ruth. 1865. Reprint, Stoke-on-Trent, U.K.: Tentmaker, 2006.

Stockton, Owen. A Treatise of Family Instruction. London: H. Brome, 1672.

Stuckley, Lewis. A Gospel Glass: Representing the Miscarriages of Professors, Both in Their Personal and Relative Capacities, 169–183. 1852. Reprint, Grand Rapids: Ebenezer Publications, 2002.

Swinnock, George. The Christian Man's Calling. In The Works of George Swinnock, 1:464–528. 1868. Reprint, Edinburgh: Banner of Truth, 1992.

Taffin, Jean. The Amendment of Life, 274–327. London: Georg. Bishop, 1595.

Whately, William. A Bride-Bush or A Wedding Sermon. 1617. Reprint, Norwood, N.J.: Walter J. Johnson, 1975. . A Care-Cloth or the Cumbers and Troubles of Marriage. 1624. Reprint, Norwood, N.J.: Walter J. Johnson, 1975.

Willard, Samuel. "Question LXIV: What Is Required in the Fifth Commandment?" In A Compleat Body of Divinity in Two Hundred and Fifty Expository Lectures on the Assemby's Shorter Catechism, 598–613. 1726. Reprint, New York: Johnson Reprint Corp., 1969.

Willet, Andrew. Hexapla in Genesin, that is, a Sixfold Commentary upon Genesis, 38, 41–44. London: by Tho. Creede, for John Norton, 1608.

Secondary Sources

Allen, Russell. "The Beautiful Mystery: Examining Jonathan Edwards' View of

Marriage. Bound Away: The Liberty Journal of History 1, no. 1 (2015), http://digitalcommons.liberty.edu/ljh/vol1/iss1/3, accessed February 3, 2016.

Anderson, Jody Kent. "The Church within the Church: An Examination of Family Worship in Puritan Thought." PhD diss., Mid-America Baptist Theological Seminary, 2009.

Arthur, J. Philip. "The Puritan Family." In The Answer of a Good Conscience, 75–94. London: Westminster Conference, 1997.

Bartlett, Robert M. The Faith of the Pilgrims: An American Heritage. New York: United Church Press, 1978.

Beeke, Joel R. Living for God's Glory: an Introduction to Calvinism. Lake Mary, Fla.: Reformation Trust, 2008.

Beeke, Joel R. and Mark Jones. A Puritan Theology: Doctrine for Life. Grand Rapids: Reformation Heritage Books, 2012.

Benson, Elisa Jill. "Richard Baxter's Teaching on the Family: Spheres of Soul Care and Sacrifice." Master's Thesis, Regent College, 2010.

Beougher, Tim. "The Puritan View of Marriage." Trinity Journal 10, no. 2 (1989): 131–60.

Braund, E. "Daily Life Among the Puritans." In The Puritan Papers: Volume One, 155–66. Edited by David Martin Lloyd-Jones. Phillipsburg, N.J.: P&R Publishing, 2000.

Bremer, Francis J. The Puritan Experiment: New England Society from Bradford to Edwards. New York: St. Martin's Press, 1995.

Bunge, Marcia J. The Child in Christian Thought. Grand Rapids: Eerdmans, 2001.

Byington, Ezra Hoyt. The Puritan in England and New England. Boston: Roberts Brothers, 1897.

Carpenter, Roy. "Sexual Politics in Eighteenth Century Pelham, Massachusetts: The Jonathan Edwards Clan, Divorce Law, and the Eleanor Gray Case." Jonathan Edwards Studies 1, no. 1 (2011): 22–44.

Chamberlain, Ava. The Notorious Elizabeth Tuttle: Marriage, Murder, and Madness in the Family of Jonathan Edwards. New York: New York University Press, 2012. Cliffe, J. T. The Puritan Gentry: The Great Puritan Families of Early Stuart England. London: Routledge & Kegan Paul, 1984.

Cooke, Kathy. "Generations and Regeneration: Sexceptionalism and Group Identity among Puritans in Colonial New England." Journal of the History of Sexuality 23, no. 3 (2014): 333–57.

Crampton, W. Gary. What the Puritans Taught. Morgan, Pa.: Soli Deo Gloria, 2003.

Daniels, Bruce C. "The Progress of Romance: Sex and Courtship." In Puritans at Play: Leisure and Recreation in Colonial New England, 125–40. New York: Palgrave Macmillan, 2005.

Davies, Gaius. "The Puritan Teaching on Marriage and the Family." The Evangelical Quarterly 27 (1955): 19–30.

Davies, Kathleen. "The Sacred Condition of Equality: How Original Were Puritan Doctrines of Marriage?" Social History 2, no. 5 (1977): 563–80.

Demos, John. A Little Commonwealth: Family Life in Plymouth Colony. New York: Oxford University Press, 1970. Doriani, Daniel. "The Godly Household in Puritan Theology, 1560–1640." PhD diss., Westminster Theological Seminary, 1985.

Durston, Christopher. The Family in the English Revolution. New York: Basil Blackwell, 1989.

Earle, Alice Morse. Customs and Fashions in Old New England. Detroit: Omnigraphics,1990. (Published earlier in New York: Charles Scribner's Sons, 1893)

Fleming, Rachel. "Those Loose Ladies: An Examination of Scandalous Puritan

Women in Massachusetts from 1635 to 1700." Master's Thesis, Salem State University, 2015.

Frye, Roland. “The Teachings of Classical Puritanism on Conjugal Love.” Studies
in the Renaissance 2 (1955): 148–59.

Graham, Judith. Puritan Family Life: The Diary of Samuel Sewall. Boston: Northeastern University Press, 2000.

Greven, Philip J. “Family Structure in Andover.” In Puritanism in Early America,
123–42. Edited by George M. Waller. Lexington, Mass.: D.C. Heath and Company, 1973.

Haller, William and Malleville. “The Puritan Art of Love.” Huntington Library Quarterly 5 (1942): 235–72.

Hambrick-Stowe, Charles E. “Ordering Their Private World: What the Puritans Did to Grow Spiritually.” Christian History 13, no. 1 (1944): 18.

Harrison, Graham. “Marriage, Divorce in Puritan Thinking.” In The Fire Divine,27–51. London: Westminster Conference, 1996.

Haykin, Michael. “A Puritan Wife.” Table Talk 36, no. 5 (May 2012): 36–37.

Hulse, Errol. Who Are the Puritans: And What Do They Teach? Darlington, England: Evangelical Press, 2000.

Johnson, James Turner. “The Covenant Idea and the Puritan View of Marriage.” Journal of the History of Ideas 32, no. 1 (1971): 107–18. Puritans on Marriage and Family: Bibliography 267. A Society Ordained by God: English Puritan Marriage Doctrine in the First Half of the Seventeenth Century. Nashville: Abingdon Press,1970.

Knappen, M. M. Tudor Puritanism: A Chapter in the History of Idealism. Chicago: University of Chicago Press, 1983. Lamson, Lisa Rose. “Strange Flesh in the City on the Hill: Early Massachusetts Sodomy Laws and Puritan Spiritual Anxiety, 1629–1699.” Master’s Thesis, Bowling Green State University, 2014.

Lane, Belden. “Two Schools of Desire: Nature and Marriage in Seventeenth Century Puritanism.” Church History, 69, no. 2 (2000): 372–402.

Leites, Edmund. “The Duty to Desire: Love, Friendship, and Sexuality in Some
Puritan Theories of Marriage.” Journal of Social History 15, no. 3 (1982): 383–408.

Mathes, Richard Perry. “English Puritan Attitudes toward Child-Rearing, 1560–1634.” PhD diss. Northeast Missouri State University, 1975.

Moran, Gerald and Maris Vinovskis. “The Puritan Family and Religion: A Critical Reappraisal.” William and Mary Quarterly 39, no. 1 (1982): 29–63.

Morgan, Edmund. The Puritan Family. Revised ed. New York: Harper & Row, 1966.

Morris, Michelle Jarrett. Under Household Government: Sex and Family in Puritan Massachusetts. Cambridge: Harvard University Press, 2012.

Ozment, Steven. When Fathers Ruled: Family Life in Reformation Europe. Cambridge: Harvard University Press, 1983.

Packer, J. I. A Quest for Godliness: The Puritan Vision of the Christian Life. Wheaton, Ill.: Crossway, 1990.

Parsons, Michael. "Marriage under Threat in the Writings of George Swinnock."

Scottish Bulletin of Evangelical Theology 20, no. 1 (2002): 29–50.

Ratner, Helen. "The Puritan Family." Child & Family 9, no. 1 (1970): 54–60.

Rutman, Darrett B. Winthrop's Boston: A Portrait of a Puritan Town, 1630–1649. New York: W. W. Norton Company, 1972.

Ryken, Leland. Worldly Saints: The Puritans as They Really Were. Grand Rapids: Zondervan, 1986.

Sather, Kathryn. "Sixteenth and Seventeenth Century Child-Rearing: A Matter of Discipline." Journal of Social History 22, no. 4 (1989): 735–43. 268 Puritans on Marriage and Family: Bibliography

Schucking, Levin Ludwig. The Puritan Family: A Social Study from the Literary Sources. New York: Schocken Books, 1970.

Schweitzer, Ivy. "John Winthrop's Model of American Affiliation." Early American Literature 40, no. 3 (2005): 441–69.

Setran, David. "Igniting the 'Family Sacrifice': Cotton Mather and Familial Christian Education in Puritan New England." Christian Education Journal 11, no. 2 (2014): 351–66.

Sisemore, Timothy. "From Doctrine to Practice: the Influence of the Doctrine of Original Sin in Puritan Child-Rearing." Children's Spirituality: Christian Perspectives, Research and Applications. Edited by D. Radcliffe and M. McQuitty. Eugene, Ore.: Cascade Books, 2004.

Stewart, Carole Lynne. "A Revolutionary Marriage Deferred." In Strange Jeremiahs: Civil Religion and the Literary Imaginations of Jonathan Edwards, Herman Melville and W.E. DuBois. Albuquerque: University of New Mexico Press, 2010.

Stone, Lawrence. The Family, Sex and Marriage in England, 1500–1800. New York: Harper & Row, 1977.

Todd, Margo. "Humanists, Puritans and the Spiritualized Household." Church History 49, no. 1 (1980): 18–34.

Ulrich, Laurel Thatcher. "Good Wives: A Study in Role Definition in Northern

New England, 1650–1750.” PhD diss. University of New Hampshire,1980.Vaughan, David J. A Divine Light: The Spiritual Leadership of Jonathan Edwards.Nashville: Cumberland House, 2007.

Verduin, Kathleen. “Our Cursed Natures: Sexuality and the Puritan Conscience.” New England Quarterly 56, no. 2 (1983): 220–37.

Weisberg, Kelly. “Under Greet Temptations Heer: Women and Divorce in Puritan Massachusetts.” Feminist Studies 2, no. 2 (1975): 183–93.

Westerkamp, Marilyn. “Puritan Women, Spiritual Power, and the Question of Sexuality.” In The Religious History of American Women, 51–72. Edited by C. Brekus. Chapel Hill: University of North Carolina Press, 2007.

Wiebracht, Ben. “First Cousin Marriage in Tudor and Stuart England, 1540–1688.” Journal of Family History 40, no. 1 (2015): 24–38.

”آج پیوریٹن (Puritans) میں بڑھتی ہوئی دلچسپی کی وجہ اُن کی غیر معمولی دین داری اور پاک صحائف کے فہم و فراست کی گہرائی میں پنہاں ہے۔ مَیں اس کتابی سلسلے کا خیر مقدم کرتا ہوں جو ہماری دَور میں انتہائی اہم مگر اکثر نظر انداز کیے جانے والے موضوعات پر پیوریٹنز کی تعلیمات کو اَور زیادہ قابلِ رسائی بنا رہا ہے۔“ (آر۔ سی۔ سپرول، بانی، لیگنئیر منسٹریز)

”ایک ایسے وقت میں جب معاشرہ شادی کی تعریف و توضیح کے بارے میں ثقافتی ابہام کا شکار ہے، جوئیل بیکی اور جیمز لا بیل کی یہ فرحت بخش تصنیف سامنے آتی ہے جو تمام مسیحیوں کو خدا کے مقرر کردہ اس ادارے کے بارے میں پیوریٹنز کی دانائی کی روشنی میں بائبلی نقطۂ نظر پیش کرتی ہے۔ دین داری میں شادی اُن شوہروں اور بیویوں کے لیے یکساں مفید ہے جو کئی سالوں سے شادی شدہ ہیں اور اُن کے لیے بھی جو زندگی کے اِس سفر کا ابھی آغاز کر رہے ہیں۔ اس کتاب سے مستفید ہوں تاکہ آپ اپنی اِزدِواجی زندگی میں دوبارہ نئی تازگی اور نئی خوشی محسوس کریں، اَور مل کر خدا کے جلال کے لیے زندہ رہنے کی کوشش کریں“ (سٹیون جے۔ لاسن، صدر، ون پیشن منسٹریز، ڈلاس، ٹیکساس)۔

”یہ کتاب ایک حقیقی خزانہ ہے۔ یہ نہ صرف پیوریٹنز کی گہری الٰہیاتی بصیرت کے ذریعے شادی پر روشنی ڈالتی ہے بلکہ بیک وقت موجودہ دَور کے شادی شدہ جوڑوں کو بائبلی بنیادوں پر عملی اور لازوال رہنمائی بھی فراہم کرتی ہے۔ مسیح مرکوز اور بائبلی تعلیمات پر مبنی یہ کتاب اُن لوگوں کے لیے بھی یکساں طور پر قیمتی ہے جو شادی کے بارے میں سوچ رہے ہیں اور اُن کے لیے بھی جو کئی دہائیوں سے شادی شدہ ہیں۔ اِس کتاب میں کتاب خدا کی بادشاہی اور انسانی تجربے کی ایک بنیادی ترتیب کے بارے میں نہایت مفید اور دین داری سے بھرپور رہنمائی ہے“ (انتھونی ٹی۔ سلواجیو، خادم، لیکچرار، اور شادی کے بارے میں بائبل کی تعلیم کے مصنف)۔

”یہ کتاب ایک ثابت شدہ مگر کم معروف حقیقت ہے کہ پیوریٹنز نے شادی کو رومی کلیسیا کی بے کیف و رہبانیت سے نجات دی اور اُسے اِس کی مکمل، بائبلی، مسیح مرکوز حیثیت میں بحال کیا—جو تخلیقی خوشیوں، لذتوں اور ذمہ داریوں سے بھرپور ہے۔ اس کتاب میں نامور پیوریٹن عالم اور خدام جوئیل بیکی اور جیمز لا بیل نے اُنیتس پیوریٹنز کی تحریروں سے قیمتی گوہر نکال کر نہایت خوبصورتی سے ابواب اور ذیلی عنوانات کی صورت میں ترتیب دیا ہے (گہرے مطالعے کے سوالات کے ساتھ)—اور یہ سب کچھ صرف 'عملی پاسبانوں کے ہنر سے ممکن تھا۔ پیوریٹنز خدا کے کلام پر مرکوز عظیم و باصلاحیت ادیب بھی تھے، اور یہ ابواب یادگار الٰہیات اور قابلِ عمل نصائح سے بھرے ہوئے ہیں۔ مجھے اس کتاب کی تعریف کرنے میں واقعی خوشی محسوس ہوتی ہے“! (آر۔ کینٹ ہیوز، سینیئر پاسٹر ایمریٹس، کالج چرچ ویٹن، النوئے؛ وزٹنگ پروفیسر آف پریکٹیکل تھیولوجی، ویسٹ منسٹر سیمنری فلڈلفیا)۔

جوئیل آر۔ بیکی (JOEL R. BEEKE): صدر اور پروفیسر آف باقاعدہ علمِ الٰہی و علم الوعظ، پیوریٹن ریفارمڈ تھیولاجیکل سیمنری، گرینڈ ریپڈز، مشیگن
جیمس اے۔ لا بیل (JAMES A. LA BELLE): پاسٹر، پریسبیٹیرین چرچ آف کیپ گاڈ، میساچوسٹس

REFORMATION HERITAGE BOOKS
UCRT URDU CENTER FOR REFORMED THEOLOGY
اُردو سنٹر فار ریفارمڈ تھیولوجی